

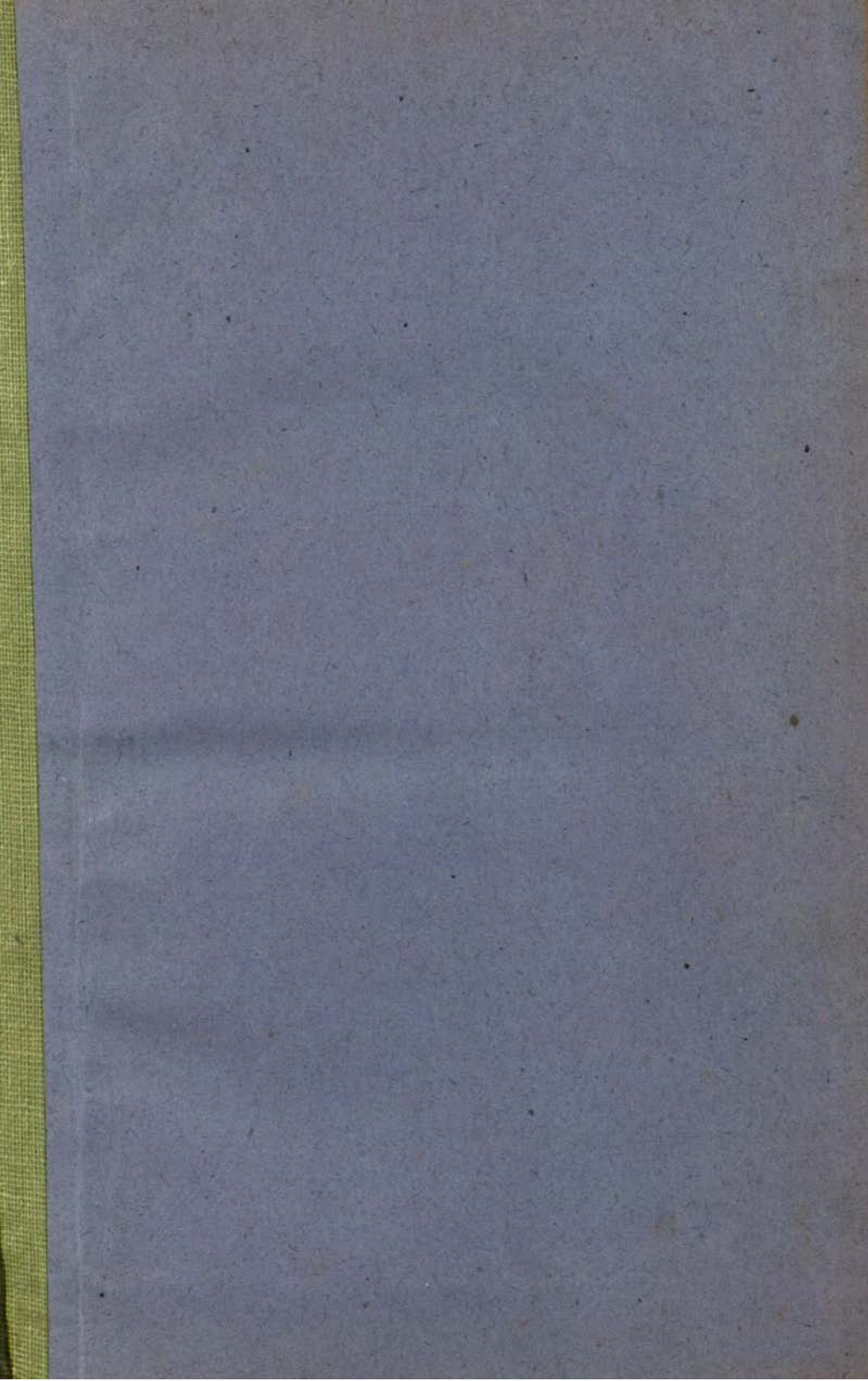
GOVERNMENT OF INDIA  
ARCHÆOLOGICAL SURVEY OF INDIA  
ARCHÆOLOGICAL  
LIBRARY

---

ACCESSION NO. 5695

CALL No. 213.05441/Sye

D.G.A. 79







107

ACCAN.

5695

D 10

# ASAR-UUS-SANADID,

Acc 5695 i. e.

The first literary venture

OF

Jawad-ud-dowla Arif-i-Jang

Dr. Sir Syed Ahmad Khan,

the respective merits of the first and  
second edition of which have now  
been collected in this edition

BY

Mohammad Fahmatulla Rad,

PRINTED IN

Card

THE NAMI PRESS, CAWNPORE

913.05441

Sye 1904.



CENTRAL ARCHÆOLOGICAL  
LIBRARY, NEW DELHI.

Acc. No. .... 5695 .....

Date. .... 6/3/57. ....

Call No. .... 913.05 / Del / S. M. ....

acc

5th. In the fir



## THE FACTS CONNECTED WITH THE FAMILY OF THE AUTHOR OF THIS WORK.

— 10: —

The Native Place of the Ancestors of the Author, is Arabia. They removed afterwards to Herat—and during the reign of Emperor Akbar Julahooden, they came into India. Ever since that period, they have enjoyed Royal titles and dignity.

It is almost useless to advert to particulars of times immemorial, I shall therefore recite a few of recent date. That during the time of Ameer-ooddeen Alamgeer Khan, the grandfather of the Author received the title of Jawud-ood-Dowlah—Jawud Ally Khan Bahadar, received the munsub of Hazardarah, and 500 horsemen—and that the brother of his grandfather received the same munsub with the title of Koobad Ally Khan Bahadar. After the death of the Author's grandfather, the same degree of munsub at the time of Shah Allum, continued to Syed Mohamed Moutuke Khan Bahadar, the father of the Author—and that after his demise, the same hereditary title was conferred on the Author.

That the maternal grandfather of the Author enjoyed the title of Nawab Dubbeer-ood-Dowlah Ameen-ool-Moolk Khwaja Farreed-ooddeen Ahmed Khan Bahadar Moosleh Jung. That whilst the British were in Bengal, and their rule was not introduced in Upper India—and when the Vakeel of the King of Persia was killed in Bombay in an attack—it became urgent for the British Government to send a Vakeel as a deputation to Persia, and the Author's grandfather (abovenamed) was sent for the high office. On his return, after fully completing the mission, he was appointed a full Political Agent. After his later years, he held the office of Prime Minister to the King of Delhi.

That the Author's maternal grandfather was a special friend of General Sir David Ochterlony always visited him on friendly terms—and on his demise, Sir Edward Colebrooke, Bart. paid the family a visit of condolence.

## PREFACE.

That this work *Asar-us-Sunnadeed*, was first composed by the Author, and published in the year, 1846 and 1847, A. D. The reason for composing the 2nd Edition was this—

That the first Edition of this work was taken by Mr. A. A. Roberts, to England, and presented to the Royal Asiatic Society, and met the approbation of its members—and Colonel Saxxon, a member of the Court of Directors, asked Mr. Roberts to translate the work into English. On that Gentleman's returning to his office in Delhi, made a translation of the work with the aid of the Author—it then appeared necessary to render the work still better with additions and necessary corrections.

That the Author begs to offer respectfully, his humble gratitude, to Mr. Roberts and Colonel Saxxon, who have patronised him, and he considers that it is through their kindness, that he has been able to complete this work, which he thinks will maintain his name for ages to come.

That the author also considers his duty to offer his gratitude to Mr. Edward Thomas, through whose aid and kindness he has been able to put the work in Type.

That the present Edition, contains the following additions and ameliorations.

1st. The first chapter of this Edition is a new addition altogether (which the first Edition did not contain), and contains a brief History of the first population of all India, and particulars respecting the Capital or Seat of Empire, during the old and new reigns.

2nd. The second chapter of the first Edition contained only an account of the Fort built by Shah Jehan. But the 2nd Edition, contains a full account of that Fort, as well as of all the Fortresses erected ever since the City of Delhi was first populated.

3rd. What the 1st and 3rd chapters of the 1st Edition contained—are to be found in the 3rd chapter of the 2nd Edition, together with additional particulars respecting the old Buildings.

4th. In the 1st Edition, there were 2 faults, viz., one was this—that particulars respecting some of the old Buildings were not then satisfactorily ascertained—and 2ndly some errors existed in their description. The necessary corrections, &c., are however made in the 2nd Edition.

5th. In the first Edition, the description of the Buildings was given; but in the new or 2nd Edition, the dates of the Buildings are given.

6th. In the first Edition it was inserted from where the particulars were collected or gathered. But on the margin of the present Edition—the names of the Historical Books are quoted.

7th. This Edition contains another thing of great moment, viz.—The Inscriptions found on the Buildings, are copied and inserted in the new Edition in their very original form.



نقل کتبہ نمبر ۳۱ بسم الله الرحمن الرحيم وظیفہ حمد دعا شہ عجاویران حضرت  
 و ساکنان روضہ اش بان قیام نمایند شاکد اوند که مقربان درگاه اوید و آخرت رفیع و  
 و نقد آن دل پیکران کل لاصرف بارگاه او فرموده و در دو فقر و تحیات شاکر و بسم الله  
 منقش فیروزه شروال اصحاب باطن را و اصل و متواصل با و بحضورت محو الخیرات و بشارت  
 البریات توفیق آن را رفیق حضرت هدایت مرتبت محمدت صفوت محمد علی حسنی مشرب حنی  
 علی سادات عظام خلاصه انقیاء کرام عیسی عالم تجوید موسی کوہ عزلت و تقویہ المزیه من عند الله  
 الغنی قلبا للثرو الطریقه سید حسنی الحسینی کرد ایند تا این بقعه شریف و منزل الطیفه  
 فوده وصیت موده چون مدت حیاتش قیامت پیونده یاد لیساید و بشارت اذ خلوع  
 بسلام زمین مشرب کردید و بسو خدیوہ قدس روضہ اش پرواز نماید مقبره قاضی الانوار  
 حضرت ابن نقیہ نامہ ارباب و کان اتمام هذه البقعة فی شہور سنہ اربع و اربعین و تسع مائة  
 نقل کتبہ نمبر ۳۲ بسم الله الرحمن الرحيم تمام شد این باور و پند دروازه شد  
 در سنہ نہ صد پنجاه و هشت ہجری ہ بروح محمد مصطفی رسول رکاء حضرت الہ در زمان  
 عادل اسلام شاہ بن شہر شاہ بنا کرد کارکن دین از جملہ پیشہ خواجہ عماد الملک عرف  
 عبد الله لا ذرقیشہ بندہ کارکن ماوری امید و ارغنائت و مرحمت کرد  
 بسم الله الرحمن الرحيم در عہد وزان سلطان السلاطین ابو الظفر اسلام شاہ ہر  
 شہر شاہ خدا الله ملکہ و سلطانہ بنا کرد این چاہ بتوفیق الہ بروح رسول الله ملک عادل الملک  
 عرف خواجہ عبد الله لا ذرقیشہ بدار الملک حضرت دہلے فی سنہ اثنی و خمیس و ثمان





913.05441

Sye.



آثار پیدیدار  
 کتاب  
 از نقش و نگار در دیوار شکسته

# آثار پیدیدار

جواد الدوله عارف جنگ ڈاکٹر سر سید احمد خان بہادر (غفلہ کی ۱۳۱۵ھ)

ابتدائی تصنیف

5695

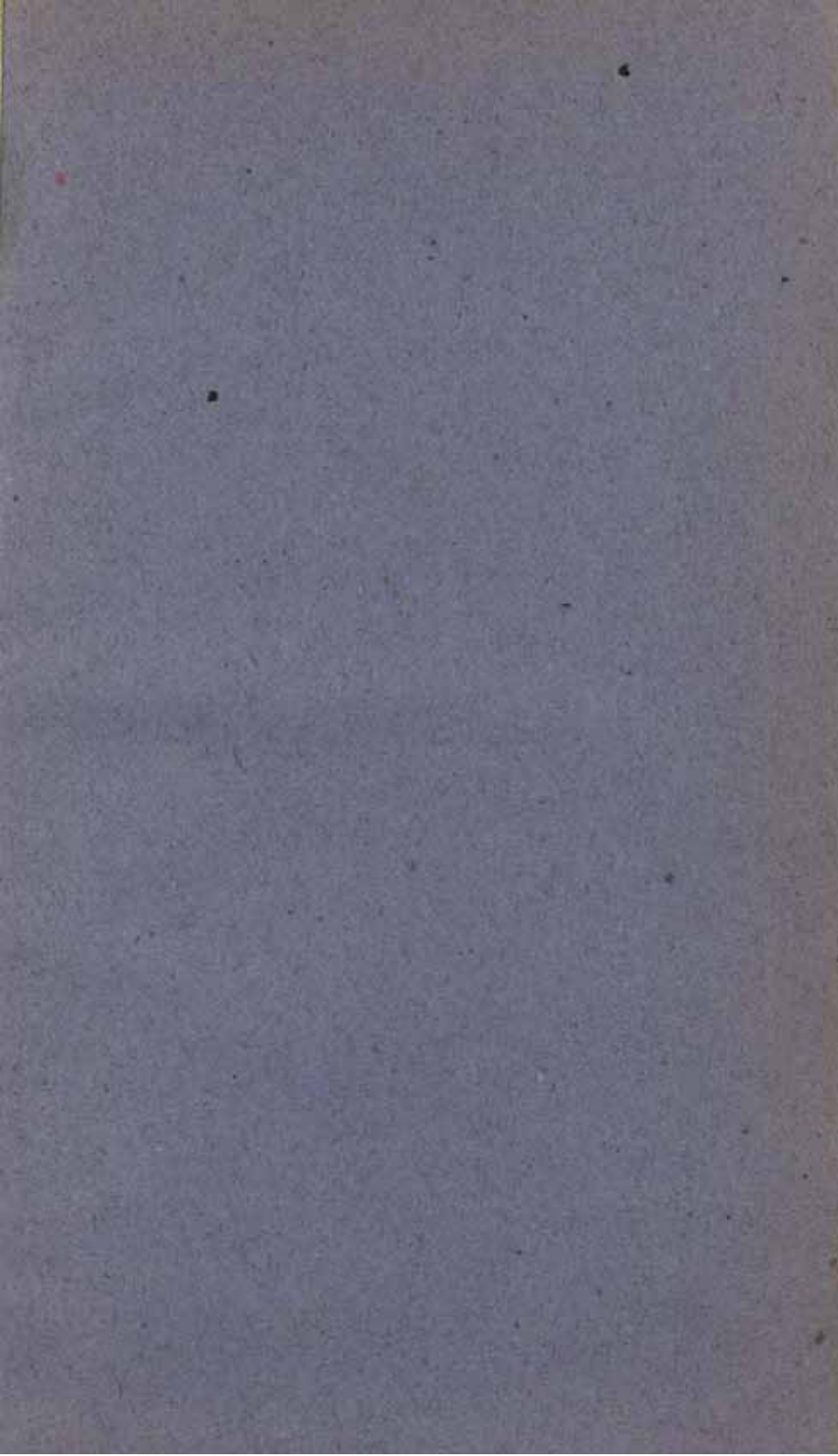
جسے

پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی جداجدا خوبون کو ایک میں مجتمع کر کے

محمد رحمت اللہ رحمد نے

نامی پریس کان پور میں چھاپا

۱۹۰۴ء



پهلابل

مع تمهید و دیباچه



**CENTRAL ARCHAEOLOGICAL  
LIBRARY, NEW DELHI.**

**Acc. No.**.....5695.....

**Date**.....6/3/57.....

**Call No.**.....913.051 Del/S.M. ....

گیا ہے لیکن جن عمارات کے کتبے اس انتظام اور اہتمام سے طیار کیے گئے ہیں،  
 سرے سے ان عمارات کے نقشے ہی نہ اردہین بقول ناسخ  
 ماہ نو ہے صورت ابرو، پرا سکے روئین  
 ماہ کامل صورت رو ہے، مگر ابروئین

اب خواہ مخواہ طریقے سے چاہا کہ آثار الصنادید کے طبع اول اور طبع ثانی کی جدا جدا  
 خوبصورت کوا ایک میں مجتمع کر کے طبع ثالث کیلئے مکمل حیثیت میں ایک نسخہ ترتیب  
 دیا جائے چنانچہ طبع اول سے ۳۴ عمارات کے نقشے اصل کے مطابق بنوائے،  
 اور طبع ثانی سے ان کے صحیح حالات جو مع تاریخی حوالوں کے درج تھے، نقل کر لئے  
 شروع کر دیے۔ اور جب کتاب اس حد تک طیار ہو گئی تو آخر میں تمام عمارات  
 کے کتبے جو پھسٹ یا جلیٹی یا ناگری حروف میں تھے۔ یا بہت پرانی شان کو خط نسخ  
 یا خط طغرایا خط نستعلیق میں تھے، عام اس سے کہ وہ ٹوٹے تھے یا سلم تھے۔  
 انقل کا لاصل چربہ کرا کے شامل کیے گئے۔ اور اس لحاظ سے کہ ہر کتبے کی اصلی  
 صنعت ضائع ہونے پائے، طبع ثانی کی طرح طبع ثالث میں بھی التزام رکھا  
 گیا کہ جو کتبہ کسی عمارت پر کندہ ہو وہ اس کتاب میں سیاہ حروف سے دکھلایا جائے  
 اور جو کتبہ اپنی سطح سے اُبھرا ہوا سکے حروف دوہرے خطوں سے بنا کر پینج  
 میں سفیدی چھوڑ دیا جائے، بہر حال ہر ایک احتیاط جو اپنے امکان میں تھی عمل  
 میں لائی گئی اور اس سلسلہ انتظامی سے ایک مدت میں کتاب اختتام کی حالت

۷۸۶

## حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

۱۹۰۱ء میں جبکہ سرسید کی لائف یعنی کتاب حیات جاوید نامی پریس، کانپور  
 میں چھپ رہی تھی تو میں نے اُس میں سرسید مرحوم کی پہلی تصنیف یعنی کتاب  
 آثار الصنادید کا بیان (جس میں شہر دہلی کی عمارت کے نقشے اور اُن کے حالات درج  
 ہیں) پڑھا۔ اور ساتھ ہی اشتیاق ہوا کہ اس کتاب کو دیکھوں اور اگر ممکن ہو تو  
 اپنے پریس میں چھاپوں۔ کچھ تلاش کے بعد مجھ کو اپنے بعض مہربانوں کی مدد  
 اُسکا طبع اول جو ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں چھپا تھا۔ اور طبع ثانی جو ۱۲۸۷ھ  
 مطابق ۱۸۷۰ء میں چھپا تھا دستیاب ہو گیا۔ مگر جب دونوں کا مطالعہ کیا تو معلوم  
 ہوا کہ موجودہ حیثیت میں دونوں ایڈیشن ناقص ہیں۔ یعنی طبع اول میں اگرچہ  
 عمارت کے نقشے اصول نقاشی کے ساتھ درج ہیں لیکن اُن پر جو کتبہ دکھلائے گئے  
 وہ اصلی شان سے گرے ہوئے ہیں۔ مضمون متروک زبان اور مبائع آمیز عبارت  
 میں ہر جگہ کسی کسی جگہ واقعات کے بھی خلاف ہے۔ طبع ثانی کی عبارت اگرچہ صاف  
 اور مورخانہ ہے۔ جس میں ہر ایک عبارت کا کتبہ اپنے اصلی خط اور اصلی شان سے دکھلایا



# آثار الصنادید

## کا ذکر، حیات جاوید

اُس زمانہ میں جبکہ وہ (یعنی سرسید) دہلی میں نصف تھے اُنکو عمارتِ شہر اور نواحِ شہر کی تحقیقات کا خیال ہوا..... سید الاخبار جو اُنکے بھائی کا جاری کیا ہوا اخبار تھا کچھ تو اسکو ترقی دینی چاہی اور کچھ عمارتِ دہلی کے حالات ایک کتاب کی صورت میں جمع کرکے شائع کرنے کا ارادہ کیا سرسید ہمیشہ تعطیل و غفلت میں عمارتِ بیرون شہر کی تحقیقات کے لیے شہر کے باہر جاتے تھے اور جب کئی دن کی تعطیل ہوتی تھی تو رات کو بھی باہر رہتے تھے اُنکے ساتھ اکثر اُنکے دوست اور ہمدم مولانا امام بخش صہبائی مرحوم ہوتے تھے۔

باہر کی عمارتوں کی تحقیقات کرنی ایک نہایت مشکل کام تھا بیسوں عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر کھنڈ رہ گئی تھیں۔ اکثر عمارتوں کے کتبے پڑھنے بجاتے تھے۔ بہتے کتبوں سے ضروری حالات معلوم ہو سکتے تھے۔ اکثر کتبے ایسے خط و نمونہ تھے جن سے کوئی واقف نہ تھا۔ بعض قدیم عمارتوں کے ضروری حصے معدوم ہو گئے تھے۔ اور جو متفرق و پراگندہ اجزا باقی رکھے تھے ان سے کچھ بتا جاتا تھا کہ یہ عمارت کیوں بنائی گئی تھی اور اُس سے کیا مقصود تھا۔ کتبوں میں جن بانیوں کے نام لکھے تھے ان کا مفصل حال دریافت کرنے کے لیے تاریخوں کی طرف رجوع کرنا ضرورت تھی۔ بعض علمی عمارتوں

پر ہو چکی گئی۔

نام آوران ملک اور قوم جو دنیا سے رحلت کر نیکے بعد، دہلی اور نواح دہلی میں اپنی یادگارین چھوڑ گئے تھے، غالباً سرسید کو اندیشہ تھا کہ اب اُنکے مٹنے کا وقت قریب آگیا ہو۔ قبل اسکے کہ وہ نشانات صفحہ ہستی سے مفقود ہون اُنکے نقشے اور نقشون کے کتبہ صفحہ قرطاس پر قائم کر کے ایک مدت دراز کیلئے محفوظ کر لیں جائیں مگر غدرِ سلسلہ ۱۹۰۷ء میں ان نقشون اور کتابون کے تلف ہو جانے پر وہ اپنے ارادہ میں پورے کامیاب نہوسکے اور مجبوری اُنکو اپنے دوسرے ایڈیشن کے بقیہ نسخے جو تلف ہوئے سبچ رہے تھے بغیر نقشون کے شائع کر دینے پڑے۔ لیکن اب ۱۹۲۲ء مطابق سلسلہ ۱۹۰۷ء میں اُسکا تیسرا ایڈیشن جمیع غویون سے آراستہ و بیارستہ ہو کر پورے پچاس برس کے بعد پھر شائع ہوا، اور اسطرح سرسید مرحوم کی جانکاه محنت جو اُنکو نو برس تک مسلسل برداشت کرنی پڑی تھی (اور جسکا ذکر آئندہ صفحات پر درج ہے) خدا کی عنایت اور مہربانی سے ٹھکانے لگی۔

لہذا محمد ہران چیز کہ خاطر میں خواست۔

آمد آخر ز پس پردہ تقدیر پدید

محمد رحمت اللہ رحمہ



الغرض یہ اڈیشن ۱۸۷۴ء میں چھپکر شائع ہوا۔ اسی زمانہ میں مسٹر رابرٹس کلکٹر و محسٹریٹ شہر  
 شاہجہان آباد ولایت جاتے تھے۔ وہ ایک نسخہ *نسخۃ لاد الصنک* جدید کا ساتھ لگئے۔ اور وہاں جا کر اسکو  
 رائل ایشیائٹک سوسائٹی میں پیش کیا۔ ممبران سوسائٹی نے اسکو بہت چند کیا اور کورٹ آف  
 ڈائریکٹرز کے بعض ممبروں نے مسٹر رابرٹس سے کہا کہ اگر اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں ہو جائے  
 تو بہتر ہو جب مسٹر رابرٹس ولایت سے واپس آئے تو انھوں نے سرسید کی شرکت سے اس کا  
 انگریزی میں ترجمہ کرنا چاہا اسوقت سرسید کو یہ خیال ہوا کہ جو کسیرین پہلے اڈیشن میں رگی ہوئی تھیں  
 درستی اور اصلاح کی جائیں۔ چنانچہ انھوں نے کتاب پر نظر ثانی کر کے اسکو از سر نو مرتب کیا۔ جو کچھ  
 ترمیم یا اصلاح یا اضافہ انھوں نے پہلے اڈیشن میں کیا ہو اسکا مفصل ذکر طبع ثانی کے مباحث میں مندرج  
 ہو۔ بڑی خوبی اس نئے اڈیشن میں یہ ہو کہ اسکی عبارت میں بہ نسبت پہلے اڈیشن کے نہایت  
 سادگی ہو۔ اور اسکا بیان ایشیائی مبانی اور تکلفات بارود سے بالکل پاک ہو۔ اس اڈیشن کیلئے  
 سرسید نے نقشے بھی از سر نو کمال اہتمام سے نہایت عمدہ تیار کرائے تھے۔ مگر ابھی چھپنے نہ پائے  
 تھے کہ غدر ہو گیا اور وہ سب نقشے تلف ہو گئے۔ کچھ نقشے جو اب ملے ہیں وہ محمد ن اینگلو  
 اور ٹیل کالج کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ البتہ جو تھا باب حسین دلی کے مشاہیر کا حال لکھا  
 گیا تھا وہ اس اڈیشن میں نہیں ہے۔ اس ترمیم و اصلاح کے باعث دراصل مسٹر ڈوڈ ٹامس ہوئے  
 تھے جو اسوقت دلی میں شیش بن جاتے تھے۔ انکو پرانی چیزوں کی تحقیقات کا نہایت شوق تھا انھیں  
 کے کہنے سے سرسید نے آثار الصنادید کو از سر نو مرتب کیا تھا یہ اڈیشن ۱۸۷۴ء میں چھپکر تیار ہو گیا تھا  
 مگر تقریباً تمام نسخہ غدر میں تلف ہو گئے۔

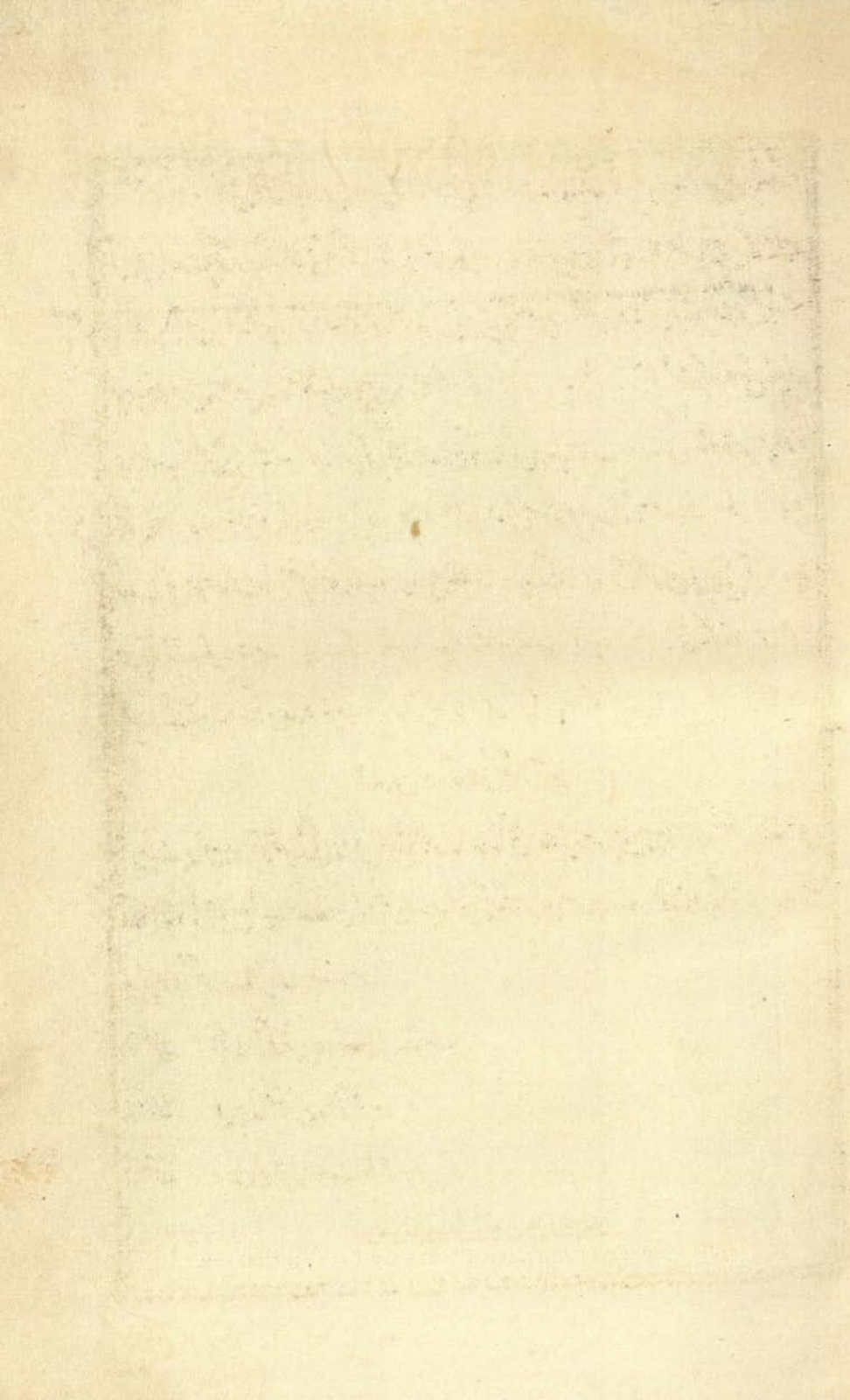


کی حالت ایسی متغیر ہو گئی تھی کہ انکی ماہیت معلوم ہونی مشکل تھی۔ پھر اکثر عمارتوں کے عرض و طول و ارتفاع کی پیمائش کرنی، ہر ایک عمارت کی صورت حال قلمبند کرنی، کتبوں کے چرب و تار سفی اور ہر ایک کتبے کو بعینہ اس کے اصلی خطامین دکھانا، ہر ٹوٹی چھوٹی عمارت کا نقشہ جون کا تو ن صورت سے کھجوانا، اور اس طرح کچھ اوپر و سواسو عمارتوں کی تحقیقات سے عہدہ برآ ہونا، فی الحقیقت نہایت دشوار کام تھا۔ سرسید کہتے تھے کہ ”قلب صاحب کی لاش کے بعضے کتبے جو زائد و بند ہونے کے سبب پڑے نہ جاسکتے تھے انکے چھنے کو ایک چھینکا دھمیر کے بیچ میں ہر ایک کتبے کے عجازی بندھوا لیا جاتا تھا۔ اور میں خود اوپر چڑھ کر اور چھینکے میں جھیک کر کتبے کا چربا اُتارتا تھا۔ جسوقت میں چھینکے میں بیٹھتا تھا تو مولانا سہبائی فرط محبت کے سبب بہت گھبراتے تھے اور خوشے اُٹے نہ بھاگتے متغیر ہوتا تھا۔“ سرسید کی آئندہ ترقیات کی گویا پہلی شیرھی تھی اور انکی جالت بالکل اہتمام کی ہر شے کی مصلحت تھی

وَكَيْفَعَدُّ حَتَّى يَطْنُ الْوَحْيُ  
يَا بَنِي لَه حَاجَةٌ فِي السَّمَاءِ

(یعنی وہ ایسے شوق سے اوپر چڑھ رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں اسکو آسمان پر کچھ کام ہے)

باوجود اسقدر مشکلات کے تنہا ارالصنادید کا پہلا ادیش ویرٹھ برس کے اندر اندر جھک چکا ہو گیا۔ اگرچہ اس ادیش کی عبارت قدیم طرز کی رنگینی اور مبالغہ اور تکلفات بارہ کے سبب تجھل کے مذاق کے موافق بہت چھکی اور بے مزہ ہو گئی تھی اور اس کے سوا آئین اور بھی بہت سی کسرین اور فروگذاشتیں رہ گئی تھیں مگر مضمون کے لحاظ سے نہایت عبرت خیز تھی۔ اول کے تین باب کھل کر سرزمین نبی کی قدیم شان و شوکت اور عظمت کی تصویر آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہو۔ اور تھوڑی دیر کو دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہو۔ اور پچھلے باب دلی کا آخر جھک کر آنکھوں کے رو برد آ جاتا ہو اور تعجب ہوتا ہو کہ اس شہر میں پچاس ساٹھ برس پہلے قوم کے اسقدر اہل اللہ اہل علم اور اہل ہنر موجود تھے آج وہاں چار دھڑلے سناٹا نظر آتا ہو۔۔۔





مشراب رٹس کلکٹر مجسٹریٹ دہلی نے سرسید کی شرکت سے اسکا ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔  
 مگر بھی بہت کچھ ترجمہ کرنا باقی تھا کہ شراب رٹس کی دلی سے تبدیلی ہو گئی۔ پھر معلوم نہیں کہ وہ ترجمہ  
 پورا ہوا یا نہیں۔ اور کسی نے اسکا ترجمہ انگریزی میں کیا یا نہیں۔ لیکن فرانس کے مشہور وراثت  
 موسیگار سن دتاسی نے ۱۸۶۱ء میں اسکا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر کے منتشر کیا جسکی ایک  
 جلد سرسید کو بھی بھیجی تھی۔ اسی ترجمہ کو دیکھ کر لندن کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے سرسید کو سوائی  
 تذکور کا انزیری فیو مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۶۲ء میں اول مسٹرین ہولڈ راست سکرٹری  
 سوسائٹی موصوف کی چھٹی مورخہ ۲۰۔ جون ۱۸۶۲ء سرسید کے نام اس مضمون کی پونجی کہ "یورپ  
 میں آپکی کتاب کی بہت قدر کی گئی ہے اور یہ اتفاق اسے چند ممبران سوسائٹی آپ اس سوسائٹی کے انزیری ممبر  
 مقرر ہو گئے ہیں" اسکے بعد جوڈ پلوما سوسائٹی نے سرسید کو بھیجا اسکا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

لندن ۴۔ جولائی ۱۸۶۲ء

گریٹ برٹن اور آئرلینڈ کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے زیر سرپرستی ہرموسٹ اسلنٹ مجسٹری  
 کوٹوریا جکی تاریخ سید احمد خان کو اس سوسائٹی کی انزیری ممبری کے ساتھ نامزد کیا جسکی سندین  
 یہ ڈپلوما انکوار سال کیا جاتا ہے۔

دستخط اڈورڈ کول بروک پریسڈنٹ۔

دستخط ایچ رائسن دائر کٹر۔

دستخط رین ہولڈ راست سکرٹری



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگار در دیوار شکستہ آثار پدیدست صنایع مجسم  
 سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس ناچیز آدمی کو کیا کیا نعمتیں غایت کی  
 ہیں آنکھ دہی ہو کان دیے ہیں عقل دی ہو زبان دی ہو کہ ہر ایک بات کو دیکھ بھا لکر  
 سن سنا کر سوچ سمجھ کر کرتا ہوں اور ایسی باتیں نکالتا ہوں جسکو دیکھ کر لوگ حیران ششدر  
 رہ جاتے ہیں پھر ایسے پروردگار کا شکر کب ادا ہو سکتا ہوں اور اس کی تعریف  
 بیان کرنے سے آدمی کیونکر فارغ رہ سکتا ہوں سب سے بڑا احسان اللہ صاحب  
 کایہ ہو کہ ہماری ہدایت کے لیے نبی بھیجے اور ہم کو گمراہی سے نکالے اور سید  
 ستے پر پونچھایا اوس سے بڑا احسان یہ ہو کہ سب سے پیچھے اپنے بندوں کی  
 ہدایت کے لیے ایسے نبی کو بھیجا کہ جس کی رحمت نے ہر ایک گنہگار کو گھیرا



JANWADUDDAULA ARIF JANG. DOCTOR SIR SYED AHMED KHAN.



پہلی کتاب سے یہ کتاب بہت باتوں میں اچھی ہے۔

(۱) اس کتاب کا پہلا باب حسین مختصر ہندوستان کی آبادی اور پُرانی اور نئی عملداریوں کا ذکر ہے پہلی کتاب میں نہ تھا۔

(۲) پہلی کتاب کے دوسرے باب میں صرف شاہجہان آباد کے قلعہ کا ذکر تھا اس کتاب کے دوسرے باب میں اس قلعہ کا بھی پہلی کتاب سے بہتر بیان ہے اور علاوہ اس کے ابتدائے آبادی سے آج تک حسبِ قلعہ اور بنے اور شہر بے اون سب کا بھی ذکر ہے۔

(۳) پہلی کتاب کے پہلے اور تیسرے باب میں حسبِ مطالب تھے وہ سب اس کتاب کے تیسرے باب میں اکٹھے ہیں بلکہ بعضے نے انے مکانات کا اور حال جو دریافت ہوا ہے وہ زیادہ ہے۔

(۴) پہلی کتاب میں نقص تھے ایک یہ کہ بعضے نے انے مکانات کا اصلی حال دریافت نہوا تھا دوسرے یہ کہ پہلی کتاب میں بعضی جگہ بیان حالات میں کچھ غلطی ہوئی تھی اس کتاب میں یہ دونوں نقص دور کیے گئے۔

(۵) پہلی کتاب میں عمارات کا بیان متفرق اور غیر منظم تھا اب کی دفعہ سب عمارات کا حال بہ ترتیب سال بنا انتظام سے لکھا گیا۔

(۶) پہلی کتاب میں جو حال بیان کیا گیا تھا اس کی سند تھی اب کی کتاب میں جو حال لکھا گیا ہے اکثر اس کی سند کے لیے نام اس کتاب تاریخ کا جس سے وہ حال لکھا گیا حاشیے پر مندرج ہے۔

(۷) بڑی عمدہ بات اس حال کی کتاب میں یہ ہے کہ حسبِ رکتے پُرانی عمارتوں پر



الہی جسطرح کہ ہمارے پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم گنہگار امتوں کے  
 حال پر رحمت کی ہوا اوس سے ہزار ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ کروڑ زیادہ تو  
 اون پر اور اون کی آل و اصحاب پر رحمت کر آمین **اما بعد** سید احمد خان بیٹا  
 سید محمد متقی خان بہادر اور پوتا جواد الدولہ جواد علی خان بہادر اور نواسہ نواب  
 دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر صلح جنگ کا یہ عرض  
 کرتا ہوں کہ ۱۳۳۰ھ ہجری مطابق ۱۸۱۸ء عیسوی کے میں ایک کتاب ضلع دہلی کے مکانات کے  
 حاملین لکھ کر چھاپی تھی اسی زمانے میں جناب ستر آرتھر اسٹن ابرنس صاحب بہادر  
 صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ شاہجہان آباد ولایت انگلستان کو تشریف فرما ہوئے  
 اور اوس کتاب کو لیجا کر رویل اشیا ٹک سوئیٹی مین پریش کیا ممبران سوئیٹی نے  
 اوس کتاب کو نہایت پسند کیا اونہیں سے جناب عالی کرنیل سکسن صاحب بہادر  
 شریک محکمہ عالیہ کورٹ آف دریکٹر نے صاحب ممدوح کو فرمایا کہ اگر اس کتاب  
 کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو تو بہت بہتر ہے جبکہ صاحب موصوف ولایت سے ہو کر  
 پھر دہلی میں تشریف لائے تو اونہوں نے اس خاکسار کی شریک سے اوس کتاب کا  
 ترجمہ کرنا شروع کیا اوسوقت یہ بات خیال میں آئی کہ اگر اس سرفویہ کتاب بہت  
 اچھی طرح سے مرتب کی جائے اور جو خرابیاں کہ پہلی کتاب میں ہو گئی ہیں وہ  
 وہ سب درست کی جائیں تو بہت اچھی بات ہو احمد سد کہ خدائے تعالیٰ نے  
 اوس آرزو کو پورا کیا اور جسطرح کہ دل چاہتا تھا اسی طرح پر یہ کتاب پوری ہوئی

قدردانی سے چھاپہ ہوئی اور ہر شخص دور و نزدیک کے لیے اسکا  
فائدہ عام ہوا۔

## فہرست ابواب کتاب

پہلا باب دہلی کی عملداریوں کے مختصر حالات میں۔

دوسرا باب دہلی میں قلعوں کے بستے اور شہروں کے آباد ہونیکے بیان میں۔  
تیسرا باب بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کے  
بیان میں۔

خاتمہ اردو زبان کے نکلنے اور مروج ہونے کے بیان میں۔

تمتہ کتبجات مکانات کہنہ میں۔



وہ سب اصلی قطع اور اصلی خط کے مطابق اس کتاب میں مندرج ہیں۔

اور یہ فہرست ہواون کتابوں کی جن سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔

توریت مقدس۔ راجا ولی۔ خلاصۃ التواریخ۔ سلسلۃ الملوک۔ مہابھارت  
بھاگوت۔ آئین اکبری۔ جغرافیہ۔ تاج المآثر۔ تاریخ فرشتہ۔ تودک جہانگیری  
اکبرنامہ۔ پوتھی اندرپرست مہاتم۔ مرآت آفتاب نارنزیہۃ القلوب۔ جواب الحروف  
لب التواریخ۔ نہ سپہر۔ تاریخ ہدایت اسدخان۔ تاریخ فیروز شاہی۔ ضیاء برنی۔ تودک تہذیب  
ابطال ضرورت۔ خزائن الفتوح یعنی تاریخ علانی۔ تاریخ شیخ عبدالحق۔ فتوحات  
فیروز شاہی۔ اخبار الاخیار۔ تاریخ فیروز شاہی۔ شمس سراج عقیقت۔ ظفرنامہ تہذیب  
شاہجان نامہ۔ کتاب اکیوکیکل سوسیٹی بنگال نمبر ۳ و ۴ و ۵۔ کتاب رویہ شایانک  
سوسیٹی نمبر ۶۔ ہفت اقلیم۔ تاریخ کشمیر۔ پوتھی ہاسی بھات۔ تقویم البلدان قصیدہ ہمزہ  
ماثر الامرا۔ آثار عالمگیری۔ زیچ محمد شاہی۔ مارکندی پوران۔ ابوالفضل  
مین کمال شکراداکرتا ہون اور نہایت احسان مند ہون جناب عالی کرنل سکس صاحب  
دام اقبالہ اور جناب مستر اتراسٹن رابرٹس صاحب بہادر دام اقبالہ کا کہ یہ کتاب  
ان دونوں صاحبوں کی قدردانی اور رئیس پروری سے تصنیف ہوئی جو ایک  
ذریعہ ہوا افتخار کا اور وسیلہ ہوا دگاری اس گننامہ کا۔

اور میں نہایت شکراداکرتا ہون جناب مستر ایڈورڈ تھامس صاحب بہادر دام اقبالہ کا  
کہ یہ کتاب صرف صاحب ممدوح کی مدد اور اعانت اور عالی ہستی اور



(۳) اگرچہ اگے ہندو اس واقعہ کا انکار کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک خود کفے پر انون سے اس واقعہ کا ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے کہ مجھ اوتار کے وقت میں تمام عالم میں طوفان آیا اور اوسوقت کے دیوتاؤں نے خدا کے حکم بموجب کشتی بنائی اور اوسمیں بیٹھے اور جن جن چیزوں کو صد مہ طوفان سے الود کو بچانا تھا وہ سب خدا کے حکم سے کشتی میں بیٹھائی گئیں۔

(۴) یہ بیان اور یہ واقعہ بالکل کتاب مقدس کے مطابق ہے اور جس طوفان کا کتاب مقدس میں ذکر ہے اسی طوفان کا یہ حال ہے الاہندوستان میں یہ رواج تھا کہ جملہ مطالب کو اشعار میں بیان کرتے تھے اور کنایات اور استعارات کے پیرایے میں ادا کرتے تھے اور اسی سبب سے مناسبات لفظی اور تناسب شعری کا ادن کو بہت خیال رہتا تھا اور نیز جیسا کہ شعر کا دستور ہے مبالغے کو اوسمیں دخل ہوتا تھا اس سبب سے صحیح صحیح مطلب ادا ہونے میں کچھ فرق ہو گیا ہے اور نیز پانی کی مناسبت سے مجھ اوتار کا ذکر کر دیا ہے ورنہ غور کرنے کے بعد بخوبی ثابت ہو کہ یہ طوفان وہی حضرت نوح کا طوفان ہے۔

(۵) اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں جگ جو ہندوؤں میں مشہور ہیں چاروں کے چاروں آفرینش عالم کے بعد کے ہیں اور چار ہزار چار برس قبل ولادت حضرت مسیح کے اندر۔

(۶) کتاب مقدس سے ثابت ہے کہ بعد پیدائشِ فلح یعنی دو ہزار دو سو سینتالیس

## پہلا باب

### دلی کی عملداریوں کے مختصر حالات میں

حدیث المطرب دمی گو ورازا زد ہر کہتہ جو کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا  
(۱) اگرچہ ہندو زبانی کی ابتدا کو بے انتہا اور آفرینش عالم کو مبسر و پایان کرتے ہیں  
اور اسی سبب سے ان کے نزدیک ہر ایک دیس کی سلسلہ حکومت کی بھی ابتدا ناپیدا ہو  
مگر یہ بات ہرگز قابل قبول کے نہیں کیونکہ معتبر دلیلون سے ثابت ہو کہ جس طرح بعد  
طوفان کے اور ملک آباد ہوئے اسی طرح ہندوستان بھی بسا۔

(۳) کتاب مقدس سے ثابت ہو کہ دو ہزار تین سواڑ تالیس سال قبل ولادت حضرت  
مسیح کے تمام عالم میں طوفان آیا اور حضرت نوح مع تمامی اپنے خاندان کے کشتی میں  
بیٹھے اور کوئی جاندار سوائے ان کے جو کشتی میں تھے عالم میں زندہ نہیں رہا۔

پیدائش  
بائیدر



کنہر تلنگ ایسٹج بنک کی بھی اولاد ہوئی جن سے بنگالہ بسا اور پورب کی بھی اولاد ہوئی جو چندر بنسی کے لقب سے مشہور تھی اور اجداد ہیامین پہلے پہل انھوں نے راج باندھا رفتہ رفتہ تمام ملک سوارژون پر منقسم ہو کر ہر ایک خطے کا جدا جدا راجہ قرار پایا اور اسی زمانے میں قنوج اور ہستنا پور کا راج قائم ہوا اور راجہ جرجودھن ہستنا پور کا راجہ ہوا۔

(۱۱) چند روز بعد راجہ جرجودھن اور راجہ جد ہشتر مین بگاڑ ہوا اور راجہ جد ہشتر نے مخالفت کر کر اندر پت مین شہر بسایا جو اب دلی کے نام سے مشہور ہے اور بعد درست کرنے سامان لڑائی کے تھانیر کے قریب کو چھتر پر لڑائی ہوئی جو مہابھارت مشہور ہے اور راجہ جد ہشتر نے فتح پائی اس سبب سے دلی کا پہلا راجہ راجہ جد ہشتر شمار مین آیا ہے۔

(۱۲) فارسی تاریخوں اور ہندی پوٹھوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی تین ہزار ایک سو اکیس برس قبل ولادت حضرت مسیح واقع ہوئی مگر یہ بات یقینی غلط ہے کیونکہ یہ بات طوفان سے بھی سات سو تتر برس قبل ہوئی ہے۔

(۱۳) خود پراژون سے ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چاس برس قبل جلوس راجہ منداراجہ مکہ سے ہوئی تھی اور معتبر کتب سے ثابت ہے کہ راجہ منداراجہ مکہ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا اس حساب سے صاف ثابت ہے کہ مہابھارت کی لڑائی ایک ہزار چار سو چاس برس تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی اور اسی زمانے

۱۱  
راجہ دلی  
خلاصہ تاریخ  
سلطنت  
مہابھارت  
بھارت

سال قبل حضرت مسیح زمین منقسم ہوئی اور انسان اطراف عالم میں منتشر ہوئے اور زبانوں کی تبدیل شروع ہوئی اور سیم کی اولاد مساسے ظفار اور پورب کے پہاڑ تک آباد ہوئی اور انھیں سے قومیں زمین پر پھیل گئیں۔

تاریخ ابراہما

(۷) معتبر تاریخ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ سیم کی اولاد میں سے لوگ ہندوستان میں آئے اور ہندوستان کو انھوں نے آباد کیا۔

پیدائش باب  
درس ۲

(۸) سیم کی اولاد میں سے ہند جو کہ کتاب مقدس میں ہڈورام ابن باقطان ابن قلع ابن عیر ابن سلح ابن ارفکد ابن سیم ہی تخمیناً دو ہزار سال قبل حضرت مسیح اول ہندوستان میں آیا جسکے نام سے اب تک ہندوستان کا ملک مشہور ہے بعضی کتابوں میں ستھو سے ہند کو حام کی اولاد میں لکھ دیا ہے۔

تاریخ نوشتہ

(۹) ہند کی اولاد جبکہ بسبب اختلاف السنہ کے اپنے اصلی حالات سے بخیر ہو گئی تو ان میں سے ایک نے یہ خیال باندھا کہ ہم سورج کی اولاد ہیں اور دوسرے نے کہا کہ ہم چاند کی اولاد ہیں یا شاعروں نے بسبب مبالتے کے انکے باپ دادا کو چاند اور سورج بنا دیا اور انھوں نے سچ سمجھا چنانچہ انھوں نے اپنے گرسی نامے میں چاند اور سورج کو بچا ہی اصلی باپ کے داخل کر کر اپنے تئیں سورج بنی اور چند بنی لقب کیا۔

تاریخ نوشتہ

(۱۰) ہند کے چار بیٹے ہوئے پورب بنک دکن نہروال اور نہروال کے تین بیٹے ہوئے بہروج و کناچ مال راج اور دکن کے بھی تین بیٹے ہوئے مرہٹ



فہرست فرمان روایان دارالملک اندرپٹ و دہلی از ابتداء  
 راجہ جہشٹر لغایت ۱۲۵۲ شمع مطابق ۶۸۰ ۲۱۰ ہجری

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین جلوس قبل دارالملک	سلطنت دارالملک	تخت نشین سلطنت	حالات
۱	راجہ جہشٹر	راجہ پٹ	۱۲۵۰	ہستنا پور	۲۶ سال	بعد وفات کرشن دتار کے راجہ جہشٹر نے ریاست چھوڑ کر کوہ ہماچل میں اپنے تئیں برف میں ڈال کر قضا دیا
۲	راجہ پچھت	راجہ بن راجہ اجرن راجہ پٹ	۱۲۱۲	ہستنا پور	۳۲ سال	راجہ جہشٹر کی اجازت سے سندھ پر بھیجا اور سانپ کے کاٹنے سے مر گیا
۳	راجہ جیمہ	راجہ پٹ	۱۳۸۲	ہستنا پور	۳۴ سال	
۴	راجہ شنایک عرف راجہ اشمید	راجہ جیمہ	۱۳۴۸	ہستنا پور	۳۳ سال	
۵	راجہ شنایک عرف راجہ ادھمن	راجہ اشمید	۱۳۱۵	ہستنا پور	۳۲ سال	
۶	اشومی دھج عرف راجہ مہاجی	راجہ ادھمن	۱۲۱۳	ہستنا پور	۳۶ سال	
۷	اسین کرشن	راجہ مہاجی	۱۲۴۷	ہستنا پور	۳۵ سال	

مین راجہ جہد ہشتر مسند نشین ہوا اور اسنے اندر پت شہر بسایا۔

(۱۴) اب ہم راجہ جہد ہشتر کو دلی کا پہلا راجہ قرار دیکر ایک مختصر فہرست راجاؤں اور بادشاہوں کی جو آج تک گزے ہیں اس باب میں درج کرتے ہیں اور جو زمانہ بڑھتی کہہ سمنے اپنی پہلی کتاب سلسلۃ الملوک میں فارسی تاریخوں

بموجب لکھا تھا اس فہرست میں سے کم کرتے ہیں

تاکہ مدت زمانے کی صحیح

ہو جائے



نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس قبل حضرت شیخ دارالسلطنت	تخت نشین سال سلطنت	حالات
۱۶	سکھی نل عرفت سورج رتھ	نرہ دیو	۹۶۴	اندرت سال	۱۸ سال
۱۷	پیریلو عرفت راجہ بھوپت	سورج رتھ	۹۶۶	اندرت سال	۲۶ سال
۱۸	راجہ سونی	بھوپت	۹۲۰	اندرت سال	۲۵ سال اس اہر نے سونی پت شہر بسایا
۱۹	راجہ میدھوی	راجہ سونی	۸۹۵	اندرت سال	۲۳ سال اسی راجکا نام ہاوا بھی تم جاتے ہیں جسکی بنائی ہوئی لٹہ کی لاکھ ہو
۲۰	نرب ابھی عرفت شرون پتر	میدھوی	۸۷۲	اندرت سال	۲۵ سال
۲۱	دور نہہ عرفت بھیکم	شرون پتر	۸۴۷	اندرت سال	۱۹ سال
۲۲	راجہ تپی عرفت بدرتھ	راجہ بھیکم	۸۲۸	اندرت سال	۲۱ سال
۲۳	برہدرتھ عرفت راجہ دیوان	راجہ بدرتھ	۸۰۷	اندرت سال	۲۰ سال

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس تاج معریت	سلطنت درازا	تخت نشین سلطنت	حالات
۸	عرفی راجہ دستون	اسین کشن	۱۲۱۲	اول ہستنا پور بعد کنارو کوشل ندی و بعد اندر پت	۳۵ سال	الطاف کے حوا سے ہستنا پور بر گیا اس سب سے اس راجہ نے پہلے دکن میں کوشل ندی کے کنارے شہر بسا ناچا ہا اور پھر اندر پت میں چلا آیا
۹	راجہ چکر عرفی اوگر سین	دشمنان	۱۱۷۷	اندر پت	۳۶ سال	
۱۰	راجہ چترتھ عرفی سور سین	اوگر سین	۱۱۴۱	اندر پت	۳۶ سال	
۱۱	کیرتھ	سور سین	۱۱۰۵	اندر پت	۳۲ سال	
۱۲	برشتان عرفی رسمی	کیرتھ	۱۰۷۳	اندر پت	۳۱ سال	
۱۳	سور سین عرفی راجہ برچیل	رسمی	۱۰۴۲	اندر پت	۲۷ سال	
۱۴	راجہ سوئٹھ عرفی سکھیاں	راجہ برچیل	۱۰۱۵	اندر پت	۲۸ سال	
۱۵	راجہ زکاش عرفی نر ہر دیو	راجہ سکھیاں	۹۸۷	اندر پت	۲۳ سال	



نمبر	نام فرمان و	نام پدر	تخت نشین جلوس قبل حضرت شیخ	سلطنت دارا	تخت نشین مدت سلطنت	حالات
۳۳	راجہ بیرساہ	سویچ سین	۶۱۷	اندزپ	۲۴ سال	
۳۴	راجہ اینک ساہ یارب سین	بیرساہ	۵۹۳	اندزپ	۲۲ سال	
۳۵	راجہ ہرچیت یا پتر سال	راجہ اینک ساہ	۵۷۱	اندزپ	۱۶ سال	
۳۶	راجہ در بہہ	راجہ ہرچیت	۵۵۵	اندزپ	۲۰ سال	
۳۷	راجہ سدھی پال	راجہ در بہہ	۵۳۵	اندزپ	۱۳ سال	
۳۸	راجہ برست	راجہ سدھی پال	۵۲۲	اندزپ	۱۹ سال	
۳۹	راجہ سنھی	راجہ برست	۵۰۳	اندزپ	۱۶ سال	
۴۰	راجہ امر جودہ	راجہ سنھی	۴۸۷	اندزپ	۱۳ سال	
۴۱	امین پال	راجہ امر جودہ	۴۷۴	اندزپ	۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس قبل حضرت شیخ	سلطنت دارا	تخت نشین سلطنت	حالات
۲۴	سوداس عرف پال	راجہ دسوان	۷۸۷	اندرت	۲۰ سال	
۲۵	شتانیک عرف ابھی دھر	اونی پال	۷۹۷	اندرت	۲۳ سال	
۲۶	دردمن عرف ڈنڈپان	راجہ ابھی دھر	۷۹۴	اندرت	۱۸ سال	
۲۷	بھی تر عرف در بل کے	ڈنڈپان	۷۹۶	اندرت	۱۹ سال	
۲۸	ڈنڈپانی عرف دشت پال	در بل راء	۷۹۷	اندرت	۱۶ سال	اسی اج نے پانی پت شہر بسایا
۲۹	راجہ بنی عرف کھیم پال	دشت پال	۷۹۱	اندرت	۲۶ سال	
۳۰	کشی ملک عرف راجہ کھیم	کھیم پال	۷۹۵	اندرت	۲۲ سال ۸۷۷	بساوہ وزیر نے اسی راجہ کو مارا اور گدھی پر بیٹھا
۳۱	راجہ بساوہ	.	۷۹۳	اندرت	۷ سال	
۳۲	سورج سین	بساوہ	۷۹۶	اندرت	۱۹ سال	



نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت سال بدین قبل حضرت شیخ	دولت	تخت کلانی	حالات
۵۱	مترسین	سروپ	۳۲۶	دہلی	۱۲ سال	
۵۲	سکھوان راجہ	مترسین راجہ	۳۱۴	دہلی	سال	
۵۳	جیت مل راجہ	سکھوان راجہ	۳۰۶	دہلی	۱۴ سال	
۵۴	پال سنگھ راجہ	جیت مل راجہ	۲۹۲	دہلی	۱۹ سال	
۵۵	راجہ کلنی	پال سنگھ راجہ	۲۷۳	دہلی	۱۹ سال	
۵۶	شترمرون راجہ	راجہ کلنی	۲۵۴	دہلی	۶ سال	
۵۷	جیون جات راجہ	شترمرون راجہ	۲۴۸	دہلی	۱۳ سال	
۵۸	پرچیت راجہ	جیون جات راجہ	۲۳۵	دہلی	۸ سال	
۵۹	بیرسین راجہ	پرچیت راجہ	۲۲۷	دہلی	۱۷ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تختنایال جلوس قبل حضرت شیخ	سلطنت دارا	تختنایال سلطنت	حالات
۴۲	راجہ سروہی	راجہ امین پال	۴۶۲	اندربت سال	۲۲	
۴۳	راجہ پدارتھ	راجہ سروہی	۴۴۰	اندربت سال	۲۲	
۴۴	راجہ بدھل	راجہ پدارتھ	۴۲۸	اندربت سال	۱۵	بیراہ وزیر نے اس اجد کو مارا اور آپ گدھی پر بیٹھا
۴۵	راجہ بیسراہ		۴۱۳	اندربت سال	۱۲	
۴۶	مار سنگھ	بیراہ	۳۹۶	اندربت سال	۱۴	
۴۷	شترکن	مار سنگھ	۳۸۲	اندربت سال	۱۱	
۴۸	مہی پت یادھن پت	شترکن	۳۷۱	اندربت سال	۱۲	
۴۹	مہابل	مہی پت	۳۵۹	اندربت سال	۱۹	
۵۰	سروپت	مہابل	۳۴۰	اندربت سال	۱۴	شاید اس اجد کی موت میں اجد ہلوالی تزوج کے نام سے اندربت میں شہر سیا



نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تختیاسال جلوس قبل خضر خج	دہلی	سال	حالات
۶۹	راجہ راجپال	راجہ اندجک	۳۶	دہلی	۱۲ سال ۱۷۳۳	راجہ بھگونت مکا دن کے راجہ نے دلی کو منسوخ کیا
۷۰	راجہ بھگونت کوہی	۰	۲۴	دہلی	۱۳ سال	کبراجیت کی لڑائی میں مارا گیا
۷۱	راجہ کبراجیت والی اوجین	راجہ گندہرستین کبراجیت	سمت ۱۱ اوجین	۹۳ سال	۹۳ سال	جکیر راجہ سالباہن کی لڑائی میں مارا گیا دلی میں سمندر پال جوگی سند پر بیٹھا
۷۲	راجہ سمندر پال جوگی	۰	سمت ۱۳ ۱۷۴۸	دہلی	۲۲ سال	
۷۳	راجہ چندر پال	سمندر پال	سمت ۱۵ ۱۷۵۰	دہلی	۲۷ سال	
۷۴	نی پال	چندر پال	سمت ۱۶ ۱۷۵۱	دہلی	۲۱ سال	
۷۵	دیس پال	نی پال	سمت ۱۷ ۱۷۵۲	دہلی	۱۴ سال	
۷۶	سکھ پال	دیس پال	سمت ۲۱ ۱۷۵۴	دہلی	۱۹ سال	
۷۷	گوہنڈ پال	سکھ پال	سمت ۲۲ ۱۷۵۵	دہلی	۱۸ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	تخت نشین سال جلوس قبل حضرت سرخ	دہلی	سال	حالات
۶۰	راجہ اودیت	راجہ بیر سین	۲۱۰	دہلی	۱۳ ۲۱۶	دہرئی دہریز نے اسے اسے اجکھا مارا اور آپ گدھی پر بیٹھا
۶۱	راجہ دہرئی دہر	۰	۱۹۷	دہلی	۱۹ سال	
۶۲	راجہ سین دھج	راجہ دہرئی دہر	۱۷۸	دہلی	۲۵ سال	
۶۳	مہی کنک	سین دھج	۱۵۳	دہلی	۱۹ سال	
۶۴	مہاجودہ	مہی کنک	۱۳۴	دہلی	۲۲ سال	
۶۵	بیرنا بھ	مہاجودہ	۱۱۲	دہلی	۱۳ سال	
۶۶	جیون لاج	بیرنا بھ	۹۹	دہلی	۲۱ سال	
۶۷	اودی سین	جیون لاج	۷۸	دہلی	۱۷ سال	
۶۸	راجہ اند جگ	اودی سین	۶۱	دہلی	۲۵ سال	



نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال پیدائش	سال وفات	حالات
۸۷	کاچند	بکرم چند	سمت ۲۵ ۳۲	دہلی ایک سال	
۸۸	رام چند	کاچند	سمت ۲۷ ۳۴	دہلی ۱۱ سال	
۸۹	دھیر چند	رام چند	سمت ۲۹ ۳۶	دہلی ۱۵ سال	
۹۰	کلیان چند	دھیر چند	سمت ۳۱ ۳۸	دہلی ۱۶ سال	
۹۱	بھیم چند	کلیان چند	سمت ۳۲ ۳۹	دہلی ۱۲ سال	
۹۲	بھرجند	بھیم چند	سمت ۳۴ ۴۱	دہلی ایک سال	
۹۳	کوبند چند	بھرجند	سمت ۳۵ ۴۲	دہلی ۱۳ سال	
۹۴	رانی پیم دیوی	زوجہ کوبند چند	سمت ۳۷ ۴۴	دہلی ایک سال	رانی مری تو لوگون نے ملکر ہر پیم فقیر کو گدی پر بٹھایا
۹۵	ہر پیم		سمت ۳۹ ۴۶	دہلی ۱۸ سال	

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال حاکمیت	سال پیدائش	حالات
۷۸	کھوپال	گوبندپال	سمت ۲۵۰ شعبہ ۱۰	دہلی ۲۲ سال	
۷۹	ہرچندپال	کھوپال	سمت ۲۵۱ شعبہ ۲۳	دہلی ۱۳ سال	
۸۰	مہی پال	امرت پال ہرچندپال	سمت ۲۵۲ شعبہ ۳۶	دہلی ۱۵ سال	
۸۱	ہرپال	مہی پال	سمت ۲۵۳ شعبہ ۴۹	دہلی ۱۴ سال	
۸۲	مدن پال	ہرپال	سمت ۲۵۴ شعبہ ۶۱	دہلی ۱۸ سال	
۸۳	کرم پال	مدن پال	سمت ۲۵۵ شعبہ ۷۴	دہلی ۱۵ سال	
۸۴	بکرم پال یا کھیم پال	کرم پال	سمت ۲۵۶ شعبہ ۸۸	دہلی ۱۲ سال ۲۲۲	راجہ ملوک چند سے بہیراج کے راجہ نے لڑاکو فتح پائی
۸۵	ملوک چند	.	سمت ۲۵۷ شعبہ ۱۰۱	دہلی ۲ سال	
۸۶	بکرم چند	ملوک چند	سمت ۲۵۸ شعبہ ۱۱۴	دہلی ۱۳ سال	



نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جنس	سال سلطنت	حالات
۱۰۴	بہیم سین	سورین	۵۶۹ سمت ۱۲۵۶	دہلی ۵ سال	
۱۰۵	کان سین	بہیم سین	۵۷۲ سمت ۱۲۵۹	دہلی ۵ سال	
۱۰۶	ہرین	کان سین	۵۷۹ سمت ۱۲۶۶	دہلی ۹ سال	
۱۰۷	کمن سین	ہرین	۵۸۳ سمت ۱۲۷۰	دہلی ۲ سال	
۱۰۸	نرائن سین	کمن سین	۵۹۰ سمت ۱۲۷۷	دہلی ۲۷ سال	
۱۰۹	دامودرین	نرائن سین	۶۱۷ سمت ۱۳۰۴	دہلی ۱۱ سال ۱۲۵	بارہ آدمیوں نے ایک سو چوبیس برس حکومت کی آخر کو رکان یا رستہ راجہ دیب سنگ کو ہستان کے راجہ سے سازش کر کرولی میں ہلا کیا
۱۱۰	راجہ دیپ سنگ کوہی	.	۶۲۸ سمت ۱۳۱۵	دہلی ۱۷ سال	
۱۱۱	رن سنگہ	دیپ سنگہ	۶۴۵ سمت ۱۳۳۲	دہلی ۱۲ سال	

نمبر	نام فرمان دا	نام پدر	سال جنم	دار السلطنہ	حالات
۹۶	گو بند پریم	ہر پریم	سن ۵۲۱ ۱۳۳۰ھ	دہلی	۲۰ سال
۹۷	گو پال پریم	گو بند پریم	سن ۵۲۲ ۱۳۳۱ھ	دہلی	۱۶ سال
۹۸	مہا پاتر	گو پال پریم	سن ۵۲۳ ۱۳۳۲ھ	دہلی	۴ سال راجہ دیاست چھوڑ کر فقیر ہو گیا۔ خبر سنکر راجہ ہیمن بھگت لکھنؤ کے راجہ نے دہلی پر قبضہ کر لیا ۱۵ سال
۹۹	دہی سین	.	سن ۵۲۴ ۱۳۳۳ھ	دہلی	۱۸ سال
۱۰۰	بلاول سین	دہی سین	سن ۵۲۵ ۱۳۳۴ھ	دہلی	۱۲ سال
۱۰۱	کنور سین	بلاول سین	سن ۵۲۶ ۱۳۳۵ھ	دہلی	۱۵ سال
۱۰۲	مادھو سین	کنور سین	سن ۵۲۷ ۱۳۳۶ھ	دہلی	۱۵ سال
۱۰۳	سور سین	مادھو سین	سن ۵۲۸ ۱۳۳۷ھ	دہلی	۶ سال



نمبر	نام فرمان و	نام پدر	سال جنین	دارسلطنت	حالات
۱۲۰	جیدیو	پرتهی پال	۳۱ سال ۵۵۶۶ ۱۲۵۵ھ	دہلی	۲۱ سال ۵۵۶۶ ۲۸ یوم
۱۲۱	ہریال	جیدیو	۳۲ سال ۵۵۶۶ ۱۵۹۵ھ	دہلی	۲۲ سال ۵۵۶۶ ۹ یوم
۱۲۲	اودے راج	ہریال	۳۴ سال ۵۵۶۶ ۱۶۱۳ھ	دہلی	۲۴ سال ۵۵۶۶ ۱۱ یوم
۱۲۳	بچھراج	اودے راج	۳۵ سال ۵۵۶۶ ۱۶۲۰ھ	دہلی	۲۵ سال ۵۵۶۶ ۱۳ یوم
۱۲۴	انکیال	بچھراج	۳۶ سال ۵۵۶۶ ۱۶۲۳ھ	دہلی	۲۶ سال ۵۵۶۶ ۱۴ یوم
۱۲۵	رکھ پال	انکیال	۳۷ سال ۵۵۶۶ ۱۶۲۵ھ	دہلی	۲۷ سال ۵۵۶۶ ۱۵ یوم
۱۲۶	نیکپال	رکھ پال	۳۸ سال ۵۵۶۶ ۱۶۲۸ھ	دہلی	۲۸ سال ۵۵۶۶ ۱۶ یوم
۱۲۷	گوپال	نیکپال	۳۹ سال ۵۵۶۶ ۱۶۳۰ھ	دہلی	۲۹ سال ۵۵۶۶ ۱۷ یوم

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	تاریخ	دہلی	حالات
۱۱۲	راج سنگہ	رن سنگہ	۱۵۹۶ سمت ۲۷	دہلی	۹ سال
۱۱۳	شیشنگہ	راج سنگہ	۱۶۲۸ سمت ۱۱	دہلی	۲۵ سال
۱۱۴	ہر سنگہ	شیر سنگہ	۱۶۱۱ سمت ۱۶	دہلی	۱۳ سال
۱۱۵	جیون سنگہ	ہر سنگہ	۱۶۲۹ سمت ۱۶	دہلی	۴ سال ۱۰۵
۱۱۶	انیکپال تنوہ	اوکرین	۱۶۳۳ سمت ۱۶	دہلی	۱۸ سال
۱۱۷	باسدیو	انیکپال	۱۶۵۱ سمت ۱۶	دہلی	۱۹ سال ۱۸ یوم
۱۱۸	کنک پال	باسدیو	۱۶۵۱ سمت ۱۶	دہلی	۲۱ سال ۲۸ یوم
۱۱۹	پر تھی پال	کنک پال	۱۶۹۲ سمت ۱۶	دہلی	۱۹ سال ۶ شہر ۱۹ یوم

محمد آدیون نے ایک سو پانچ ہزار حکمت کی  
آخر کو انیکپال تنوہ نے دہلی پر مسلط پائی





نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	سال جنوری	دار السلطنت	حالات
۱۲۸	سلکمن	گوپال	۹۵۸ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۵ سال ۲ شہر ۱۰ ایوم
۱۲۹	جیپال	سلکمن	۹۸۳ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۱۷ سال ۴ شہر ۳۱ ایوم
۱۳۰	کنورپال	جیپال	۱۰۰۰ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۹ سال ۹ شہر ۱۱ ایوم
۱۳۱	انیکپال	کنورپال	۱۰۲۹ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۹ سال ۶ شہر ۸ ایوم
۱۳۲	بجی پال	انیکپال	۱۰۵۹ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۹ سال یک شہر ۷ ایوم
۱۳۳	می پال	بجی پال	۱۰۸۳ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۹ سال ۲ شہر ۳۱ ایوم
۱۳۴	اگرپال	می پال	۱۱۰۸ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۹ سال ۲ شہر ۵ ایوم
۱۳۵	پرتھی راج	اگرپال	۱۱۲۹ سمت ۱۰۰۰ شماره	دہلی	۲۹ سال ۲ شہر ۳۱ ایوم

بین آن سیون چار لوئیس سالت  
میں آج کل کی حکومت کی  
تعمین و حکومت کی





نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال	سال	سال	سال
۱۳۳	شهاب الدین الملقب ببولاق سلطان مغولین محمد	بهاء الدین سام	غوری +	۵۸۶ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۵۸۶ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۵۸۶ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۵۸۶ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ
۱۳۴	سلطان قطب الدین ایبک	غلام سلطان شهاب الدین غوری	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ
۱۳۵	آرام شاه	قطب الدین ایبک	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ
۱۳۶	سلطان شمس الدین التمش غلام ولامه قطب الدین ایبک	ایلم خان	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ
۱۳۷	رکن الدین فیروز شاه	شمس الدین التمش	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ
۱۳۸	رضیه سلطان بیگم	شمس الدین التمش	ترک +	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ	۶۰۴ هـ ۹۱۶ هـ ۱۲۴۸ هـ



درت عمر	مدفن	حالات
		<p>نظام الملک منصب الدین را اور امرانے مخالفت کیا بادشاہ کو دلی مین محصور کیا اور تین مہینے لکھنؤ کے وزیر لڑائی رہی آخر کار بادشاہ کو پکڑ کر مارڈالا اور ملک معز الدین بلبل میر الامرا تخت پر بیٹھ گیا مگر اور امرالو سکے بادشاہت پر راضی ہوئے اور علاء الدین کو جو قاصر سفید قید تھا بادشاہ کیا</p>
		<p>اس بادشاہ کے ظلم سے امراناراض ہوئے اور سلطان ناصر الدین کو بہرائچ سے بلا کر بادشاہ کیا اور ۲۶ محرم ۷۸۷ مطابق ۱۲ اے یسوی علاء الدین کو قید کر لیا کہ اوسے زمانے مین قید مین مر گیا۔</p>
	دہلی	<p>بیمار ہو کر مر گیا اور چونکہ کوئی وارث نہ تھا امرانے الق خان کو بادشاہ کر لیا</p>
۲۰ سال	دہلی	<p>بیمار ہو کر مر گیا اور ملک فتح الدین کو جو توال اور امرانے اسپین صلاح کر کے معز الدین کو بادشاہ کیا</p>
۲۰ سال		<p>بادشاہ کو فالج ہو گیا اس سے امرانے کی موت اُسکے بیٹے کو تخت بیٹھا مگر امرالو خلیجی نے مخالفت کی اور کیو مورت کو بہادر پور مین پکڑ لیا اور بادشاہ کو لا توں مارڈالا اور ملک جلال الدین خلجی تخت بیٹھا تیرہ آدمیوں نے ترکوں سے جو سلطان غوریہ کے غلام مین سے تھے سو برس تک بادشاہی کی بعد اسکے سلطنت خاندان خلجیوں مین چلی گئی۔</p>

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال لایق	سال حج	محل حج	دار السلطنه	سال وفات
۱۴۹	مغزالدین بهرام شاه	شمس الدین التمش	ترک		روز شنبه مست دهم رمضان ۶۳۷ ۶۳۹ ۱۲۳۹	قلعه راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم
۱۵۰	سلطان علاء الدین مسعود شاه	رکن الدین فیروز شاه	ترک		ذیقعدہ ۶۳۹ ۱۲۴۱	قلعه راے پتھورا	دہلی	۲ سال یک ماہ ۱۰ یوم
۱۵۱	سلطان ناصر الدین محمود شاه	شمس الدین التمش	ترک		ذیحجه ۶۴۳ ۱۲۴۵	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	سال چند ماہ
۱۵۲	الغ خان الملک سلطان بلبن غیاث الدین	غلام شمس الدین التمش	ترک	۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶	جمادی الاولی ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹	قصر سفید قلعه راے پتھورا	دہلی	سال چند ماہ
۱۵۳	مغزالدین کیقباد کیومرث الملک سلطان شمس الدین	ناصر الدین ایغراخان غیاث الدین بلبن	ترک	۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶	۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ محرم ۶۴۹	قلعه راے پتھورا	دہلی	سال چند ماہ



عمر	مدفن	حالات
۷۷ سال		ملک الدین نے وفات پائی بادشاہ کو کورہ ملا علی بن ابی طالب اور جہاں بادشاہ کشتی میں سے اترتا تھا اور موقع اسکو ملوارا کر بارڈالاجت خبر ملی میں پونہمی تو ملک جہاں بادشاہ کی بی بی کے رکن الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔
		سلطان علاء الدین نے لڑکر بھاگ گیا اور سلطان علاء الدین ملی کے تخت پر بیٹھ گیا۔
قائد السلطان الاسلام		سیما ہو کر گیا امرائے باہم صلح کر کر شہاب الدین کو تخت پر بٹھایا
		مبارک خان ایکتیر سے ملک نائب الامام سلطنت کو موکراپ سلطنت ہو اور چند روز بعد بادشاہ کو پکڑ کر اندھا کر دیا اور گوالیار کے قلعہ میں قید کیا اور آپ بادشاہ ہوا
		جاہر گیسے سازش خرم خان کے بادشاہ کو قہر ہزار ستون میں را اور خرم خان تخت بٹھایا
		غازی الملک تغلق شاہ سالہ کے حاکم نے خرم خان کی فوج کشی کی اور خرم خان حسن علی کے کناسے پر نکلا اور میدان اندر پرت میں لڑائی ہوئی اور خرم خان بھاگ کر گسپت میں چھپا آخر کار پکڑا جا کر مارا گیا اور تغلق شاہ بادشاہ ہوا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال وفات	سال وفات
۱۵۴	جلال الدین فیروز شاه خلجی	یغرش	خلجی ترک	۱۲۲۱ هـ ۱۲۲۱ هـ ۶	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶
۱۵۵	رکن الدین ابراہیم شاه	جلال الدین فیروز شاه خلجی		رمضان ۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶	دہلی ۲۷ ماہ	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶
۱۵۶	سلطان علاء الدین	شہاب الدین مسعود	خلجی	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶	دہلی ۱۹ ماہ	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶
۱۵۷	شہاب الدین عمر	سلطان علاء الدین	خلجی	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶	دہلی ۳ ماہ	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶
۱۵۸	قطب الدین مبارک شاه	سلطان علاء الدین	خلجی	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶	دہلی ۵ ماہ	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶
۱۵۹	حسن الملک سلطان خسرو خان	بروار		۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶	دہلی ۴ ماہ	۱۲۹۵ هـ ۱۲۹۵ هـ ۶



در عمر مدفن	حالات
تعلق آباد	الغغان اسکے بیٹے نے قریب انجلیور کے ایک محل بنایا تھا اوسمین بنشاہ کھانا کھا رہا تھا کہ مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا اوسکا بیٹا تخت پر بیٹھا
تعلق آباد	سفر ٹھٹھ میں بیمار ہو کر ٹھٹھ سے چودہ کوس دور رود سندھ کے کنارے پر مر گیا
۹۱ سال حوض خاص	احمد یازالخان طبعی حاجہ جہان دلی میں غیاث الدین محمد کو تخت پر بٹھایا تھا کفر و زشاہ نے اٹھا دیا بعد چند مدت کفر و زشاہ نے اپنے جیسے جی شاہزادہ فتح خان کو تخت پر بٹھایا اور سکے اور خطبہ اوسکے نام پر کر دیا اور جب مر گیا تو محمد خان کو ناصر الدین محمد شاہ خطاب دیکر تخت پر بیٹھایا مگر اگلے دن اوس سے مخالفت کی اور لڑکر وہ مہر کی طرف بھاگا دیا اور قلعہ شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اسی عرصہ میں فرزند شاہ مر گیا اور قلعہ شاہ مستقل بادشاہ رہا
ملک کن الدین زیر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور ابوکر شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔	
	اس بادشاہ نے امرا کو اپنے سے مخالفت دیکھ کر اور ناصر الدین محمد شاہ کے آنے کی خبر سنکر میوات میں چلا گیا اور ناصر الدین محمد شاہ دلی میں آکر تخت پر بیٹھ گیا اور بعد ازیں اوس کے ابوکر شاہ کو پکڑ کر قلعہ میرٹھ میں قید کیا کہ وہیں مر گیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خجسته	حل خجسته	دار السلطنه	سلطنت نوری	سال وفات
۱۶۰	سلطان غیاث الدین تغلقشاه	ملک تغلق	ترک		غز شمعان ۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ	قلعه علانی	قلعه دلی	سال چند ماه	ربیع الاول ۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ
۱۶۱	سلطان محمد عادل تغلقشاه	غیاث الدین تغلقشاه	ترک		ربیع الاول ۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ	تغلق آباد	دلی بعد دولت آباد و بارون دلی	۲ سال	بست و نیم محرم ۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ
۱۶۲	فیروز شاه	سالار جرب برادر خرد تغلقشاه	ترک	۶۹۹ هـ ۷۰۸ هـ ۶	بست و سوم محرم ۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ	سجوان دلی	شهر دلی	۳ سال ماه ۲۰ یوم	سین و دوم رمضان ۹۰ هـ ۸۸ هـ
	غیاث الدین محمد	تغلقشاه			۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ				
	شاهزاده فتح خان	فیروز شاه			۷۰ هـ ۵۹ هـ				
	ناصر الدین محمد شاه	فیروز شاه		۵۲۰ هـ ۵۲۱ هـ ۶	۸۹ هـ ۸۸ هـ				
۱۶۳	سلطان الدین تغلقشاه ثانی	شاهزاده فتح خان	ترک		۹۰ هـ ۸۸ هـ	فیروز آباد	دلی	۸ ماه ۸ یوم	بست و یکم محرم ۹۰ هـ ۸۸ هـ
۱۶۴	ابوبکر شاه	خلف خان بن فیروز شاه	ترک		صفر ۹۰ هـ ۸۸ هـ	فیروز آباد	دلی	یک سال تا ماه چند یوم	بست و یکم محرم ۹۰ هـ ۸۹ هـ



مرتبہ عمر	مدفن	حالات
۳۴ سال	خاص حوض	بیمار ہو کر جلالیسرین مر گیا ہمایون خان سکندر اسکا بیٹا بادشاہ ہوا
	خاص حوض	بیمار ہو کر مر گیا بعد اسکے پندرہ روز تک امر میں گفتگو رہی کہ کس کو بادشاہ کریں آخر محمود شاہ کو تخت پر بیٹھایا۔
		اس بادشاہ کی سلطنت میں نہایت تزلزل ہا سعاد خان نے نصرت شاہ کو فیروز آباد میں تخت پر بیٹھادیا تھا اور پھر اقبال خان فیروز آباد پر قابض ہو گیا اور کبھی یہ بادشاہ بھاگ گیا اور کبھی پھر گیا اور اسی میدان میں امیر تیمور بھی دلی میں آیا اور کو یہ بادشاہ بیمار ہو کر کیتھل سے مراجعت کرتے وقت مر گیا اور انے دولت خان کو بادشاہ کیا
۱۱ سال ۱۱ ماہ ۲۱ روز	سمتند	
		خضر خان نے دلی پر فوج کشی کی اور دولت خان کو شک سیر میں محصور ہوا آخر کار خضر خان کے پاس چلا آیا اور اسنے فیروز آباد میں قید کیا اور وہیں مر گیا
دہلی	اٹا	۱۱ سال ۱۱ ماہ ۲۱ روز میں بیمار ہو کر دلی میں آیا اور مر گیا اور اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خواجه	دار السلطنه	سلطنت تری	سال وفات
۱۶۵	ناصرالدین محمد شاه	فیروز شاه	ترک	نوروز دهم جمادی الاولی ۹۲۰ هـ	فیروز آباد	دهلی	۳ سال هفتمین سال ۹۲۰ هـ	۱۶۰۰ هـ
۱۶۶	علاءالدین سکندرشاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	نوروز دهم اولی ۹۲۰ هـ	فیروز آباد	دهلی	یک سال چندین ۹۲۰ هـ	۱۶۰۰ هـ
	ناصرالدین محمود شاه	ناصرالدین محمد شاه	ترک	جمادی الاولی ۹۲۰ هـ	فیروز آباد	دهلی	۱۹ سال ۸ ماه چند	۱۶۰۰ هـ
۱۶۷	ناصرالدین نصرت شاه	شاهزاده فتح خان بن فیروز شاه		۹۲۰ هـ	شهر فیروز آباد		یوم	۱۶۰۰ هـ
	اقبال خان عرف ملو		پیشانی	۹۲۰ هـ	کوشک سیر			
	امیر تیمور طراغان	اسیر چغتای		شنبه جمادی الاولی ۹۲۰ هـ	شهر فیروز آباد	سهند	۱۵ سال هفتمین سال ۹۲۰ هـ	۱۶۰۰ هـ
۱۶۸	دولت خان		لود	۹۲۰ هـ	محرم کوشک سیر	دهلی	یک سال ۲ ماه چندین	۱۶۰۰ هـ
۱۶۹	خضر خان	ملک سلیمان سید		باز دهم ربیع الاول ۹۲۰ هـ	کوشک سیر	دهلی	۳ سال دو ماه دوین	۱۶۰۰ هـ



دشمن مدفن	حالات
دہلی سارک کوٹہ	قلعہ مبارک آباد چین اس بادشاہ دہلی کے کنائے پر بنایا تھا میران صندور اور قاضی عبدالعظیم اس بادشاہ کو مار ڈالا اور مژدہ الملک نے یہ کو خبر کی اور اس نے صلح کر کر محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا
دہلی سارک کوٹہ	بیمار ہو کر مر گیا اور اس کا بیٹا بادشاہ ہوا
	بادشاہ بد اون مین جا پڑا اور ملک بھول لودھی دہلی پر قابض ہو کر تخت پر بٹھایا
دہلی سارک کوٹہ	بیمار ہو کر مر گیا اور قاتخانان نے اس کے بیٹے کو تخت پر بٹھایا
دہلی	اس بادشاہ کے عہد میں ہندوؤں نے فارسی لکھنا اور پڑھنا شروع کیا اس پہلے کوئی نہ پڑھتا تھا آخر کو بیمار ہو کر مر گیا
دہلی	پانی پت کے میدان میں بابر بادشاہ کی لڑائی میں مارا گیا اور مغلوں کے پانی پت خاندان میں بادشاہت چلی گئی۔
۳۹ سال چند ماہ	کابل بیمار ہو کر مر گیا۔
۳۹ سال ۵ ماہ ۲۰ روز	دہلی سارک کوٹہ بہاولپور شیر شاہ کی لڑائی میں شکست ہوئی اور بادشاہ ایران چلا گیا

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خورشید	محل تولد	در اسطیقات	سال خورشید	سال وفات
۱۴۰	میرالدین ابوالفتح مبارک شاه	خضر خان	سید		هفتادم جمادی اولی ۸۱۲ هـ ۱۲۳۶	کوشک سیری دهلی	سال ۱۳ یک ماه چند یوم	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	نهم حجب ۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۱	سلطان محمد شاه	فرید خان خضر خان	سید		نهم حجب ۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	کوشک سیری دهلی	سال ۱۳ چند ماه	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۲	سلطان علاء الدین عالم شاه	محمد شاه	سید		۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	کوشک سیری دهلی	سال ۱۳ چند ماه	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۳	سلطان بهلول لوسف	ملک کالا لوسف	لوسف		هفتادم ربیع الاول ۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	کوشک سیری دهلی	سال ۱۳ ۸ ماه ۴ یوم	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۴	سلطان سکندر	سلطان بهلول	لوسف		۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	قصبه جلالی دهلی	سال ۱۳ بعضه چند ماه	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۵	سلطان ایسم	سلطان سکندر	لوسف		ذیقعه ۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	اگره اگره اگره	سال ۱۳ چند ماه	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۶	ظفر الدین محمد بابر بادشاه	شیخ میرزا چغتای	چغتای		۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	رحب دهلی	سال ۱۳ چند ماه	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷
۱۴۷	ظفر الدین بک بادشاه	بابر بادشاه	چغتای		ذیقعه ۸۱۳ هـ ۱۲۳۶	جمادی اولی اگره دهلی	سال ۱۳ بعضه چند یوم	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷	۸۱۳ هـ ۱۲۳۷



مدت عمر مدفون	حالات
۴۴ سال ۸ ماہ چند یوم	سہرام کالنجہر کے قلعہ کی لڑائی میں بارہوی سے جگر مر گیا
۵۸ سال ۳ ماہ چند یوم	بیمار ہو کر مر گیا اور فیروز خان تخت پر بیٹھا
۱۲ سال چند یوم	مبارز خان اسکے مامون نے مار ڈالا اور آپ تخت پر بیٹھا
	ابراہیم خان نے بنی عم شیر شاہ سے شکست پائی
۷۲ سال	احمد خان نے بنی عم شیر شاہ سے لڑ کر شکست پائی
	ہمایون بادشاہ سے شکست پا کر بنگالے کی طرف بھاگ گیا
۴۹ سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	دہلی مقبرہ شیر منڈا واقع قلعہ کمنہ میں سے اترتے وقت گر پڑا اور کئی دن بعد انتقال کیا

شماره	نام فرمان و نام پدر	قوم	سال تولد	سال خواجه	محل خواجه	دار السلطنت	سال وفات
۱۷۸	فرید خان الملقب بشیر شاه	سور پنجان	ربیع ثانی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	اگره	دہلی	سال ۳ ماه ۵ ایوم
۱۷۹	جلال خان الملقب بہ اسلام شاہ	سور پنجان	صفر ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	پانزدہم ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	سال ۲ ماه ۱۰ ایوم
۱۸۰	فیروز شاہ	سور پنجان	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	دہلی	سال ۳ ایوم
۱۸۱	مبارز خان الملقب بہ محمد عادل شاہ	سور پنجان	شعبان ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	دہلی	کمال ۱۱ ماه ۷ ایوم
۱۸۲	سلطان بہرہم	سور پنجان	سور ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	دہلی	۲ ماه ۳ ایوم
۱۸۳	احمد خان الملقب بہ سکندر شاہ	سور پنجان	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	نہم ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	فج	دہلی
۱۸۴	نصیر الدین محمد بادشاہ مرقوم	چغتای	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	ربیع اولی ۹۲۰ هـ ۱۵۲۰ م	دہلی	۶ ماه چند ایوم



عصرِ مدفن	حالات
۶۲ سال ۱۱ ماہ ۸ یوم الک آباد بمقام ہشتنگا معروف بسکندہ	بیمار ہو کر مر گیا۔
۵۸ سال ۱۱ ماہ ۱۰ یوم لاہور	بیمار ہو کر مر گیا امرانے بنظر مصلحت دا اور بخش کو بادشاہ کر دیا اور خفیہ شاہِ جہان کو بلا لیا۔
۲۶ سال	جب کہ شاہِ جہان لاہور میں پونہچا آصف خان نے اس بیچائے کو مار ڈالا اور شاہِ جہان کو تخت پر بٹھایا۔
۶ سال ۴ ماہ ۲۶ یوم آگرہ تاج گنج	عالمگیر نے قید کر کر خود تخت پر بیٹھا اور شاہِ جہان نے سال نہم جلوس عالمگیری میں انتقال کیا۔
۷ سال ۷ یوم آگرہ اورنگ	بیمار ہو کر مر گیا محمد معظم خان کی سہی سے دلی کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائیوں سے لڑ کر فتحیاب ہوا۔
۶ سال ۶ ماہ دہلی قطب مقبرہ ہمایون	بمقام موضع جاجو مضاف صوبہ الکر آباد میں اپنے بھائی سے لڑ کر فتح پائی آخر کو آپ بھی بیمار ہو کر مر گیا اور اسکے بیٹوں میں بادشاہ پر لڑائی ہوئی اور معز الدین جہاندار شاہ سب پر غالب آیا۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال جلوس	محل جلوس	دولت	سال وفات
۱۸۵	ابوالفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاه	همایون بادشاه	چغتای	دومین شنبه پنجشنبه ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶	دومین بربع الثانی ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶	کلا نوری	اگره	۵۱ سال ۲ ماه ۱۱ یوم چهارشنبه نیز دوشنبه جمادی الاخره ۹۶۵
۱۸۶	ابولطیف نورالدین جهانگیر بادشاه	اکبر بادشاه	چغتای	روز جمعه نهمین ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹	روز یکشنبه چهارم ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹	اگره	اگره	۲۱ سال ۸ ماه ۱۳ یوم پنجشنبه نهمین ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹
۱۸۷	میرزا بلاتی الحاج طایب سلطان داور بخش	شاهزاده سلطان خسرو بن جهانگیر	چغتای	دقیقه ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹	ربیع الاول ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹	راچی	اگره	۲۶ ساله چند یوم ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹
۱۸۸	شهاب الدین محمد شاهیجهان بادشاه	جهانگیر بادشاه	چغتای	نهمین ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹	روز یکشنبه پنجشنبه ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹	لاهور	اگره	۳۲ سال چند ماه ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹
۱۸۹	ابولطیف محی الدین اوزنگزیب عالمگیر	شاه جهان	چغتای	شنبه ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱	روز جمعه ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱	اغریلا	دلی	۵۱ سال ۲۴ یوم ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱
۱۹۰	محمد غلام الملقب بشاه عالم بهادر شاه	اوزنگزیب عالمگیر	چغتای	شنبه ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴	غره ذیحجه ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴	لاهور	دلی	۵۱ سال یک ماه ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴
	محمد عظم شاه	عالمگیر		۱۱۹ ۱۶۰۵	۱۱۹ ۱۶۰۵	اخمدرگر		۱۱۹ ۱۶۰۵



حالات	مدت	دفن
فرخ سیر سے لڑ کر پکڑا گیا اور قلعہ دہلی میں مارا گیا۔	۵۲ سال ۳ ماہ ۲۸ یوم	دہلی پیش چبوترہ مقبرہ ہمایون
عبد اللہ خان اور حسین علی خان نے زہر دیکر مار ڈالا۔	۳۵ سال ۸ ماہ ۲۰ یوم	دہلی صبح مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر گیا عبداللہ خان اور حسین علی خان نے رقیع الدولہ کو تخت پر بٹھایا اور اکبر آباد میں ہزارے متر سینے نیکو سیر کو تخت پر بٹھا دیا مگر نیکو سیر پکڑا گیا۔	۲۰ سال یک ماہ ۱۳ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون
بیمار سی مر گیا عبداللہ خان اور حسین علی خان نے محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا لیکن جب حسین علی خان بادشاہ مر ڈالا تو عبداللہ خان نے سلطان ابراہیم کو تخت پر بٹھا دیا مگر وہ غلو ب ہوا۔	۱۸ سال ۹ ماہ ۲ یوم	دہلی مقبرہ ہمایون
بیمار ہو کر مر گیا اور اسکا بیٹا بادشاہ ہوا۔	۳۷ سال یک ماہ یک یوم	دہلی درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء
عماد الملک نے پکڑا اور اندھا کر کر قید کر دیا کہ بعد چند مدت کے بیمار سی مر گیا۔	۸ سال ۶ ماہ	دہلی مقبرہ ہمایون

نمبر	نام فرمان و	نام پدر	قوم	سال ولادت	سال خواجه	محل خواجه	دار السلطنت	درت سلطنت	سال لاد
۱۹۱	معز الدین جهان پادشاه عظیم الشان رفیع الشان حسنة اختر جهان	شاه عالم بہادر شاہ	چغتائی	دہم ۱۶۶۱ھ ۱۶۷۰ھ	۱۶۲۲ھ ۱۶۳۲ھ	شاہجہان فتح آباد بنگالہ شاہجہان آباد شاہجہان	دہلی	۱۱ ماہ ۵ یوم	روز جمعہ ۱۲۵۰ھ ۱۲۵۱ھ
۱۹۲	جلال الدین فرخ سیر	عظیم الشان بہادر شاہ	چغتائی	۱۶۷۰ھ ۱۶۷۹ھ	۱۶۲۲ھ ۱۶۳۲ھ	آگرہ بہار شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۵ یوم	۱۲۵۱ھ ۱۲۵۲ھ
۱۹۳	محمد ابوالبرکات سلطان فیض الجا	رفیع الشان بہادر شاہ	چغتائی	۱۶۷۹ھ ۱۶۸۸ھ	۱۶۲۲ھ ۱۶۳۲ھ	شاہجہان آباد	دہلی	۳ ماہ ۱ یوم	روز شنبہ ۱۲۵۲ھ ۱۲۵۳ھ
۱۹۴	شمس الدین فیض الدین شاہجہان پادشاہ سلطان نیکوسیر	رفیع الشان بہادر شاہ	چغتائی	۱۶۸۸ھ ۱۶۹۷ھ	۱۶۲۲ھ ۱۶۳۲ھ	بہار شاہجہان آگرہ	دہلی	۳ ماہ ۸ یوم	۱۲۵۳ھ ۱۲۵۴ھ
۱۹۵	روشن اختر ابولفتح محمد شاہ پادشاہ سلطان ابراہیم تادر شاہ	حسنة اختر جهان پادشاہ رفیع الشان بہادر شاہ	چغتائی	۱۶۹۷ھ ۱۷۰۶ھ	۱۶۲۲ھ ۱۶۳۲ھ	شاہجہان آباد	دہلی	۲۹ سال ۸ یوم	۱۲۵۴ھ ۱۲۵۵ھ
۱۹۶	مجاہد الدین ابوالنضر احمد شاہ بہادر شاہ	محمد شاہ	چغتائی	۱۷۰۶ھ ۱۷۱۵ھ	دوم ۱۶۲۲ھ ۱۶۳۲ھ	دوم پانی پت	دہلی	۳ ماہ ۸ یوم	۱۲۵۵ھ ۱۲۵۶ھ



مدت عمر مدفن	حالات
۳۷ سال دہلی مقبرہ چند ماہ ہیون	عماد الملک کے کنے ستارح یاسر خان اور مہدی قلی خان نے مار ڈالا اور محی الملک کو تخت پر بٹھایا اور شاہ عالم نے بنگالے مین تخت پر جلوس کیا مگر سلطنت شاہ عالم کی قائم رہی۔
۸۰ سال دہلی ۹ ماہ ۲۰ یوم قطب صاحب	بیدار بخت کو غلام قادر نے تخت پر بٹھایا تھا کہ بعد مائے جانے غلام قادر کے وہ سلسلہ برہم ہو گیا آخر کار جنرل لیک سپہ سالار انگلشیہ نے دلی کو فتح کیا اور سرکار انگریز کی عہداری ہو نیکی تین برس بعد بادشاہ نے انتقال کیا
۸۶ سال قلعہ وترا دہلی ۱۰ ماہ ۲۱ یوم قطب صاحب	اگرچہ لندن کے بادشاہ کی حکومت اور سلطنت ہو گئی الا تیمور کے خاندان پر بھی لقب بادشاہی کا اور تخت و چتر اور قلعہ شاہجہان آباد کی حکومت قائم رہی۔
۶۸ سال قلعہ وترا	
۷۲ سال قلعہ وترا	جو کہ شاہ ولیم چہارم کے کوئی وارث منکو صحیحہ سے نہ تھا اس واسطے حسب دستور فرنگستان کے ملکہ و کٹوریہ کہ قرابت قریبہ بادشاہ سے رکھتی تھیں تخت پر بیٹھیں۔

نمبر	نام فرمان روا	نام پدر	قوم	سال تولد	سال وفات	محل تولد	سال وفات	سال وفات	سال وفات
۱۹۷	عزیز الدین عالمگیر ثانی احمد شاه درانی	مهرالدین جهاندار شاه	چغتای	۱۰۹۹ هـ ۱۸۸۸ م	روز شنبه ۱۸۸۸ م	شاهجهان آباد	دہلی	۴۸ سال ۲۸ یوم	روز پنجشنبه ۱۸۸۸ م
۱۹۸	ابوالطف جمال الدین سلطان عالی گوهر احمد شاه درانی	عالمگیر ثانی	چغتای	۱۱۰۹ هـ ۱۸۹۸ م	چهارم جمادی الاولی ۱۸۹۸ م	عظیم آباد	دہلی	۳۵ سال	بفتره رمضان ۱۸۹۸ م
۱۹۹	شاه جابر سوم ابوالنصر معین الدین اکبر شاه	احمد شاه فریدک شاهزادہ دومین شاه چغتای	جرمن	۱۴۳۹ هـ ۱۸۲۸ م	چهارشنبه ۱۸۲۸ م	شاهجهان آباد	لندن	۴۸ سال ۳۱ یوم	جمعه ۱۸۲۸ م
۲۰۰	شاه جارج چهارم	جارج سوم	جرمن	۱۴۶۲ هـ ۱۸۵۱ م	۱۸۵۱ م	لندن	لندن	۳۸ سال ۹ یوم	۱۸۳۸ م
۲۰۱	شاه ولیم چهارم ابوالنصر سراج الدین محمد بیادشاه پادشاه	جارج سوم اکبر شاه	جرمن	۱۴۶۵ هـ ۱۸۵۴ م	۱۸۵۴ م	لندن	لندن	۳۸ سال ۳۳ یوم	۱۸۳۸ م
۲۰۲	ملکہ کوکٹوریہ	نیت دولک آف کینٹن جرمن	جرمن	۱۸۵۹ هـ ۱۸۵۹ م	۱۸۵۹ م	لندن	لندن		

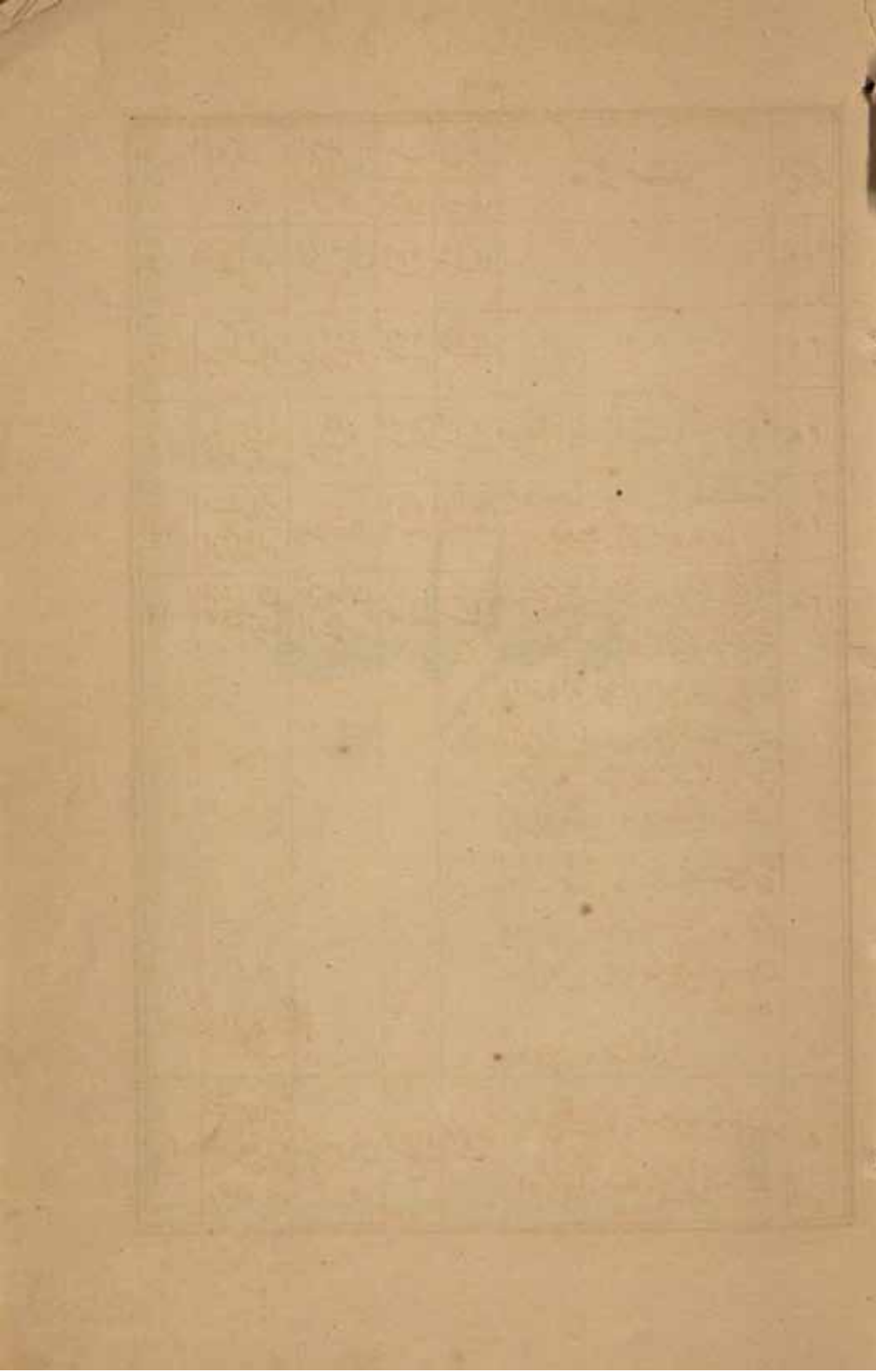


نمبر	نام قلعہ یا نام شہر کا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
		ہجری	عیسوی		
۸	کوشک لعل یا نیا شہر	۶۸۸	۱۲۸۹		۱۶
	کوشک سبز	۶۸۸	۱۲۸۹	کوشک لعل میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۷
۹	دہلی علانی قلعہ علانی یا کوشک سیر	۷۲۳	۱۳۲۳		۱۷
	قصہ ہزار ستون	۷۲۳	۱۳۲۳	کوشک سیر میں کا یہ بھی ایک محل تھا	۱۸
۱۰	تعلق آباد	۷۲۱	۱۳۲۱		۱۹
۱۱	عادل آباد یا عمارت نستون	۷۲۸	۱۳۲۸		۲۰
	جہان پناہ	۷۲۸	۱۳۲۸	دہلی علانی اور دہلی کھنہ یعنی قلعہ راجپوتوں کو ملا	۲۲
۱۲	کوشک مندر یا بیچ منزل	۷۲۸	۱۳۲۸	جہان پناہ کی تفصیل کا ایک برج ہے	۲۲
	کوشک فیروز شاہ یا کوٹہ فیروز شاہ	۷۵۵	۱۳۵۵		۲۳
۱۳	شہر فیروز آباد	۷۵۵	۱۳۵۵	اسی کوٹہ کے ساتھ کا یہ شہر ہے	۲۴
۱۴	کوشک جہان نما یا کوشک شکار	۷۵۵	۱۳۵۵		۲۵

# فہرست دوسری باب آثار اہل صناعت کی حسین دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بیان ہے

نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام محل		کیفیت	تہذیب
		بانی کا	سال بنا		
۱	اندربٹ	جد ہشتر	۰		۶
۲	دہلی	راجہ دہلو	۰		۷
۳	پرانا قلعہ یادین پناہ یا شیر گدہ	انکیال تنور	۵۷۶	اورنگزیہ پوری مطابق ۱۵۳۲ء کے ہمایون بادشاہ نے اس قلعہ کی زعفرانیت کر دیں بنانا نام رکھا اور شیر شاہ نے بھی اس کی مرمت کی اور شیر گدہ نام رکھا	۹
۴	قلعہ آچھورا قصر سفید	رامی پتھورا قطب الدین ایبک	۵۳۸ ۱۲۰۵	اسی قلعہ کے غری دروازہ کا نام غزنین ارہ تھا اسے پتھورا کے قلعے میں یہ محل بنایا تھا	۱۲ ۱۳
۵	کوشک لعل	غیاث الدین بلبن	۶۶۳ ۱۲۶۵	ان ستون چند سال پہلے قلعہ بنا کیونکہ سرین پناہ ہر ایک میں یہ کوشک چند سال شیر بادشاہ نے بنایا تھا	۱۴
۶	قلعہ مرغن یا غیاث علی	غیاث الدین بلبن	۶۶۶ ۱۲۶۸	اسی کی زمین میں حضرت نظام الدین کی گاہ ہے	۱۵
۷	کیلوٹھی قلعہ میں	معز الدین کیقباد	۶۸۵ ۱۲۸۶	ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین میں ہے	۱۶

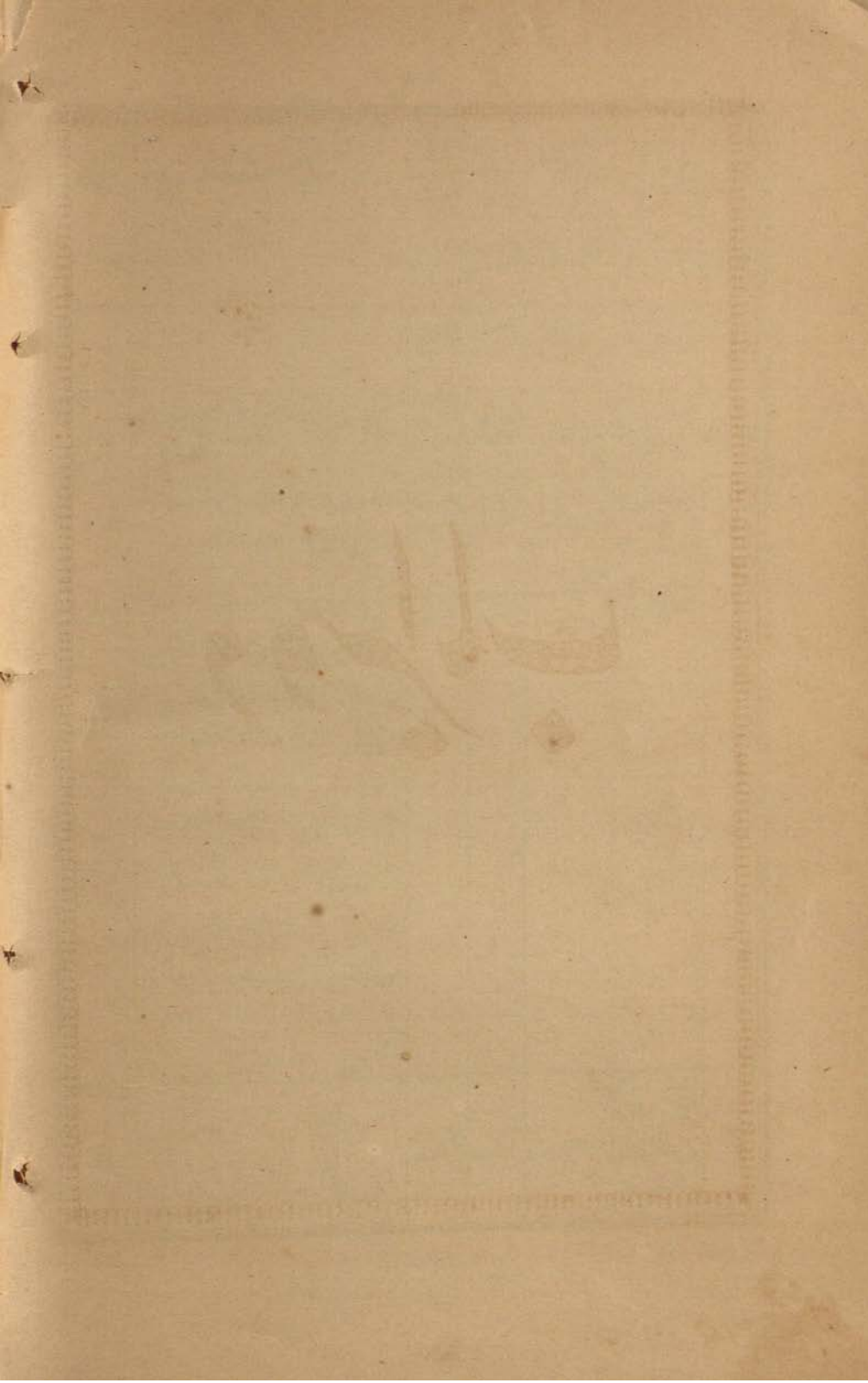




نمبر	نام قلعہ یا شہر کا	نام محل بانی کا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
			ہجری	عیسوی		
۱۵	خضر آباد	خضر خان	۸۲۱ھ	۱۴۱۸ء		۲۵
۱۶	مبارک آباد	مبارک شاہ	۸۳۶ھ	۱۴۳۳ء		۲۶
۱۷	دہلی شیر شاہ	شیر شاہ	۹۲۸ھ	۱۵۲۱ء	شہر کا بانی مہاراجہ جیکھن پور کے پسر جودھو	۲۷
۱۸	سلم گڑھ یا نور گڑھ	اسلام شاہ	۹۵۳ھ	۱۵۴۶ء	نور الدین جہانگیر کو قلعہ میں بلایا گیا سنہ بنا اور اسی وقت نور گڑھ اس کا نام ہوا	۲۷
۱۹	قلعہ جہان بادشاہ	شاہ جہان بادشاہ	۱۰۲۸ھ	۱۶۳۸ء	قلعہ کے بنائے ہوئے ہیں انھوں نے تالین شہر کے اس قلعہ میں جہان آباد کے جہانگیر نے بنوایا دلی دروازہ لاہوری دروازہ چھتہ نقارخانہ یا قیامی محل دیوان عام مع تخت سنگین خاص محل امتیاز محل از رنگ محل و تصویر پہچکاری سنگین ارفیوس کلاؤسٹ موافق مربع رفل مصوہ بیٹھکسین نمونہ اسد برج شاہ جہان دیوان خاص حمام موتی محل باغ حیات بخش مع ساون بھاؤن شاہ برج مہتاب باغ	۲۸
۲۰	شہر جہان آباد مع حالی آباد وفیش نہر	شاہ جہان	۱۰۵۸ھ	۱۶۴۸ء	اسی قلعہ کا یہ شہر جو اب تک آباد ہے اور خدا کرے کہ ہمیشہ آباد رہے	۲۹



دو جلاب





واقع ہو جسین ہندوستان ہو اور ہندوستان کے تین ٹکڑے بین اون  
 بین سے متوسط ہندوستان یا خاص ہندوستان میں ہو طول اسکا انگریزی  
 حساب پر جو دار السلطنت لندن سے گنا ہو پہلے حساب سے میں  
 درج کم ہو اسکے سوا اور کسی حساب میں مشرق نہیں یہ شہر بہت پرانا  
 ہو اگرچہ یہاں کے راجہ کبھی مکہ فارس کے اور کبھی کماؤن اور کبھی قنوج  
 اور کبھی دکن کے راجاؤن کے تابع دار ہے اور کبھی خود بھی بغیر کسی  
 تابع داری کے حکومت کی الاجب سے یہ شہر آباد ہو اور اجاؤن کی دار الحکومت  
 اور بادشاہوں کی دار السلطنت سے خالی نہیں رہا صرف آٹھ زمانے  
 ایسے گزرے ہیں کہ اون دفون میں یہاں دار السلطنت نہیں رہی ایک تو  
 وہ زمانہ ہو کہ جب راجہ جد ہشتر نے راجہ جردھن پرستج پائی اور یہاں سے  
 اوٹھ کر ہستنا پور میں راج کیا اور سات پشت تک وہیں راج رہا جب لمبی  
 عرف راجہ دشت وان راجہ ہوا اسکے زمانے میں گنگا ایسی زور سے  
 چڑھی کہ سارا شہر ہستنا پور کا یہ گیا تب اس راجہ نے پہلے کوشکی ندی  
 کے کنارے دکن کے ملک میں شہر آباد کرنا شروع کیا اور آخر کو پھر  
 یہاں چلا آیا اور اسی مہتمام کو دار الحکومت رکھا دوسرا وہ زمانہ ہو کہ جب  
 راجہ بکرماجیت والی اوجین نے راجہ بھگونت کو ہی پرستج پائی اور اس شہر  
 کو چھین لیا اور دار الحکومت اوجین ہی کو رکھا اور اس شہر میں اسکی طرف سے

ہا بھارت

بھاگوت

خلاصۃ التواریخ  
 دراجاؤن

## دوسرا باب

دلی میں قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کے بیان میں

بیا نقش عمارات شہر یاران بین کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہت و شکست  
یونانی حکیموں نے تمام رے زمین کے سات ٹکڑے کیے ہیں اور ہر ایک  
ٹکڑے کا نام اسلیم رکھا ہے ہر ایک اقلیم خط استوا کی جانب سے شروع ہوتی ہے  
اور قطب شمالی کی جانب ملتتی اس یونانی حساب بموجب دلی تیسری اقلیم میں ہے  
طول اس کا جزا الخالات سے ایک سو چودہ درجے اور ارتیس دقیقہ ہو اور  
عرض اس کا خط استوا سے اٹھائیس درجے اور پندرہ دقیقہ اور بڑے سے بڑا  
دن یہاں تیرہ گھنٹے اور پچاس منٹ کا ہوتا ہے انگریزی ہیات جدید میں تمام  
رے زمین کے چار ٹکڑے کیے ہیں اس حساب بموجب دلی ایشیہ میں

ایران

جزائر



اور جب کا دل چاہے یہاں ہے تب پھر دلی آباد ہوئی یہ حادثہ جو دلی پر ہوا بہت  
 یادگار ہو اور شاید ہو کہ اور کوئی ایسا آباد شہر اس طرح پر دفعۃً نہ ویران  
 ہوا ہوگا چھٹا وہ زمانہ ہو کہ جب سلطان سکندر شاہ لودھی نے گوالیار لینے کا  
 ارادہ کیا تو دلی کو چھوڑ کر آگرہ کو دار السلطنت کیا اور اس زمانے میں اکبر آباد میں  
 پہلے سے ایک قلعہ نہایت مضبوط تھا اس قلعہ کو توڑ کر جلال الدین  
 اکبر بادشاہ نے قلعہ بنایا ہو اور سلطان ابراہیم اسکے بیٹے نے بھی وہیں  
 پائے تخت رکھا یہاں تک کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے جب سلطان ابراہیم  
 لودھی پر فتح پائی تو اس زمانے میں اسکا تختگاہ دار الخلافت آگرہ تھا بعد اسکے  
 ہمایون بادشاہ نے اولاً آگرہ اور آخر کار اس مقام کو تخت گاہ ٹھہرایا ستوان  
 وہ زمانہ ہو کہ جب جلال الدین اکبر شاہ نے آگرہ میں قلعہ بنایا اور شہر آباد کیا اور  
 اکبر آباد کو دار الخلافت ٹھہرایا اور یہاں صوبہ دار مقرر کیا جہانگیر کے وقت تک  
 یہی رہا آخر کو شاہجہان بادشاہ نے پھر اسی مقام پر دار الخلافت ٹھہرایا آٹھواں  
 اب حال کا زمانہ ہو کہ جب شاہجہاں جارج سوم کے عہد میں ستمبر ۱۶۸۵ء میں  
 جنرل لیک سپہ سالار بہادر نے دلی پر فتح پائی درحقیقت یہاں کا دار الخلافت  
 منقطع ہو گیا اور دار السلطنت لندن سے مل گیا ہندوؤں کے وقت میں بھی  
 یہ شہر بہت پرانا تھا اور مسلمانوں کے وقت میں بھی ہمیشہ نہایت آباد رہا  
 جس جگہ کہ اب دلی شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہوا اسکے جنوب کو چودہ میل تک

توڑ کر بجائی

اکبر آباد

صوبے دار رہتا تھا اسکے بعد جو کیون کی حکومت میں یہ شہر ہمدار الحکومت  
 ہو گیا تیسرا زمانہ وہ ہے کہ جب رائے پتھورائے اجمیر کا قلعہ بنایا اور  
 وہاں دار الحکومت ٹھہرایا اور دلی میں کھانٹے رائے اپنے بھائی کو  
 صوبہ دار چھوڑا چوتھا زمانہ وہ ہے کہ ۷۷۷ھ ہجری مطابق ۱۲۷۷ء عیسوی کے  
 سلطان شہاب الدین نے فتح کے بعد غزنویں کو مراجعت کی اور قطب الدین  
 ایک سو سالار کو دلی کا صوبہ کر کے چھوڑا پانچواں وہ زمانہ ہے کہ جب ۷۸۷ھ  
 ہجری مطابق ۱۲۸۷ء عیسوی سلطان محمد تغلق شاہ کو یہ خیال آیا کہ دار السلطنت  
 ایسے مقام کو قرار دینا چاہیے جو تمام ممالک محروسہ کے بیچ میں ہو تو  
 اس نے دلی کو چھوڑ کر دیو کر میں دار السلطنت کیا اور دولت آباد اس کا  
 نام رکھا اور جو کہ یہ بادشاہ نہایت سفاک اور ظالم تھا اس سبب سے دفعہ  
 دلی کے رہنے والوں کو حکم دیا کہ سب کے سب دلی سے اوٹھ کر دولت آباد  
 میں جا رہیں اور ایسا سخت حکم تھا کہ کوئی شخص دلی میں رہنے نہ پائے ناچار  
 سب لوگ دلی کو چھوڑ کر چلے گئے اور دلی کا یہ حال ہو گیا کہ حقیقت دلی  
 میں ایک آدمی نام کو بھی نہ رہا تھا کیا کہ دلی ویران ہو گئی جنگل کے جانور  
 دن رات دلی میں رہنے لگے جو کہ دیو کر یعنی دولت آباد مغلوں کی سرحد سے  
 بہت دور جا پڑا تھا اس واسطے بادشاہ نے ۷۹۷ھ ہجری مطابق ۱۲۹۷ء کے  
 پھر دلی میں مراجعت کی اور سب کو حکم دیا کہ جس کا دل چاہے دلی میں جا کر رہے

تاج المائر  
 تاریخ دہشتہ



مرزا بھارت  
خلافتِ اسلامیہ

یعنی اس شہر کا مالک یا حاکم اندر ہی ہوا کا س اور بہشت کا راجہ ہی پہلے زمانے میں  
یہاں کے راجاؤں کی تنگناہ ہستنا پور تھا جو گنگا کے کنارے دلی سے تخمیناً سو میل  
دور ہو جب راجہ جد ہشتر اور راجہ جرجو دھن میں لگاڑ ہوا تو راجہ جد ہشتر نے یہ  
شہر آباد کیا ہندی حساب بموجب یہ جھگڑا دوا پر جگ کے اخیر اور کلجگ کی ابتدا یعنی  
تین ہزار ایک سو اکیس سال قبل ولادت حضرت مسیح ہوا مگر یہ زمانہ صحیح نہیں  
معلوم ہوتا کیونکہ یہ مدت طوفان سے بھی پہلے کی ہو صحیح حساب سے یوں  
تحقیق ہوا ہو کہ واقعہ مہا بھارت اور راجہ جد ہشتر کی مسند نشینی ایک ہزار  
چار سو پچاس سال تخمیناً قبل حضرت مسیح ہوئی پس اس شہر کے آباد ہونے کا یہی  
صحیح زمانہ ہو اگرچہ اب اس شہر کا نشان نہیں رہا لیکن شہر شاہجہان آباد کے  
جنوب کی طرف دلی دروازے کے باہر جو زمین ہوا اندر پت کی زمین کہلاتی ہو  
مگر خاص اندر پت کی آبادی اب نہیں رہی ساری زمین میں زراعت ہوتی ہو  
اور وہاں کے زمیندار پڑانے قلعے میں بستے ہیں اور یہ سب پہلا شہر ہو جو یہاں  
آباد ہوا اسکے بعد پھر اور آبادیاں اسکے آس پاس ہوتی رہیں۔

### دہلی

حضرت دہلی کنف عدل و داد جنت عدن ست کہ آباد باد  
اس بات میں بڑا اختلاف ہو کہ اندر پت کا نام کیسے دلی ہو گیا یہ بات بہت مشہور ہو  
کہ راجہ دلیپ نے جو سورج بنیوں میں اور چند بنیوں میں کا ایک راجہ ہو

مرزا بھارت  
خلافتِ اسلامیہ

پُرلے قلعے اور پُرلے شہر اور پُرانی عمارتیں موجود ہیں جنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر راجاؤں اور بادشاہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں ایسا نام لے بہنے کو نئے نئے قلعے بنائے اور جدا جدا شہر آباد کرنے شروع کیے کہ کچھ اون میں سے آباد ہوئے اور کچھ ناتمام رہ گئے اور اسکے سوا امیرون اور سرداروں نے بھی اپنے لیے سیرگاہ اور مقبرے بنائے کہ اکثر اون میں سے اب تک موجود ہیں اس واسطے ہم اس مقام پر پہلے مختصر حال قلعوں کے بننے اور شہروں کے آباد ہونے کا بہ ترتیب تاریخ لکھتے ہیں۔

### اندر پست

پہلے اندر پست اوس میدان کا نام تھا جو پُرلے قلعہ اور دیسے کے خونی دروازے کے درمیان میں ہے ہندوؤں کے اعتقاد میں اندر نام ہی اکاس کے راجہ کا جو ہندوؤں کے مذہب میں ایک مقرری راجہ ہے اور پست کہتے ہیں دونوں ہاتھوں کے ملے ہوئے لبوں کو ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ یہاں اچھ اندر نے کسی فرضی زمانے میں دونوں ہاتھ بھر کر موتیوں کا دان کیا تھا اس سبب سے اس جگہ کو اندر پست کہتے ہیں کثرت استعمال سے اے اور سین حذف ہو گیا اور اندر پست مشہور ہو گیا مگر میری سمجھ میں یہ معنی تو ایسے ہی ہیں جیسے اور ہندوؤں کی کہانیاں صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ پست کے معنی صاحب اور مالک اور حاکم کے ہیں جب یہ شہر آباد ہوا تو آباد کرنے والے نے نیک فال سمجھ کر اندر پست نام رکھا

پست  
وہی اندر  
نام



## پُرانا قلعہ

یہ پُرانا قلعہ جو شہر شاہجان آباد کے جنوب کو مائل بشرق دلی دروازے کے  
 باہر و میل کے فاصلے پر واقع ہو وہی قلعہ ہے جسکو راجہ انکیال تو نور نے اپنے  
 عہد حکومت میں بنایا اور بعضی تاریخ کی کتابوں میں مسلمان بادشاہوں کے حال  
 میں اسی قلعہ کو قلعہ اندرپت لکھا ہے اس راجہ نے اس قلعہ کے دروازے  
 پر پتھر کے دو شیر بنائے تھے اور اون کے پہلوؤں میں کانسنے کے گھنٹے لٹکائے  
 تھے جو فریادی خاص راجہ تک بلامزا حمت جانا چاہتا تھا اون گھنٹوں کو  
 بجاتا راجہ اونکی آواز سنکر اس کو بلا لیتا اور انصاف کرتا ۱۷۷۷ء ہجری مطابق  
 ۱۷۷۷ء عیسوی تک یہ شیر بنے ہوئے تھے الا اب نہیں ہیں معلوم نہیں کہ کب ٹوٹے  
 آئین الہری میں اس قلعہ کا بتاؤر راجہ انکیال تنور کا راجہ ہونا سٹٹ بکرماجیت  
 مطابق ۱۷۷۷ء عیسوی میں لکھا ہے اور اس کتاب پر بھروسہ کر کے ہر ایک تاریخ والے  
 نے اسی سن کو نقل کر دیا ہے مگر تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ سن بالکل  
 غلط ہیں کیونکہ اسی کتاب میں لکھا ہے کہ سٹٹ سے سٹٹ تک تنورون کے  
 خاندان میں بیس آدمیوں نے راج کیا اسکے بعد سٹٹ مطابق ۱۷۷۷ء ع  
 میں بیلد یوچوہان راجہ ہوا اور اسکی سات پشت نے رے پتھور تک پچانو  
 برس سات مہینے راج کیا اور رے پتھور کو جوچوہان میں کاخیر سا تو ان  
 راجہ تھا سلطان شہاب الدین غوری نے مارا اور مسلمانوں کے گھرانے

آئین الہری  
 قلعہ شاہجہان آباد

۱۷۷۷ء  
 رے پتھور

اپنے نام پر دلی آباد کی لیکن یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی اس واسطے کہ ہندوؤں کی  
اکلی پوتھیوں میں باوجودیکہ راجہ دلیپ کا ذکر ہو مگر کہیں دلی کا نام نہیں بلکہ  
جہان لکھا ہوا اندر پرت ہی کر کر لکھا ہوا اور بعضی تاریخ نویسین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۹۱ء  
۱۱۹۱ء کے تنزورون کے خاندان میں سے ایک راجہ نے شہر اندر پرت کے برابر  
دہلی شہر بسایا اور جو کہ وہاں کی زمین نرم تھی اور ہندی میں دہلی نرم زمین کو کہتے  
ہیں جہان منج نہ تھم سکے اس سبب وہ بستی دہلی کر کر مشہور ہو گئی مگر اس سنہ میں  
تنزورون کے خاندان میں حکومت تھی اور نہ اس سبب دلی نام پر بڑا ناقرب قیاس  
ہو اس واسطے یہ بات بھی قابل اعتماد کے نہیں مشہور بات جو صحیح بھی معلوم ہوتی ہے یہ  
کہ راجہ دہلو قنوج کے راجہ نے اس سبب کہ دلی کے راجہ اکثر قنوج کے تابع رہے  
ہیں اندر پرت میں اپنے نام پر شہر بسایا جب سے اس شہر کا نام دہلی مشہور ہوا بلکہ اصلی نام  
دہلی کا دہلو ہے چنانچہ امیر خسرو جلال الدین فیروز شاہ کو خطاب کر دہلو کا لفظ ایک شعر میں باندھا ہے  
یا ناک اچم بخش نازا غور بفرما بار گیر یا بفرما وہ کہ گردون شینم ودہلو روم  
راجہ دہلو راجہ یورس یعنی نور راجہ کلیون کے ہم عصر تھا اور اوسی کی لڑائی میں  
مارا گیا اور قنوج تک راجہ فور کا عمل ہو گیا اوس کے بعد اسکندر کبیر شاہ ماسیدن  
یعنی مقدونیہ نے راجہ فور پر تلج کے کنارے فتح پائی اور گنگا کے کنارے  
تک یعنی قنوج تک عمل کر لیا یہ واقعہ تین سواٹھائیس سال قبل حضرت  
مسیح ہوا کہ تخمیناً یہی زمانہ دہلی شہر بنے کا خیال ہو سکتا ہے۔

تاریخ ہند

نرم زمین

مرقاۃ

جولہ

البتاریخ



اور کی تاریخ کسی تھی فیصل اس قلعہ کی چھنے اور پتھر سے نہایت مضبوط اور بہت  
 عریض بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت جگہ سے ٹوٹ گئی ہے اور اکثر برج بھی گرتے ہیں  
 اس قلعہ کے اندر کے مکانات بھی بالکل منہدم ہو گئے ہیں اور اندر پت کے  
 زمینداروں نے کچے پکے مکان بنالیے ہیں پرانی عمارتوں میں سے ایک مسجد اور  
 ایک شیر منڈل باقی رہ گیا ہے اس قلعہ کے تین دروازے بڑے اور چار کھڑکیاں ہیں  
 ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہو مدت سے بند ہے اور لوگ  
 اس کو طلاق دروازہ کہتے ہیں مشہور ہے کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ اس دروازے سے  
 کسی مہم پر چڑھا تھا اور یہ دروازہ اس لیے بند کر دیا تھا کہ اگر بے فتح کے اس دروازے کو  
 کھولیں تو اون پر طلاق ہو مگر یہ افواہ ہے کچھ قابل اعتماد کے نہیں اس قلعہ سے ملایا  
 جانب غرب دیر یا بہتا تھا اب بہت دور جا پڑا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چاروں  
 طرف قلعہ کے دریا کا پانی پھیر دیا تھا اور دروازوں کے سامنے پل بنائے تھے  
 چنانچہ اب تک غربی دروازے کے آگے ایک پل بنا ہوا موجود ہے شیر شاہ نے بھی  
 اپنے زمانہ بادشاہت میں اس قلعہ کی ترمیم کی اور کچھ مکانات بنائے اور اسی  
 سبب سے شیر شاہ کے وقت میں یہ قلعہ شیر گڑھ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا یہ  
 عمارت جو اب ٹوٹی پھوٹی دکھائی دیتی ہو غالب ہے کہ ہمایوں بادشاہ اور شیر شاہ  
 کی ہو کیونکہ انکے بار تنور کے زمانے کی عمارت کا اس ہیأت پر باقی رہنا سبب  
 امتداد زمانہ اکثر کے خیال میں نہیں آتا۔

تاریخ ہندوستان  
 نمبر ۱۰۰۰  
 جلد ۱  
 ۱۷۵۹ء  
 عالمگیری

میں حکومت چلی گئی یہ بیان تو ٹھیک لیکن اگر یہ سمت صحیح مانا جائے تو لازم آتا  
 ہو کہ ستمگت بکراجیت مطابق ستمہ ع موافق ستمگت بکراجیت میں سلطان شہاب الدین  
 غوری دلی میں آیا ہوا وریہ بات بالکل غلط ہو کیونکہ سلطان شہاب الدین کا  
 دلی کو فتح کرنا اور اسے پتھورا کا مارا جانا یقیناً ستمہ بکراجیت مطابق ستمہ ع  
 موافق ستمگت بکراجیت کے ہوا و معتبر تاریخوں میں بھی یہی سن لکھے ہیں  
 اور مسجد قوۃ الاسلام کے شرقی دروازے پر بھی یہی سن کندہ کر رکھے ہیں اور  
 خود آئین اکبری میں بھی یہی سن ایک اس کی زیادتی سے یعنی ستمہ بکراجیت لکھ  
 رکھے ہیں پس ظاہر ہو کہ یہ بات جس سے سلطان شہاب الدین کا دلی میں آنا  
 ستمہ بکراجیت مطابق ستمہ عیسوی میں نکلتا ہو بالکل غلط ہو صحیح حساب ثابت ہوتا  
 کہ راجہ انکیال تنور ستمگت بکراجیت مطابق ستمہ ع موافق ستمہ بکراجیت کے دلی  
 میں راجہ ہوا اور اس نے یہ قلعہ بنایا جسکو آج تک گیارہ سو چھتر برس کا عرصہ  
 گزرتا ہو اور اسی بات کو ہم صحیح جانتے ہیں اور سلطان شہاب الدین کا بھی  
 دلی میں آنا اسی حساب سے صحیح پڑتا ہو۔

تاج المآثر

### دین پناہ

نصیر الدین بہاؤن بادشاہ نے قلعہ کالنجر اور چنار گڑھ کی فتح کے بعد ستمہ بکراجیت  
 مطابق ستمہ ع کے اس قلعہ کو از سر نو درست کیا اور نئے سرے سے شہر بسایا  
 اور دین پناہ اسکا نام رکھا چنانچہ اس زمانے کے منشیوں نے شہر بادشاہ دین پناہ

اکبرنامہ



قطب الدین ایک اور سلطان شمس الدین التمش بھی اسی قلعہ میں رہتے تھے مسئلہ ہجری  
مطابق ۷۹۱ھ عیسویں جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی نے کیلوکھڑی کے پاس نیا  
شہر آباد کیا تو یہ شہر پرانی دلی کے نام سے مشہور ہوا چنانچہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا  
ہو کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی سے دلی کے رئیسوں نے بیعت کی تو نئے  
شہر سے لا کر پرانی دلی میں اگلے بادشاہوں کی تختگاہ میں تخت پر بٹھایا اور اس  
زمانے کے اگلے بادشاہوں کی تختگاہ قصر سفید تھا جو رے پتھور کے قلعہ میں  
سلطان قطب الدین ایک نے بنایا تھا اس تمہید سے ثابت ہوا کہ توڑکھٹوری  
میں جس قلعہ کو قلعہ دہلی کہتے لکھا ہے وہ یہی قلعہ ہے۔

### غزنین دروازہ

اس قلعہ کی جانب غرب میں ایک بہت بڑا دروازہ تھا معلوم نہیں کہ راجہ پتھور  
کے وقت میں اوسکا کیا نام تھا مگر مسلمانوں کے وقت میں اوسکو غزنی دروازہ  
کہتے تھے اس واسطے کہ غزنی کی فوج اسی دروازے سے اس قلعہ میں داخل ہوئی  
تھی اس دروازے کے سوا اس قلعہ کے دوسرے دروازے اور تھے۔

### قصر سفید

اسی قلعہ کے پتھور میں سلطان قطب الدین ایک نے اپنے زمانہ بادشاہت میں  
جو ۷۹۱ھ عیسوی سے شروع ہوا تھا ایک محل بنایا اور اوسکا  
قصر سفید نام رکھا اور یہ وہی قصر جو جمین ملک اختیار الدین استگین وزیر

تاریخ غزنوی

تاریخ غزنوی

توڑکھٹوری

تاریخ غزنوی

## قلعہ رائے پھورا

خلاصہ تاریخ

جبکہ تنوروں کی قوم سے دلی کی حکومت جاتی رہی اور چوہانوں کے پاس بونجی اور رائے پھورا راہ ہوا اور اسے سمت ایک ہزار دو سو بکر حاجت مطابق ۴۳ عیسوی موافق ۱۳۵۰ ہجری میں یہ قلعہ بنایا اگرچہ اس زمانے میں قلعہ بالکل منہدم ہو گیا ہو لیکن کہیں کہیں ٹوٹی چھوٹی فصیل باقی رہ گئی ہو یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہوا اور اسکے گرد پہاڑوں میں خندق بنائی تھی اور اس خندق میں تمام جنگلوں کا پانی گھیر کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اس میں پانی رہتا تھا اب بھی کہیں کہیں پانی کے رکاوٹ کے بند پائے جاتے ہیں دیوار غریبی اس قلعہ کی کچھ کچھ قائم ہو اور اسی طرف کی خندق بھی باقی ہو اور غزنین دروازے کا بھی پتہ معلوم ہوتا ہو میں نے اس طرف کی دیوار کو اسطراب کے عمل سے ناپا تو پینسٹھ فٹ بلند خندق کی زمین سے پیمائش میں آئی معلوم نہیں کہ اس سے اور کس قدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی اس قلعہ کی تفصیل کا آثار بہت چوڑا ہو پہلے تو خندق کی طرف سے فصیل اور برج چنے ہیں اور جہان او سکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر ہو گئی ہو وہاں سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار چنتی شروع کی ہو اور پھر قلعہ کی طرف گیا رہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہو اور یقین ہو کہ اسی دیوار پر گنگوے بھی ہونگے یہ قلعہ ایک مدت تک دار الخلافہ مسلمان بادشاہوں کا بھی رہا ہو چنانچہ سلطان



اور سکھسکار کا شوق ہوا ہی پہر رات رہے سے اسی کوشک میں سے سوار ہوتا تھا  
 اور سلطان علاء الدین خلجی کوشک سیری بنانے سے پہلے اسی کوشک میں رہتا تھا  
 اور سلطان غیاث الدین تغلق شاہ اسی کوشک میں تخت پر بیٹھا تھا اس کوشک  
 کے عمارت کی تفصیل کسی کتاب میں نظر نہیں پڑی کہ کس قطع کی عمارت تھی  
 لیکن اب اس میں کچھ شک نہیں رہا کہ سلطان جی کی درگاہ کے پاس لال محل کر کے  
 جو عمارت مشہور ہے یہ اسی کوشک میں کا ایک ٹکڑا ہے یہ محل بہت خوشنما نرا  
 سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے ستون لگا کر دو منزلہ عمارتیں بنائی ہیں لیکن اب  
 بہت خراب ہے اور دن بدن اور خراب ہوتا جاتا ہے اس محل میں چند قبریں  
 بھی بن گئی ہیں اور اس سبب سے بڑا شبہہ پڑا تھا کہ شاید یہ عمارت کوشک لال  
 نہ ہو مگر اب یہ شبہہ نہیں رہا اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہاں  
 قبرستان بننا شروع ہوا تو رفتہ رفتہ لوگوں نے اس محل میں بھی کھدیران  
 پڑا تھا قبریں بنادیں۔

### قلعہ مرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا تو اس نے ۶۶۶ ہجری مطابق  
 ۱۲۶۷ عیسوی میں اسی کوشک لال کے پاس ایک قلعہ بنایا اور اسکا مرزغن نام  
 رکھا کہ اب غیاث پور کر کے مشہور ہے اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کا وہیں  
 مزار ہے لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد میں یہ دستور تھا کہ جو مجرم

یہ قلعہ مرزغن  
 قلعہ مرزغن  
 قلعہ مرزغن

آمین الہی  
 علامہ امجد

معز الدین بہرام شاہ کا عین دربار کی وقت ۶۳۹ ہجری مطابق ۱۲۳۱ء عیسوی میں راگیا اور اسی قصر میں سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش تخت پر بیٹھا اور اسی قصر میں سلطان ناصر الدین کے وقت میں ۶۵۰ ہجری مطابق ۱۲۵۲ء عیسوی میں ہلاکو خان کا ایلچی آیا اور اسکی ملازمت کے وقت میں اتنا بڑا دربار ہوا کہ خیمہ فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور اسی قصر میں سلطان غیاث الدین بلبن تخت پر بیٹھا مگر اب اس قصر کا نشان نہیں پایا جاتا۔

## کوشک لال

اس کوشک کو سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا اور جب وہ بادشاہ ہوا تو اسی کوشک کے پاس قلعہ مرغن بنایا تاہم کچھ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ جب سلطان جلال الدین فیروز غلجی سے دلی کے رئیس موافق ہو گئے اور کیلو کھڑی میں سے لاکر پُرانی دلی کے تخت پر بیٹھا تو بادشاہ وہاں سے کوشک لال میں آیا اور اس کے دروازے سے پیادہ پا ہوا اور انے عرض کیا کہ آپ سواری پر سے کیوں اترتے ہیں سلطان نے کہا کہ یہ کوشک میرے آقا سلطان غیاث الدین بلبن کا بنوایا ہوا ہے کہ اس نے بادشاہ ہونے سے پہلے بنایا تھا مجھے لازم ہو کہ جو ادب اسکا اوس زمانے میں کرتا تھا اب بھی کروں اس تمہید سے معلوم ہوا کہ یہ کوشک ۶۵۰ ہجری مطابق ۱۲۵۲ء عیسوی سے دس پانچ برس پہلے کا بنا ہوا ہو مگر بادشاہ ہونے کے بعد بھی پھر بادشاہ اکثر اسی کوشک میں رہتا تھا اور جس زمانے میں

تاریخ ہندوستان

تاریخ ہندوستان



اور خود دریا کے کنارے پر ایک باغ اور ایک حصار گچ اور پتھر سے اور ایک مسجد  
اور بازار بنا کر شہر آباد کیا اور نیا شہر اوسکا نام رکھا اور جب دلی ویرا ان ہونے لگی تو یہ  
شہر نئی دلی کے نام سے مشہور ہو گیا اوسی شہر میں یہ کوشک لال بھی تھا چنانچہ اخیر  
نے اس کوشک کی بھی تعریف کی ہو اور یہیت اوسی میں کی ہو **شہر**  
شہاد شہر تو کرف حصارے کہ رفت از گنر ہماتا قمر سنگ

### کوشک سبز

اسی کوشک کے پاس اسی بادشاہ نے ایک اور محل بنایا تھا جسکو کوشک سبز  
کہتے تھے جب اس بادشاہ کو ملک علاء الدین عرف سلطان علاء الدین خلجی نے  
کرڑا مانک پور کی طرف دغا سے بلا کر لنگا کے کنارے پر کشتی میں سے اترتے وقت  
مار ڈالا تو اسکا بیٹا شاہزادہ قتل ہو گیا عرف رکن الدین ابراہیم شاہ اسی  
کوشک میں تخت پر بیٹھا ان دونوں کوشکوں کا نشان اب نہیں پایا جاتا  
بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گئے ہیں۔

### دہلی علائی یا قلعہ علائی یا کوشک سری

یہ قلعہ سلطان علاء الدین خلجی کا بنایا ہوا ہوا اسکا حال یوں ہے کہ سن ۸۰۰ ہجری  
مطابق سن ۱۴۰۰ عیسوی میں اس بادشاہ نے قلعہ چتور پر چڑھائی کی اور بہت سی فرج  
جانب تلنگا قلعہ ورنکل پر بھیجی طرغئی نوبان یعنی مغلوں نے دلی کو خالی سمجھ کر  
ایک لاکھ میں ہزار سوار سے دلی کو آن گھیرا تھا آخر کو بہت لڑائیوں کے بعد

علاء الدین خلجی

یہ قلعہ

یہ قلعہ

یہ قلعہ

اس قلعہ میں جا چھپتا تھا تو وہاں سے نہ پرکڑتے تھے لیکن اسکا سبب معلوم نہوا  
 کہ اس قلعہ کا یہ نام کیوں رکھا اس واسطے کہ مرغزن اور مرغزن کے معنی فروغ کے  
 ہیں مگر اس مقام کے مناسب نہیں کچھ عجیب نہیں کہ بادشاہ نے یہ نام نہ رکھا ہو بلکہ  
 ایک مدت بعد کسی سبب سے لوگوں نے اس نام سے مشہور کر دیا ہوا اور  
 اصلی نام اسکا غیاث پور ہی ہو جیسے اب مشہور ہے۔

### کیلوکھڑی قلعہ مغری

اس قلعہ کو سلطان مغزالدین کی قبائلی نے ۸۵۶ھ ہجری مطابق ۱۴۵۲ء عیسوی میں بنایا تھا  
 اور کیلوکھڑی گاؤں کا نام تھا چنانچہ اب بھی ہمایون کا مقبرہ اسی قلعہ کی زمین میں ہے  
 الا قلعہ کا کچھ نشان نہیں رہا سلطان جلال الدین فیروز خلجی اسی قلعہ میں رہتا تھا اور بن  
 بنی عمارتوں کو بنایا تھا تاریخ کی کتابوں میں اس قلعہ کا قصر مغری بھی نام لکھا ہوا ہے  
 حضرت امیر خسرو نے اسی قلعہ کی تعریف قرآن السعدین میں لکھی ہے  
 قصر گویم کہ بہشتی فراخ روفتہ طوبی در اور ایشاخ

### کوشک لال یا نیا شہر

یہ دوسرا کوشک لال ہے سلطان جلال الدین فیروز خلجی کا بنایا ہوا اور حال اسکا  
 یوں ہے کہ جب سلطان جلال الدین فیروز خلجی بادشاہ ہوا اور ۸۸۶ھ ہجری مطابق  
 ۱۴۸۱ء عیسوی میں تخت پر بیٹھا شہر کے رمیوں کی طرف مٹمن نہ تھا اس واسطے  
 کیلوکھڑی میں رہنا اختیار کیا اور جو اسکے تمام عمارتیں تھیں انکو پورا کیا

الغالب  
 بن جبر

آمین الہی  
 و قلعہ لال  
 و قلعہ لال

عمر  
 و قلعہ لال

نور  
 و قلعہ لال



دیواریوں میں اوپر سے جانے کا رستہ ہوا دس کے اوپر لگے زمانے میں نگین بہت خوشنما  
 بارہ درمی تھی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہو اس برج پر بیٹھ کر عرض لشکر لہجے کرتے تھے  
 سلطان سکندر لودھی کے وقت میں شیخ حسن طاہر اسی برج میں رہا کرتے تھے  
 اس برج کے پاس جو قبرستان ہے وہ اونکا اور اونکی اولاد کا ہے یہ بھری  
 مطابق سن ۱۰۵۰ عیسوی کے انکا انتقال ہوا تھا اور شیخ ضیاء الدین خلیفہ  
 شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اس کے پاس مزار ہے  
**کوشک فیروز شاہ یا کوٹہ فیروز شاہ**  
 جبکہ نوبت سلطنت کی فیروز شاہ تک پہنچی اس نے ۵۵۰ھ ہجری مطابق ۱۱۵۵ء  
 کے دریا کے کنارے سرحد موضع کا دین میں اس کوشک کو بنایا اور اس کے  
 متصل شہر بسایا اور اس کوشک میں تین نقبین بنائیں تھیں کہ اپنے محل کی عورتوں  
 سمیت سوار یوں پر او میں چلے جاتے تھے ایک نقب دریا کی طرف تھی بلنچ جو  
 لنبی اور ایک جہان نما کی طرف تھی دو کوس لنبی اور ایک پُرانی دلی کی طرف تھی  
 پانچ کوس لنبی اور واضح ہو کہ پُرانی دلی سے قلعہ اور شہر کے پتھر و مراد ہو  
 کیونکہ تیسری نقب اسی جانب کو ہوا اور بیٹھے بیٹھے آدمی بیان کرتے ہیں کہ یہ  
 نقب بدیع منزل اور حوض خاص تک جاتی تھی راجہ اشوکا کی لائے جکا حال  
 تیسرے باب میں آئیگا موضع نوہرہ پر گئے سالورہ ضلع خضر آباد سے لا کر  
 فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کری ہے۔

یہ کوشک  
 فیروز شاہ  
 نے بنوایا  
 تھا

بادشاہ کی فتح ہوئی اوسکے بعد بادشاہ نے اس قلعہ کو بنایا اور پہلے اس مقام پر  
سیری ایک گاون تھا اس سبب سے اسکو قلعہ سیری بھی کہتے تھے اور شیرشاہ  
اکے وقت میں یہ قلعہ کو شکست سیری کر کر مشہور تھا اس قلعہ کو بادشاہ نے مدور  
بنایا تھا اور اوسکی دیوار میں جوئے اور پتھر اور اینٹ سے نہایت مضبوطی سے  
بنائی تھیں اور اس قلعہ کے سات دروازے نکالے تھے ہنوز یہ قلعہ بن چکا  
تھا کہ دوبارہ مغلوں سے لڑائی ہوئی اور آٹھ ہزار مغلوں کا سرکاٹ کر اس  
قلعہ کی دیوار میں پتھروں کی جگہ بن دیا تھا اگرچہ یہ قلعہ بالکل منہدم  
ہو گیا ہے مگر قطب صاحب کو جلتے ہوئے بائیں ہاتھ کو کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہے  
۹۴۸ھ ہجری مطابق ۱۵۴۱ھ عیسوی کے شیرشاہ نے اس شہر کو ویران  
کر کر نیا شہر قسیم شہر کے پاس یعنی اندر پت کے پاس دریا کے کنارے  
آباد کیا اور اب اس جگہ ایک گاون بنام شاہ آباد آباد ہے۔

### قصر ہزارستون

اسی سال میں اسی قلعہ کے اندر بادشاہ نے ایک محل بنایا تھا اور اوسمیں ہزارستون  
لگائے تھے اس سبب سے اسکو قصر ہزارستون کہتے تھے جس نے میں بادشاہ  
اور لنگ وغیرہ مغلوں سے لڑائی ہوئی ہو تو بہت سے مغل بندی وان ہو کر دلی میں  
آئے اور بادشاہ نے اسی قصر کے روبرو ہاتھوں کے پانوں تلے اوکو روڈ واڈالا  
اور اونکے سرکاٹ کر قلعہ کے دروازے کے آگے بہت بڑا ڈھیر لگایا کہ صد ہا سال تک

بادشاہ کی فتح ہوئی  
سیری ایک گاون تھا  
اس سبب سے اسکو قلعہ  
سیری بھی کہتے تھے

اکے وقت میں یہ قلعہ  
کو شکست سیری کر کر  
مشہور تھا اس قلعہ کو  
بادشاہ نے مدور

بنایا تھا اور اوسکی  
دیوار میں جوئے اور  
پتھر اور اینٹ سے  
نہایت مضبوطی سے

بنائی تھیں اور اس  
قلعہ کے سات دروازے  
نکالے تھے ہنوز یہ  
قلعہ بن چکا تھا

تھا کہ دوبارہ  
مغلوں سے لڑائی  
ہوئی اور آٹھ  
ہزار مغلوں کا





## شہر فیروز آباد

اسی بادشاہ نے اسی سن میں پرانی دلی کے پاس تھوڑے فاصلے پر اس قصر سے ملا ہوا  
ایک شہر آباد کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ شہر بہت بڑا اور نہایت آباد ہو گیا قطر  
اس شہر کا پانچ کوس طولانی تھا اب جو یہ شہر شاہجہان آباد ہوا اس میں سے بھی  
ترکمان دروازے کا سارا تھانہ اور بلی خانی کا سارا محلہ جہان سلطان رضیہ کی  
قبر ہوا اور بھوجلا پہاڑ کا تھانہ یہ سب فیروز آباد کے شہر میں داخل تھے اور کالی مسجد  
جواب شہر شاہجہان آباد کی چار دیواری کے اندر واقع ہو اسی شہر میں کی  
ایک مسجد ہو غرض کہ اس شہر میں قصبہ اند متہ اور سرے ملک یا پران اور  
سرے شیخ ابو بکر طوسی اور زمین موضع کا دین اور زمین کیتھواڑہ اور زمین لڑات  
اور زمین اندھا ولی اور زمین سرے ملکہ اور زمین مقبرہ سلطان رضیہ یعنی محلہ  
بلی خانی اور زمین پہاڑی یعنی بھوجلا پہاڑی اور زمین نرولہ اور زمین سلطان پور  
وغیرہ اٹھارہ گائونکی شہر کی آبادی میں آگئی تھی اور ہر طرح کی چیز اور ہر محلے  
میں جانے کو کرایہ کی سواری یہاں ملتی تھی اتنا بڑا یہ شہر تھا کہ جب تیموریان  
آیا تو اس نے شہر کے دروازے کے باہر خیمے کھڑے کیے تو وہاں سے حوٹ  
خاص جہان فیروز شاہ کی قبر ہو قریب تھا راجہ مان سنگھ نے گوالیار کے قلعہ کے نیچے  
ایک محل بنایا تھا اور بادل گرا و سکانام رکھا تھا اس جگہ کا نئے کا ایک بیل  
بنایا ہوا تھا کہ مدت سے ہندو اسکو پوجتے تھے سلطان ابراہیم لودھی نے

یہ شہر فیروز شاہ  
نے بنایا تھا

یہ شہر فیروز شاہ  
نے بنایا تھا



اور کائنات باقی تھا اور جب راجہ بلال دیوالے کرنا تک پہنچے ہوئے اور ملک ناب  
 اور خواجہ حاجی السہمہ ہجری مطابق السہمہ عیسوی کے وہاں کے فتوحات لیکر آئے تو  
 ایک مین سو بارہ ہائی اور مین ہزار گھوڑے اور چھیانوے من سونا اور سونے اور موتی  
 دروہر جواہرات کے صد ہا صندوق اسی قصر مین بادشاہ کے پیش کش کیے گئے  
 شہنشاہ اور جب سلطان غیاث الدین تغلق شاہ عرف غازی الملک نے  
 لگا کر الدین خسرو شاہ پرستج پائی تو اسی قصر مین آیا اور تعزیت سلطان  
 کا بھیب الدین اور اسکے بھائیوں کی۔

### تغلق آباد

قطع کہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہنچی اور اس نے  
 شکستہ ہجری مطابق السہمہ عیسوی کے قلعہ اور شہر تغلق آباد بنانا شروع کیا اور طرح  
 عجب عمارتوں سے مرتب کیا جس نے مین کہ خبر فتح ہونے ملک تنگ اور قلعہ  
 کسی تھل المعروف بسطان پور بادشاہ کو پہنچی ہر یعنی السہمہ ہجری مطابق السہمہ ع  
 سلطنت تو یہ قلعہ اور شہر بالکل تیار ہو چکا تھا اور اس خبر کی خوشی مین دلی اور قلعہ اور  
 کمر تغلق آباد مین بہت دھوم سے روشنی ہوئی تھی یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہر  
 اور نہایت محکم اور بہت نفیس بنا تھا عمارت اسکی بالکل چوڑے اور سنگ خارے سے  
 بنائی تھی لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہر اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی  
 ٹوٹی پھوٹی قائم ہر مگر اندر کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے مین کہ نام و نشان

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ

تاریخ فرشتہ





پانی کی سیر کو جانب جنوب چھوٹی سی پہاڑی پر کہ عین اوس پانی کے کنارے پر  
 واقع تھی یہ قلعہ بنایا اور شہر تغلق آباد کے دروائے سے اس قلعہ کے دروائے تک  
 ایک پل بنایا اور جانب غرب اوس میدان کے مقبرہ تغلق شاہ بنایا ہوا اور اس کے  
 دروائے اور قلعہ کے دروائے میں بھی پل بنا دیا ہوا اور آگے قلعہ کے دیوار  
 شمالی پر مشرف بہ آب عمارت ہزار ستون بنائی تھی اور سنگ مرمر کے ستون  
 لگائے تھے اگرچہ اس قلعہ کی سب عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہوا اور اس عمارت ہزار ستون  
 کا بھی نام و نشان نہیں ہا الا ہننے جو اس قلعہ کو دیکھا تو بظرقطع اور وضع تعمیر  
 مکانات کے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت ہزار ستون کی مشرف بہ آب اس  
 قطع کی بنی ہوئی تھی جس قطع پر کہ بارہ دری بنانے کا دستور ہوا اور اس میں کچھ  
 شک نہیں معلوم ہوتا کہ وہ عمارت دو منزلی تھی بلکہ اگر سہ منزلی ہو تو بھی کچھ  
 عجب نہیں اوس زمانے کے مورخوں نے اس قلعہ کی تعمیر کی تاریخ فاخوہا  
 کسی تھی بعضوں کو یہ شبہہ پڑا ہے کہ یہ وہی محل ہے جسکی چھت گرنے کے سبب  
 سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مراٹھاہیات بالکل غلط ہو وہ محل چھوٹا سا تین دن  
 کے عرصے میں اس بادشاہ نے ۷۲۰ ہجری مطابق ۱۳۲۸ عیسوی میں موضع  
 افغان پور کے قرب اپنے زمانہ ولیعہدی میں بنایا تھا کہ وہ کھانا کھانے کے وقت  
 بسبب بودا بننے کے یا بجلی کے صدمے سے سلطان غیاث الدین تغلق شاہ پر  
 گر پڑا تھا اور یہ قلعہ وہ ہے جو اس بادشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے بعد بنایا ہے

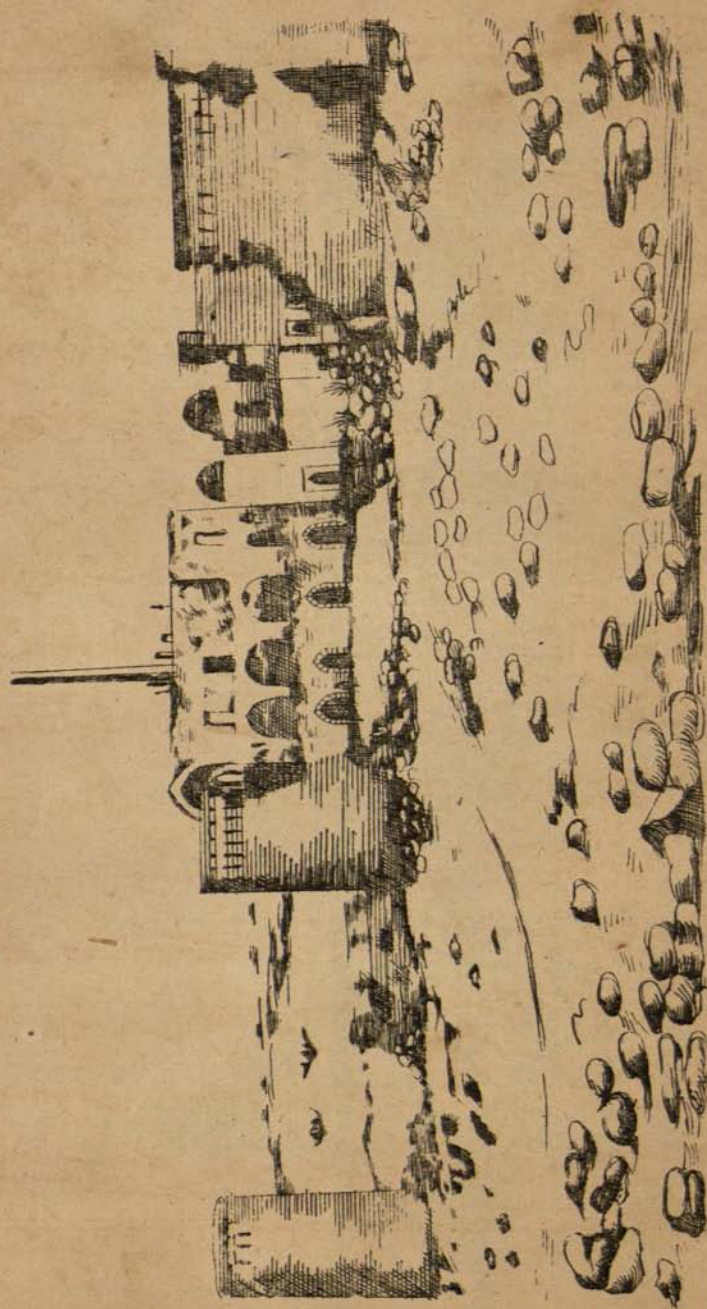
تک نہیں رہا بجز گڑھوں اور پتھروں کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا قلعہ  
 کے سچون بیچ میں ایک بہت بلند مکان خاص بادشاہ کی سیر کا تھا اور سکو جہاں  
 کہتے تھے یہ قلعہ اور شہر اس طرح پر ملا کر بنایا ہے کہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم  
 ہوتا ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اتنا بڑا قلعہ اور کوئی نہ ہوگا مشہور ہے کہ اس قلعہ  
 اور شہر کے چھین کوٹ اور باون دروازے ہیں اور کچھ عجیب نہیں کہ ایسا ہے  
 ہو مگر بسبب شکستہ ہو جانے مکانات اور دیواروں کے ہم شمار نہ کر سکتے ہیں  
 یہ قلعہ شہر شاہجہان آباد سے جانب جنوب چھ کوس کے فاصلے پر  
 ناہر سنگہلم گڑھ والے کی عمارتی میں واقع ہے۔

### عادل آباد یا محمد آباد یا عمارت ہزار ستون

جبکہ سلطان محمد تغلق شاہ عرف فخر الدین جو ناغیاٹ الدین تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا  
 اوسنے ۷۲۰ھ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء عیسوی میں یہ قلعہ تغلق آباد کے پاس بنایا اور  
 یا عادل آباد اوسکا نام رکھا اور ہزار ستون سنگ مرمر کے اسمین لگائے تھے  
 اس سبب عمارت ہزار ستون بھی کہتے تھے اور جو کہ اس بادشاہ نے اپنا لقب  
 سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے محمد آباد اور عادل آباد بھی  
 کہتے تھے یہ قلعہ بھی ایک چھوٹی سی بلند پہاڑی پر واقع ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ  
 مکان صرف بطور سیر گاہ کے بنایا تھا کیونکہ قلعہ تغلق آباد کی جانب جنوب  
 پہاڑوں کے بیچ میں ایک میدان ہے کہ اوسمیں ہمیشہ پانی رہتا تھا اس بادشاہ نے

آئین اکبری





نقشه کوکله نیر وزیر شاه

## جہان پناہ

جبکہ ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۷۸۲ عیسوی کے سلطان محمد تغلق شاہ عادل آباد کے بنائے  
فارغ ہوا تو اس نے قلعہ علانی سے قلعہ لے پتھور تک جو سلطان جلال الدین  
فیروز خلجی کے وقت سے پرانی دلی کے نام سے مشہور تھا و دیوارین شہر پناہ کے  
طور پر کھینچ دیں تھیں ایک سر اوں دیواروں کا اسی قلعہ علانی یا کوشک سیری سے  
ملا دیا تھا اور دوسرا قلعہ لے پتھور اسے اور اسکا نام جہان پناہ رکھا تھا اور یہ  
تینوں قلعہ یعنی قلعہ لے پتھور یا دہلی کمنہ اور قلعہ علانی یا کوشک سیری اور  
جہان پناہ مل کر ایک قلعہ ہو گیا تھا اور تینوں قلعوں کے میں دروازے تھے  
تیرہ تو جہان پناہ کے سات تو جنوب کی طرف مائل بشرق اور چھ جانب شمال  
مائل بغرب اور قلعہ علانی یا کوشک سیری کے سات دروازے تھے چار تو باہر  
کی طرف کھلتے تھے اور تین جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور قلعہ  
لے پتھور یا دہلی کمنہ کے دس دروازے تھے کچھ تو باہر کی طرف کھلتے تھے اور  
کچھ جہان پناہ کے شہر کے اندر کھلتے تھے اور یہ بہت بڑا شہر آباد ہو گیا تھا ۱۲۸۹  
ہجری مطابق ۱۸۷۱ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت میں ویران ہوا۔

## کوشک بھی منڈل یا بدیع منزل

یہ عمارت و حقیقت ایک برج ہے قلعہ جہان پناہ کا مگر اس برج کو محمد عادل  
تغلق شاہ نے بہت نفیس و لطیف بنایا تھا برج کے اوپر چار دروازوں کا کمرہ و سکی

تاریخ فرشتہ

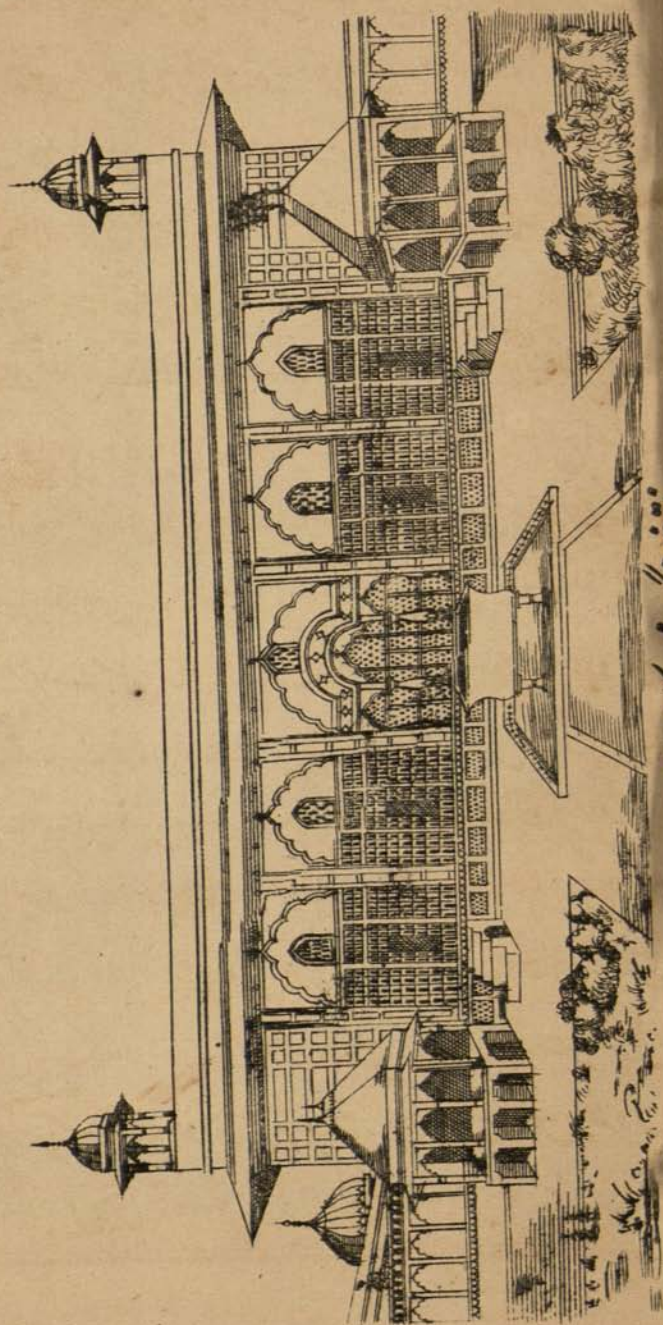
تورک تاریخ

فتوحات  
فیروز شاہی

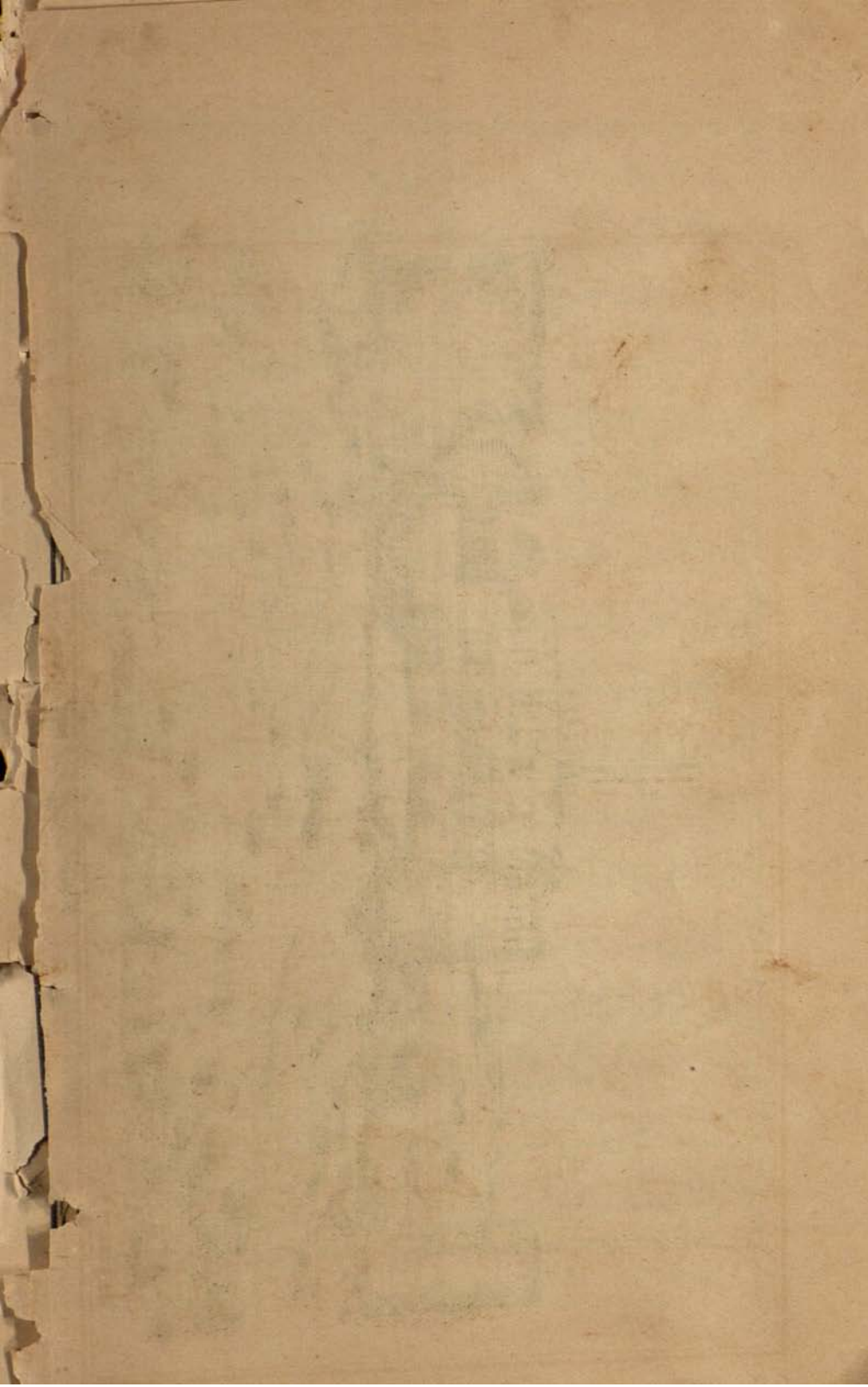
تورک تاریخ

اخبار الانبیاء

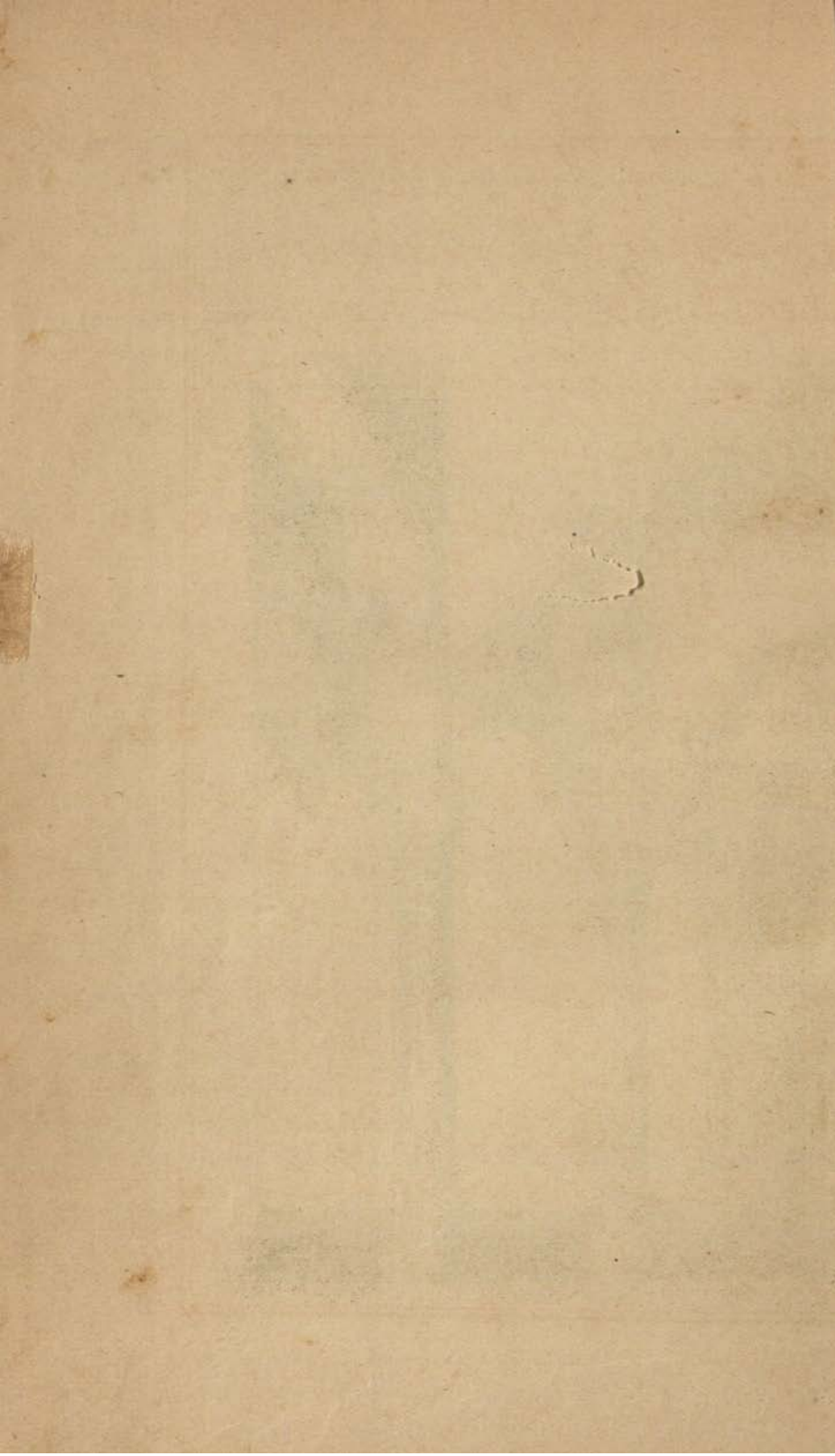


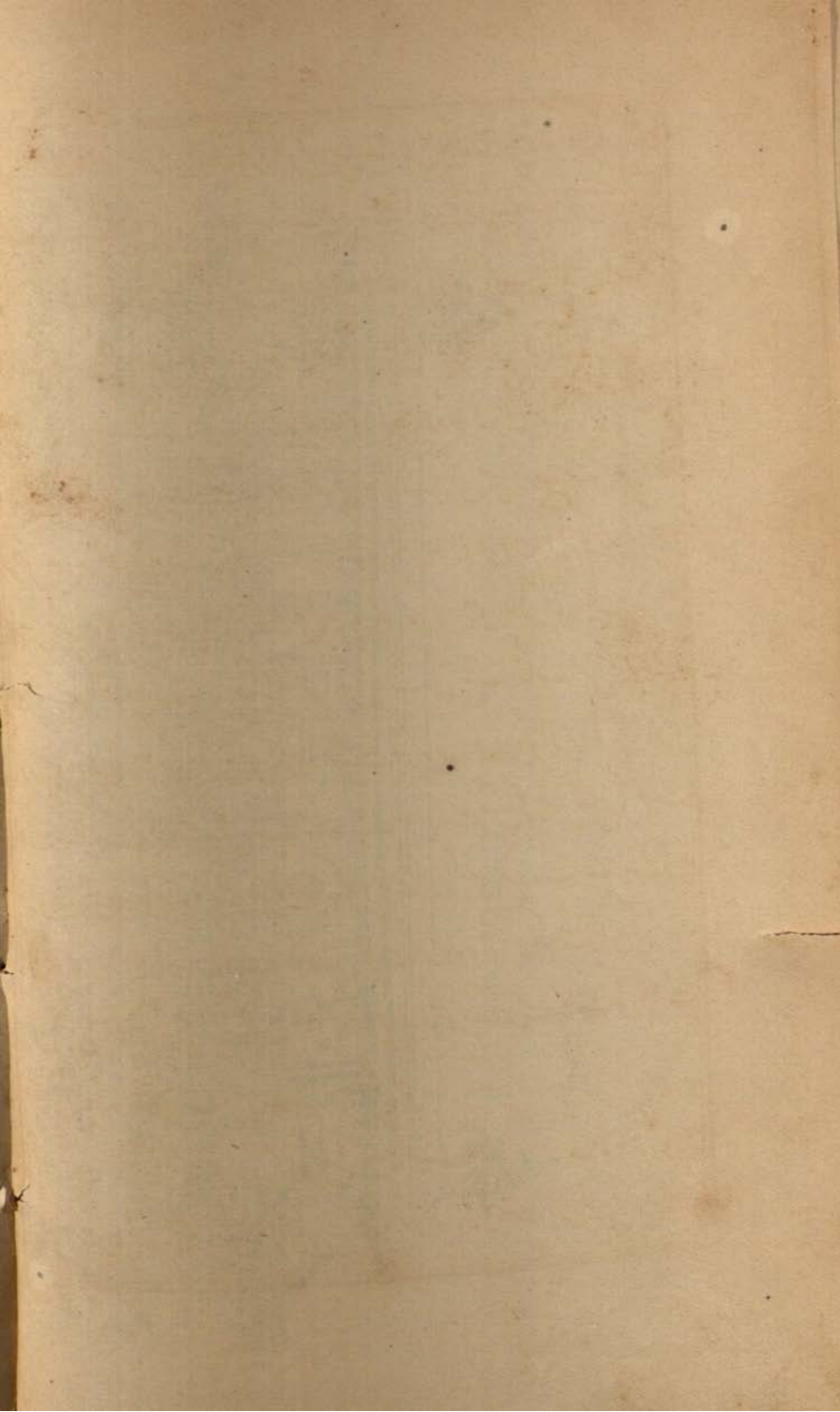


نورنگی کا درے

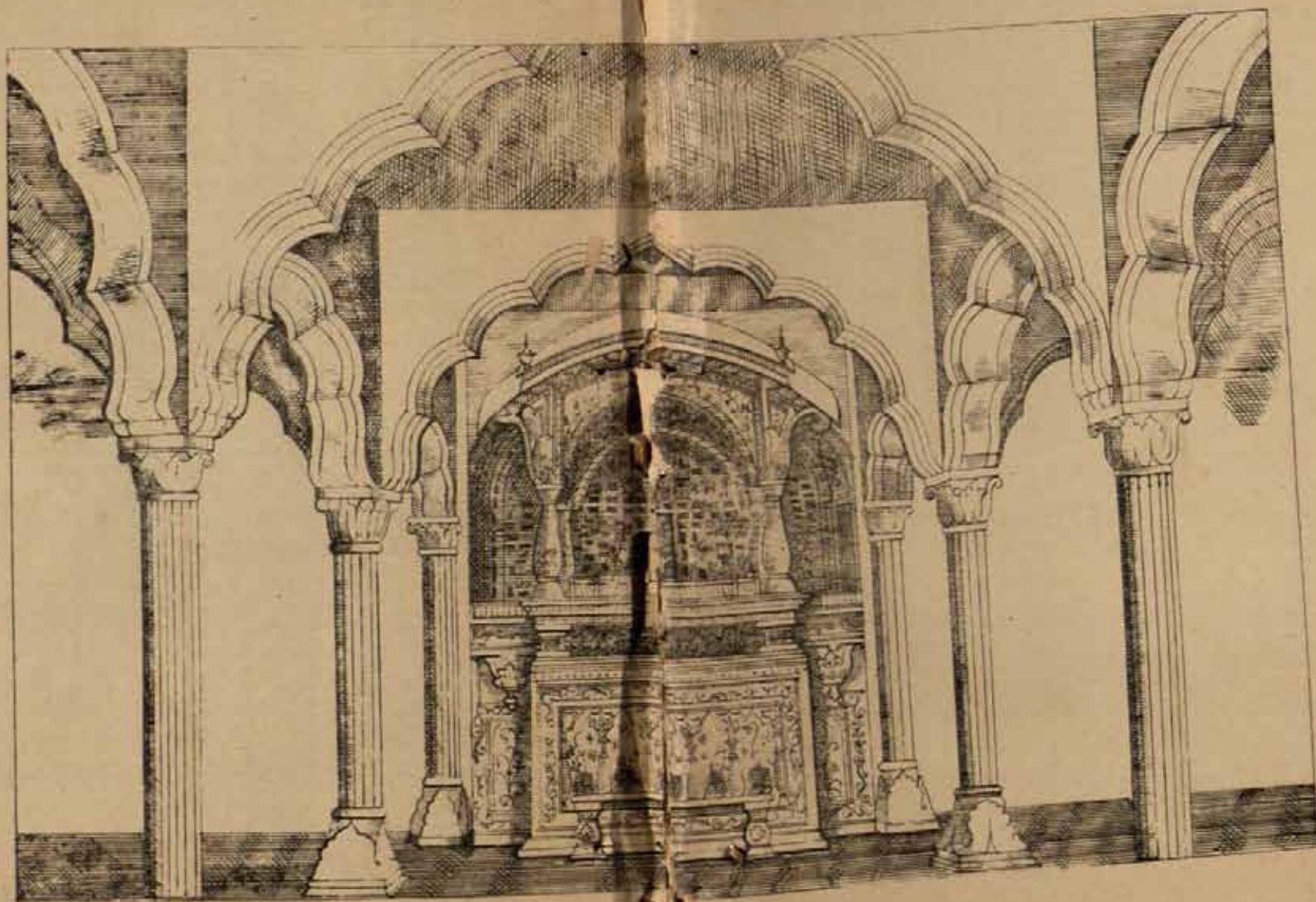




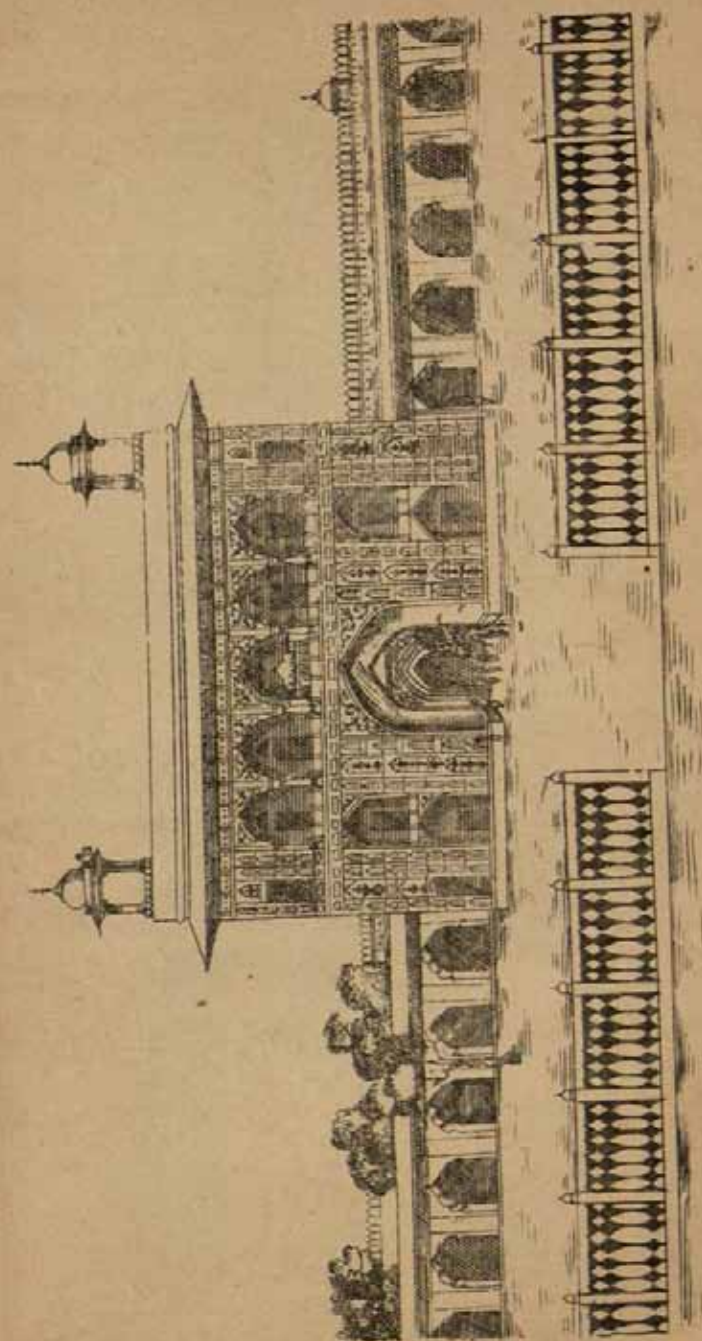




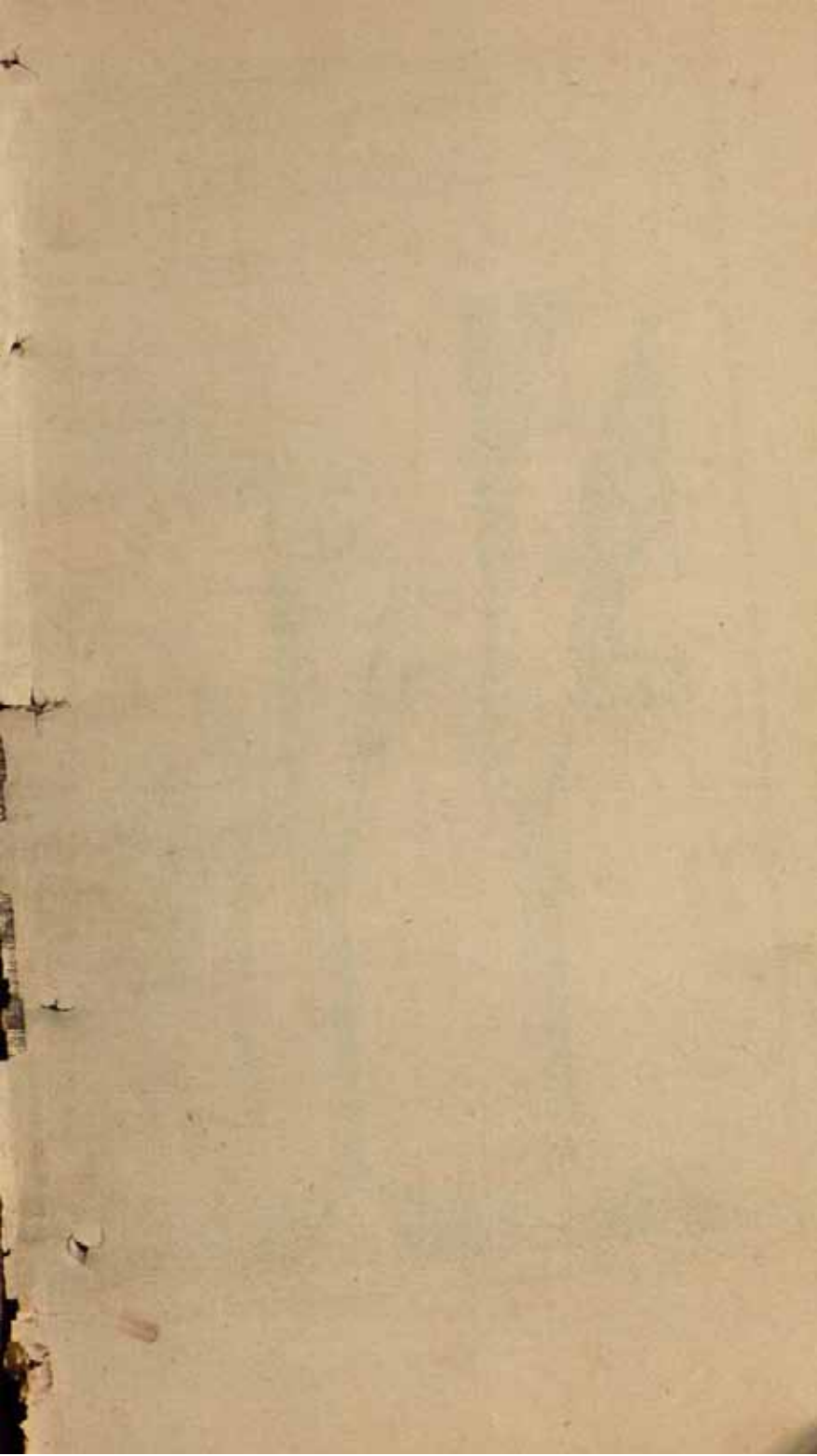




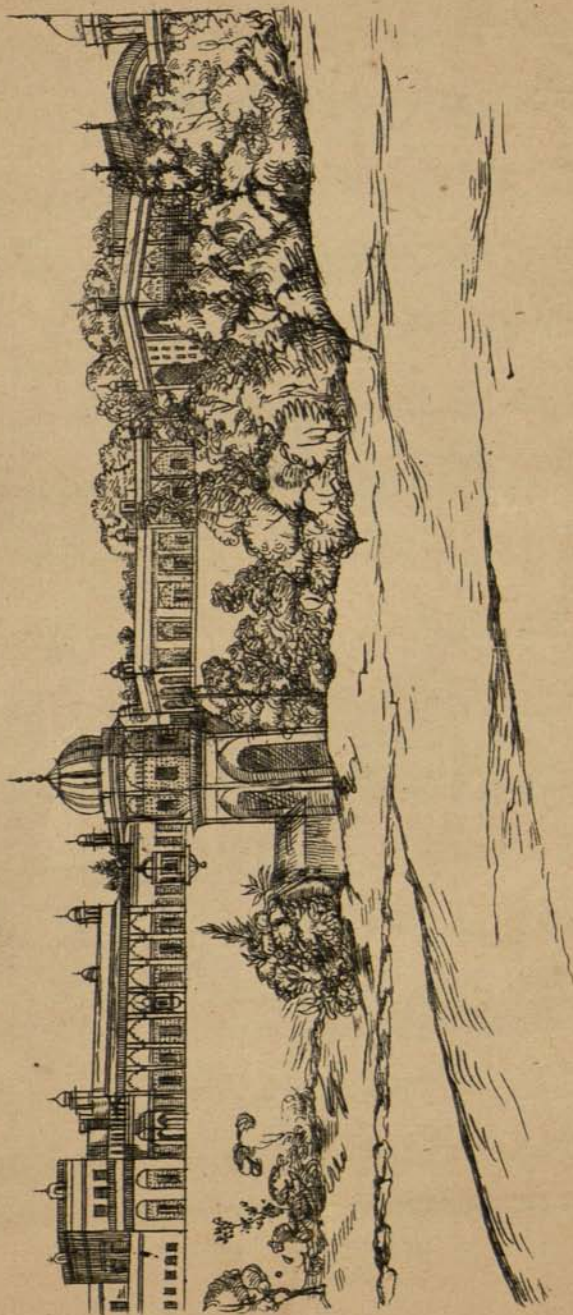
نشان محل آئین سیه سنگ واقع دیوان عام







یہ گھر یا نور گھر







اوسکو فتح کیا تو اوس بیل کو وہاں سے لا کر اس شہر کے بغدادی دروازے پر لگایا تھا اور اکبر کے وقت تک وہ بیل موجود تھا۔

## کوشک جہان نمایا کوشک شکار

اسی بادشاہ نے انھیں عمارتوں کے سات شہر فیروز آباد سے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل بنایا تھا اور اوسکا نام جہان نما رکھا تھا اور اوس کے پاس بہارون کا پانی روکنے کو ایک بند بچتہ بنایا تھا کہ اوسکی دیواریں کہیں کہیں اب بھی موجود ہیں یہ عمارت درحقیقت شکار گاہ ہی اور کوشک فیروز شاہ سے اس عمارت تک ایک نقب بنائی تھی دو کوس کی لمبائی کہ اوسمیں سے سواری پر محل کی عورتوں سمیت چلا جاتا تھا رفتہ رفتہ اس کوشک کے پاس بھی اکثر امرانے مکانات بنائے تھے اور یہاں بھی ایک بہت بڑی آبادی ہو گئی تھی اور جدا شہر سب بس گیا تھا جب تیمور اول اول لونی کی جانب سے دلی میں آیا یعنی شہر ہجری مطابق ۷۹۵ھ عیسوی تو اسی کوشک کے مقابل شکر اور اتھاراجا شوکا کی دوسری لاٹھ جسکا ذکر تیسرے باب میں آئیگا نواح میرٹھ میں سے لا کر فیروز شاہ نے اسی کوشک میں کھڑی کی تھی اگرچہ یہ کوشک بالکل ٹوٹ گیا ہو مگر ایک مکان کا نمونہ باقی ہے۔

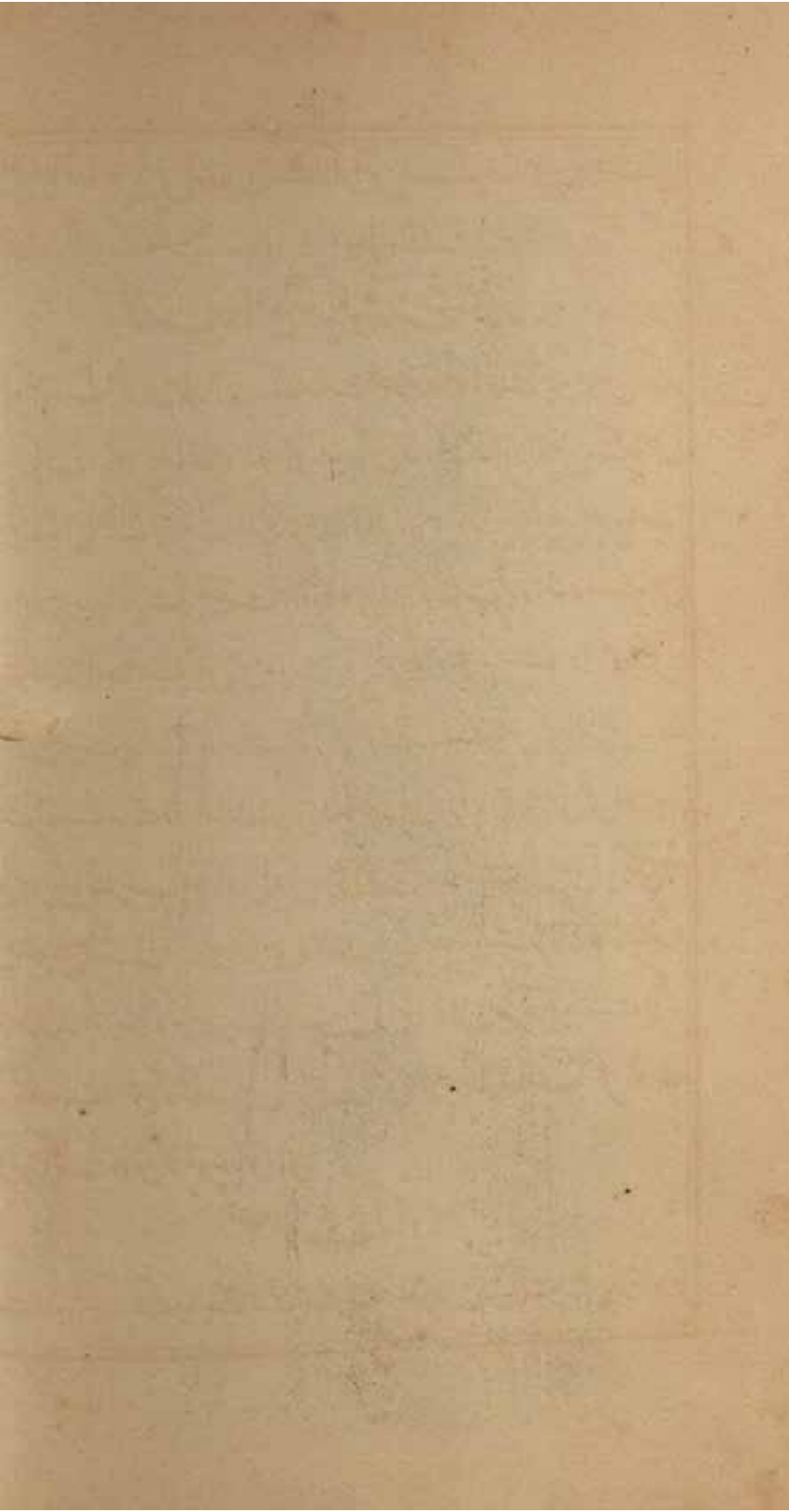
## حصن آباد

دلی سے امیر تیمور کے جانے کے بعد جب خضر خان ریات اعلیٰ بادشاہ ہوا

آئین اکبری و  
تاریخ فرشتہ  
نقشہ کاش

زوک تیموری





## دہلی شیرشاہ

جبکہ شیرشاہ دہلی کا بادشاہ ہوا اوسکو بھی نیا شہر آباد کرنے کی ہوس ہوئی اور  
اوسنے دہلی علانی اور کوشاک سیری کو ویران کر کر اندر پت کے پاس دریا کے کنارے  
پر ۹۲۸ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء عیسوی میں ایک شہر آباد کیا کہ وہ شیرشاہ کی دہلی مشہور تھی  
یہ شہر متصل کوٹلہ فیروز شاہ آباد ہوا تھا بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمایون بادشاہ نے  
جو شہر آباد کرنا شروع کیا تھا وہ بسبب تزلزل کے جو اوسکی سلطنت میں واقع ہوا  
آباد ہونے سے رہ گیا تھا اوسی شہر کو شیرشاہ نے از سر نو آباد کیا ہو کیونکہ اوس  
سیدان کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس جگہ کوئی اور ایسی جگہ نہیں ہے کہ  
ہمایون کے شہر کے سوا اور کوئی شہر آباد ہوا ہو۔

## کابل دروازہ دہلی شیرشاہ

اگرچہ اس شہر کا اب کچھ نشان نہیں رہا مگر شہر شاہجہان آباد کے دہلی دروازے کے  
باہر چلتا ہو کر ساری کے متصل ایک بہت خوبصورت دروازہ قائم ہے یہ دروازہ شیرشاہ  
کی دہلی کا ہے اور اس دروازے سے کابل کو راہ جاتی تھی اس واسطے کابل دروازہ کہتے  
ہیں یہ دروازہ چھوٹے اور پتھر سے بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور دروازے پر حجرہ اور  
نیشیمن بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اور روکار اس دروازہ کی ساری سنگساز  
کی ہے اس سبب سے عوام میں لال دروازے کے نام سے مشہور ہے۔

سلیم گدھ یا نور گدھ



اوسے ۸۲۳ھ ہجری مطابق ۱۴۱۸ء عیسوی دریا کے کنارے ایک شہر بسایا اور مکانا  
 بنائے مگر اب اس قلعہ کا پتا نہیں معلوم ہوتا کچھ عجب نہیں کہ موضع خضر آباد جو  
 اس زمانے میں مشہور ہو وہی شہر خضر آباد آباد ہو مگر یہ بات مشہور ہے کسی تاریخ  
 کی کتاب سے اسکا پتا نہیں ملا۔

## مبارک آباد

جبکہ سلطان مبارک شاہ خضر خان ریات اعلیٰ کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسے ۸۳۳ھ ہجری  
 مطابق ۱۴۲۳ء عیسوی کے ایک قلعہ اور شہر بنانا شروع کیا اور مبارک آباد اوسکا نام  
 رکھا اور اس قلعہ کی عمارت دیکھنے کو خود بادشاہ جایا کرتا تھا ہنوز عمارت تمام ہونے  
 نہیں پائی تھی کہ امرائے مخالفت کر کے اسی قلعہ میں بادشاہ کو مار ڈالا اور  
 محمد شاہ کو تخت پر بٹھایا عوام الناس اس قلعہ کو وہاں جانتے ہیں جہاں اس  
 بادشاہ کا مقبرہ صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے ہے چنانچہ وہ گانوں بھی مبارک پور  
 کو ملے کر مشہور ہے لیکن ہماری اسے میں تاریخ کی کتابوں پر غور کرنے سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ یہ افواہ غلط ہے کیونکہ اس بادشاہ نے یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر  
 بسایا تھا اور اوس زمانے میں دریا مبارک پور کو ملے کے نیچے ہرگز نہیں بہتا تھا  
 کیونکہ اوس سے پہلے کی اسی کے پاس عمارتیں موجود ہیں بلکہ ہمارے نزدیک  
 یہ شہر اور قلعہ دریا کے کنارے پر اوس مقام پر ہو جہاں کہ اب موضع مبارک پور رہتی  
 موجود ہے تو کچھ عجب نہیں بلکہ یہی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ خضر

کچھ مصالحہ جمع ہوا اور کمین کمین سے بنیاد اونچی بھی ہوئی اتنے میں عزت خان  
 کھٹھ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اور قلعہ کا اہتمام اندور دی خان کو سپرد ہوا دوسرے  
 ایک مہینے گیارہ دن میں اس کے اہتمام سے قلعہ کی چاروں طرف کی دیوار بارہ بارہ  
 گز اونچی ہو گئی پھر اس کا اہتمام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور سیویں سال جلوس  
 میں اس کے اہتمام سے بن چکا کل مدت تعمیر قریب نو برس کے ہوئی چوبیسویں  
 ربیع الاول ۱۰۱۲ جلوس مطابق ۱۰ شنبہ ہجری موافق ۱۰ شنبہ اعیسوی بادشاہ نے  
 اس قلعہ میں پہلا جلوس کیا سر سے پائون تک یہ قلعہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور  
 ہر ایک مقام پر نگوے اور مرغولین بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اس قلعہ کو  
 ہشت پہل بنایا ہے طول اس کا ہزار گز اور عرض چھ سو گز کا ہے جسکی کل زمین چھ لاکھ  
 گز ہوئی اس حساب سے یہ قلعہ اکبر آباد کے قلعہ سے دو گنا ہے فضیل اس قلعہ کی  
 پچیس گز اونچی ہے اور گیارہ گز گھری بنیاد ہے دیوار کا آثار بنیاد سے پندرہ گز اوپر  
 سے دس گز کا ہے اس قلعہ کے جانب شرق چمنا بہتی ہے باقی تینوں طرف خندق  
 جسکا محیط تین ہزار چھ سو گز کا ہے پچیس گز چوڑی اور دس گز گھری کھوکھلے بنادی  
 ہے کہ نہر کے پانی سے دن رات لبریز بھری رہتی تھی اس قلعہ کے بننے میں پچاس  
 لاکھ روپیہ خرچ ہوئے اور بعضی کتابوں میں لکھا ہے کہ سولہ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں  
 پچاس لاکھ قلعہ کے بننے میں اور پچاس لاکھ قلعہ کے اندر کے مکان  
 دلی دروازہ ولاہوری دروازہ قلعہ



اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۱۵۲۹ء ہجری مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی سے پانچ برس کی مدت میں چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر بنایا لیکن صرف چار دیواری بننے پائی تھی کہ اسلام شاہ مر گیا اور قلعہ یوں ہی رہ گیا جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں مر قی خان اکبری نے آئین کچھ مکانات بنائے تھے یہ قلعہ اب تک قلعہ شاہجہان کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر موجود ہے اور جبکہ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے اس قلعہ کے دروازے کے آگے پل بنایا اور سوقت سے نور گدھ کے نام سے مشہور ہوا

نور گدھ

### قلعہ شاہجہان

یہ قلعہ کاندر برساتین میں نہاردی بہشت ست بنی کل میں شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے ایک مدت تک اکبر آباد کو دار الخلافہ رکھا ۱۶۳۸ء عیسوی کے دہائی میں قلعہ بننے کا حکم دیا اور اسی سال رھوین فی الحجبہ کو دریا کے کنارے سلیم گدھ کے پاس قلعہ بننا شروع ہوا اور استاد حامد اور استاد احمد معارجو اپنے فن میں یکتا تھے اس قلعہ کو بنواتے تھے مگر اس کا مل لیل سے کہ دیوان عام میں سنگین تخت کے پیچھے ایک مربع تصاویر کا جو ریفیل اٹلی کی مصور نے آرفیوس کے گانے کا کھینچا تھا پتھر کی پچکاری کا بنا ہوا ہے جس کا حال اس کے مقام پر بیان ہوگا یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی یورپین اٹلی کے ملک کا بھی اس قلعہ کے بنانے میں شریک تھا پہلے پہل عزت خان کو اس قلعہ کا اہتمام ملا اور پانچ مہینے دو دن میں اس کے اہتمام سے قلعہ کی بنیادیں کھدیں اور

شاہجہان نامہ  
مرآت آباد

اس قلعہ کے دو دروازے اور چھوٹی چھوٹی اور دو کھڑکیاں اور اکیس برج  
ہیں اور ان میں سے سات برج مدور اور چودہ مٹمن ہیں۔

## نفت خانہ یا ہتیا پول

دیوان عام میں جانے کا جو دروازہ ہے وہ نفت خانہ کہلاتا ہے یہ دروازہ بھی نرسانگ  
سنج کا بہت خوبصورت بنا ہوا ہے اور اوپر مکانات اور ایک پچدرہ دالان و نون  
طرف سے کھلا بنا ہوا ہے اسی دالان میں بادشاہی نوبت بگتی ہے اور اسی سبب سے  
نوبت خانہ مشہور ہے اس دروازے کے آگے پتھر کے دو ہاتی اوتے ہیں جسے جتنا کھینچ کر  
جاتی ہوتا ہے تھے اور اسی سبب سے اسکو ہتیا پول بھی کہتے تھے اور نگزیر عالمگیر  
کے عہد میں وہ ہاتی توڑے گئے اس دروازے کے آگے دو سو گز کا لنبا اور ایک سو چالیس  
گز کا چوڑا چوک ہے اور بیچ میں بہت خوبصورت حوض ہے اور شمال اور جنوب کو بہت خوشنما  
بازار ہے اور اسکے بیچ میں نہر بھی جاری ہے اس دروازے کے اندر اب بھی مولے  
شہزادوں کے اور کوئی سواری پر نہیں جاسکتا اسی مقام پر سے اترتے ہیں

## دیوان عام

یہ مکان بھی بہت نامی ہے اور بہت خوشنما بنا ہوا ہے جب کبھی دربار عام ہوتا تھا  
تو اوسمیں بادشاہ جلوس کرتے تھے اوسمیں تین درجے کے مکان ہیں کہ  
اوسکی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں۔

انتشمن ظل الہی یا سنگین تخت



دو دروازے اس قلعہ کے بہت بڑے ہیں ایک جنوبی دروازہ جو دلی دروازے کے  
 نام سے مشہور ہے اور دوسرا غربی دروازہ جو لاہوری دروازے کے نام سے مشہور ہے  
 یہ دونوں دروازے بہت خوبصورت بنے ہوئے اور دروازوں پر سہ دریاں بہت  
 خوشنمائی سے بنائی ہیں لاہوری دروازے پر قلعہ دار صاحب بہتمین مشہور ہے  
 کمان دروازوں کے آگے کچھ اوٹ نہ تھی اور قلعہ میں سے نگاہ دور تک چلی جاتی تھی  
 اور نگارباب عالمگیر کے عہد میں ان دونوں دروازوں کے آگے کھوکھلے بنائے گئے ہیں  
 ان دونوں دروازوں کے آگے خندق پر تختہ تھا ۱۲۲۱ھ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء  
 تختہ کی جگہ بختہ پل بنائے ہیں اور دونوں پلوں پر یہ کتبہ لگایا ہے۔

### ہولعشنی

۱۱۰۰ھ جلوس ۱۲۱۲ھ ہجری ۱۸۰۰ء عیسوی در عہد شاہ جمشاد  
 محمد اکبر بادشاہ غازی صاحب قرآن ثانی باہتمام دلاور الدولہ راپرٹ مافقرسن  
 بہادر ولیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت۔

### چھتہ لاہوری دروازہ

یہ چھتہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہے لہذا اس چھتے کا بہت اونچا ہے اور یہ چھتہ بھی بہت  
 لمبا ہے اور اوپر میں بہت کاری بہت خوب کی ہے اور دونوں طرف دو منزے مکان بنے  
 ہیں اور بیچ میں ایک چوک ہے اور اسکی چھت روشنی کے لیے کھلی ہوئی  
 مسقف کے نام سے بھی مشہور ہے ان دروازوں کے سوا

بلبل میں دروازہ ہی اور اندر سے بھی آنے کا رستہ ہی بادشاہ اس تخت پر دربار عام کے دن اجلاس کرتے تھے اس تخت کے آگے ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا ہو امرا میں سے جس کی کو عرض کرنا ہوتا تھا اس تخت پر چڑھ کر بادشاہ سے عرض کرتا تھا یہ تخت اتنا اونچا ہے کہ اس تخت کے چڑھنے پر بھی آدمی کا گلا تخت تک پہنچتا ہے۔

### دالان دربار

اس تخت کے آگے تہ گھا دالان در دالان ہی سرسٹھ گز کا لنبا اور چوبیس گز کا چوڑا ہر ایک دالان کے نو فودرہ میں ہر دالان میں سنگ سرخ کے ستون لگائے ہیں اور اون پر بہت خوبصورت محرابیں بنائی ہیں اور اوسپر سفیدی اٹھوٹ کر سنہری نقاشی کی ہو باہر کے دالان میں زیچ کے در چھوڑ کر سنگ مرمر کا کٹہرا لگایا ہے اور اوسپر سنہری کلیسیاں بہت خوشنما لگائی تھیں کہ اب اون کلیسیوں میں سے ایک بھی باقی نہیں یہ دالان امرا اور وزرا اور وکلا کے حسب مرتبہ کھڑے رہنے کا تھا۔

### گلال بارمی

یہ دربار کا دالان در حقیقت ایک چوتھے پر بنا ہوا ہے جس کا ایک تلوچا گز کا طول اور ساٹھ گز کا عرض ہے اس چوتھے کے بیچ میں یہ دالان ہو اور باقی چوتروہ اس کے تین طرف باقی ہے اس چوتھے کے گرد قد آدم سنگ سرخ کا



اس مکان کے بیچ میں شہر تہی دیوار سے ملا ہوا سنگ مرمر کا تخت ہو چار گز کا  
 مربع اور اوپر چار ستون لگا کر بنگلے کے طور پر اوسکی چھت بنائی ہو اور آدمی  
 کے قد سے زائد کرسی دی ہو اُسکے پیچھے ایک طاق ہو سنگ مرمر کا بنا ہوا سات گز  
 لنبہ اور ڈھانی گز کا چوڑا اوپر ہر قسم کے چرند و پرند کی تصویریں عجب عجب  
 رنگین پتھروں کی بنی ہوئی ہین اور اوسمیں ایک آدمی کی تصویر ہو جو دو بارہ بج کر  
 گارہا ہو ملک اٹلی میں جو فرنگستان میں واقع ہو آرفیوس کلاؤنت کی کہانی  
 یون مشہور ہو کہ وہ علم موسیقی میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا اور ایسا خوش آواز  
 تھا کہ جب گانے بیٹھتا تو چرند اور پرند اوسکی آواز سنکر مست ہو جاتے تھے  
 اور اوسکے گرد آ بیٹھتے تھے اوسی ملک میں رفیل ایک مصور تھا کہ تصویر کھینچنے  
 میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا اوس مصور نے آرفیوس کے گانے کی جو کہانی مشہور  
 تھی اوسکے مطابق اپنے خیال سے ایک مرقع کھینچا تھا اور چرند اور پرند اوسکے  
 گرد گانا سننے کو بیٹھے ہوئے بنائے تھے یہ مصور ۲۷ عیسوی میں مراکریہ مرقع اوسکا  
 بنایا ہوا ملک اٹلی اور ولایت فرنگستان میں بہت مروج اور نہایت مشہور ہو  
 اور اب تک اوسکی نقلیں موجود ہیں وہی مرقع اس طاق میں پتھر کی پیکاری میں  
 کھودا ہو پس یہ تصویر اوسی آرفیوس کی ہو اور جو کہ اس مرقع کا سولے  
 فرنگستان کے اور کہیں رواج نہیں تھا اس سبب سے یقین پڑتا ہو کہ اس قلعہ  
 کے بنانے میں کوئی نہ کوئی انگریز اٹلی کے ملک کا شریک تھا اس محراب کی

ایک حوض ہو کہ اس حوض سے نہر ہو کر چادر کی طرح صحن میں گرتی ہو اور صحن  
میں سترہ گز مربع کا باغیچہ تھا اور اس کے نیچے چھ مین پچیس گز کے قطر کا ہشت پل  
حوض تھا اور اس میں پچیس فوٹے کسی زمانے میں چھوٹے تھے۔

### امتیاز محل یا بڑا رنگ محل

یہ محل دیوان عام کی پشت پر واقع ہوا ورتنا بڑا اور کوئی محل نہیں صحن اسکا  
نہایت وسیع تھا کہ اوسمیں نہرین جاری تھیں فوٹے چھوٹے تھے باغ لگا ہوا  
تھا اب سب برباد ہو گیا اور اس صحن دکشا میں سٹریل سٹریل مکان بن گئے ہیں  
اگلے زمانے میں اس محل کے صحن میں ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑھالیس گز میں  
اور پانچ فوٹے اوسمیں چھوٹے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمیں پچیس فوٹے لگے ہوئے  
تھے اور باغیچہ تھا ایک سوسات گز کا لنبہ اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اس کے گرد  
سرخ کا مچھر لگا ہوا تھا اور اوپر دو ہزار سنہری کلیان لگی ہوئی تھیں اور تین طرف  
اس صحن کے سترہ گز کے عرض سے مکان دکشا اور ایوانا سے دلربا بنے ہوئے تھے  
اور جانب غرب میں مشرف بدریا اور پائین باغ تھا چہرہ اسکا باہر سے یوں ہو کہ کرسی  
دیکر ایک چبوترہ بنایا ہو اور اس کے نیچے دو تہ خانے ہیں بہت خوب اور اس  
چبوترے پر گویا پچدہ تہرا دالان بنایا ہوتا وں گز کا لنبہ اور چھبیس گز کا چوڑا نیچے  
کے در کے آگے صحن کی طرف ایک حوض ہی سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک تھر کا پایدار  
کہ اوسمیں ڈیڑھ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہو اور اوسمیں سے



اکٹھ لگا ہوا ہے اور ادھر سپر سنہری کلیان بہت خوشنمائی سے لگی ہوئی تھیں  
 مگر اب ان کلیوں کا نام نشان نہیں رہا یہ جگہ چو بدرا اور نقیب اور احمدی وغیرہ  
 لوگوں کے کھڑے رہنے کی تھی یہ سب مکان بہت خراب ہو گئے تھے اور  
 گلال باڑی اکثر جگہ سے اوکھڑ گئی تھی ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ  
 حال نے سالہ حد جلوسی مطابق ۱۲۵۳ھ ہجری موافق ۱۸۳۷ء عیسوی کے اس دیوان عام  
 کی مرمت کی اور گلال باڑی کو درست کیا برس روز کی بات ہے کہ تین بادشاہت  
 کا دیکھنے والا تو ایک شخص موجود تھا اور وہ بیان کرتا تھا کہ عالمگیر ثانی کے وقت  
 سے تو کسی بادشاہ نے اس دیوان عام میں جلوس نہیں کیا اور غالب ہے کہ محمد شاہ  
 کے بعد کسی نے نہ کیا ہو بلکہ محمد شاہ کے جلوس کرنے میں بھی شک ہے اس کے  
 آگے دو سو چار گر ملنبا اور ایک سو آٹھ گز چوڑا صحن ہے اور اس کے  
 چاروں طرف قرینے اور موقع سے مکانات بنے ہوئے ہیں اور شمال کی  
 طرف دیوان خاص میں جانے کا دروازہ ہے۔

### خاص محل یا چھوٹا رنگ محل

یہ محل بیگمات خاص کے رہنے کا پچھراہ تہ گھاوالاں ہے تینتیس گز کا لنبا اور اس کے  
 پیچھے ایک اور درجہ ہی سولہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا یہ عمارت اجارہ تک بالکل  
 سنگ مرمر کی ہے اور اس سے اوپر بہت پختہ سفید می کر کر بہت اچھی نقاشی کی  
 ہے اس محل میں ایک نہر ہے نری سنگ مرمر کی تین گز چوڑی اور سنگ مرمر ہی کا

پھول نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اس پیلے میں ایک سوراخ ہے اور ایک نہر  
 پوشیدہ تلے تلے آئی ہے اور اس پیلے میں سے اوہلی ہے پیلے کے لبوں پر پانی کا  
 گزنا اور حجاب آب سے گل بوٹوں کا لہرانا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات عام  
 ہوتا ہے نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص میں سے ہوتی آئی ہے اس محل کے  
 بیچوں بیچ میں سے گدڑی ہے اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک اور نہر  
 اس محل میں اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہے اور جانب شرق اس  
 حوض میں جو صحن کبیرت روکار کے سامنے رکھا ہوا ہے چادر ہو کر گرتی ہے ہر ایک  
 نہر میں نسبت کاری اور پرچین سازی اور پچکاری کا وہی حال ہے یہ محل اجارہ یک  
 اور اس کے ستون کہ پایہ نما ہیں اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہیں اور  
 اور زمین پچکاری کی ہوئی ہے علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا پلایا ہوا ہے  
 اور سونے کے کام سے گل بوٹے بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس محل کی چھت  
 نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت میں کسی ضرورت کے سبب چھت  
 اوکھاڑی گئی اور اس کے بدلے تانے کی چھت چڑھا دی محمد اکبر شاہ ثانی کی وقت  
 میں اس تانے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اس کے بدلے کاٹ کی چھت  
 لگائی ہے کہ وہ بھی اب پوشیدہ ہو گئی ہے۔

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب اتیار محل کے واقع ہے اور حقیقت میں قرینہ ہے خواجہ گاہ کا



او بل کر نیچے کے حوض میں آتی ہو اور وہاں سے نہر میں بہتی ہو اور صحن کے حوض میں  
 جا کر باغچے کی ہر ہر روش اور پٹری میں بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور  
 وہ تھخہ تھخہ محرابین اور مرغولین بنائی ہیں اور وہ منبت کاری کی ہو کہ آدمی کی عقل  
 دیکھ کر حیران ہوتی ہو اور اسکی چھت کے چاروں کونوں پر چار چوکھنڈیاں بنائی  
 ہیں کہ اوس سے رفعت و شان اس عمارت کی دو گنی ہو گئی ہو اس محل کے  
 کونوں پر چار بنگلے سنگین بنے ہوئے تھے تاکہ گرمیوں میں خشکی ٹھیاں لگا کر خس خانہ  
 بنایا جائے جس طرح اسکی روکار میں پانچ در محراب دار بنائے ہیں اس طرح اسکے  
 اندر بھی محراب دار در ہیں کہ ان محرابوں کے بنانے سے بیچون بیچ میں ایک چوکھنڈی  
 سی واقع ہو گئی ہو اوس میں ایک حوض ہو کہ اسکی خوبی بیان نہیں ہو سکتی اوس  
 حوض کو سنگ مرمر سے اس طرح بنایا ہو کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہو اور پھر  
 اوس میں رنگ رنگ کے پتھروں سے ایسی پچکاری کی ہو اور گل بوٹے بل پتی  
 بنائے ہیں کہ جب کچھ بیان نہیں ہو سکتا اگرچہ یہ حوض ساٹھ سات گز مربع ہو  
 لیکن گہرا اوسکا بہت کم ہو بعینہ ہاتھ کی ہتیلی کی طرح بنایا ہو اوس میں خوبی یہ ہو کہ جنوب  
 پانی بھرتا ہو اور اتر تا ہی تمام بل بوٹے اس حوض کے ہلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں  
 اس حوض میں ایک کاسہ سنگ مرمر کا مگر کی بنا ہوا بہت خوبصورت ایک پھول  
 معلوم ہوتا ہو لیکن اس پر بھی اسکی ہر ایک مڑ اور مرغول پر رنگین پتھروں  
 سے گل بوٹے اور بل پتی بنائی ہیں کہ پھول میں پتی بل اور بل میں سے

ایسان بیت الحقیق بطوافش آیند روست و اگر نظر گریان نفس و آفاق مثل حجر اسود  
 یقین آستان رفیع الشان نشا بند سزا آغاز قلع و الا که از کاخ گردون برترست  
 و رشک سد اسکندر و این عمارت و لکشا و بلغ حیات بخش که در منازل چون روح  
 در بدن است شمع در انجمن و نهر اظہر کہ آب صافیش بنیاز آئینه بجهان نماست و انا  
 را از عالم غیب پرده کشا و آبشار با کہ ہر یک کوی سپیدہ صبح دم ست بالو کا سرا  
 از لوح و قلم و فوار با کہ ہر کدامش بچہ نورست

### کتابہ محراب شمالی

بمضافہ آسمانیان مائل بالآلی متلالی ست بانعام ز سینیان نازل و حوض کہ  
 ہمہ از آب زندگانی پر بصفار شک نور چشمہ خود دوازدهم ذی الحجہ سال  
 جلوس و از دہم اقدس مطابق ہزار و چہل و ہشت ہجری بعالمیان نوید کامرانی داد  
 و انجاش کہ بصرف پنجاہ لک و پوہ صورت پذیرفت بست و چہارم ربیع الاول  
 سال بست و یکم جلوس ہمایون موافق سنہ ہزار و پنجاہ و ہشت بفرقدوم مہمنت لزوم  
 گیتی خدیو گیہان خداوند بانی این مبانی آسمانی شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی  
 شاہجہان بادشاہ غازی در فیض بر روی جہانیان بکشا دح  
 ابیات جو دیوار پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے ہیں  
 شہنشاہ آفاق شاہ جہان باقبال ثانی صاحبستراں  
 درایوان شاہی صبر احشام چو خورشید بر چرخ باد امدام



جو بڑی مٹیجھک کر کے مشہور ہو اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہے لیکن  
میرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اس میں تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہیں ہے

## اسد برج

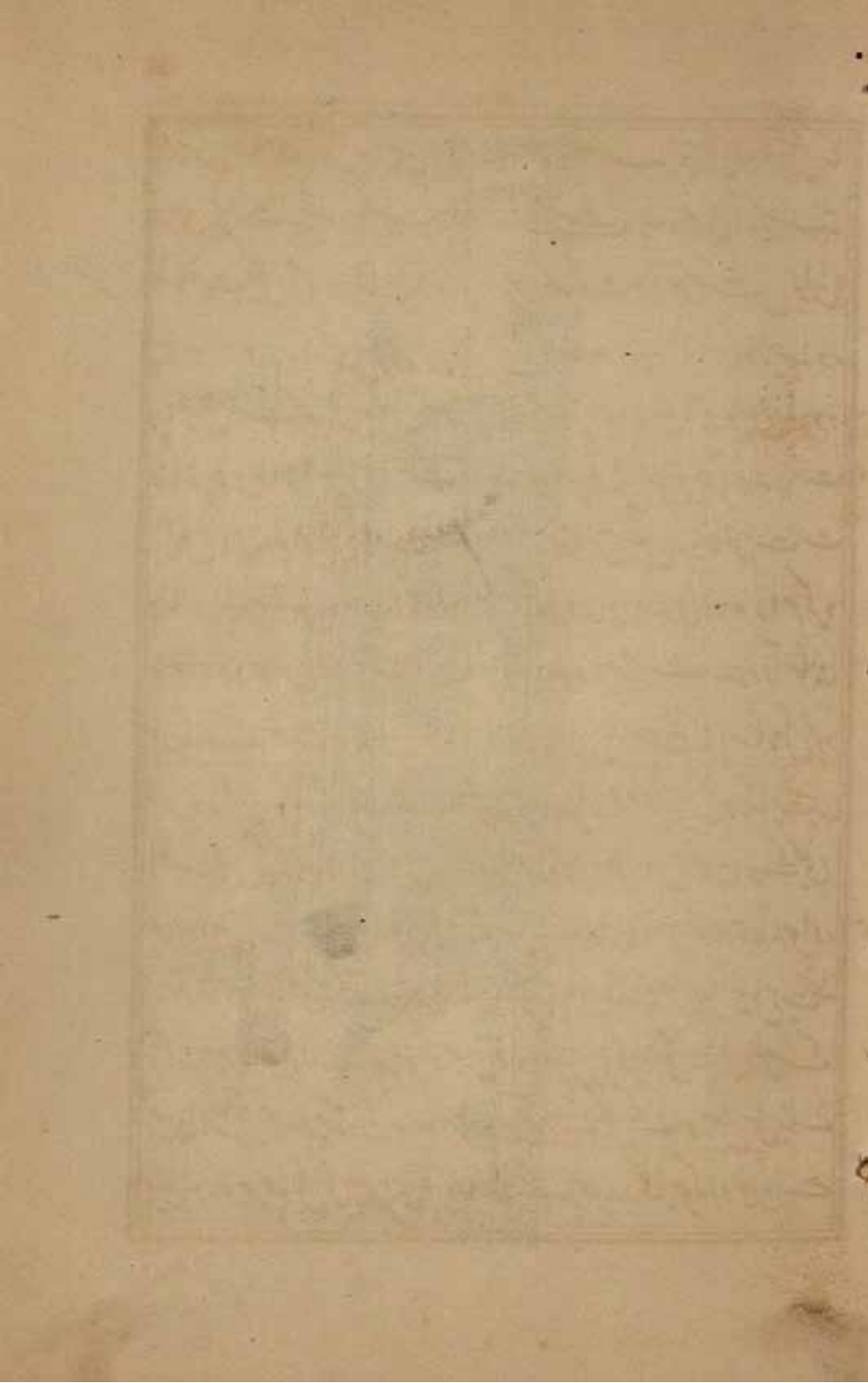
یہ جنوبی برج قلعہ کا ہے اور قرینہ ہے برج شمالی کا جو شاہ برج کر کے مشہور ہے یہ برج  
ہزار تھ چیلے کے ہنگامے میں بسبب صدمہ گولون کے بالکل ٹوٹ گیا تھا محمد اکبر شاہ  
شانی کے عہد دوبارہ بنا ہوا اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہے۔

## خوابگاہ یا بڑی مٹیجھک

یہ خوابگاہ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہے اور یہ عمارت بھی بہت نفیس و  
لطیف سرسے پاؤں تک سنگ مرمر کی ہے اور اس میں طرح طرح سے منبت کاری کا کام  
اور سونے کے بیل بٹے بنے ہوئے ہیں اس کے بیچ میں شہ نشین کی طرح ایک مکان ہے اور  
اس کے جنوب اتر شمال کو دو بڑے بڑے دروازے کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے  
ہیں کہ اس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھ گز کا ہے اور اس کی دو محرابوں پر ایک  
کتبہ کہ سعد الدخان نے انشا کیا ہے لکھا ہوا ہے اور گرد اجارہ کے پاس سونے کے پانی  
سے اشعار لکھے ہوئے ہیں کہ ہم ان سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

## کتبہ محراب جنوبی

سبحان الدین چہ منزل ہاست ز ملکین و شہین ہاست و لنشین قطعہ بہشت برین  
چون گویم کہ قدسیان بہت بلند تماشایش آرزو مند اگر ساکنان لطاف و اکناف





<p>اساس ست تانا گریز این بنا          رہی و نشین قصر پیراسته          شرافت یچی آیه در شان او          چو + + درین سرای سرور          پایش صدق ہر کس کہ سود          زمانہ چو دیوار او بر فراشت          زبس وی دیوارش آراست          چنان بر سرش دست ایام کرد          ز فوارہ و حوض دریا نشان          چو جالے شہنشاہ عادل بود</p>	<p>بود قصر اقبال او عرش سا          بہشتے بصد خوبی آراستہ          سعادت در آغوشش ایوان او          گست + + از جہہ دور          چو دریای چون آبرویش فرود          بہ پیش رخ ہر آئینہ داشت          ز نقاش چین رونما خواست          کہ گردون بلندی از دوام کرد          بآب زمین شستہ رو آسمان          اذان بادشاہ منازل بود</p>
--	--

اس شہ نشین کے آگے ایک پچرہ والاں ہر زانگ مرمر کا پرچین کا رہنما نہیں  
 و لطیف بیس گز کا لنباء اور چچہ گز کا چوڑا اور ادھر اور ادھر اس والاں کے بھی  
 محرابین ہیں اور حجرے ہیں کہ غریب حجرے میں سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہے اور  
 اسکو خاصی ٹیوڑھی کہتے ہیں اس والاں کے بیچ میں ایک حوض ہے مستطیل بہت تختہ  
 سنگ مرمر کا بغیر فوارے کے یعنی او میں فوارہ نہیں ہے مگر اسکی تہ پر طرح طرح کے  
 رنگین اور بیش قیمت پتھروں سے ہزاروں طرح کے گل بوٹے اور بیل تپتی بنائے  
 ہیں اور ہر ہر بھول کی پکھڑی میں ایک ایک چھید رکھا ہے کہ او نہیں سے

پانی او بلبتا تھا اس والاں کے آگے صحن ہو وسیع و لکش سنگ مرمر کا فرش ہمین  
کیا ہوا ہو اور نہر بہشت بہتی ہو اور رنگ محل میں جلی جاتی ہو۔

### برج طلائیا مشمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہو مشمن سر سے پانوں تک سنگ مرمر کا  
اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونے کا کام اور پرچین سازمی اور نبت کاری  
کی ہوئی ہو اور اسکا برج اور کلس سنہری ہو اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج  
بھی کہتے ہین اور سبب مشمن ہونے کے مشمن برج بھی کہلاتا ہو تین ضلع اسکے عمارت  
خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچوں ضلعون میں  
سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک اور شمیم بطور برآمدے  
کے جانب دریا بنایا ہوا ہو۔

### شاہ محل دیوان خاص

خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بت بڑا چوک ہو اوس چوک کے ضلع شرقی میں ڈیڑھ  
گز کا اونچا چوترا بنایا ہو اسی گز کا لنبہ اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچون بیچ میں  
دیوان خاص کی عمارت ہو چونتیس گز کی لنبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے  
پانوں تک سنگ مرمر کی اور ستراسرا سکے بیچ میں چار گز کے عرض سے نہر  
بہشت بہتی ہو اس عمارت کے بیچون بیچ میں چوکور ستون بنا کر اٹھارہ گز کے  
طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہو اور اوسکے بیچون بیچ میں ایک





## تسبیح خانہ

دیوان خاص کے جانب جنوب ایک دالان ہوا اور وہ تسبیح خانہ کے مشہور  
ہو اس دالان کی دیوار پر بیچون بیچ میں سنگ مرمرین ترازو کی صورت کھدی  
ہو اور میزان عدل اوپر لکھ دیا ہو اسی تسبیح خانے میں سے خوابگاہ کا  
رستہ ہو کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کھلتی ہو۔

## عقب حمام

دیوان خاص کے جانب شمال سیطرح کا دالان ہو کہ وہ عقب حمام کھلتا ہو  
یہ دالان گویا جنوبی دالان کا جواب ہو اور او سیطرح کا بنا ہوا ہو۔

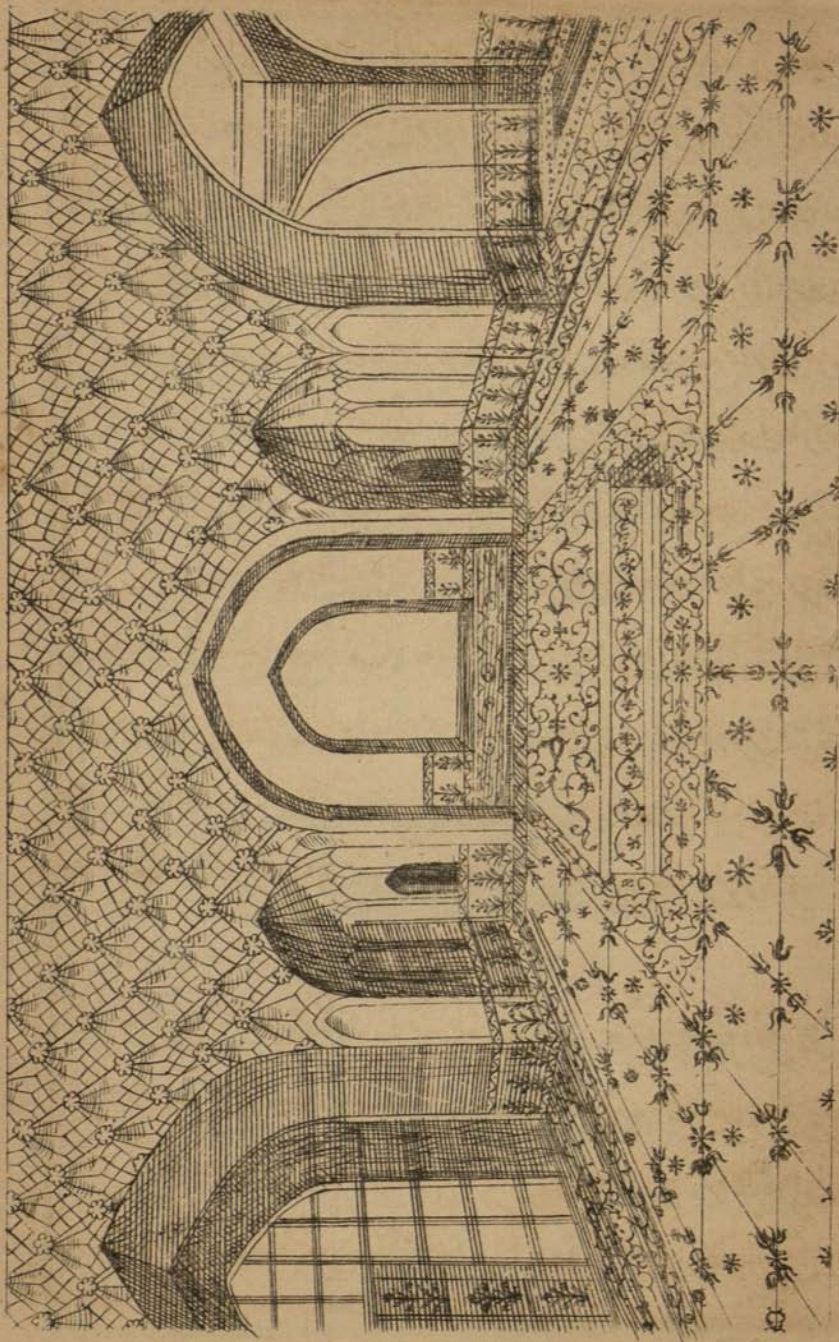
## حمام

یہ حمام بمیشل و سجدیل ہو یقین ہو کہ ملکون ملکون میں ایسا حمام نہو پہلا درجہ اس  
حمام کا کمرہ ٹاننا یا ہو اجارہ تک سنگ مرمر کا اور او سپر منبت کاری کی ہو اور  
شرق کی طرف جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہو کہ او سمین سے دریا اور جنگل  
اور سبزہ بہت کیفیت سے دکھائی دیتا ہو دوسرے درجے میں جانب  
شمال ایک شہ نشین ہو سرے پاٹون تک سنگ مرمر کی اور او سپر بہت تحفہ  
منبت کاری اور پچی کاری کی ہو او سکے آگے ایک درجہ ہو مربع نر سنگ مرمر  
کا او سکے فرش سے لے چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھروں سے پچکاری  
کی ہو اور طرح طرح کے میل بوٹے پھول پتی بنائی ہین پچکاری ایسی خوش قطع



چبوترہ ہوا اوس چبوترے پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہوا جس پر بادشاہ اجلاس فرماتے ہیں  
 اور اس مکان کے گرد پایہ نماستون لگا کر مکان بنایا ہوا درو دیوار و ستون مرغول  
 اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہوا اور اوسمین اجارہ تک عقیقہ و  
 مرجان اور اورا حجار عیش قیمت سے بچی کاری کی ہوا دریل نمونے پھول پتے  
 بنائے ہیں اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونے کا کام کیا ہوا ہوا اور سونے کے  
 پانی سے گویا لپ دیا ہوا اندر کے رخ محرابوں کے اوپر یہ شعر لکھا ہوا شعر  
 اگر فردوس برے زمین ست ہمین ست وہمین ست وہمین ست  
 یہ عمارت جانب شرق سے مشرق بدیا ہوا اور اوس طرف کے درون میں جالیان  
 لگا کر آئینہ بندی کی ہوا اور جانب غرب اسکا صحن ہو ستر گز سے ساٹھ گز کا اور  
 اوس صحن کے گرد مکانات اور ابواب ہا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں جانب  
 غرب اس صحن کے دروازہ ہو کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہوا اور اس  
 دروازے کے آگے لال پردہ تنار ہوتا ہوا اور سب اُمرابر وقت دربار کے اس  
 لال پردے کے پاس سے آداب تسلیمات بجالاتے ہیں اور جانب شمال ستہ ہوا  
 حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی محلات شاہی کی اور اس عمارت کے  
 بیچ کے درے کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹہرا ہو سنگ مرمر کا اوسکو چو کھنڈی  
 دیوان خاص کہا کرتے ہیں اسکی چھت بھی نرمی چاندی کی تھی مریٹھہ اور  
 جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی۔

نقشه گرمخانه خام





ہو کہ بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تحفہ ایرانی قالین بچھا ہوا ہے اس طرح کی  
 بچی کاری ہونے سے بھی یقین ہوتا ہے کہ اس قلعہ کی تعمیر میں کوئی نہ کوئی دستاویز  
 قالین شریک تھا کیونکہ بچی کاری کا ایجاد اسی ملک سے ہوا اس درجے کے  
 بیچون بیچ میں ایک حوض ہر چہ چاروں کسے چاروں کو نون پر چار فوارے  
 لگے ہوئے تھے اس کے گرد ایک نہر ہو کر گز بھر کے عرض کی اور بہت لم گہری نہایت  
 نفیس مشہور ہے کہ جب چاہتے تھے اس نہر اور حوض میں گرم پانی ہوتا تھا اور جب  
 چاہے ٹھنڈا میسر درجہ اس حمام کا اجارہ ایک سنگ مرمر کا ہے جانب غرب  
 حوض گرم پانی کے بنے ہوئے ہیں اس کے بیچون بیچ میں سنگ مرمر کا چوترا ہے کہ اوپر  
 بیٹھ کر نہاتے تھے جانب شمال ایک شہ نشین بنی ہوئی ہے اور اوس میں مستطیل حوض  
 ہے جب چاہیں اوس میں گرم پانی بھریں اور جب چاہیں سرد پانی بھریں اس درجے  
 میں بہت تحفہ بچی کاری اور نہایت کاری کی ہوئی ہے شاید کہ یہ حمام شاہجہان اور  
 عالمگیر کے بعد پھر گرم نہوا ہو مشہور ہے کہ سوا سومن لکڑی سے گرم ہوتا ہے۔

### موتی محل

یہ ایک محل ہے سنگ سرخ کا اور اس کو سنگ پٹھانی سے سفید کر کے رنگا میری اور  
 طلا کاری کے گل بوٹے بنائے تھے اس میں ایک درجہ ہے پندرہ گز کا لنبہ اور آٹھ گز کا چوڑا  
 مشتمل دو شہ نشینوں پر اور اس کے بیچ میں ایک حوض ہے چار گز کا لنبہ اور تین گز  
 کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہے آٹھ گز کا لنبہ اور پانچ گز کا چوڑا

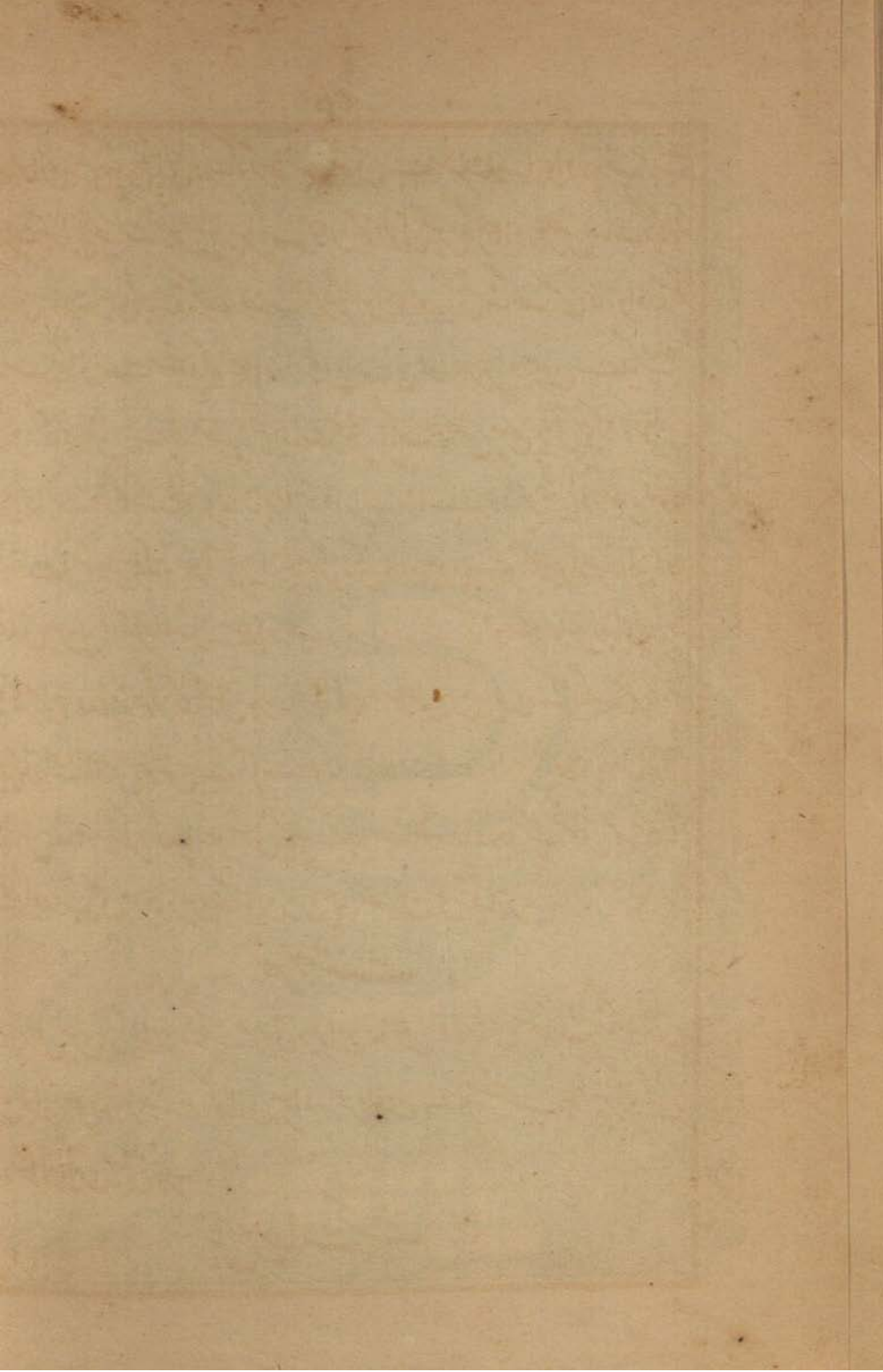
اور ایوان رفیع پانچ پانچ در کے کہ جانب شرق سے مشرق بدیرا ہو اور جانب عرب سے مشرق بہ باغ حیات بخشش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض سات گز کا اور اندر کی عمارت میں اجارۃ مک سنگ مرمر لگا ہوا ہو اور باقی سنگ سرخ کا ہو اور اوکو سنگ پٹھانی سے سفید کیا ہو اور اس میں حوض اور نہر ہو اور زمین سے ایک چار در دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخشش ایک حوض میں پڑتی ہو کہ وہ حوض بھی عجائب و زکا سے ہو کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض اور کہیں نہوگا حقیقت اسکی یہ ہو کہ یہ پتھر اتنا بڑا ہیجرم مکرانہ کی کان میں سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافیت میں بے نظیر تھا اس واسطے بموجب حکم بادشاہ کے اسکا حوض بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض مع پالیوں کے ایک پتھر کا ہو بعد تیار ہونے اس حوض کے مکرانہ سے کہ دارالخلافہ سے دو سو کو س دو سو ہر با احتیاط لائے اور اس مقام پر لا کر رکھ دیا اس موتی محل کے جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب بھی موجود ہیں گراون میں کچھ نقصان بھی آگیا ہو۔

### نہر بہشت

اس محل میں ہو کر نہر سنگ مرمر کی دیوان خاص اور بڑی بیٹھک اور رنگ محل میں جاتی ہو وہ نہر بہشت کہلاتی ہو اور پھر وہاں سے منشعب ہو کر ہر ایک محل اور مکان میں بہتی ہو۔

### باغ حیات بخشش









صد ہزار ان گل شگفتہ درو سبزہ بیدار و آب خفتہ درو  
کسی زمانے میں یہ باغ بہت خوب اور نہایت تیار تھا مگر اب بالکل ویران اور  
خراب ہے حضور والا کو اسکی استغنی پر توجہ نہیں چند مکان اس باغ میں بہت  
خوب ہیں جبکہ حال بیان کیا جاتا ہے ایک درخت پا کھل کا اس باغ میں نایاب  
ہے اور اس کا مرتبہ بتی کے مرض کو مفید ہے

### حوض اور نہر

اس باغ کے بیچ میں ایک حوض ہے ساٹھ گز سے ساٹھ گز اور اس کے بیچ میں  
کسی زمانے میں اونچا س فوٹے چاندی کے لگے ہوئے تھے اور دن ات چھوٹے تھے  
اور اس کے کناروں پر چاروں طرف ایک سے بارہ فوٹے چاندی کے تھے کہ وہ بھی نہر کے  
سبب دن ات چھوٹا کرتے تھے اس حوض کے چاروں طرف سنگ سرخ کی نہر چھ گز  
کے عرض سے بنتی تھی اور ہر نہر تین تین میں فوٹے چاندی کے ہرقت چھوٹے رہتے تھے  
اباؤن فواروں کا نام بھی نہ رہا البتہ جس جگہ فوٹے تھے وہاں ایک چھید باقی رہ گیا ہے  
دل عشق کا ہمیشہ حریت نہر تھا اب جس جگہ کہ داغ ہے یہاں پہلے درخت تھا  
اسی حوض میں بہادر شاہ بادشاہ حال نے ظفر محل بنایا ہے۔

### بھادون

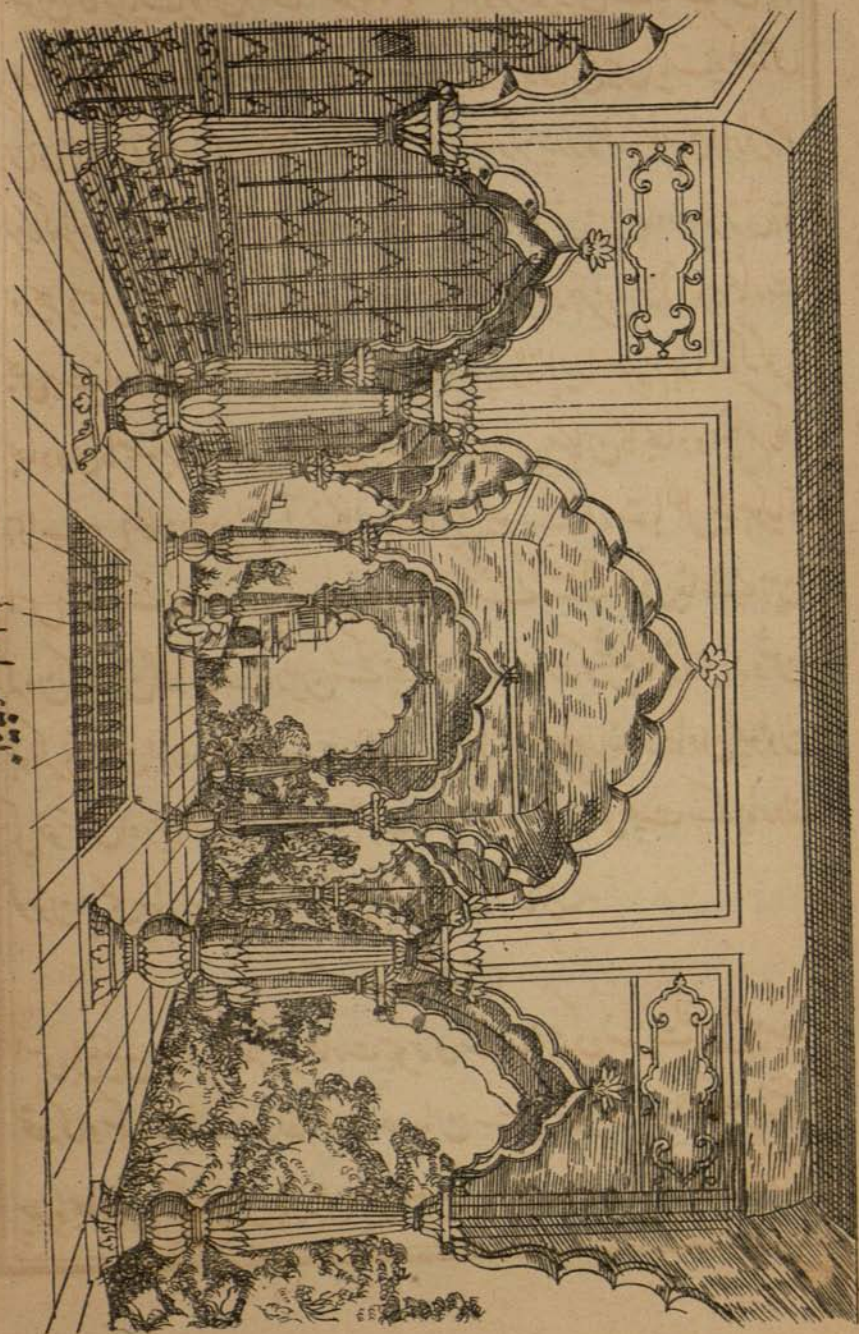
اس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اسکو  
بھادون کہتے ہیں چہرہ اسکا یہ ہے کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اس پر سولہ

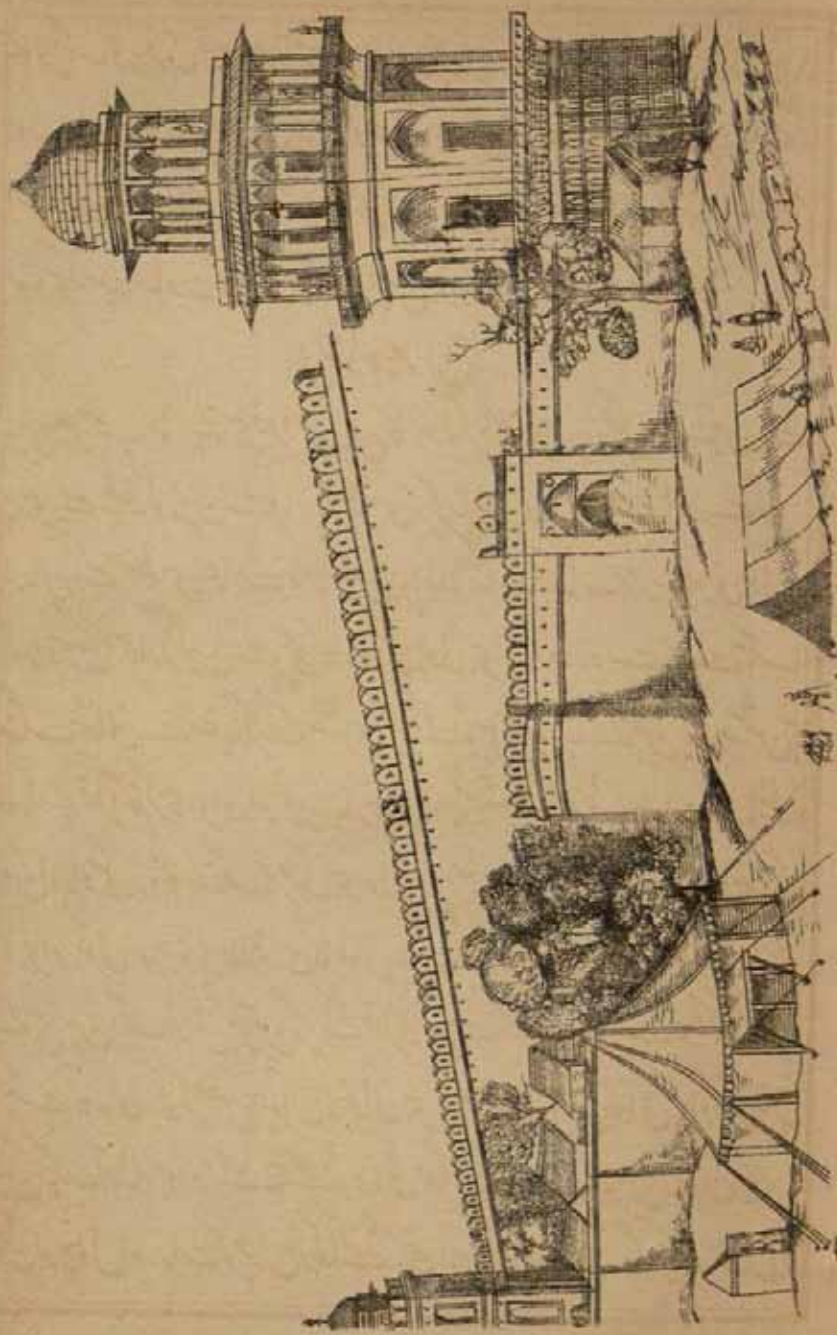
ستون لگا کر ایک ایوان دکشا تعمیر پایا ہو مستمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق و غرب  
 در دو منگھے ہیں آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب سیچون نیچ میں ایک چوکھنڈی  
 بن گئی ہو اور اوس میں ایک حوض سنگ مرمر کا ہی چار گز پندرہ طسوکا مربع اور ڈیڑھ  
 گز کا گہرا اس مکان میں نہر بہشت سے نہر آتی ہو اور حوض میں چادر ہو کر پڑتی ہو  
 اور پھر اوس میں سے ٹکڑے آگے ایک اور چادر چھوٹی ہو اور نہر میں پڑتی ہو یہ عمارت  
 بھی بہت نادر ہو اور اوس میں پانی کا پھرنہ اور چادر چھوٹا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا  
 بھادون کا مینہ برستا ہو اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا  
 ہوا ہے اس مکان میں پانی آنے کا اور چادر میں چھوٹے کارستہ بالکل بند ہو گیا ہے  
 اس مکان کے حوض اور چادر میں محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہیں  
 کہ دن کو اون میں گلہ انہاے رنگین کئے جاتے تھے اور رات کو شمع کا فوری روشن  
 ہوا کرتی تھیں اور اوس کے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اون پھولوں  
 کی خوشنوائی اور چراغوں کی روشنی عجیب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چاروں  
 کونوں پر بھی چار برجیاں چوکھنڈی کی ستھری بنی ہوئی ہیں۔

## ایوان

اسی بلخ میں جانب شمال یہ عمارت ہو زری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت  
 متحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہو اور چہرہ اسکا بعینہ مثل  
 چہرہ بھادون کے ہو بال برابر بھی فرق نہیں گویا ایک مکان کو چھپاؤ اور ایک کو







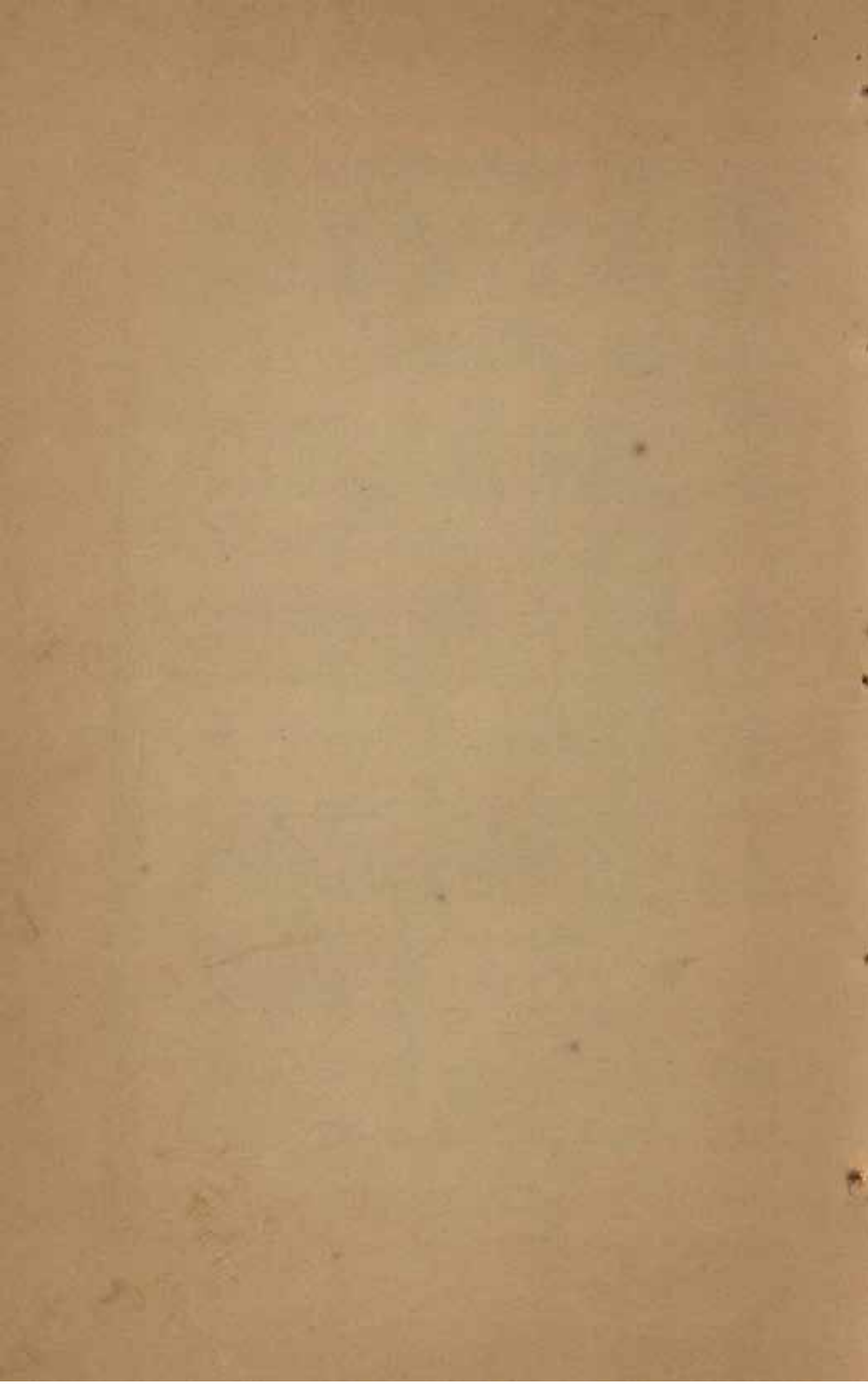
تاج  
محمود



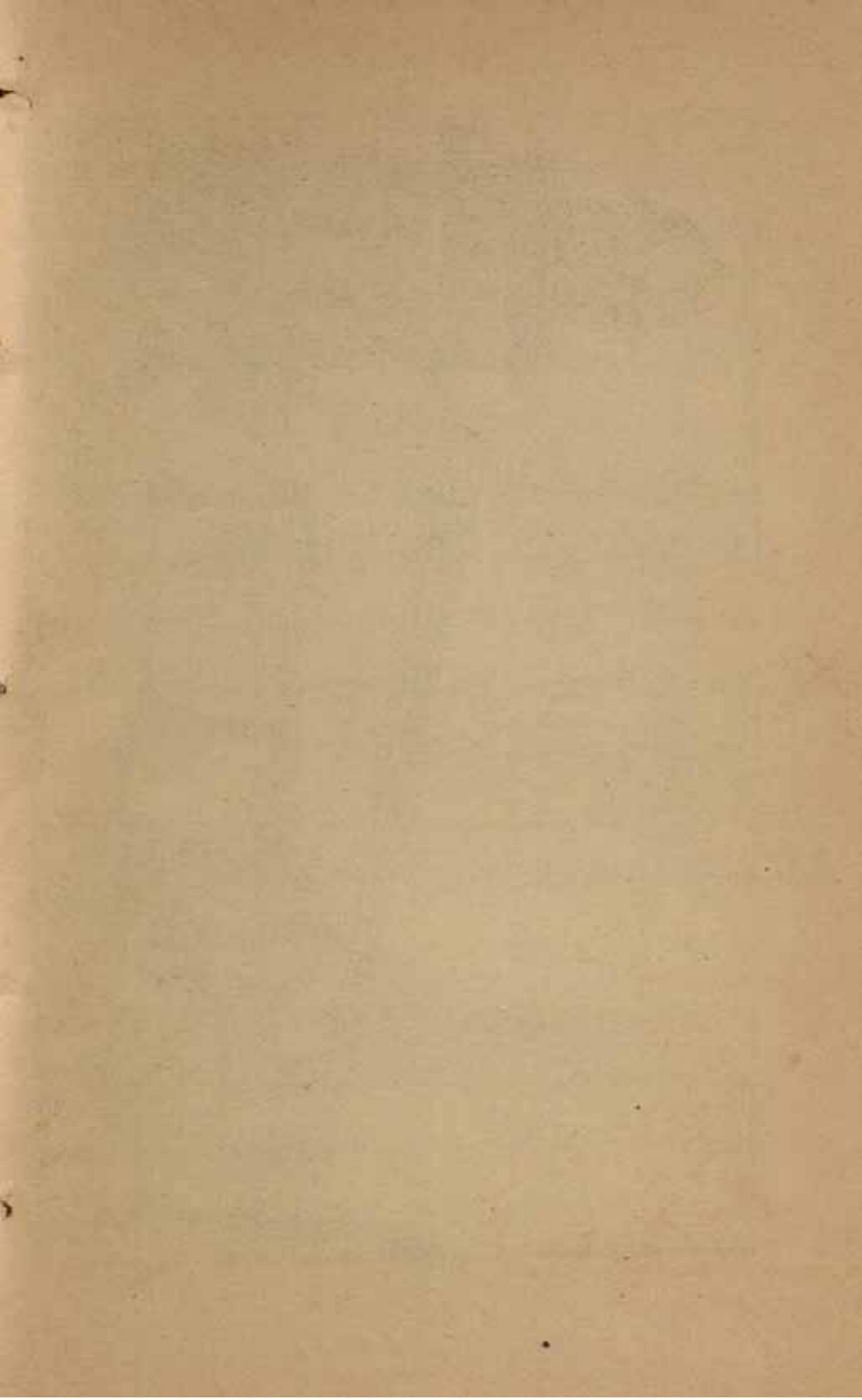
نکالو ایک ذرہ فرق نہیں اور اسی طرح اس میں بھی چادر بنی ہوئی ہو اور حوض بھی بنائی  
 اور اسی طرح گلخان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہیں اس سبب سے کہ  
 اس مکان میں پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم  
 ہوتا ہو کہ جیسا ساون کا مینا سولے اس عمارت کا نام ساون کا رکھا ہو۔

### شاہ برج

یہ برج بھی عجب عمارت ہے قطر اس برج کا سولہ گز کا ہے اور اسکی عمارت تین طبقے  
 پر ہے پہلے طبقے کو زمین سے بارہ گز کرسی دیکر بنایا ہے اور اسکی چھت اندر سے گول  
 اور اوپر سے مسطح ہے یہ عمارت تمام سنگین ہے اجارہ تک قننگ مرمر سے بنی ہوئی ہے  
 اور او میں اجارہ رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہے اور اجارہ سے چھت تک  
 سنگ پٹھانی سے سفید کر کے سنہری گل بٹے بیل پتی بنائے ہیں یہ درجہ ششم ہے  
 اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہے اور او میں چار طاق اور دو شیمین نیم شتمین شرف بدیا بنائے  
 ہیں اور اسکی روکار سنگ مرمر کی ہے طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز  
 کا ہے اور غربی اور جنوبی طاقوں کا طول چار گز کا اور عرض تین گز کا ہے اور شتمین درجہ  
 کے بیچ میں ایک حوض ہے تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اسکی  
 نسبت کاری دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور صنعت الہی یاد آتی ہے اور غربی طاق  
 میں ایک آبشار ہے اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہیں کہ اون میں  
 دن کو پھول اور رات کو چراغ رکھا کتے تھے اس آبشار کے آگے ایک حوض ہے







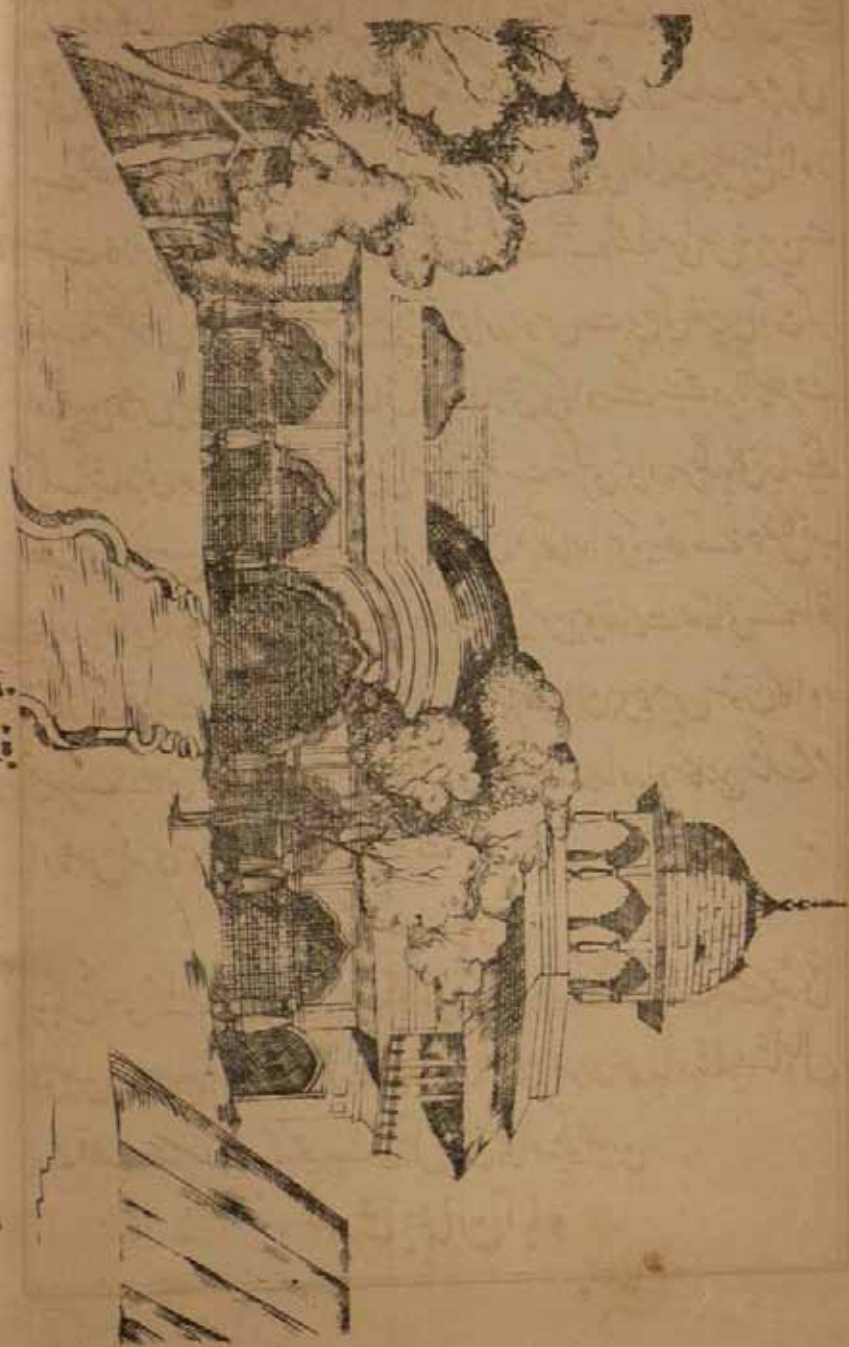
سنگ مرمر کا ساڑھے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے  
 شرقی طاق کے کنارے تک ایک نہر پڑیڑ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی  
 بہت تحفہ اور پرچین ساز اور نسبت کار اور یہ دونوں حوض بھی نہایت پرچین ساز اور  
 نسبت کار میں اور عقیق اور مرجان اور اور تھپریش قیمت جڑے ہوئے ہیں اس نہر میں سے  
 ایک نہر نکل کر غربی طاق کے حوض میں پڑتی ہے اور اس سے برج کی نہر تین آن کر  
 اور زمین حوض میں سے ہو کر شرقی طاق کی طرف بہتی ہے کہ اس کے نیچے دریا کی طرف  
 ایک آبشار بنی ہوئی ہے سارے قلعہ میں اسی مقام سے نہر لگئی ہے اور ہر جگہ پانی جانیے  
 قلعہ اسی برج میں بنے ہوئے ہیں اور ہر جگہ قلعہ پر نام لکھا ہوا ہے کہ یہ قلعہ حوض کا قلعہ  
 ہے اور یہ فلانی نہر کا اور دوسرے برج کی عمارت بھی شمن ہو نہایت صفائی کے ساتھ  
 آٹھ گز کے قطر سے اور اس کے آٹھوں ضلعوں پر سراسر ایوان ہے جو بیس ستون کا اور  
 تیسرے برج کی عمارت ایک شمین ہو گنبدی آٹھ ستون پر اور اس کا بیس سنگ مرمر  
 اور کلس سنہری ہو غرض کہ یہ عمارت بھی بہت نفیس ہے۔

### مہتاب باغ

یہ باغ کسی زمانے میں بہت اچھا ہوگا مگر اب تو بھرا سکے کہ ایک بہت چوڑی نہر  
 اوس میں جاری ہے اور اس کے غرب کی جانب سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ جال  
 نے قطب صاحب کے چہرے کی نقل بنائی ہے اور کچھ نہیں۔

شہر شاہجہان آباد





نقشه شاه

اس شہر کے دروائے بہت خوشنمائی سے بنے ہوئے ہیں اکثر دروازوں کی ایک ہی سی  
 قطع ہوئے ۸۶ عیسوی مطابق ۱۷۶۹ء ہجری میں سرکار انگریزی کے حکم سے ایک رینا  
 دوہرا دروازہ بنا ہوا ایک دروائے میں سے آتے ہیں اور ایک میں سے جاتے ہیں  
 اور کلکتہ دروازہ اسکا نام رکھا ہوا اور اوپر یہ کتبہ ہے۔

### کلکتہ دروازہ ۸۶ عیسوی

اب اس شہر کے چودہ دروائے اور چودہ کھڑکیاں ہیں اور انکے نام یہ ہیں۔

### نام دروازوں کے

دلی دروازہ۔ راج گھاٹ دروازہ۔ خضری دروازہ۔ کلکتہ دروازہ۔ نمبود دروازہ  
 کیلہ گھاٹ دروازہ۔ لال دروازہ۔ کشمیری دروازہ۔ بدر دروازہ۔ کابی دروازہ  
 پتھر کھٹی دروازہ۔ مسدود لاہوری دروازہ۔ اجمیری دروازہ۔ ترکمان دروازہ۔

### کھڑکیوں کے نام

زینت المساجد کی کھڑکی۔ نواب احمد بخش خان کی کھڑکی۔ نواب غازی الدین خان کی کھڑکی  
 نصیر گنج کی کھڑکی۔ نئی کھڑکی۔ شاہ گنج کی کھڑکی۔ اجمیری دروائے کی کھڑکی۔ مسدود  
 سید بھولے کی کھڑکی۔ مسدود بلن باغ کی کھڑکی۔ مسدود فراش خانے کی کھڑکی۔ امیر خان  
 کی کھڑکی۔ خلیل خان کی کھڑکی۔ بہادر علی خان کی کھڑکی۔ نمبود کی کھڑکی۔

### ارو بازار اور چاندنی چوک

قلعہ کے لاہوری دروائے کے آگے چالیس گز چوڑا اور ایک سہارا پانسویس گز لمبا بازار ہے



کے رازندگان فی شاد باشد کہ در شاہ جهان آباد باشد  
جبکہ یہ قلعہ بن چکا اور بادشاہ اسمین نے لگے یعنی ۱۰۵۸ھ ہجری مطابق ۱۶۷۵ء عیسوی  
جب ہی سے یہ شہر بھی آباد ہونا شروع ہوا چنانچہ میر بجی کاشی نے یہ تاریخ لکھی  
شد شاہ جهان آباد از شاہ جهان آباد

مرآت آفتاب

۱۰۶۲ھ جلوسی مطابق ۱۰۶۲ھ ہجری موافق ۱۶۷۵ء مسیحی شاہ جهان کے حکم بموجب مٹی اور  
پتھر سے چار مہینے کے عرصے میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر شہر کی تفصیل تیار ہوئی مگر  
دوسرے برس برسات میں اکثر جگہ سے گر پڑی اس واسطے شاہ جهان نے چونے اور پتھر  
از سر نو بننے کا حکم دیا اور سات برس کے عرصے میں یعنی ۱۰۶۹ھ ہجری مطابق ۱۶۷۵ء ع  
میں چار لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ تفصیل تیار ہو گئی طول اسکا چھ ہزار چھ سو چونسٹھ گز کا  
ہوا اور چار گز کی چوڑی اور نو گز کی اونچی ہو اور اوسمین ستائیس برج دس گز کے قطر  
سے ۱۰۶۵ھ عیسوی مطابق ۱۰۶۵ھ ہجری کے جب سرکار انگریزی کی عملداری ہوئی  
تو یہ تفصیل اکثر جگہ سے ٹوٹ رہی تھی سرکار کے حکم سے اسکی مرمت ہوئی اور خندق  
اور دیوار بہت آراستگی سے درست کی گئی اجمیری دروائے کے باہر غازی الدین خان  
فیروز جنگل نظام الملک آصف جاہ کا مقبرہ تھا جو درسہ کر کر مشہور ہو اسکو بھی شہر نیاہ  
کے اندر لے لیا اور قریب ۱۰۶۵ھ عیسوی مطابق ۱۰۶۵ھ ہجری کے اوس برس کے گرد بھی شہر نیاہ  
سرکار کے حکم سے بنائی گئی اوس نئے شہر نیاہ کے برج پر سنگ مرمرین یہ کتبہ کھود رکھا ہے۔

برج اکبر شاہ

شاہجہان کے وقت میں ان سب بازاروں میں بڑی بڑی بدر روئین بنی ہوئی  
تھیں جنکے سبب بازار صاف رہتے تھے اور کچھ ٹھنڈے پانی تھی اب کہ عمارت  
کو بالکل انقلاب ہو گیا وہ بدر روئین کچھ تو بند ہو گئیں اور کچھ مل گئیں اس سبب سے  
بازار خراب رہتے تھے ۱۶۵۷ء عیسوی مطابق ۱۰۶۷ھ ہجری مسترار تہراستن ابرٹس  
صاحب کلکتہ اور صاحب مجسٹریٹ شاہجہان آباد نے بازاروں کی صفائی اور شہر  
کی آراستگی پر بہت صرف کی اکثر جگہ نئی بدر روئین بنوائیں اور بعض جگہ پرانے  
بدر روئین کو صاف کیا اور بڑے بازاروں میں دونوں طرف دوکانوں کے بیچے  
پختہ بدر روئین بنا کر شہر کے باہر پانی نکلا دیا دوکانوں کے آگے سنگ سڑک  
کے خوبصورت چبوترے بنائے اور بڑے بازاروں میں رات کو دوڑنے والے لوگوں  
کی روشنی ہونے لگی اس سبب سے اس شہر کو اور ہی زیب و زینت اور رونق ہو گئی

### فیض نگر

اول بانی نگر کا سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی ہوا سن ۱۳۷۹ھ ہجری مطابق  
۱۹۵۷ء عیسوی کے اس نگر کو سواد پر گنہ خضر آباد میں دریا سے کاٹا اور تیس کوں  
ہمک پر گنہ سفید وں میں جہان اوسکی شکار گاہ تھی لاکر چھوڑ دیا پھر کسی بادشاہ کو  
اوسکا خیال نہ رہا کہ وہ نہر بند ہو گئی تھی ۱۶۷۹ھ ہجری مطابق ۱۰۸۹ء عیسوی کے  
جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے  
اس نگر کو پھر صاف کرایا اور اپنی جاگیر میں لایا اور نہر شہاب اسکا نام رکھا الیکٹریسیٹی



اٹکلے تاریخ کی کتابوں میں اس بازار کو لاہوری بازار کرکھیا ہوا اس بازار کو سنہ  
 ہجری مطابق سنہ ۱۰۷۰ عیسوی کے جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ نے بنایا ہوا  
 قلعہ کے لاہوری دروازے سے چار سو اسی گز پر ایک چوک ہوا اسی گز کا مربع اس  
 چوک میں کو توالی چوبترہ ہوا اس چوک سے چار سو گز آگے ایک اور چوک ہوا پشت  
 پہل سو گز سے سو گز اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہیں اسکے گرد بہت خوبصورت  
 دوکانیں بنی ہوئی ہیں اور شمال کی طرف باغ ہو جسکو صاحب آباد یا بیگم کا باغ کہتے  
 ہیں اسکے آگے چار سو ساٹھ گز لنبا اور بازار ہوا اور سراسر اس میں نہر بہتی ہوا  
 اسی بازار کے سرے پر فتحپوری مسجد ہو۔

### فیض بازار

قلعہ کے دلی دروازے کے سامنے ایک بازار ہوا ایک ہزار پچاس گز کا لنبا  
 اور تیس گز کا چوڑا اور اسکے دونوں طرف پختہ دوکانیں بنی ہوئی تھیں اور بیچ میں بہت  
 خوبصورتی سے نہر بہتی تھی اس بازار کو اکبر آبادی محل شاہجہان کہہ یوی نے  
 سنہ ۱۰۷۰ ہجری مطابق سنہ ۱۰۷۰ عیسوی میں بنایا تھا اور اکبر آبادی مسجد بھی اسی  
 بازار میں ہوا اس بازار کا نام تاریخ کی کتابوں میں اکبر آبادی بازار ہوا دو نوں  
 بازار شاہجہانی شہر کے ساتھ کے بنے ہوئے ہیں اور باقی اور بازار رفتہ رفتہ  
 بنتے گئے ہیں۔

آراستگی بازار اور شہر





یہ نہر پھر بند ہو گئی تھی ۱۲۸۰ء ہجری مطابق ۱۸۶۱ء عیسوی کے شہاب الدین محمد  
 شاہ جہان نے اس نہر کے سفید و نر تک صاف ہونے کا اور سفید و نر سے  
 قلعہ شاہ جہان تک نئی کھدنے کا حکم دیا چنانچہ یہ نہر تیار ہوئی اور جب قلعہ  
 بن چکا تو قلعہ اور شہر میں جاری ہوئی ایک مدت بعد اس  
 نہر کا پھر وہی حال ہو گیا تھا تخمیناً ۱۲۸۰ء عیسوی مطابق  
 ۱۸۶۱ء ہجری کے سرکار انگریزی نے  
 پھر نہر کو جاری کیا اور اب تک  
 بدستور جاری ہی ہے اور  
 مرمت اور شکست و  
 رنجیت تیار اور  
 مصفا  
 رہتی ہے  
 فقط

نمبر	نام مکان	نام سال بنا کا جس کے بعد بنایا گیا	سال بنا ہجری عیسوی	کیفیت	صفحہ
۱۹	حوض علانی یا حوض خاص	سلطان علاء الدین	۶۹۵ ۱۲۹۵	فیروز شاہ کے وقت میں حوض خاص اس کا نام ہوا	۲۷
۲۰	مقبور سلطان علاء الدین	قطب الدین مبارک شاہ	۷۱۷ ۱۳۱۷		۲۷
۲۱	باغیچہ درگاہ حضرت علی الدین	حضرت نظام الدین	۷۲۱ ۱۳۲۱	۷۱۷ مطابق ۱۳۱۷ء کے محمد بن علی بن ابی بکر کات بنی	۲۸
۲۲	مقبور علی الدین تغلق شاہ	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۵ ۱۳۲۵	محمد عادل تغلق شاہ کی بھی حسین قبر ہی	۲۹
۲۳	درگاہ حضرت نظام الدین	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۵ ۱۳۲۵	احمد علی بدخان کے ۱۳۲۵ء مطابق تغلق شاہ کے مزار پر بارہوی بنائی	۳۰
۲۴	ست پلہ	محمد عادل تغلق شاہ	۷۲۷ ۱۳۲۷		۳۱
۲۵	درگاہ شیخ صلاح الدین	فیروز شاہ	۷۵۲ ۱۳۵۲		۳۲
۲۶	مقبور گاہ حضرت نظام الدین	فیروز شاہ	۷۵۳ ۱۳۵۳		۳۳
۲۷	مسجد جامع فیروزی	فیروز شاہ	۷۵۵ ۱۳۵۵	تیرو کا خطبہ سی مسجد میں لکھا گیا تھا	۳۴
۲۸	کوشک نور یا مہتابان	فیروز شاہ	۷۵۵ ۱۳۵۵		۳۴
۲۹	بولی بھٹیاری کا محل	فیروز شاہ	۷۵۵ ۱۳۵۵		۳۵
۳۰	گالی مسجد لوط نظام الدین	فیروز شاہ	۷۷۲ ۱۳۷۲		۳۶
۳۱	درگاہ درویش چراغ دہلی	فیروز شاہ	۷۷۵ ۱۳۷۵		۳۶
۳۲	قدم شریف یا مقبرہ حضرت	فیروز شاہ	۷۷۶ ۱۳۷۶		۳۷



نمبر	نام مکان	نام صحن یا بنی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنایا	سال بنا ہجری عیسوی	کیفیت	صفحہ
۸	ایضاً	تیم سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین		تین تین محرابیں اور بنوائیں اور لاٹھی پر پانچ درجے اور بڑھائے تختہ سحر بنی مطابق	۲۰
	لاٹھی قطب صاحب	پرکھی راج عرف راج پتھورا	راجے پتھورا		۱۲۰ عیسوی کے سلطان علاء الدین نے اس مسجد کو	۱۵
	ایضاً	قطب الدین ایبک بابینصیب تختہ	سلطان معز الدین			۱۷
	ایضاً	تیم سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین		بڑھانا چاہا اور دوسری لاٹھی پہلی لاٹھی سے دو گنی بنانی چاہی کہ ناتمام رہ گئی۔	۱۸
۹	دروازہ کلان متصل لاٹھی	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			۲۰
۱۰	ادھبئی یعنی ناتمام لاٹھی	سلطان علاء الدین	سلطان علاء الدین			۲۲
۱۱	خوش منسی	سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین	۶۲۷ھ ۱۲۲۹ء	۱۲۰ عیسوی کے نار الدین محمد سلطان شمس الدین کے بیٹے کا مقبرہ ہو۔	۲۳
۱۲	مقبورہ سلطان غازی	سلطان شمس الدین	سلطان شمس الدین	۶۲۹ھ ۱۲۳۱ء		۲۳
۱۳	مقبورہ سلطان شمس الدین	رضیعیہ سلطان بیگم	رضیعیہ سلطان بیگم	۶۳۳ھ ۱۲۳۵ء		۲۳
۱۴	درگاہ شاہ ترکمان		معز الدین بہرام شاہ	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء		۲۵
۱۵	مقبورہ کن الدین فیروز شاہ	معز الدین بہرام شاہ	معز الدین بہرام شاہ	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء		۲۵
۱۶	مقبورہ رضیعیہ سلطان بیگم	معز الدین بہرام شاہ	معز الدین بہرام شاہ	۶۳۸ھ ۱۲۴۰ء		۲۵
۱۷	مقبورہ معز الدین بہرام شاہ	علاء الدین مسعود شاہ	مسعود شاہ	۶۳۹ھ ۱۲۴۱ء		۲۶
۱۸	مقبورہ سلطان غیاث الدین	غیاث الدین بلبن	غیاث الدین بلبن	۶۸۳ھ ۱۲۸۴ء	خان شہید کے مرید کے وقت اس کی قبر اور یہ مقبرہ خود بادشاہ نے بنایا	۲۶

نمبر	نام مکان	نام بنانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفیہ
				ہجری	عیسوی		
۴۷	مقبورہ لنگر خان		سلطان سکندر	۹۰۰	۱۲۹۲		۴۵
۴۸	تبرجہ		سلطان سکندر	۹۰۰	۱۲۹۲		۴۵
۴۹	راجوچی پائین	دولت خان	سلطان سکندر	۹۲۲	۱۵۰۶		۴۵
۵۰	مقبورہ سلطان سکندر	سلطان ابراہیم	سلطان ابراہیم	۹۲۳	۱۵۱۷		۴۶
۵۱	درگاہ یوسف قتال	شیخ علاء الدین	بابر بادشاہ	۹۳۲	۱۵۲۶		۴۶
۵۲	درگاہ مولانا جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵	۱۵۲۸		۴۷
۵۳	مسجد درگاہ جمالی	جمالی	بابر بادشاہ	۹۳۵	۱۵۲۸		۴۷
۵۴	نیلی چھتری	ہمایون بادشاہ	ہمایون بادشاہ	۹۳۹	۱۵۳۲		۴۸
۵۵	درگاہ امام ضامن	امام ضامن	ہمایون بادشاہ	۹۴۲	۱۵۳۷		۴۸
۵۶	درگاہ حضرت قطب صاحب	خلیل الدخان	شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۴۹
۵۷	مسجد قلعہ گنہ	شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۵۰
۵۸	شیر منڈل	شیر شاہ	شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۱		۵۱
۵۹	مسجد و مقبرہ خیر پور	خیر خان	شیر شاہ	۹۵۰	۱۵۴۳		۵۲
۶۰	کھاری بالولی	عماد الملک خواجہ عبداللہ	اسلام شاہ	۹۵۲	۱۵۴۵		۵۲



نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	تلم بادشاہ جسکے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحہ
				ہجری	عیسوی		
۳۳	مسجد چوہدریہ قدم شریفیت	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۷۷	۱۳۷۲		۳۸
۳۴	درگاہ حضرت سید محمود ہمار		فیروز شاہ	۷۷۷	۱۳۷۲		۳۸
۳۵	کالی مسجد شہر خان جہان	فیروز شاہ	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۷۴		۳۹
۳۶	مسجد گیم پور	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۷۴		۳۹
۳۷	مسجد کالوسرا	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۷۴		۳۹
۳۸	مسجد کٹرکی	خان جہان	فیروز شاہ	۷۸۹	۱۳۷۴		۴۰
۳۹	مقبرہ فیروز شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	ناصر الدین محمد شاہ	۷۹۲	۱۳۸۹		۴۰
۴۰	خضر کی کٹی	ابو الفتح مبارک شاہ	مبارک شاہ	۸۲۴	۱۴۲۱	خضر خان کا یہ مقبرہ ہے۔	۴۱
۴۱	مبارک پور کوٹہ	محمد شاہ	محمد شاہ	۸۳۷	۱۴۲۴		۴۱
۴۲	مقبرہ محمد شاہ	علاء الدین عالم شاہ	علاء الدین عالم شاہ	۸۴۹	۱۴۴۵		۴۲
۴۳	مقبرہ سلطان بہلول	سلطان سکندر	سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۳
۴۴	تہجی برج زمرد پور	زمرد خان	سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۳
۴۵	بستی بڑی	بستی اجہ سرا	سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۳
۴۶	موتھ کی مسجد	شہاب الدین	سلطان سکندر	۸۹۲	۱۴۸۸		۴۴

نمبر	نام مکان	نام اصل بانی کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنایا گیا	سال بنا	کیفیت	صفحہ نمبر
۷۵	کوس منارہ	جہانگیر	جہانگیر	۱۰۲۸	۱۶۱۸	۶۰
۷۶	پل سلیم گڑھ	جہانگیر	جہانگیر	۱۰۳۱	۱۶۲۱	۶۰
۷۷	مقبرہ شیخ فرید	شیخ فرید	جہانگیر	۱۰۳۳	۱۶۲۳	۶۱
۷۸	نیلہ برج مقبرہ فقیر	عبدالرحیم خان خانان	جہانگیر	۱۰۳۳	۱۶۲۳	۶۱
۷۹	مقبرہ کوکٹا شاہی	سیر دا عزم کوکٹا شاہ	جہانگیر	۱۰۳۴	۱۶۲۴	۶۲
۸۰	مقبرہ خان خانان	عبدالرحیم خان خانان	جہانگیر	۱۰۳۶	۱۶۲۶	۶۲
۸۱	مقبرہ سید عابد	خان خانان	شاہجہان	۱۰۳۶	۱۶۲۶	۶۳
۸۲	خاص محل	خاص محل	شاہجہان	۱۰۴۲	۱۶۳۲	۶۳
۸۳	مقبرہ شیخ عبدالحق	شیخ الاسلام	شاہجہان	۱۰۵۲	۱۶۴۲	۶۳
۸۴	جامع مسجد	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۴
۸۵	دارالشفاء ودارالبیت	شاہجہان	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۹
۸۶	باغ بگم	جہان آباد بگم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۶۹
۸۷	مسجد فتح پوری	فتح پوری بگم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۷۰
۸۸	مسجد اکبر آبادی	اکبر آبادی بگم	شاہجہان	۱۰۶۰	۱۶۵۰	۷۰



نمبر	نام مکان	نام صاحب	نام پادشاه جسکه عیدین بنا	سال بنا		کیفیت	نمبر صفحه
				عیسوی	هجری		
۶۱	مقبره عیسی خان	عیسی خان	اسلام شاه	۹۵۲	۱۵۲۴		۵۳
۶۲	مسجد عیسی خان	عیسی خان	اسلام شاه	۹۵۲	۱۵۲۴		۵۳
۶۳	سید درگاه قطب صاحب	اسلام شاه	اسلام شاه	۹۵۸	۱۵۵۱	فخ سیر فاس مسجد کو بزرگ کر نیایا	۵۳
۶۴	عرب سرا	حاجی بگیم	اکبر شاه	۹۶۸	۱۵۶۰		۵۴
۶۵	خیال المنازل	ماهم بگیم	اکبر شاه	۹۶۹	۱۵۶۱		۵۴
۶۶	بھول بھلیان مقبره او بھم خان	اکبر بادشاه	اکبر بادشاه	۹۶۹	۱۵۶۱		۵۴
۶۷	مقبره جمالیون	حاجی بگیم	اکبر بادشاه	۹۷۳	۱۵۶۵		۵۵
۶۸	عربی چھتری یا مقبره نور خان	نواب نور خان	اکبر بادشاه	۹۷۳	۱۵۶۵		۵۶
۶۹	مقبره بیکم خان	کوکتاش خان	اکبر بادشاه	۹۷۳	۱۵۶۶		۵۷
۷۰	درگاه حضرت خواجہ باقی بیک		اکبر بادشاه	۱۰۱۲	۱۶۰۳		۵۷
۷۱	درگاه حضرت امیر خسرو	عماد الدین حسن نور الدین چنگیز		۱۰۱۲	۱۶۰۵		۵۸
۷۲	چیلخانہ یا سدا فرید خان	فرید خان	جہانگیر	۱۰۱۷	۱۶۰۸		۵۸
۷۳	بارہ پلہ	آغامان	جہانگیر	۱۰۲۱	۱۶۱۲		۵۹
۷۴	منڈی	آغامان	جہانگیر	۱۰۲۱	۱۶۱۲		۵۹

نمبر	نام مکان	نام اہل بانی کا جسے محمد بن بابا	سال بنا		کیفیت	تبریف
			ہجری	عیسوی		
۱۰۲	محمد شاہ عالم	جہاندار شاہ	۱۱۲۲	۱۷۱۲	شاہ عالم اور کبر شاہ کی بھی حسین قریبی	۷۹
۱۰۳	بج مقبرہ ہالین	رفیع الدربا	۱۱۳۱	۱۷۱۸		۸۰
۱۰۵	سنہری مسجد کتولی	روشن الدولہ محمد شاہ	۱۱۳۲	۱۷۲۱		۸۰
۱۰۶	مسجد دربیہ	شرف الدولہ محمد شاہ	۱۱۳۵	۱۷۲۲		۸۱
۱۰۷	جنتر منتر	راجہ سواجی محمد شاہ	۱۱۳۷	۱۷۲۴	بھٹ خانہ میں انگریز بھی شریک تھے	۸۱
۱۰۸	شاہ مردان	نواب قدسیہ محمد شاہ	۱۱۳۷	۱۷۲۴		۸۷
۱۰۹	فخر المساجد	فخر النساء خانم محمد شاہ	۱۱۴۱	۱۷۲۸		۸۸
۱۱۰	باغ محمد زخان	ناظر محمد زخان محمد شاہ	۱۱۴۱	۱۷۲۸		۸۹
۱۱۱	گھاٹا گمبوز	محمد شاہ	۱۱۵۰	۱۷۳۷		۸۹
۱۱۲	مسجد روشن الدولہ	روشن الدولہ محمد شاہ	۱۱۵۸	۱۷۴۵		۹۰
۱۱۳	باغ ناظر	ناظر و زافون محمد شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸		۹۱
۱۱۴	مسجد محمد شاہ	محمد شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸		۹۱
۱۱۵	قدسیہ باغ	نواب قدسیہ احمد شاہ	۱۱۶۲	۱۷۴۸		۹۲
۱۱۶	چونی مسجد	احمد شاہ	۱۱۶۴	۱۷۵۰		۹۲
۱۱۷	سنہری مسجد	جاوید خواجہ احمد شاہ	۱۱۶۵	۱۷۵۱		۹۲
۱۱۸	مقبرہ منصور	شجاع الدولہ عالمگیر ثانی	۱۱۶۷	۱۷۵۳		۹۳



نمبر	نام مکان	نام سالانی که جسکه غمزدین بنا	سال بنا هجری عیسوی	کیفیت	نمبر صفحه
۸۹	مسجد سرنندی	سرنندی بگیم	شاه جهان	۱۶۵۰	۷۱
۹۰	باغ شالمار	شاه جهان	شاه جهان	۱۶۵۳	۷۱
۹۱	باغ روشن آرا	روشن آرا بگیم	شاه جهان	۱۶۵۳	۷۲
۹۲	باغ سرنندی	سرنندی بگیم	شاه جهان	۱۶۵۳	۷۲
۹۳	قلعه قتی مسجد	عالمگیر	عالمگیر	۱۶۵۹	۷۳
۹۴	محو جهان آرا بگیم	جهان آرا بگیم	عالمگیر	۱۶۸۱	۷۳
۹۵	منبر ناله	عالمگیر	عالمگیر	۱۶۸۸	۷۴
۹۶	درگاه حضرت سید حسن رسول	عالمگیر	عالمگیر	۱۶۹۱	۷۴
۹۷	چهره	غازی الدین خان	عالمگیر	۱۷۰۰	۷۵
۹۸	مسجد اوزنگ آبادی	اوزنگ آرا بگیم	عالمگیر	۱۷۰۳	۷۷
۹۹	تقبر زینب بگیم	عالمگیر	عالمگیر	۱۷۰۳	۷۷
۱۰۰	موتی مسجد قطب صاحب	بهادر شاه	بهادر شاه	۱۷۰۹	۷۷
۱۰۱	زینت المساجد	زینت البنا بگیم	بهادر شاه	۱۷۱۰	۷۸
۱۰۲	تقبر غازی الدین غازی الدین	غازی الدین	بهادر شاه شاه عالم	۱۷۱۰	۷۸

تیسرا باب



نمبر	نام مکان	نام صاحبان کا	نام بادشاہ جس کے عہد میں بنا	سال بنا		کیفیت	صفحہ نمبر
				ہجری	عیسوی		
۱۱۹	کالکا		شاہ عالم	۱۱۷۸	۱۷۶۴		۹۴
۱۲۰	لال بنگلہ	شاہ عالم	شاہ عالم	۱۱۹۳	۱۷۷۹		۹۶
۱۲۱	مقبرہ مخمیان		شاہ عالم	۱۱۹۵	۱۷۸۰		۹۷
۱۲۲	جینو کا پڑا ہوا مندر	شاہ عالم	شاہ عالم	۱۲۱۵	۱۸۰۰		۹۷
۱۲۳	گر جاکھر	کرنیل اسکر	شاہ جارج چہارم	۱۲۳۲	۱۸۲۶		۹۸
۱۲۴	جوکمایا	راجہ سیدھل	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۳	۱۸۲۷		۹۸
۱۲۵	جینو کا پڑا ہوا مندر	پنچاسٹی	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۹۹
۱۲۶	کوٹھی جہان نامہ	شاہ جارج چہارم	شاہ جارج چہارم	۱۲۴۴	۱۸۲۸		۱۰۰
۱۲۷	محمیہ اجاگیر متار محل	ولیم چہارم	ولیم چہارم	۱۲۴۸	۱۸۳۲		۱۰۰
۱۲۸	ظفر محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۵۸	۱۸۴۲		۱۰۱
۱۲۹	بہار محل	بہادر شاہ	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۵۸	۱۸۴۲		۱۰۱
۱۳۰	کوٹھی لکشا	شکوفہ بہادر	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۰	۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۱	باؤی قطب شاہ	حافظہ اود	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۰	۱۸۴۴		۱۰۲
۱۳۲	آہنی پل بند	گورنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۳	۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۳	لال ڈکی	گورنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۳	۱۸۴۶		۱۰۲
۱۳۴	پل جدید کمبود	گورنٹ انگریزی	ملکہ وکٹوریہ	۱۲۶۸	۱۸۵۲		۱۰۳

خلاصہ مضمون یہ ہے کہ والی سندھ نے فوج جمع کی تھی راجہ دھوا سے لڑنے کو  
 بعد لڑائی کے راجہ دھوا نے فتح پائی اور یہ لاٹھ بطور یادداشت اپنی فتح کی بنائی  
 مگر قبل از بنے لاٹھ کے مر گیا جس پر نسب صاحب لکھتے ہیں کہ اس راجہ کا اور چھ  
 سال نہیں معلوم ہوا بجز اسکے کہ ہستناپور کے راجاؤں میں کاراجہ ہوا اور اس قسم  
 کے ناگری حرف تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسیٰ میں جاری تھے اس سبب  
 سے خیال کیا ہے کہ یہ لاٹھ پانچویں صدی سے بہت سے بلکہ آٹھویں صدی  
 میں بعد حضرت عیسیٰ کے بنی ہم اس بات کے ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ  
 سبب یہ ہے کہ راجاؤں کی تاریخ کے عیسوی سے مسلمانوں کی عملداری ہونے  
 تک بصدت تمام ملتی ہے جو حسین کچھ شک نہیں اون تاریخوں میں اس اجماع کا ذکر نہیں  
 علاوہ اسکے اس لاٹھ پر مت کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہے کہ بکراجیت سے  
 پہلے کی ہے کیونکہ بکراجیت کے پیچھے مت لکھنے کا اور کوئی نہ کوئی سنہ مقرر کر دینا  
 بالکل رواج ہو گیا تھا اسکے سوا اس زمانے میں ہستناپور کے راجاؤں کا راج  
 بالکل جاتا رہا تھا ان دلیلوں سے ہمارے نزدیک یہ لاٹھ راجہ میدھاوی عرف  
 راجہ دھوا کی بنائی ہوئی ہے جو جد ہشتر کی اولاد میں سے اومیوان راجہ ہوا اگرچہ  
 یہ راجہ اندرپت میں آئے تھے الا قدیم تنگ گاہ اذ کا ہستناپور تھا اسی سبب سے  
 ہستناپور کے راجہ کہلاتے تھے مذہب اس راجہ کا بیشنوی تھا لاٹھ کے کتبے  
 سے بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے مروج تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ

اس کو پہلے سبھی  
 بھال کتے پتھر  
 صفحہ ۲۹۲ کو  
 نمبر ۱۰۰۰

اس کو پہلے سبھی  
 راجا اشک سبھی  
 کو نمبر ۱۰۰۰

اس کو پہلے سبھی  
 دیکھو اس کی

اس کو پہلے سبھی  
 الہیہ راج  
 دسلطنت الملک



# تیسرا باب

بادشاہوں اور امیروں کی متفرق بنائی ہوئی عمارتوں کے بیان میں  
لوہے کی لاٹھ

یہ لاٹھ راجہ دھاوا یا امیدھاوی کی قطب صاحب کے مینار کے پاس ہواور سے  
پانوں تک لوہے کی ڈھلی ہوئی ہوا سکے کے پر لوہے کے ٹکڑوں میں ڈھالتے وقت  
منبت کاری اور مرغولین بہت خوبصورت بنائی ہیں بلندی اس لاٹھ کی زمین پر سے  
بائیس فٹ چھ انچ اور محیط موٹائی جڑ کا پانچ فٹ تین انچ ہوا ایک کہانی مشہور ہے  
کہ لے پتھوراکے وقت میں پنڈتوں نے اس لاٹھ کو راجہ باسک کے سر پر گاڑا  
تھا اس غرض سے کہ لے پتھوراکے خاندان کی عملداری کبھی ٹٹلے مگر یہ بات بالکل  
غلط ہوا اس لاٹھ پر سنسکرت زبان اور ناگری حرفوں میں تین اشلوک کندہ ہیں جن کا

چوتھی میرٹھ کے نواح میں پانچویں موضع نوہرہ میں ان پانچوں لاٹھوں کو راجہ اشوکا عت  
 بیاسی نے بنایا تھا چنانچہ اس لاٹھ پر دو کتبہ کھوٹے ہوئے ہیں پہلا کتبہ اسی اجے کے  
 نام کا ہے اس کتبہ کی زبان پالی اور سنسکرت آمیز ہے اور حروف بھی بہت پرانے  
 خط کے ہیں جو دیوناگری حروفوں سے پہلے تھا اور اوسمیں بدھ کے مذہب کی تعلیم  
 اور جان دار کو دکھ نہینے اور مجرم پر سزائے قصاص اور سیاست بدنی جاری  
 نہ کرنے کے احکام لکھے ہیں لیکن یہ کتبہ کسی پہلے زمانے میں پڑھا نہین گیا اور  
 فیروز شاہ نے بھی بہت پنڈت جمع کیے الاون سے بھی پڑھا نہین گیا مگر  
 جسمن برنسب صاحب نے اس کتبہ کو پڑھا وہ کہتے ہیں کہ راجہ اشوکا پوتا تھا چند کتبہ  
 کا اور صوبہ دار اوجین کا تیس سو پچیس سال قبل حضرت مسیح وہ مسند نشین ہوا اُسے  
 ۲۲ جلوس مطابق دو سو اٹھائیس سال قبل حضرت مسیح یہ لاٹھ بنائی فارسی رنجون  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ دراصل کشمیر کا راجہ تھا اور تمام ہندستان میں مع قنوج  
 اوسکا عمل تھا اوسکے وقت میں مذہب کے بابت گفتگو ہوئی بلکہ اسی سبب  
 سے تمام رعایا ناراض ہو گئی اور اوسکو لاچار ریاست چھوڑنی پڑی ان لاٹھوں  
 پر مذہب کی گفتگو کندہ ہونے سے یقین پڑتا ہے کہ یہی راجہ اشوکا جسکی در سلطنت  
 کشمیر تھی انھیں فارسی تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ اشوکا تخمیناً  
 ایک ہزار تین سو تھتر سال قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا تھا مگر ہم پہلی بات  
 کو صحیح جانتے ہیں دوسرا کتبہ اس لاٹھ پر بدیو چوہان کے نام کا ہے پہلے

دیکھو کتبہ نمبر ۲

ہفت سیم

تاریخ فیروز شاہی  
 تاریخ خجندیہ  
 تاریخ ہندوستان  
 تاریخ ہندوستان  
 تاریخ ہندوستان  
 تاریخ ہندوستان  
 تاریخ ہندوستان

آئین اکبری تاریخ کشمیر

دیکھو کتبہ نمبر ۲



راجہ سید حاوی ایک ہزار نو سو پانچ برس قبل حضرت مسیح مسند نشین ہوا الا انگریزی  
 مورخوں نے جو صحیح حساب راجہ جد ہشتر کی مسند نشینی کا نکالا ہے اس حساب  
 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راجہ آٹھ سو پچانوے سال قبل حضرت مسیح مسند نشین  
 ہوا تھا اور اسی سبب سے ہماری سائے میں یہ لاٹھ نوین صدی میں قبل حضرت  
 مسیح بنی الائنات نام پڑی رہی ایک مدت بعد کسی راجہ نے راجہ دھاوا کا فتح نامہ  
 جس مقصد سے اس راجہ نے اسکو بنایا تھا کہ وہ اگر لاٹھ کو نصب کر دیا کہ عجب  
 نہیں کہ یہ بات تیسری یا چوتھی صدی بعد حضرت عیسیٰ کے ہوئی ہو جبکہ یہ لاٹھ  
 نے اس لاٹھ کے قریب قلعہ اور بت خانہ بنایا تب یہ لاٹھ بت خانے کے صحن میں  
 آگئی اور جب وہ بت خانہ توڑ کر قطب الدین ایک نے مسجد بنائی تب یہ لاٹھ  
 مسجد کے صحن میں آگئی چنانچہ اب تک مسجد کے صحن میں موجود ہی رہا حال یہ لاٹھ  
 ایک عجب چیز ہے اب تک اس میں کچھ نقص نہیں آیا شاید گولے کے صدمے سے  
 ایک مقام پر تھوڑا سا بال آگیا ہو جو ان آدمی اس لاٹھ کو گولی میں کپڑے میں  
 اور یہ کھیل کھیلتے ہیں کہ جسکی گولی میں یہ لاٹھ آجائے وہ حلال کا اور جسکی گولی میں  
 نہ آئے وہ حرام کا ہے۔

### لاٹھ اشوکا یا منارہ زرین یا لاٹھ فیروز شاہ

یہ لاٹھ پتھر کی ہے اور لوگ کو رند کا پتھر بتاتے ہیں اور بت مانت بنائی ہے اسکے ساتھ  
 کن پانچ لاٹھیں تھیں ایک را دھیا میں دوسری ماہتا میں تیسری الہ آباد میں

بانس باندھے اور کپے چرٹے سے ساری لاٹھ کو منڈھ دیا کہ کسی طرح کا صدمہ نہ پونچے اور  
 اس کے لانے کو ایک چھکڑہ بیا لیس پیہے کا بنایا اور بہت سے آدمیوں نے  
 لکڑیاں باندھ کر اس لاٹھ کو اوٹھایا اور چھکڑے پر رکھا اور اس کے ہر ایک پیہے میں  
 بہت مضبوط رسیاں باندھیں اور نر سیوں کو دود و سو آدمی لکڑی چینی تھے جب  
 چھکڑا چلتا تھا اس طرح ہزار مشقت لاٹھ کو دریا کے کنارے پر لائے جو موضع نوہر  
 نیچے بہتا تھا اور بہت بڑی بڑی کشتیاں باندھ کر اس لاٹھ کو کشتیوں پر چڑھایا  
 اور دریا دریا شہر فیروز آباد میں لائے اور کوٹلہ فیروز شاہ میں مسجد کے پاس اس  
 لاٹھ کے کھڑا کرنے کو سہ منزلہ مکان بنا کر شروع کیا جب ایک درجہ تیار ہو جاتا تب  
 لاٹھ کو اوٹھا کر اوپر رکھتے اور پھر دوسرا درجہ بنا کر شروع کرتے جب وہ بھی تیار  
 ہو جاتا تو اس لاٹھ کو اوٹھا کر اوس درجے پر رکھتے اسی طرح تینوں درجے بن گئے جب  
 لاٹھ کو کھڑا کرنا چاہا تو بہت موٹی موٹی رسی بنا کر ایک سر اور ان کا لاٹھ میں باندھا  
 اور زمین میں بہت مضبوط مضبوط چرخ لگا کر دوسرا سر اسرار سون کا اور میں باندھا  
 اور بہت آدمی لکڑیوں کو پھیرتے تھے اور بہت زور کرتے تھے  
 جب آدھ گز لاٹھ اونچی اوٹھتی تھی اس وقت اس کے نیچے بڑے بڑے لکڑ  
 اور روٹی کے بوسے رکھ دیتے تھے تاکہ کسی طرح کا صدمہ مکان کو یا لاٹھ کو نہ پونچے  
 اسی طرح بہت دنوں میں یہ لاٹھ سیدھی کھڑی ہوئی اور اس کے نیچے  
 وہی مربع پتھر بدستور رکھ دیا اور پھر چوڑے اور پتھر سے بھرا کر مضبوط کر دیا اور



بلد یو سانہو کاراجہ تھا جہاں سے چوہاٹون کا نکاس ہوا وہ نے فوج کشی کر کر تون  
 پر جو دلی کے راجہ تھے فتح پائی اسے پتھور نے اپنی زمانہ ریاست یعنی سمت  
 مطابق ۳۲۰ عیسوی کے اس لاٹھ پر اپنے پُرکھا کا فتح نامہ لکھوایا اس کتبے  
 کے ناگری حرفت اور سنسکرت زبان ہوا اسکے اشوک بنجونی پڑھے جاتے ہیں  
 اس کتبے میں بلدیو کی تعریف اور اسکی خوبیوں کا بیان اور یہ بات کہ اس نے  
 فتح کر کر ہندوستان میں دھرم قائم کر دیا لکھا ہوا ہے جس زمانے میں کہ فیروز شاہ بعد  
 بنائے کوٹلہ کے متھتہ کی طرف آیا اور پھر وہاں سے پھر کر دلی میں آیا یعنی قریب  
 ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۲۰۰ عیسوی کے تو اس زمانے میں یہ لاٹھ موضع نوہرہ  
 پر کہ نہ ساروہ ضلع خضر آباد میں نصب تھی جو دلی سے پہاڑ کی طرف نوے کوس کے  
 فاصلے پر ہوا اور اس زمانے میں مشہور تھا کہ ہیم کی گوتین چرنے کی یہ لاٹھی ہے  
 فیروز شاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بیان سے اٹھا کر دلی میں لیجا نا چاہیے کہ  
 مدت تک یادگار رہیگی اس خیال سے گردنواح کے قصبات اور دیہات کے  
 بہت سے آدمی جمع کیے اور روٹی کے بوے بھروا کر اس لاٹھ کے گرد چن دیے  
 اور اسکی جڑ کو کھودنا شروع کیا جب کہ جڑ تک کھد چکی تو ٹیڑھی ہو کر اون  
 روٹی کے بورون پر تھم گئی پھر ایک ایک بورہ روٹی کا سچ سچ نکالتے گئے اور  
 لاٹھ کو نیچے لیتے گئے اسکی جڑ میں ایک بہت بڑا مربع پتھر تھا جس میں یہ لاٹھ کھڑی  
 کی تھی اس پتھر کو بھی نکالا اور جب یہ لاٹھ زمین پر لیٹ گئی تو اسکے گرد

تاریخ فیروز شاہی  
 شمس الرحمن

موٹی ہو قطر سب سے موٹے ٹکڑے کا تین فٹ دواچھ اور سب سے تیلے ٹکڑے کا ڈھائی فٹ  
 ہو اور وزن تمام ٹکڑوں کا تین سو اتر من اور کتبے کے حرف بالکل ناقص ہو گئے ہین  
 اور اونکی پچرین اوکھڑ جانے کے سبب دیکھنے کے قابل بھی نہیں ہے۔

### انیک پور

قلعہ تغلق آباد سے تین میل سے راجہ بلم گڈھ کی عملداری میں یہ گاؤں ہے جبکہ ۳۲  
 بکر اجیت مطابق ۱۷ عیسوی اور ۲۷ شمہ پجری راجہ انیکپال تنور دلی کا راجہ ہوا اسنے  
 سیر و شکار کی واسطے پہاڑوں کے بیچ میں ایک بہت تحفہ بند بنا کر پانی کو روکا ہوا اس  
 بند کے دو طرف تو پہاڑ ہیں اور بیچ میں چھوٹی سی گھاٹی ہے اس گھاٹی کو بند سے  
 بند کر دیا ہے ایسا خوبصورت بند اور کمین نہیں ہے اور اب تک باوجود گذرنے اسقدر  
 زمانے کے قائم ہے بیچ اس بند کا دو سو پندرہ فٹ اور دونوں بازو ستیسیس ستیسیس  
 فٹ لمبے ہیں جسکا کل طول ایک سو نو اسی فٹ ہوا اور شمالی اور جنوبی صانع  
 پچاس پچاس فٹ کے ہیں اور آثار بند کا زمین کے برابر سے ڈیڑھ سو فٹ کا ہے اس  
 بند کی دیوار میں سیرٹھیان بنائی ہیں چنانچہ اب بھی سترہ سیرٹھیان زمین کے اوپر  
 موجود ہیں اور پرنے زمیندار بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہوش میں قد آدم سے سوا  
 اور نیچا تھا اور کئی سیرٹھیان اور کھلی ہوئیں تھیں اب مٹی سے دب گئی ہیں مہری  
 اس بند کی اتنی بڑی ہو کہ کھڑا آدمی اوسمیں سے چلا جاتا ہے اگرچہ اس بند میں اب  
 پانی نہیں ٹھہرتا مگر اوسکی جڑ میں سے بارہ مہینے پانی رستا ہے اوسی زمانے میں



اوسکے سر پر ننگ مر مر اور ننگ موسیٰ کی بہت خوبصورت برجی بنائی اور  
 تانبے کا کلس سنہری طبع دار بہت خوبصورت او سپر لگایا اور اسی سبب  
 منارہ زرین اسکا نام رکھا مگر افسوس کہ نہ اب وہ برجی رہی اور نہ وہ کلس رہا  
 بلکہ لاٹھ کے سر کا کونہ بھی چھڑ گیا بعضے کہتے ہیں کہ بجلی کے صدمے سے گرا  
 اور بعضے کہتے ہیں کہ گولے کے صدمے سے ٹوٹا طول اس لاٹھ کا تین  
 گز کا ہوا تھا گز اوسین سے عمارت میں گڑی ہوئی ہی اور چوبیس گز بلند  
 عمارت کے اوپر نکلی ہوئی ہے۔

### لاٹھ دوم اشوکا یا منارہ کوشک شکار

یہ دوسری لاٹھ ہر راجہ اشوکا کی جو میان دو اب میں میرٹھ کے پاس تھی اسی زمانے میں  
 جبکہ فیروز شاہ نے منارہ زرین اپنی کوشک میں لگایا یہ دوسری لاٹھ کوشک جہان نما  
 یا کوشک شکار میں لا کر لگائی اگرچہ یہ لاٹھ پہلی لاٹھ سے چھوٹی ہے تو بھی اس لاٹھ کے  
 لانے میں بھی وہی دقیق اور شکلیں اٹھائیں جو پہلی لاٹھ میں اٹھائیں تھیں جبکہ یہ  
 لاٹھ اس کوشک پر کھڑی ہو چکی تو بادشاہ نے جشن کیا اور سارے شہر کی خلقت  
 کو تماشا دیکھنے کا حکم دیا اور ہر جگہ شربت کی سبیل مخافات کے پینے کو رکھوا دی  
 تھی بہت مدت ہوئی کہ ایک میکھ زین اور نے کے سبب جو اسکے قریب تھا یہ لاٹھ  
 ٹوٹ گئی اوسکے پانچ ٹکڑے ٹوٹے اب بھی ولیم فریزر صاحب کی کوٹھی کے  
 قریب پڑے ہیں اگر ان پانچون ٹکڑوں کو ملائیں تو پورے تینتیس فٹ لمبی

سارے منارہ  
 شہر کے

## سورج کنڈھ

یہ ایک تالاب ہی پختہ مدور اور نہایت خوبصورت اور بہت عمیق سرچھو متصل موضع  
 انیک پور سرحد موضع لکڑ پور عملداری سرکار انگریزی میں غالب ہے کہ ایسا خوبصورت  
 تالاب اور کہیں نو چاروں طرف اس تالاب کے مدور سیرٹھیان بنائی ہیں اور  
 ایک طرف جانوروں کے پانی پینے کا گلو گھاٹ بنایا ہے اور ایک طرف آدمیوں  
 کی آمد و رفت کی سیرٹھیان رکھیں ہیں اور ایک طرف پہاڑوں کا پانی آنے کا  
 راستہ رکھا ہے اور جانب شمال اس تالاب کے کنارے پر بطور محل کے ایک عمارت  
 بنائی تھی اور تالاب میں سے اس محل میں جانے کی نہایت خوبصورتی سے  
 سیرٹھیان بنائی ہیں اگرچہ وہ محل بالکل منہدم ہو گیا ہے مگر وہ سیرٹھیان اب تک باقی  
 ہیں اس تالاب کو کنور سورج پال راجہ انیکپال کے پانچویں بیٹے نے تختیاں لکھ  
 مطابق عرصہ ہجری میں بنایا ہے جادون صدی چھٹھ کو ہر سال اس تالاب میں نہان  
 ہوتا ہے اور اس تالاب کے کنارے پر سیرٹھیوں کے اوپر پیل کا ایک درخت ہے  
 اوپر لوچا کے بعد ناریل چڑھتے ہیں اور وہاں کا چڑھاوا انیک پور اور لکڑ پور کے  
 برہمن لیتے ہیں مگر بہت بڑا میلہ نہیں ہوتا۔

## بت خانہ رائے پتھورا

قلعہ رائے پتھورا کے پاس یہ ایک بت خانہ تھا نہایت نامی چاروں طرف اس  
 بت خانے کے دو گے اور سہ گے اور چو گے والا بنے ہوئے تھے اور بیچ میں تو

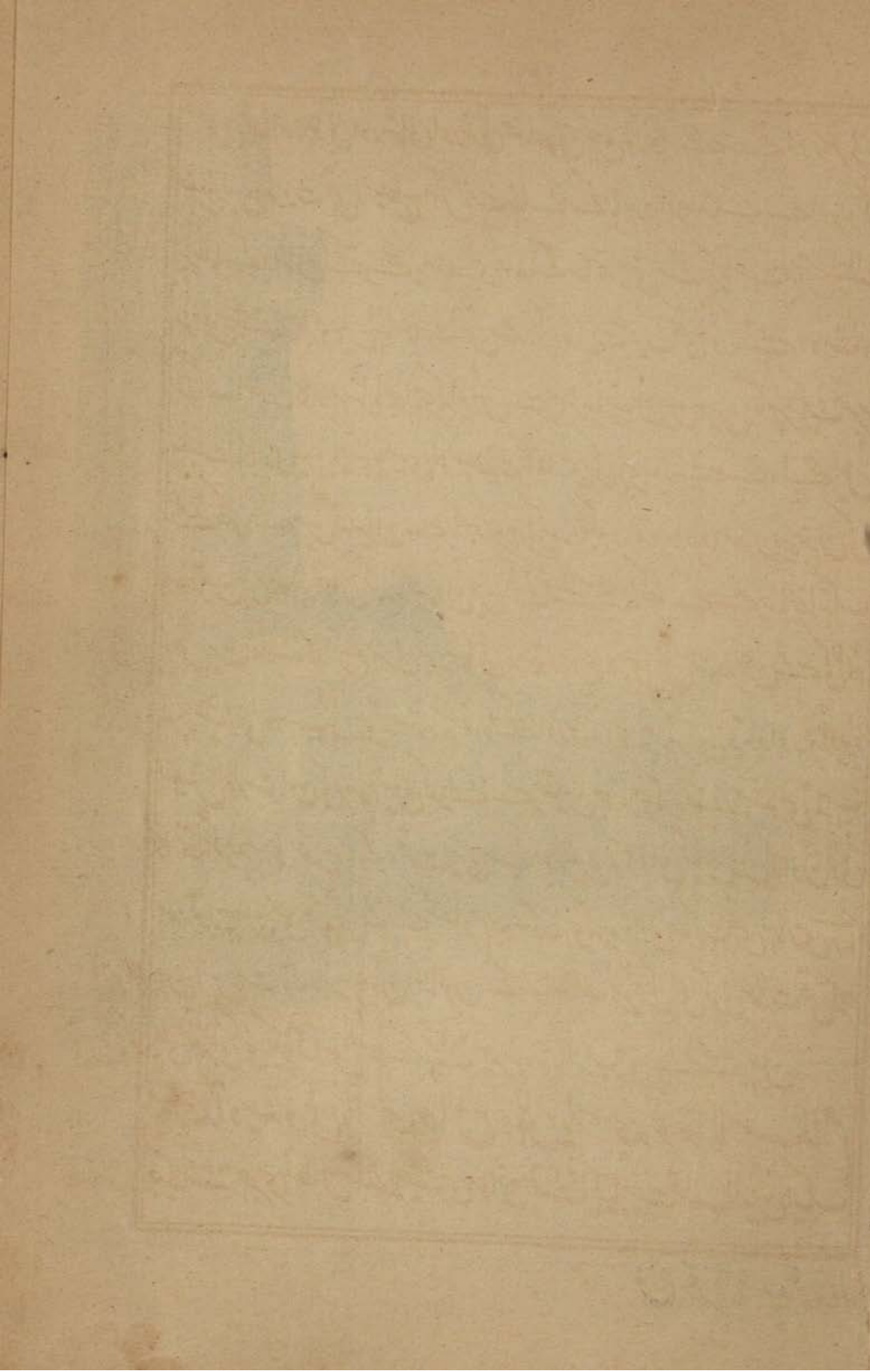


انیک پال نے اس بند کے پاس پہاڑ کی چوٹی پر ایک قلعہ بنا کر شروع کیا مشہور ہوا کہ  
 اس قلعہ کی چار دیواری کے سوا اور کچھ بنے نہیں پایا اب وہ چار دیواری بھی  
 قائم نہیں رہی کہیں کہیں سے دیوار کا ٹوٹا پھوٹا نشان معلوم ہوتا ہے کنور بھوپال جو  
 انیکپال کا بارھوان بیٹا تھا یہاں آباد ہوا چنانچہ اب تک اس گائون میں اس کی اولاد  
 بستی ہے اور یہی لوگ وہاں کے زمیندار ہیں لیکن بھوپال کے بعد چوتھی پشت میں  
 مسمی سا کرانی گوجری گھر میں ڈال لی تھی اور اس سے اولاد چلی اس واسطے یہ لوگ  
 تنورون میں سے خارج ہو کر گوجرون میں مل گئے اب یہاں کے زمیندار گوجر کہلاتے  
 ہیں متصل اس قلعہ کے ایک پہاڑ ہے اور سین بلور کی کان ہے اور بہت تحفہ بلور نکلتا  
 ہے کسی سبب سے راجہ نے اس کان کو بند کر دیا ہے۔

### انیک تال

اسی راجہ نے اپنی زانیہ حکومت میں یعنی تخمیناً ۱۸۳۲ء بمقامیت مطابق ۱۲۷۶ عیسوی  
 موافق شہر سجی کے قریب موضع مہرولی کے ایک تالاب بنایا تھا اگرچہ وہ تالاب  
 اب بالکل مہدم ہو گیا ہے الا قطب صاحب کی لاٹھ کے قریب جانب شمال اب تک  
 ایک عمیق گڑھا موجود ہے اور انیک تال کے نام سے مشہور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ  
 ۱۸۳۶ عیسوی تک یہ تالاب قائم تھا کیونکہ جب سلطان علاؤ الدین  
 نے مینار کے پاس دوسرا مینار اور مسجد بنانی شروع کی تھی تب اس تالاب میں سے اپنی  
 مسجد میں پانی لایا تھا چنانچہ اب تک پانی آنے کے برہ کا نشان موجود ہے۔

پورانی  
 بھٹ





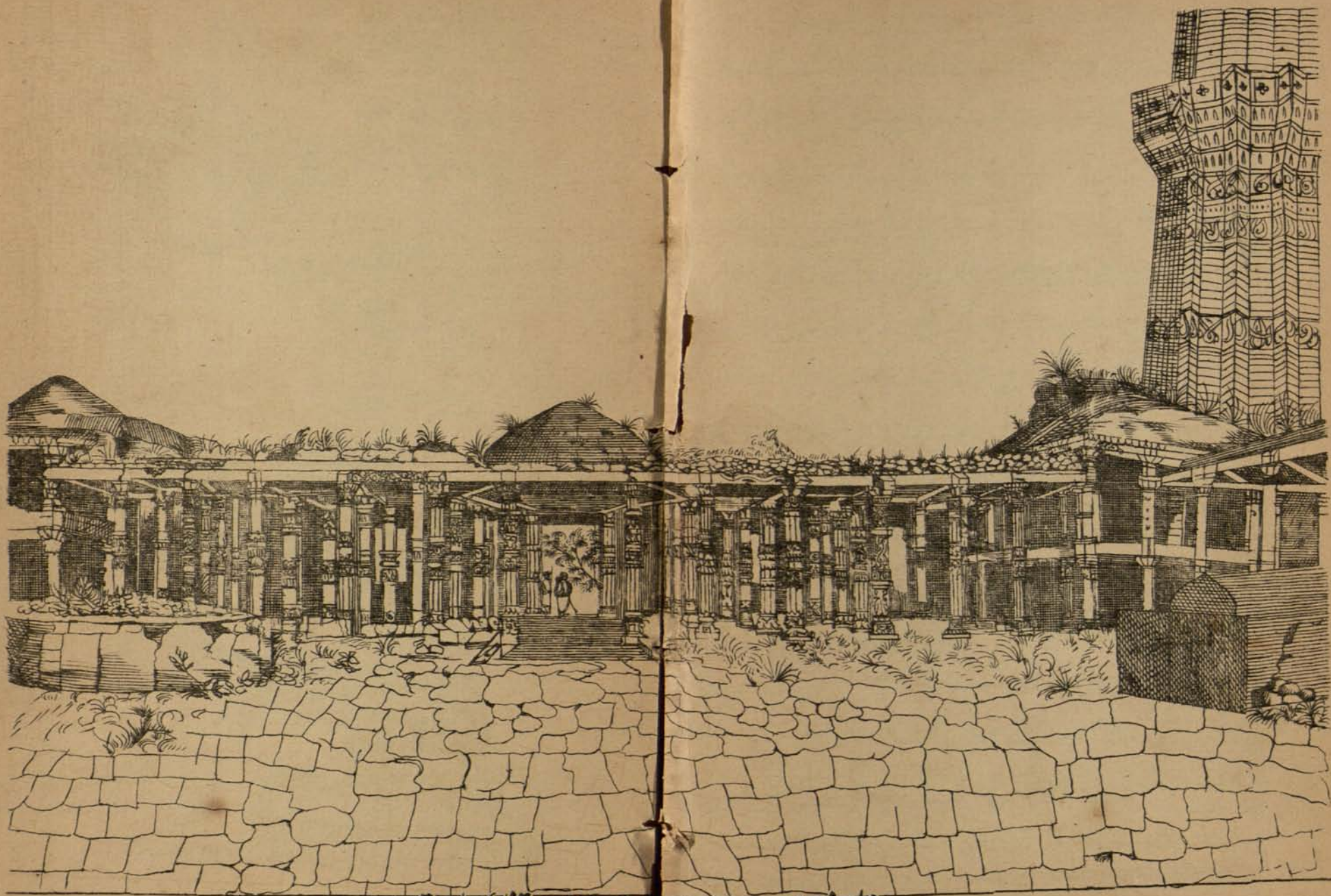
صحیح تھا اور جنوبی اور شمالی اور شرقی ضلعوں میں دروازے تھے اور غربی  
ضلع میں مورت تھی اسید طرح اس بت خانے کے باہر دالان بنائے تھے اور اونکو  
پر کھما کے دالان کہتے تھے یہ مندر بھی قلعہ کے ساتھ یعنی سمت کبرا جیت مطابق ۱۲۳۴  
موافق ۱۲۳۵ ہجری میں بنا عمارت اس مندر کی نہایت عجیب تھی اور ایسے استاد  
سنگ تراشوں کا کام بنایا ہوا ہے کہ اوس سے بہتر بنا خیال میں نہیں آتا ہر ایک پتھر پر  
منبت کاری میں ایسی ایسی خوبصورت گلکاری کی ہے اور ایسے اچھے اچھے پیل  
لوٹے کھودے ہیں کہ بیان سے باہر ہے ہر ایک جگہ درو دیوار اور ستون پر بتوں کی  
مورتیں بنی ہوئی تھیں اور زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے تھے چنانچہ اب تک  
اس بت خانے کا ضلع شرقی اور شمالی بدستور موجود ہے اس مندر میں لمبے کی لاٹھ  
کو جو بیشنومی مذہب کی ہے بدستور قائم رکھنے اور درو دیوار پر کرشن اوتار اور مہادیو اور  
گنیش اور مہومان کی مورتیں کھودنے سے یقین ہوتا ہے کہ یہ مندر بیشنومی مذہب  
کا تھا اگرچہ مسلمانوں کے وقت میں سب مورتیں توڑ ڈالی گئیں ہیں الا اون ٹوٹی  
مورتوں میں بھی غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فلائی مورت تھی ہماری را  
میں اس بت خانے میں ان دالانوں کے سوا سنگ سرخ کی بھی کوئی عمارت تھی کہ وہ  
بھی توڑی گئی کیونکہ اس قسم کے پٹانے پتھر مورت دار اب بھی پائے جاتے ہیں۔

مسجد آدینہ دہلی یا مسجد جامع دہلی یا مسجد قوۃ الاسلام  
جبکہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۱۲۳۵ عیسوی موافق ۱۲۳۵ کبرا جیت قطب الدین ایبک

خدا شہ کواریخ

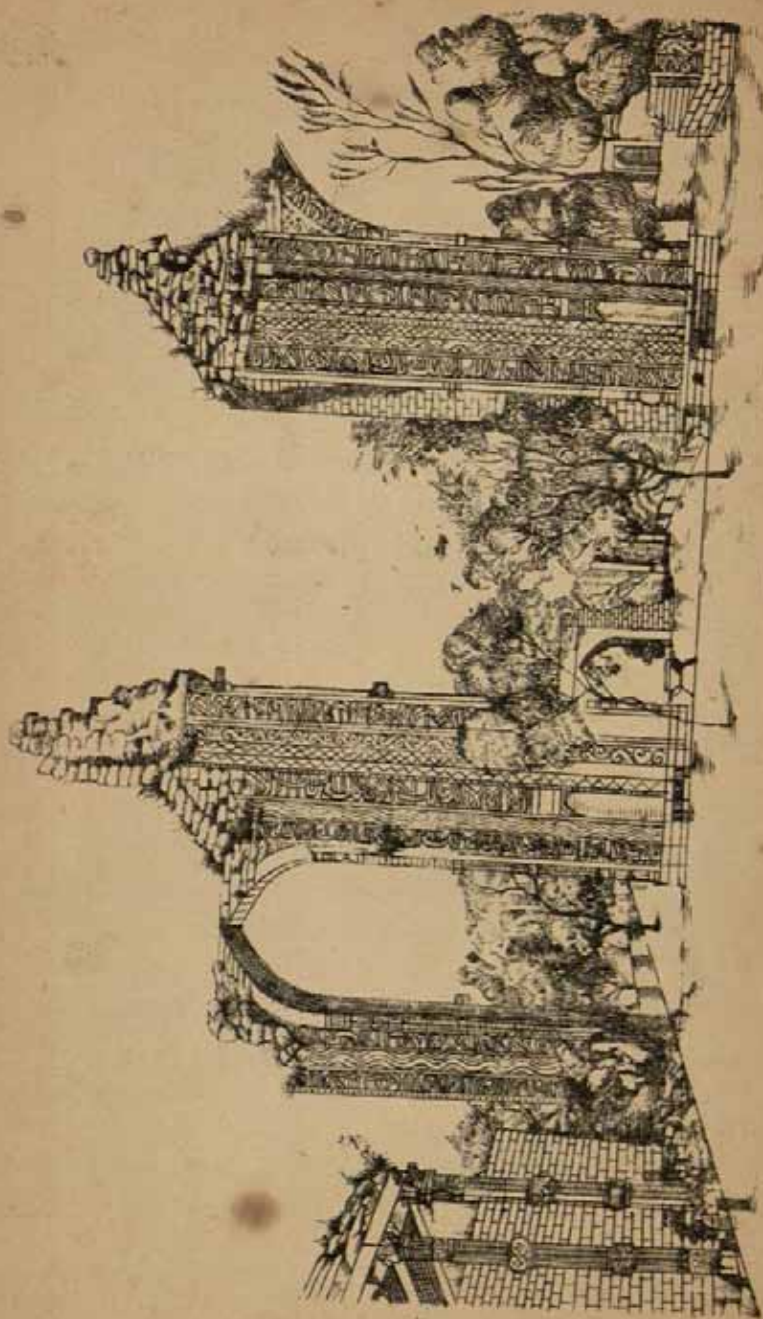
الحمد لله



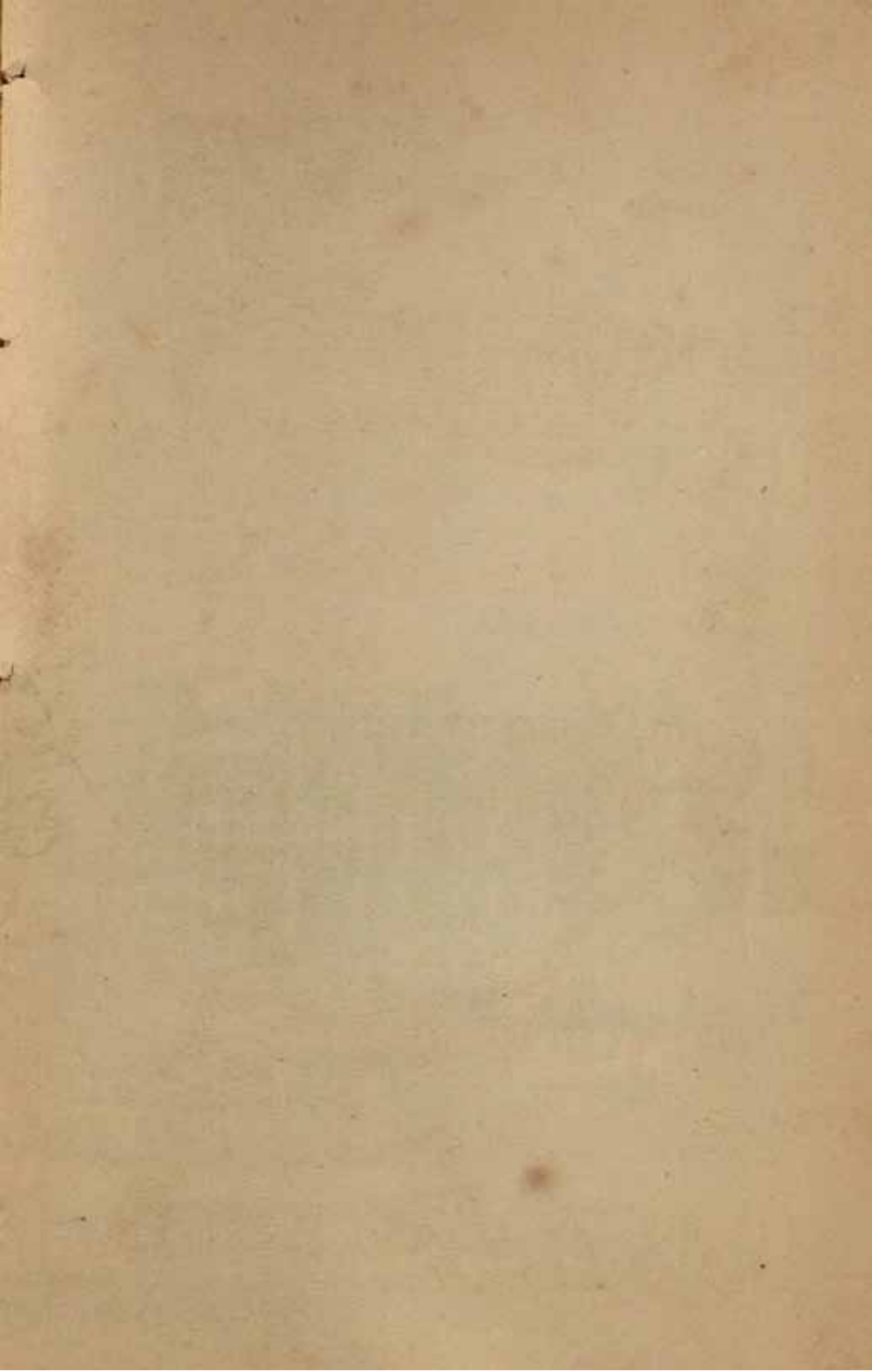


ضلع شرقی مسجد قوۃ الاسلام عیسیٰ اصل عمارت تہخانہ کے پتھروں

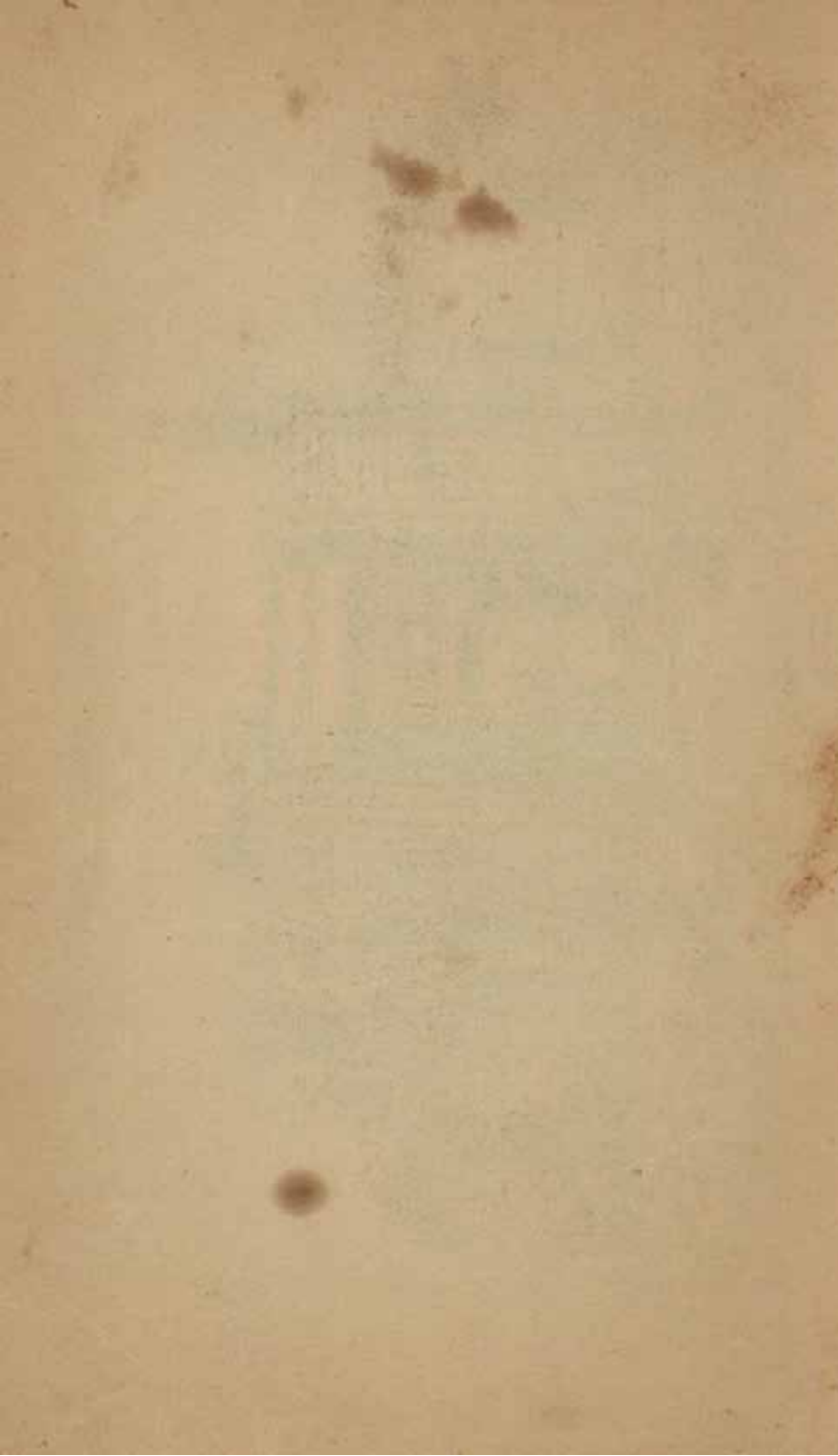


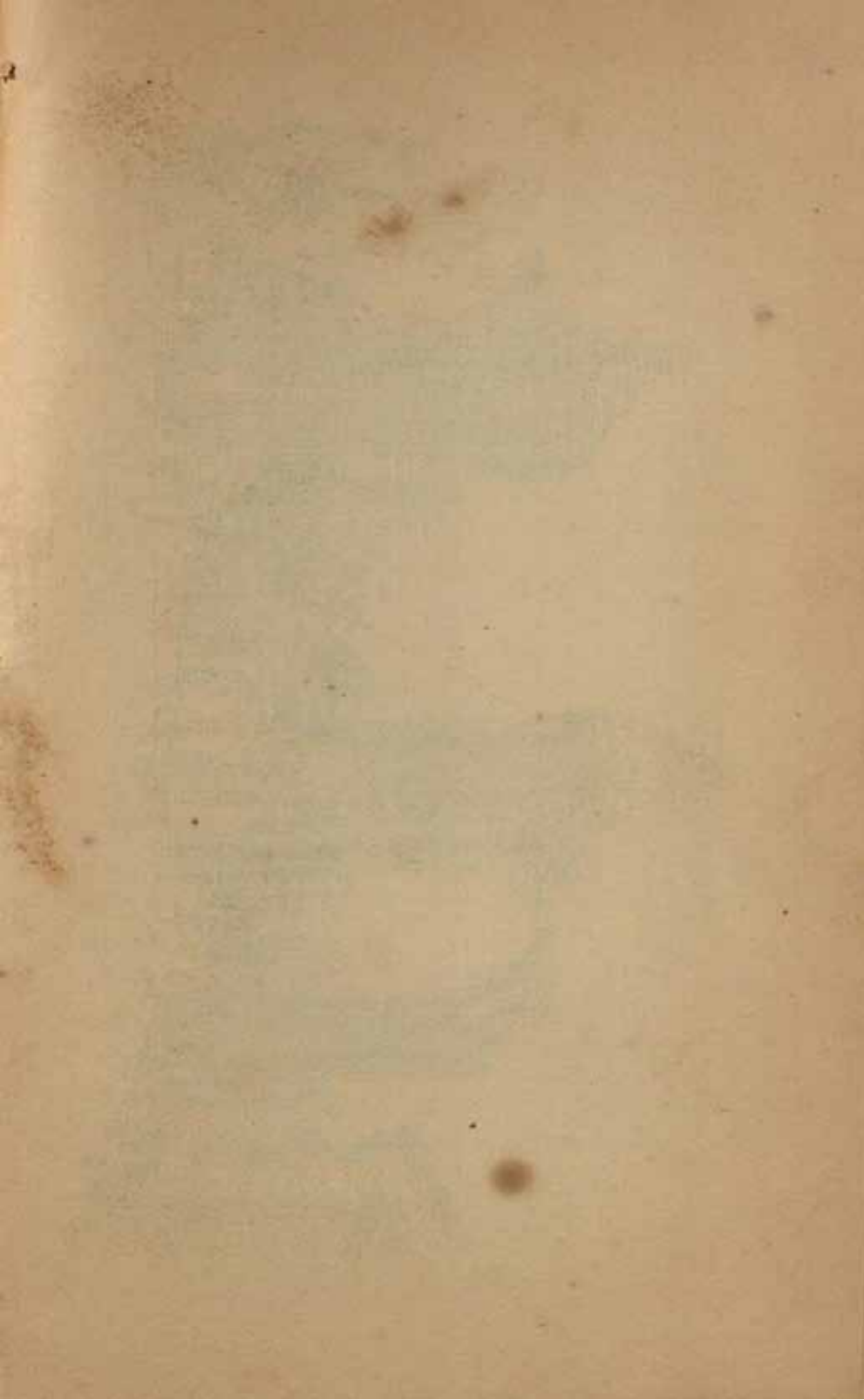


نقشه درجه اول مسجد قبة الاسلام

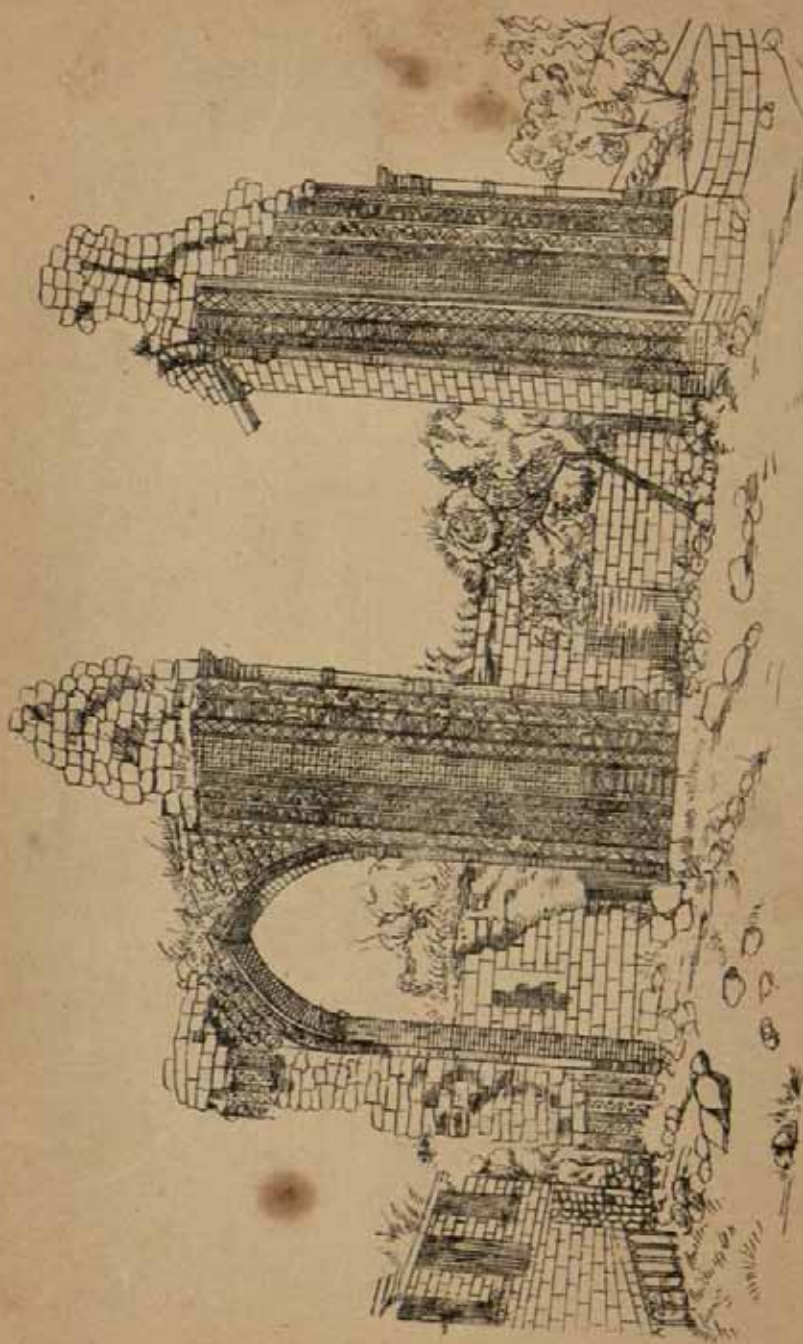






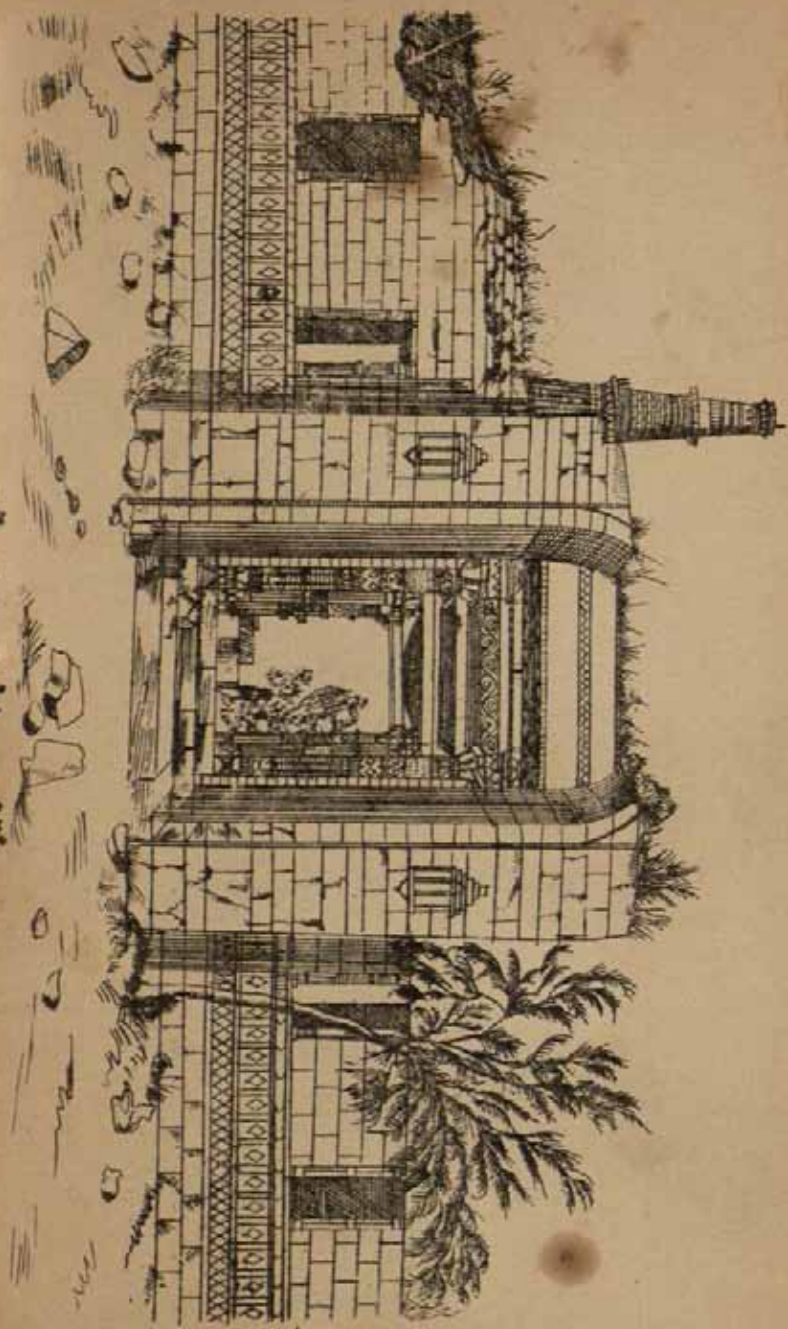




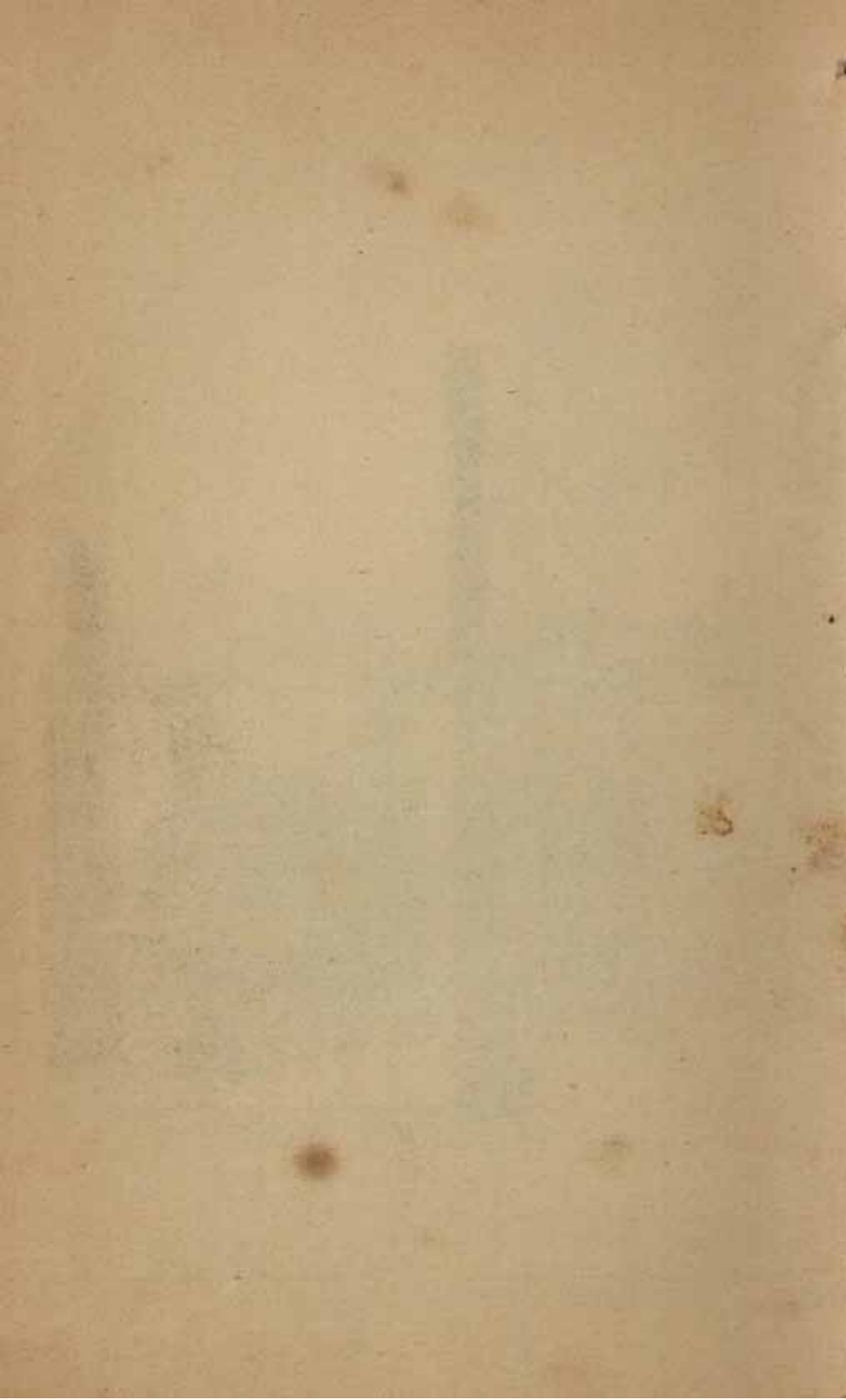


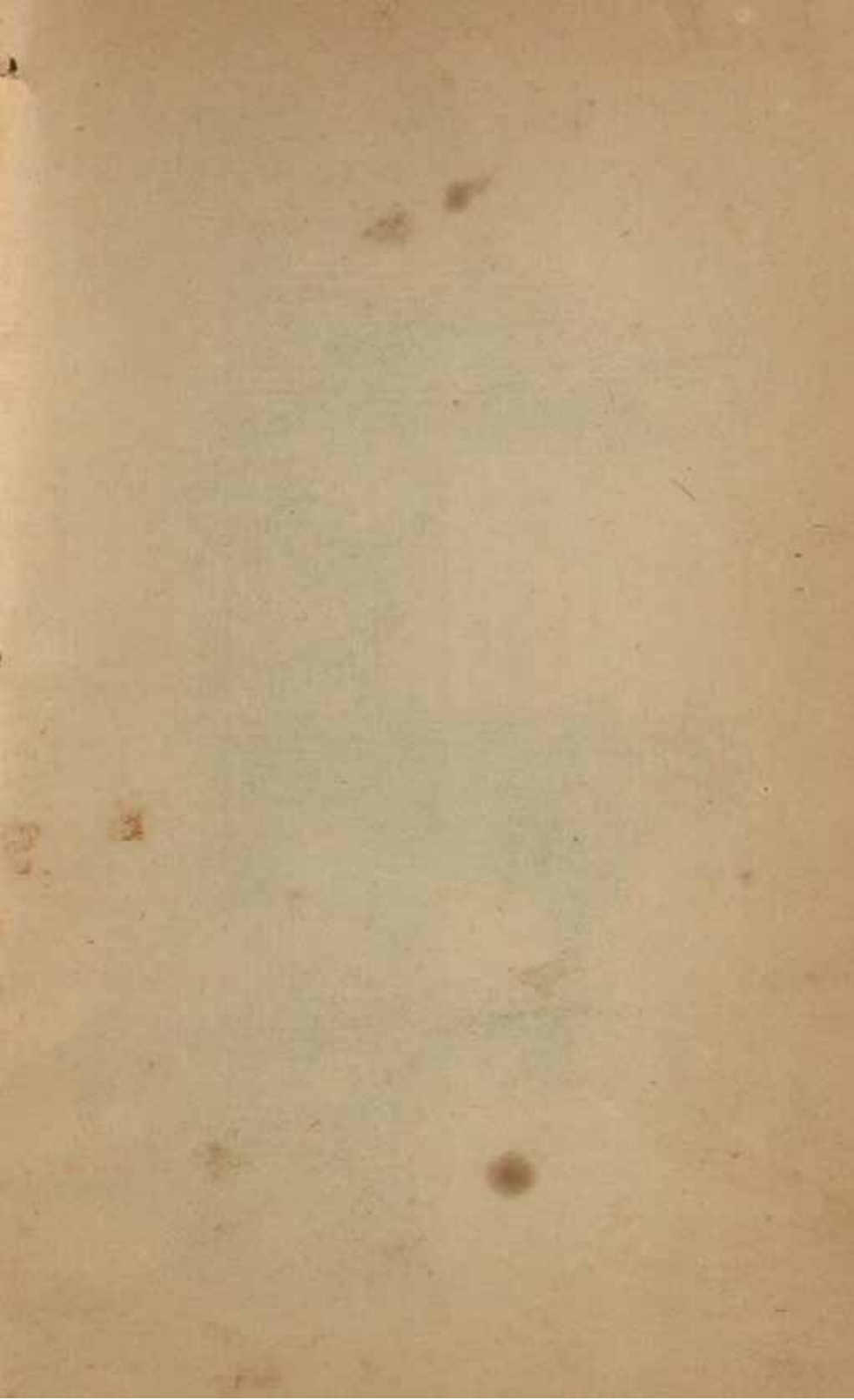
نقشه درجه سوم مسجد قوه الاسلام

نقشه دروازه شمالی در حیدرآباد قدس

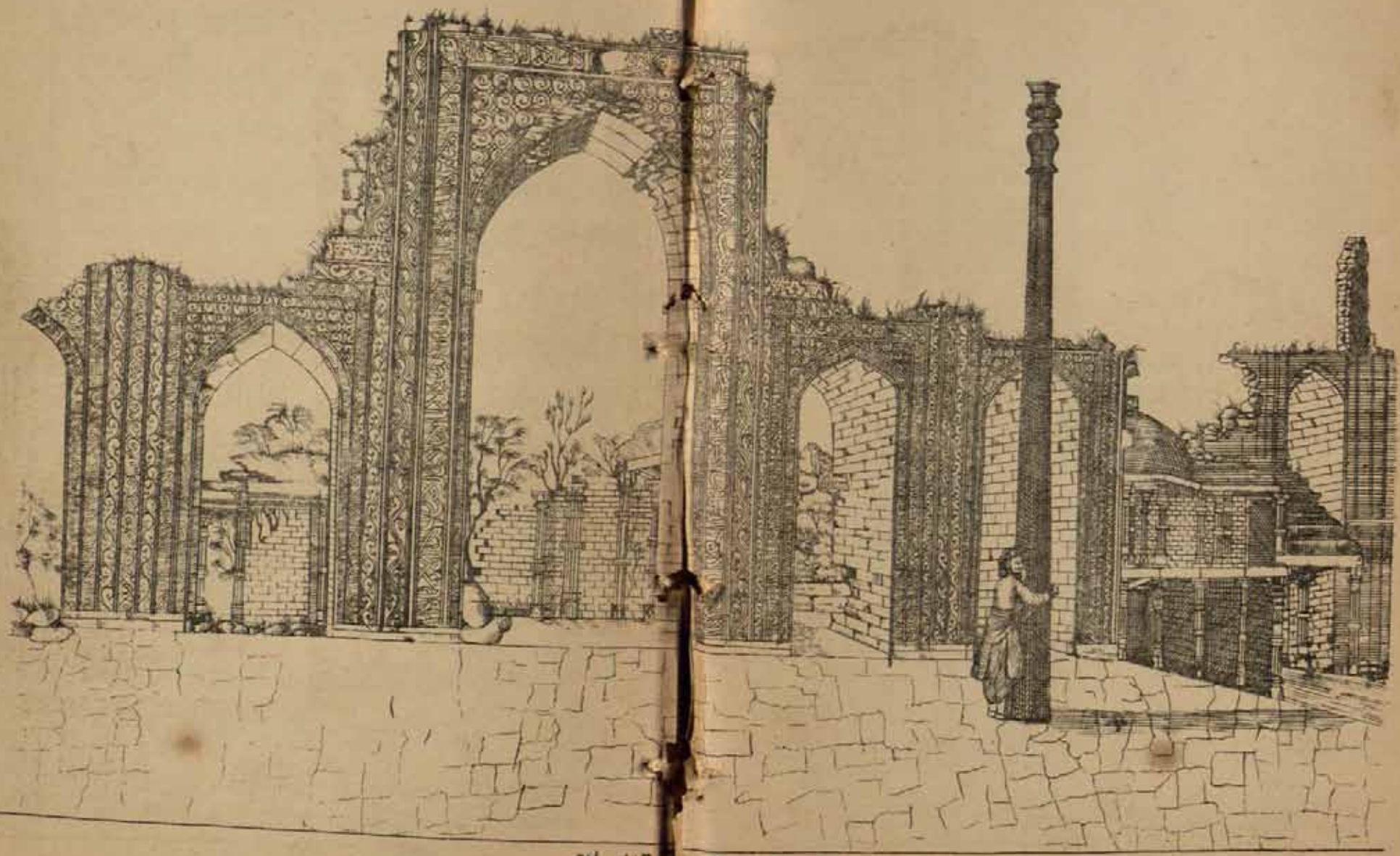












درجه دوم مسجد و قبة الاسلام

معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار نے دلی کو فتح کیا تب اس بت خانے کو مسجد بنادیا اور مورت مند رین سے نکال ڈالی اور جس جس جگہ دیواروں میں اور دروازوں میں اور ستونوں میں بتوں کی مورتیں بنی ہوئی تھیں انہیں سے کسی کو بالکل توڑ دیا اور کسی کا چہرہ مٹا دیا مگر بت خانے کی عمارت بدستور قائم رکھی اور ستائیس بت خانوں کا اسباب جو پانچ کروڑ روپے لاکھ دیوال کا تھا اس مسجد میں چڑھا دیا اور شرقی دروازے پر فتح کی تاریخ اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔

### تعمیر سلطان معز الدین

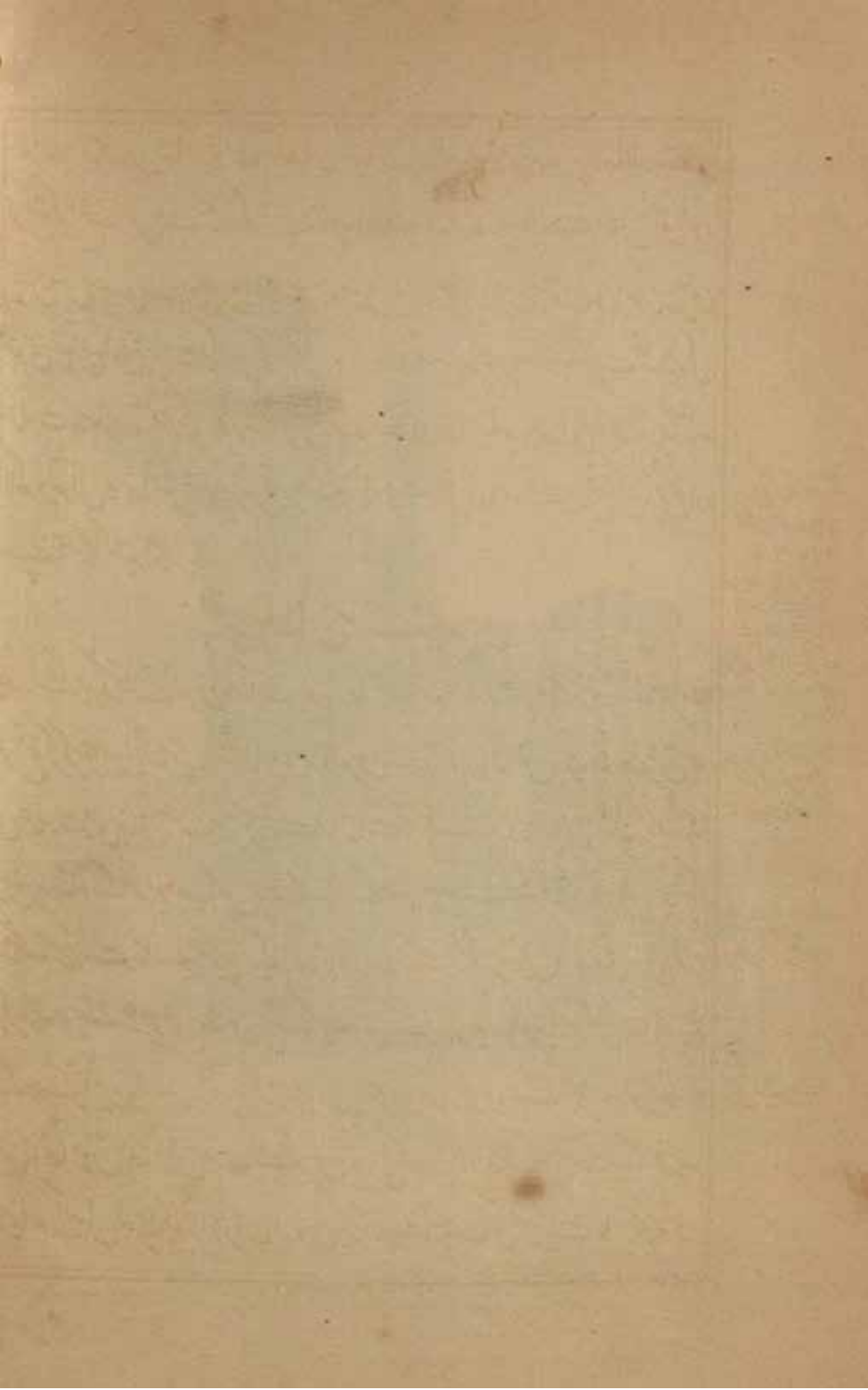
بعد اسکے جبکہ قطب الدین ایبک دوبارہ اجمیر اور قلعہ رنتھور اور نہرے گجرات کو فتح کر کر غزنین گیا تب سلطان معز الدین نے حکم دیا کہ اس بت خانے میں مسجد کی عمارت بھی بنانی جائے غزنین سے مراجعت کر کر ۹۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی میں بادشاہ کے حکم بموجب اس بت خانے کے غریب ضلع کے سامنے پانچ دروازوں کے سنگ سرخ سے بنانے شروع کیے اور شمالی دروازے پر تعمیر شروع ہونے کی تاریخ کندہ کر کر لگا دی ۹۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء عیسوی کے یہ عمارت بن کر تیار ہو گئی چنانچہ بیچ کے در کے بائیں بازو پر یہ تاریخ کندہ ہوا ان پانچوں دروں میں سے بغلی دونوں دروازوں پر تختیاں اٹھائیں اٹھائیں فٹ اونچے ہین اور بیچ کا بڑا دروازہ تالیش فٹ کے قریب اونچا اور اکیس فٹ چوڑا ہوا ان دروں پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور

دیوال کے ایک کتبہ کا  
کا تختہ چنانچہ تعمیر اور  
سلطان معز الدین نے  
سلطان قطب الدین  
کو فتح کر کے دلی والی  
تعمیر شروع کر دی اور  
۹۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۰ء  
عیسوی کے یہ عمارت بن کر  
تیار ہو گئی چنانچہ بیچ  
کے در کے بائیں بازو پر  
یہ تاریخ کندہ ہوا ان  
پانچوں دروں میں سے  
بغلی دونوں دروازوں

دیکھو کتبہ

دیکھو کتبہ





جبکہ ۱۳۳۰ ہجری مطابق ۱۳۳۰ عیسوی میں سلطان شمس الدین نے مالوہ اور اوجین کو فتح کیا اس وقت بتخانہ ہما کال کو توڑ کر وہاں کی مورتیں راجہ بکراجیت کی تصویر سمیت دلی میں لا کر اس مسجد کے دروازے کے آگے ڈال دیں تھیں یہ تین تین وضع غربی کے جانب شمال اور جنوب کو جو شمس الدین التمش نے بنائے شینتیس سلیتیس گز اور ایک ایک فٹ لمبے ہیں اور بیچ کا درآٹھ گز کا چوڑا ہے اور جنوبی ضلع اکا بت خانے کے قدیم والان ہیں جو پرکھا کے لیے بنائے تھے اون کا طول ایک سو اسی گز مہ فٹی گز سے ہے۔

### قطب صاحب کی لاٹھیا مینار یا ماوند

اس عمارت کی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہیں کیا جاسکتا حقیقت میں یہ عمارت ایسی ہے کہ اسے زمین پر اپنا مثل نہیں کہتی نقل مشہور ہے کہ اگر اس کے نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تمام کر دیکھنا پڑتا ہے اس لاٹھیر سے نیچے کے آدمی ذرا اسے معلوم ہوتے ہیں اور بھونچھوٹے آدمی ننھے ننھے ہاتھی گھوڑے دکھائی دینے سے عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اس سطح نیچے والوں کو اوپر کے آدمی بہت چھوٹے چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں غرض کہ یہ لاٹھ عجب اب روزگار سے ہے باوجود اس قدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے کو جی چاہتا ہے اس لاٹھ کے نیچے



طرح طرح کے پیل بوٹے پھول پتی بنے ہوئے تھے کہ بیان سے باہر ہی پانچون درون پر کلام اسد کی آیتیں اور حدیثیں کھدی ہوئی ہیں جبکہ مسجد تیار ہوئی تو اسکے در و دیوار پر نہایت تیاری سے سنہرے کلس چڑھا دیے گئے تھے ان درون میں بھی بت خانے کے پتھر لگے ہوئے ہیں چنانچہ بیچ کے در کا ایک پتھر گرتے سے اندر کا ایک پتھر دکھائی دیتا ہو جس میں بتون کی صورتیں کھدی ہوئی ہیں دور میں سے وہ صورت بخوبی دکھائی دیتی ہو غرض اس قدر مسجد کا جو سلطان معز الدین اور قطب الدین ایک کے وقت میں تھی پچانش گز اور طول ہتر گز نہ فی گز سے ہو اس مسجد کا متولی فضل ابن ابوالعالی مقرر ہوا چنانچہ غریب الان کے ایک ستون پر اس کا نام کندہ ہو۔

تاج اللہ

دیکھو کہ کتبہ

### تعمیر سلطان شمس الدین لتمش

بعد اسکے سلطان شمس الدین لتمش نے اس مسجد کو بڑھا تا چاہا اور ۲۷۰ ہجری مطابق ۸۸۰ عیسوی کے اس مسجد کے دونوں طرف جزو ہا اور شمالا تین تین در اور بنائے اور اے پتھر کے بت خانے کے باہر کے والان تک مسجد بڑھا دی یہ بھی سنگ سرخ کے بہت تحفہ بنے ہوئے ہیں اور ادن پر نسخ اور کوئی خط میں آیات قرآنی کندہ ہیں اور بہت تحفہ پیل بوٹے پھول پتی مثبت کاری کے بنے ہوئے ہیں جنوبی درون کے بیچ کے در کے بائیں بازو پر تاریخ تعمیر کی کندہ ہو ان درون کی اکثر محرابیں ٹوٹ گئی ہیں بلکہ شمالی درون میں کا ایک سائے کا سارا سرکہ میں آگیا ہر

دیکھو کہ کتبہ

اس سبب سے کہ اس لاٹھ کے پہلے درجے کے پتھر کتبوں کے مقام سے ایسے  
 معلوم ہوتے ہیں جیسے پیچھے کر لگائے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ حسب طرہ اصل بت خانہ  
 میں زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے پتھروں پر کھوٹے ہیں اوسط طرہ اس پہلے گھنٹہ  
 پر زنجیروں میں گھنٹے لٹکتے ہوئے کھدے ہوئے ہیں اور نیز اس دلیل سے کہ حسب طرہ  
 کتبہ فتح خانے کا بنام قطب الدین ایک سپہ سالار اور درویش معز الدین کے نام کا  
 اصل بت خانے پر ہی اوسط طرہ اس لاٹھ پر ہی غالب ہو کہ پہلا گھنٹہ اس لاٹھ کا ہندوؤں  
 کے وقت کا ہو کچھ عجیب نہیں کہ اس پہلے گھنٹہ میں جہان جہان کتبہ کھدا ہوا ہو ومان  
 پہلے بتوں کی صورتیں ہوں اس سبب سے وہ پتھر نکال کر یہ کتبہ جنمیں بادشاہوں کے  
 نام اور قرآن کی آیتیں ہیں لگائی ہوں جس میں بادشاہ کی تعریف ہو جو بات کہ مدت  
 سے مشہور چلی آتی ہو کہ یہ لاٹھ رے پتھور انے اپنے قلعہ اور بت خانے کے ساتھ  
 یعنی سمت البراجیت مطابق ۱۲۳۷ عیسوی موافق ۷۳۸ ہجری کے بنا چکی ہو  
 معلوم ہوتی ہو کیونکہ اس کی بیٹی سورج کھی مذہب کی تھی اور ہندو جنما کو سورج  
 کی پتری اعتقاد کرتے ہیں اس واسطے اس مذہب والے جنما کا درشن کرنا بھی بڑا  
 دھرم جانتے ہیں اس سبب سے جنما کے درشن کو اس لاٹھ کا پہلا گھنٹہ بنا کر  
 ہجری مطابق ۱۲۹۷ عیسوی میں جب یہ بت خانہ مسلمانوں نے فتح کیا تو اس پر  
 نام کے کتبہ لگائے اور فضل ابن ابوالعالی کو متولی کیا اور اس کا نام پتھر  
 پر کھود کر دروازے کے پاس لگا دیا جس زمانے میں سلطان شمس الدین التمش نے

و کھوٹے پتھر  
 و کھوٹے پتھر

ترجمہ: Under the charge  
 of Fakhri bin Akhbar Al-Mahdi  
 (i.e. supervised by him)



کے درجے کی ایک پنج مدور اور ایک مکر کی بنائی ہو اور دوسرے درجے کی سب  
پنجین مدور ہیں اور تیسرے درجے کی سب پنجین مکر کی ہیں اور اوپر کے دونوں درجے  
گول ہیں اور تمام پتھر سنگ سرخ کا لگا ہوا ہے مگر جو تختے درجے میں سنگ مرمر بھی ہے  
اور ہر جگہ منبت کاری اور گلکاری ایسی خوبصورتی سے کی ہے کہ اوسکی ہر ایک  
بیل مسلسل پر ہزاروں معشوقوں کی زلفت دو تا قربان ہو اور اوسکے اونے سے  
اٹنے پھول نیکھڑی پر سیکڑوں گلر خون کے لب جان بخش تار ہیں مگر اس لاٹھ  
کی بنامین بہت گفتگو ہے مسلمانوں میں بہت مشہور ہے کہ یہ لاٹھ سلطان شمس الدین  
التمش کی بنائی ہوئی ہے اور اکثر تاریخ کی کتابوں میں اور کتبہ عہد سکندر بہلول  
میں اس لاٹھ کو سلطان شمس الدین التمش کی لاٹھ کر کر لکھا ہے اور بعضی تاریخوں  
میں اس لاٹھ کو مسجد کا ماذنہ لکھا ہے اور بعضی کتابوں میں اس لاٹھ کو سلطان  
مغل الدین کی لاٹھ لکھا ہے مگر اس سبب سے کہ اس لاٹھ کا پہلا دروازہ شمال و  
ہے اور ہندوؤں کے مندر کی عمارت کا دروازہ ہمیشہ شمال رویہ ہوتا ہے برخلاف  
ماذنوں کے کہ اوسکے دروازے ہمیشہ مشرق رویہ ہوتے ہیں چنانچہ سلطان علاء الدین  
نے جو لاٹھ بنانی شروع کی اوسکا مشرق رویہ دروازہ رکھا اور نیز اس سبب  
سے کہ اکثر مسلمانوں کی عادت ہے کہ ایسی عمارت کو کرسی دیکر بناتے ہیں جیسے  
کہ سلطان علاء الدین نے اپنی لاٹھ کو کرسی دیکر بنانا شروع کیا تھا برخلاف  
ہندوؤں کے کہ وہ بدون کرسی بناتے ہیں جیسے کہ یہ لاٹھ بنی ہوئی ہے اور نیز

تاریخ غزنوی  
شمس راجہ عقیق

✓ تقریباً البلدان  
✓ فوجات  
غیر شاہی

۹

شکستہ ہو گئے تھے ۸۲۹ عیسوی مطابق ۱۷۵۵ھ ہجری کے سرکار دولتدار انگریزی  
 کے حکم سے مسٹر اسمٹ صاحب گڈھ کپتان نے اس لاٹھ کی اول سے آخر تک  
 مرمت کی اور جس جگہ کہ لنگوٹے تھے وہاں سنگین کٹہر ابست حکم لگا دیا اور پانچون  
 درجے پر برجی کٹہر ابست خوبصورت بنا دیا اور چھٹے کھنڈ کی جگہ سنگین آٹھ درجی جی  
 نہایت خوبصورت اور ساتون کھنڈ کی جگہ کاٹ کی برجی لگائی تھی اور اوس پر  
 پھر پراکھڑا کیا تھا مگر افسوس ہو کہ وہ دونوں برجیاں قائم نہ سکین اس سبب سے  
 سنگین برجی کو لاٹھ پر سے اتار کر نیچے کھڑا کر دیا ہو اور کاٹ کی برجی ضائع ہو گئی  
 مگر نہایت افسوس ہو کہ مرمت کے وقت اس لاٹھ کے کتبوں کے حرف جو گر پٹے  
 تھے بالکل غلط بنائے ہیں اکثر جگہ صورت لفظوں کی بنا دی ہو جب غور کر کر دیکھو  
 تو وہ لفظ نہیں ہی صرف نقش ہیں اور بعض غلط لفظ بنائے ہیں اور بعضی  
 جگہ اپنی طرف سے ایسی عبارت کھود دی ہو کہ اصلی کتبے کے مضمون سے  
 بالکل علاقہ نہیں رکھتی آج تک اس لاٹھ کے کتبے نہیں پڑھے گئے تھے ہمنے  
 سائے کتبے دور بین کی استعانت سے پڑھے پہلا کھنڈ اس لاٹھ کا بتیس گز کئی  
 انچھ اور دوسرا کھنڈ ستر گز کئی انچھ اور تیسرا کھنڈ تیر گز اور چوتھا کھنڈ سوا آٹھ گز  
 اور پانچواں کھنڈ بھی مع اوس تھوڑی سی اونچائی کے جو کٹہرے کے اندر ہے  
 سوا آٹھ گز اونچا ہو اس حساب سے کل اونچائی اس لاٹھ کے پانچون کھنڈوں  
 کی جواب موجود ہیں قریب استی گز کے ہوتی ہو اور سنگین برجی کی اونچائی جو



اس مسجد کے ادھر اودھرتین تین دربرٹھائے یعنی ۲۷۰ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی  
 کے اوسے زمانے میں اس لاٹھ کو بھی بڑھایا اور دوسرے کھنڈ کے دروانے پر لٹکا  
 حال کھدوایا اور جب سے اسکا نام مازندرکھا اور ہر مہرے پر اسی نام کا کتبہ اور  
 جمعے کی نماز کی آیت کو کھدوا اور معمار کا نام لکھا اگرچہ اب اس لاٹھ کے پانچ کھنڈ  
 ہیں لیکن اسمین بھی کچھ شک نہیں کہ حسب طح مشہور ہے پہلے اس لاٹھ کے سات  
 کھنڈ تھے اور اشارہ ہفت منظری کے نام سے بھی یہ لاٹھ مشہور ہے اور جہاں اب  
 کٹر لگا ہوا ہے وہاں ایسے لنگوٹے بنے ہوئے تھے جیسے فصیلوں کے ہوتے ہیں  
 اور پانچویں مہرے پر ایک درجہ تھا کہ اوسکے چاروں طرف دروانے تھے اور اسکے  
 اوپر بطور لینی برجی کے مثل راس مخروط لداؤ تھا کہ ساتواں درجہ شمار میں  
 آتا تھا یہ ساتواں درجہ ۲۷۰ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی میں فیروز شاہ نے بنایا تھا  
 کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ مرمت کے وقت میں نے اس لاٹھ کو جتنی پہلے تھی اوس سے  
 اونچا کر دیا اور اس لاٹھ کی مرمت کا حال پانچون کھنڈ کے دروانے پر کھدوایا بعد اوسکے  
 پھر لاٹھ مرمت طلب ہو گئی تھی ۲۷۰ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی میں فتح خان نے  
 سلطان سکندر بہلول کے وقت میں مرمت کی اور اسکا حال کھدوا کر پہلے دروازے  
 کی پیشانی پر لکھوایا مشہور ہے کہ تخمیناً ۲۷۰ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی کے  
 کالی آمدھی اور بھونچال کے صدے سے اوپر کے کھنڈ گر پڑے تھے اور نیز  
 سبب پڑنے ہونے کے پہلے کھنڈ کے پتھر بہت گر پڑے تھے اور اکثر جگہ سے

دیکھو کتبہ ۱۱

دیکھو کتبہ ۱۲

نور علی فیروز شاہ

دیکھو کتبہ ۱۳

دیکھو کتبہ ۱۴

مجلس  
مجلس الفتح  
یعنی تاریخ معلی

نام کا کتبہ لگایا ہو مگر اس کتبے کے بہت پتھر گر پڑے ہیں اور بعض حروف کو شور بھی  
 لگایا ہو اس دروازے کے بن چکنے کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس مسجد میں چوٹیا  
 درجہ اور بنایا جائے بیچ کا درجہ تو سلطان معز الدین کا بنایا ہوا تھا اور اوپر اوپر کے  
 دو درجے سلطان شمس الدین التمش کے بنائے ہوئے تھے شمال کی طرف چوٹیا درجہ  
 سلطان علاء الدین کے حکم سے بنا شروع ہوا یہ درجہ ایک سو پچیس گز کا سہ فٹ  
 گز سے بنایا تھا اور نو درون کی بنیاد رکھی تھی اور بیچ کا دروازہ گز کا چوڑا رکھا تھا  
 ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۱۷۷۰ عیسوی میں یہ عمارت بن رہی تھی افسوس کہ بادشاہ کی  
 عمر نے وفائی کہ ۱۱۷۰ ہجری مطابق ۱۷۷۰ عیسوی کے مر گیا اور یہ مسجد ناتمام رہ گئی  
 اگر یہ عمارت پوری ہو جاتی تو ساری مسجد مگر ضلع شرقی غربی اسکا دو سو  
 اکتالیس گز کا لंबا اور ضلع جنوبی شمالی ایک سو بیس گز کا لंबا ہوتا اس  
 جانب کو بادشاہ نے ایک دروازہ بنا شروع کیا تھا مگر وہ بھی ناتمام رہ گیا  
 ان ناتمام عمارتوں میں بھی نہایت مہنت کاری کے پتھر لگائے تھے اور  
 کتبے اور حدیثیں کھدوائیں تھیں معلوم نہیں کہ یہ پتھر کون او کھیر لے گیا  
 کیونکہ صاف پتھر او کھڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اب بچر چوٹیا نے اور  
 پتھر کی چٹائی کے اور کچھ نہیں رہا اس مسجد کی تعریف قرآن السعیدین  
 میں امیر خسرو نے لکھی ہو اور یہ ایک شعر اوسمین کا ہے  
 مسجد او جامع فیض اکہ زمزمہ خطبہ اوتا بہا



سرکار انگریزی نے چڑھائی تھی اور اب اوتار کر نیچے رکھ دی ہے چھ گز ہی کہ چوبی  
 برجی اور پھر یہ کی اونچائی مل کر یہ لاٹھ سو گز اونچی ہے اور مشہور بھی ہے کہ  
 جب اس لاٹھ کے ساتون کھنڈ قائم تھے تو یہ لاٹھ سو گز اونچی تھی اس لاٹھ  
 کی جڑ کا پچاس گز محیط ہے اور سرے پر کا دس گز کا ہیہ لاٹھ اندر سے بالکل  
 خالی ہے اور اوسمین چکر وار سیرٹھیان بنی ہوئی ہیں پہلے درجے میں ایک سو چھٹین  
 اور دوسرے درجے میں اٹھتر اور تیسرے درجے میں باسٹھ اور چوتھے میں  
 اکتالیس اور پانچویں میں بھی اکتالیس ہیں کہ کل سیرٹھیان اس لاٹھ کی تین سو اٹھتر  
 ہوئیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی اس قدر سیرٹھیان ہو گئی کیونکہ اوپر کے  
 دونوں درجون میں چڑھنے کا راستہ تھا۔

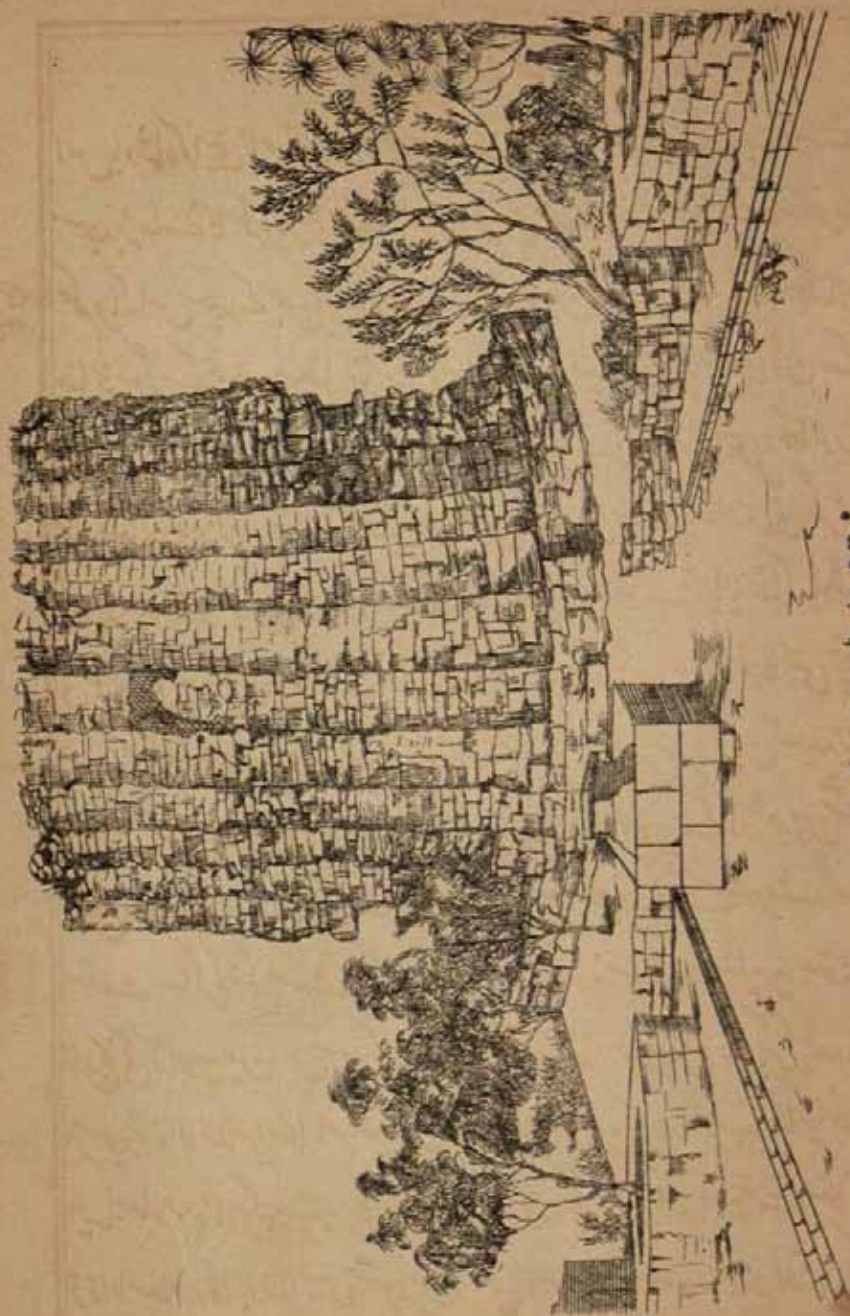
## تعمیر سلطان علاء الدین لاٹھ کے پاس کا بڑا دروازہ

جبکہ سلطان علاء الدین محمد شاہ خلجی بادشاہ ہوا اور اسکے ولیمین عمارت کا شوق آیا  
 اوسنے سنہ ۷۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۳ عیسوی اسی مسجد کے لیے بہت بڑا دروازہ لاٹھ  
 کے پاس بنوایا یہ دروازہ بالکل سنگ سرخ کا ہے اور کہیں کہیں سنگ مرمر بھی لگا ہوا  
 ہے اسکے چاروں طرف چار دروازے بنائے ہیں اور چھت کا بطور برج کے بہت اونچا  
 لداؤ لدا ہے ہر ایک جگہ بہت تحفہ منبت کاری اور گلکاری کی ہے اور حدیثین اور  
 قرآن کی آیتیں کھدوادی ہیں اور غربی اور جنوبی اور شرقی دروازے پر اپنے

۱  
 خراسان الفتوح  
 تاریخ علائی

۲  
 دیکھو لکھنؤ  
 دیکھو لکھنؤ  
 دیکھو لکھنؤ

نقشه ترمیمی لاهوت کا

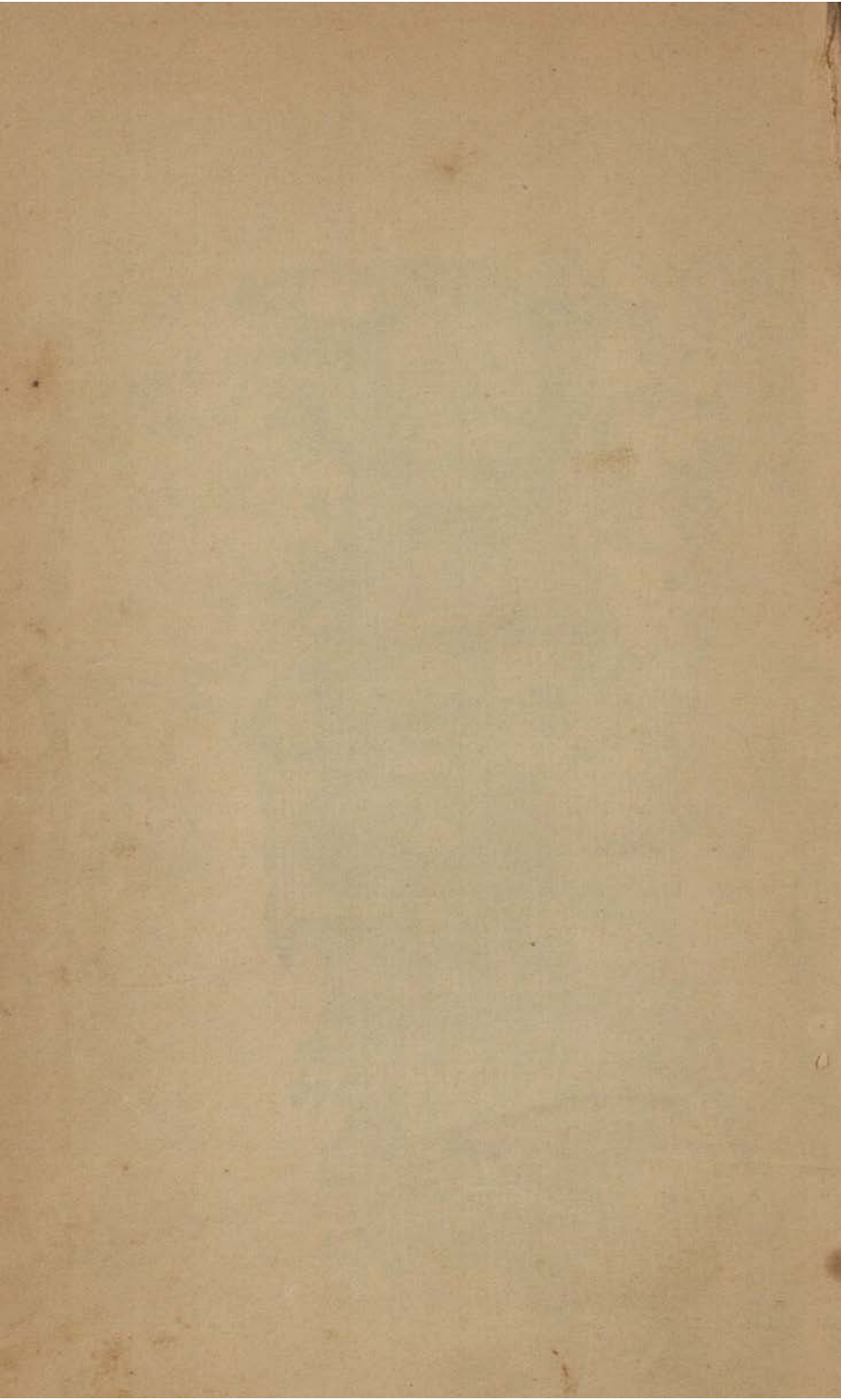




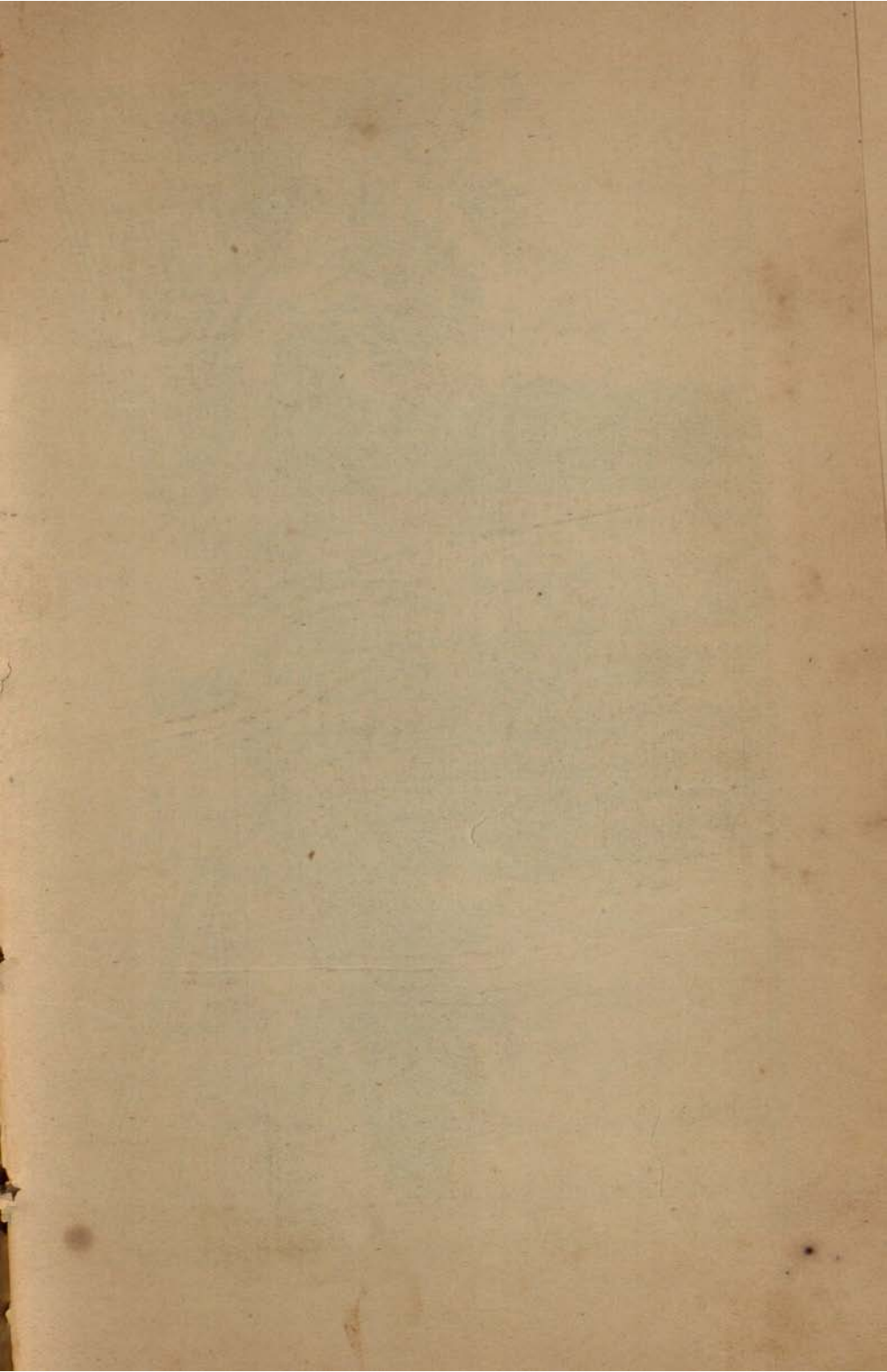
## ادھ بنی لاٹھ

اس بادشاہ کو اپنی نام آوری کا بہت شوق تھا اس سبب سے جب اس نے مسجد بڑھانے کا حکم دیا یعنی اللہ ہجری مطابق ۱۱۳۱ عیسوی میں تو اس کے ساتھ یہی حکم دیا کہ اس مسجد کے صحن میں ایک مینار بھی بنائیں کہ پہلے مینار سے دو گنا ہو چنانچہ سو گز کے محیط سے مینار بنا شروع ہوا اور اس مینار کی بنیاد مسلمانوں کے طریق پر رکھی یعنی کرسی بھی دی اور پہلا دروازہ غرب کی جانب ہی رکھا اور یہ ارادہ کیا کہ دو سو گز اونچا بنایا جائے ہر چند اس مینار کی بہت پائنداری کی مگر عمر کی کچھ مضبوطی نہ ہو سکی کہ ہنوز ایک درجہ بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ بادشاہ کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عجیب عمارت ادھوری رہ گئی اس لاٹھ کا بھی پتھر سب اکھڑ گیا ہو نہ اچونے اور پتھر کا ڈھم کھڑا ہو امیر خسرو قران السعدین میں اس منارے کی بھی تعریف لکھتے ہیں اور یہ اوسمین کے دو شعر ہیں شعر شکل منارہ چوستونی ز سنگ ۛ از پی سقف فلک شیشہ زنگ سقف سماگر کہنگی شد نگون ۛ درتہ او داشتہ سنگین ستون تاریخ کی کتابوں میں اس مسجد کو مسجد آدینہ دہلی اور مسجد جامع دہلی کر کر لکھا ہے مگر مسجد قوۃ الاسلام اسکا نام کہیں نہیں ملا معلوم نہیں کہ یہ نام کب لکھا گیا ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ بت خانہ فتح ہوا اور مسجد بنائی گئی اس وقت اسکا نام قوۃ الاسلام رکھا ہوا الیسی مسجدیں اصلی نام سے مشہور نہیں ہوتیں بلکہ

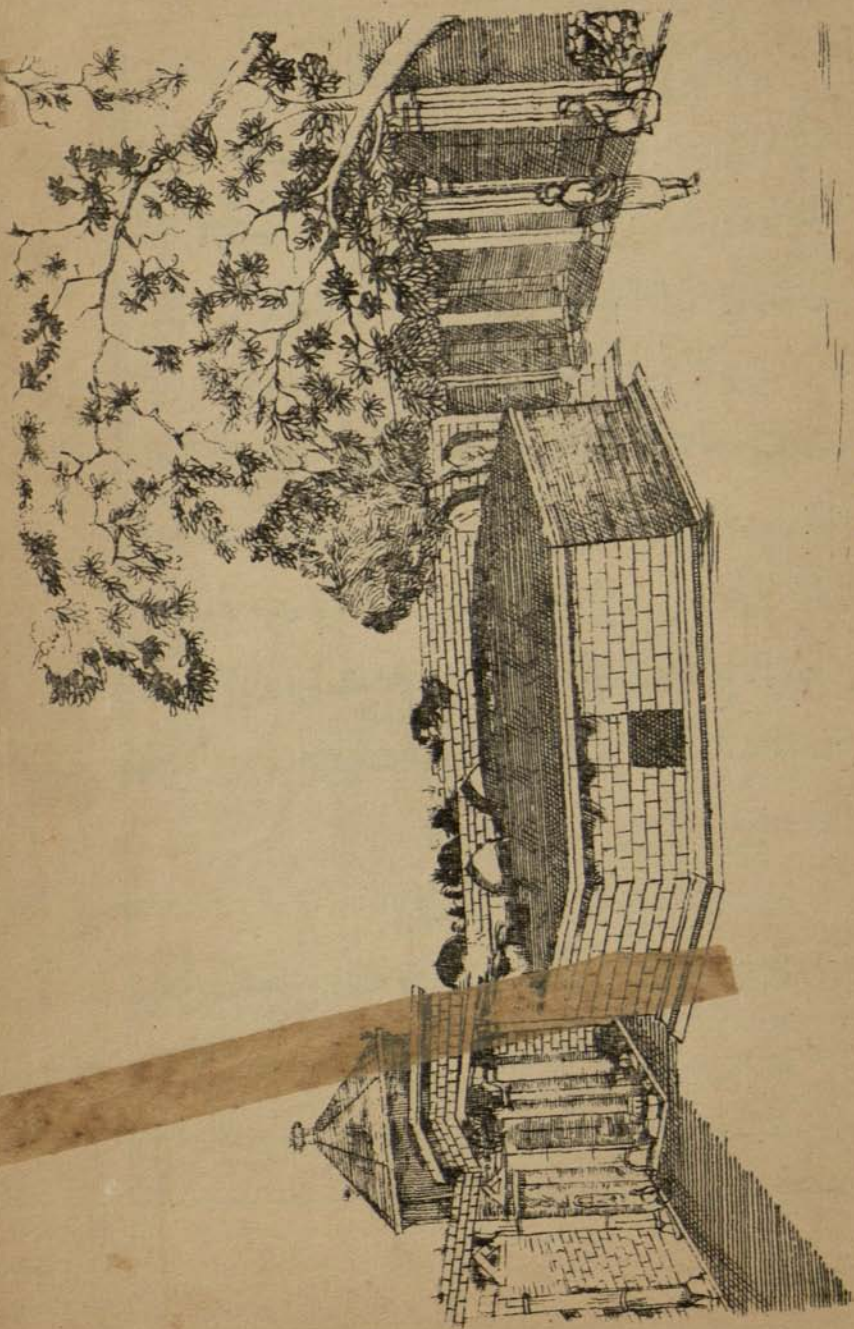
خبر از الفتح  
یعنی تاریخ خلافت



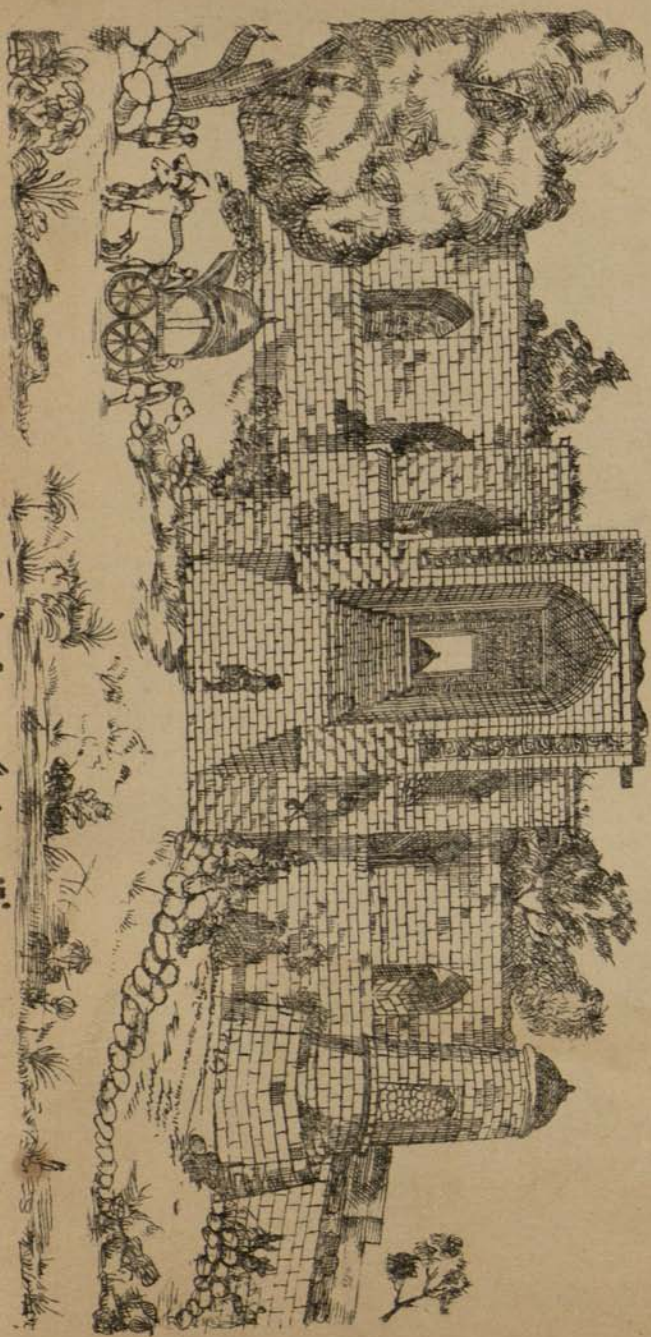




نقشه درگاه حضرت سلطان غازي







نقشه دروازه درگاه سلطان محمود غزنوی

جامع مسجد کرگڑ مشہور ہو جاتی ہیں جیسے شاہ جہان آباد کی مسجد کہ اصلی نام اسکا  
مسجد جہان ناما ہے مگر جامع مسجد کرگڑ مشہور ہے۔

## حوض شمسی یا قطب صاحب کا تالاب

قطب صاحب کے نواح میں سلطان شمس الدین التمش نے قریب ۱۲۰۰ ہجری  
مطابق ۱۸۰۰ عیسوی کے یہ حوض بنایا تھا مشہور ہے کہ یہ حوض سنگ سرخ کا بنا ہوا تھا  
مگر اب سب ٹوٹ گیا ہے اور نہ تالاب بچ گیا ہے یہ تالاب ڈوٹو چھتر بیگم پختہ کا ہے جب  
یہ حوض بنا ہوا تیار ہو گا تو خیال کرنا چاہیے کہ کتنا بڑا ہو گا سلطان علاء الدین نے  
قریب ۱۲۰۰ ہجری مطابق ۱۸۰۰ عیسوی کے اس کو کہ مٹی سے اٹ گیا تھا  
صاف کرایا اور اس کے چھوٹے بیچ میں ایک لداؤ کا چو ترہ نیچے سے خالی بنا کر  
اوپر برجی نہایت خوبصورت بنائی چنانچہ اب تک وہ برجی موجود ہے فیروز شاہ  
نے بھی اپنے زمانہ بادشاہت میں اس حوض کی مرمت کی اور پانی آنے  
کے رستے صاف کر آئے مگر اب یہ تالاب بہت اٹ گیا ہے اور تین چار چھتے  
سے سوا اس میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

## مقبرہ سلطان قاری

قطب صاحب سے دو کوس کے جانب غرب یہ مقبرہ ہے سلطان ناصر الدین محمود  
پسرطان سلطان شمس الدین التمش کا جو لکھنؤ کی کا حکم تھا اور ۱۲۰۰ ہجری مطابق  
۱۸۰۰ عیسوی کے اپنے باپ کے جیتے جی مگر گیا اسکی لاش کو دلی میں لا کر یہاں

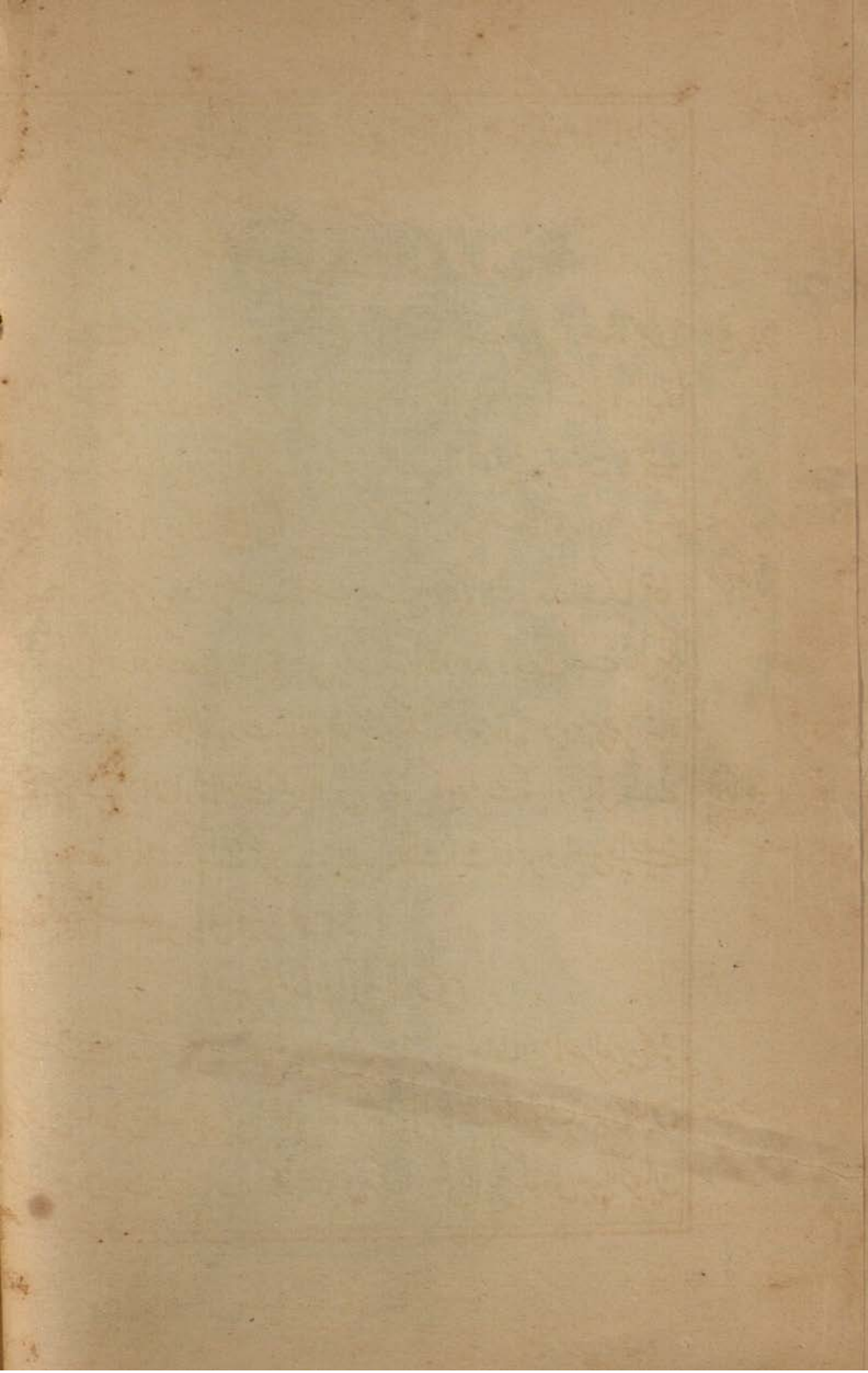
تاریخ مرشد

خزانہ الفتح  
مشہور ہے  
تاریخ علانی

فیروز شاہ  
میرزا شاہی

تاریخ مرشد





Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Urdu, enclosed within a rectangular border. The text is arranged in approximately 15 horizontal lines. The script is highly stylized and difficult to decipher due to fading and the cursive nature of the handwriting. The paper is aged and shows signs of wear, including discoloration and a small tear on the right edge.



دفن کیا اور ۳۲۵ ہجری مطابق ۸۳۷ عیسوی کے سلطان شمس الدین التمش نے مقبرہ  
 بنایا یہ مقبرہ بہت نفیس ہے اسکے اندر چاروں طرف مکان ہیں اور جانب غرب  
 نری سنگ مرمر کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور بیچون بیچ میں ایک غار ہے کہ پندرہ  
 سیر ہیان اور ترکراوسمین جاتے ہیں اور اوسمین یہ قبر ہے اور اوس غار میں ستون  
 کھڑے کر کر چھت پاٹ دی ہے اور چھت پر منٹن چوتراہ چارنٹ ساٹھ سات پانچ  
 کا اونچا بنایا ہے دروازہ بھی اس مقبرے کا سنگ مرمر کا ہے اور اوسپر آیات قرآنی  
 بجا نسخ و کوفی اور کتبہ کھدائے ہوئے اور چار دیواری سنگ خاراسے بہت حکم  
 بنائی ہے چاروں کونوں پر چار برج ہیں دروازہ اتنا کرسی دیکر بنایا ہے کہ بیٹل  
 سیر ہیان چڑھ کر اوسمین جاتے ہیں۔

### مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس یہ مشہور مقبرہ ہے جیکہ سلطان شمس الدین التمش  
 ۳۳۲ ہجری مطابق ۸۴۵ عیسوی مر ا تو یہاں دفن کیا غالب ہے کہ یہ مقبرہ ضیہ  
 سلطان بکیم اوسکی بیٹی نے بنایا اس مقبرہ کی عمارت باہر سے نری سنگ خار کی ہے  
 اور اندر سے سنگ سرخ کی ہے اور کمین کمین سنگ مرمر بھی لگا ہے تمام دیواروں  
 پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور بہت اچھی منبت کاری کی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے  
 کہ پہلے اس مقبرے پر ستون دار گنبد بھی تھا مگر اب گر پڑا ہے فیروز شاہ لکھتا ہے  
 کہ میں نے اس مقبرے کی بھی مرمت کی اور صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور اسکے

دیکھو کتبہ ۱۸

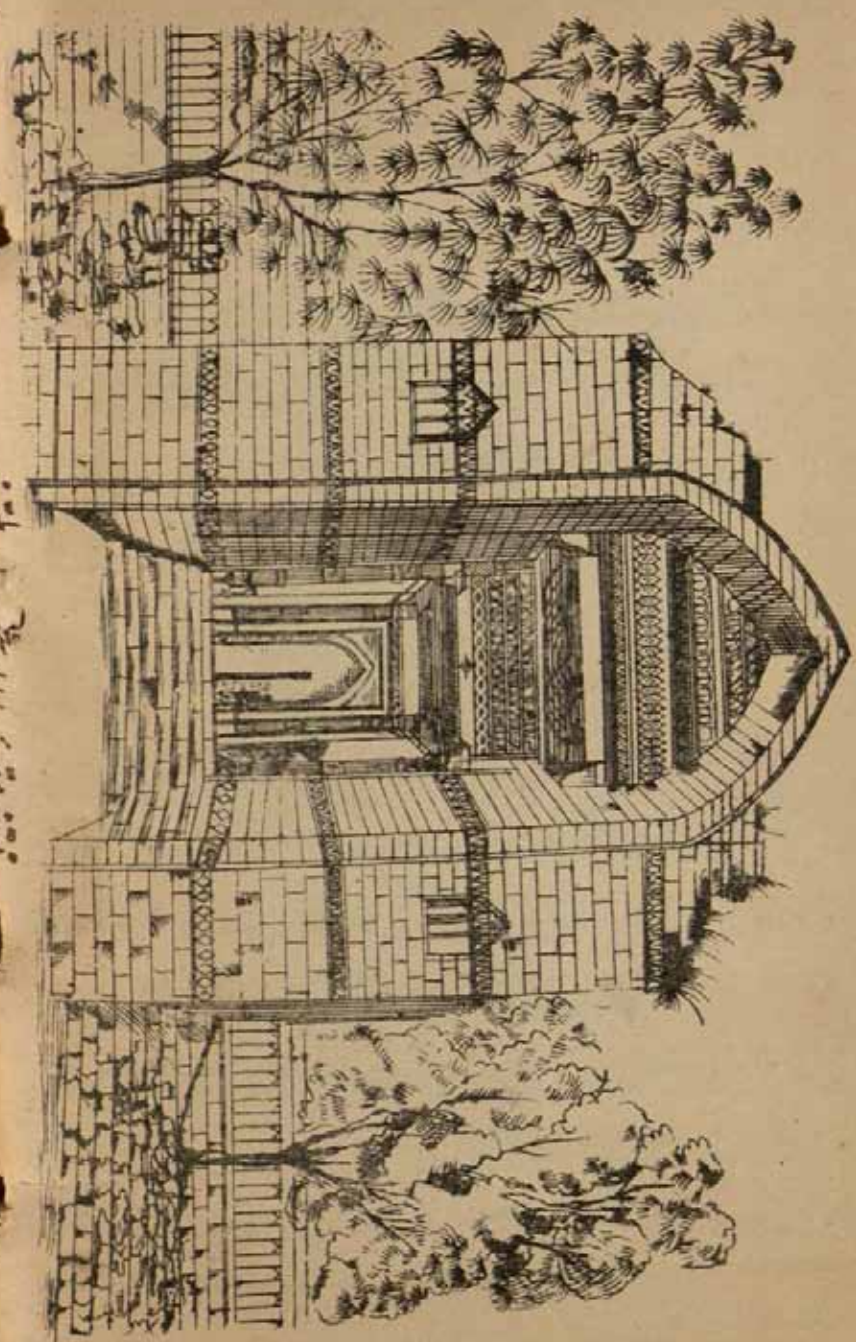
مرا کا خانا

فیروز شاہ کی  
 موقوفات





Handwritten text in Arabic script, likely a title or description, located on the left margin of the page.



گنبدین تچہ کی سیڑھی تراش کر لگائی مگر اب ان چیزوں کا پتہ نہیں رہا۔

## درگاہ شاہ ترکان

یہ درگاہ شہر شاہجان آباد کے اندر ترکان دروازے کے پاس واقع ہے شاہ ترکان جنہا  
بٹے بزرگوں میں سے ہیں شمس العارفین آپ کا لقب ہے چوبیسویں حبشہ ہجری  
مطابق ۱۲۷۱ عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں آپ کا انتقال ہوا اور  
جب ہی سے یہ مزار بنا کر کچھ عمدہ مکان یہاں بنا ہوا نہیں ہے قبر کے گرد سنگ مرمر کا  
کٹہرا ہے اور تھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے سو وہ بھی حال کا بنا ہوا  
معلوم ہوتا ہے ہر برس چوبیسویں رجب کو یہاں عرس ہوتا ہے اور بہار کے موسم میں  
ہر برس بڑی دھوم دھام سے بسنت ہوتا ہے شہر کا ترکان دروازہ آپ ہی  
کے مزار کے سبب اس نام سے مشہور ہے۔

## مقبرہ رکن الدین فیروز شاہ

زیر دیوار مقبرہ سلطان غازی سواد موضع ملک پور یہ مقبرہ ہے صرف آٹھ ستون  
کھڑے کر کے اور پھر برج بنا دیا ہے جبکہ ۶۳۵ ہجری مطابق ۱۲۳۷ عیسوی کے یہ بادشاہ  
رضیہ سلطان بیگم سے لڑ کر گرفتار کیا اور قید میں مراتب اس مقام پر دفن ہوا فیروز شاہ نے  
اپنی سلطنت میں اس برج کی از سر نو مرمت کی تھی  
مقبرہ رضیہ سلطان بیگم  
شہر شاہجان میں بلبل خانے کے محلے میں ترکان دروازے کے پاس ایک

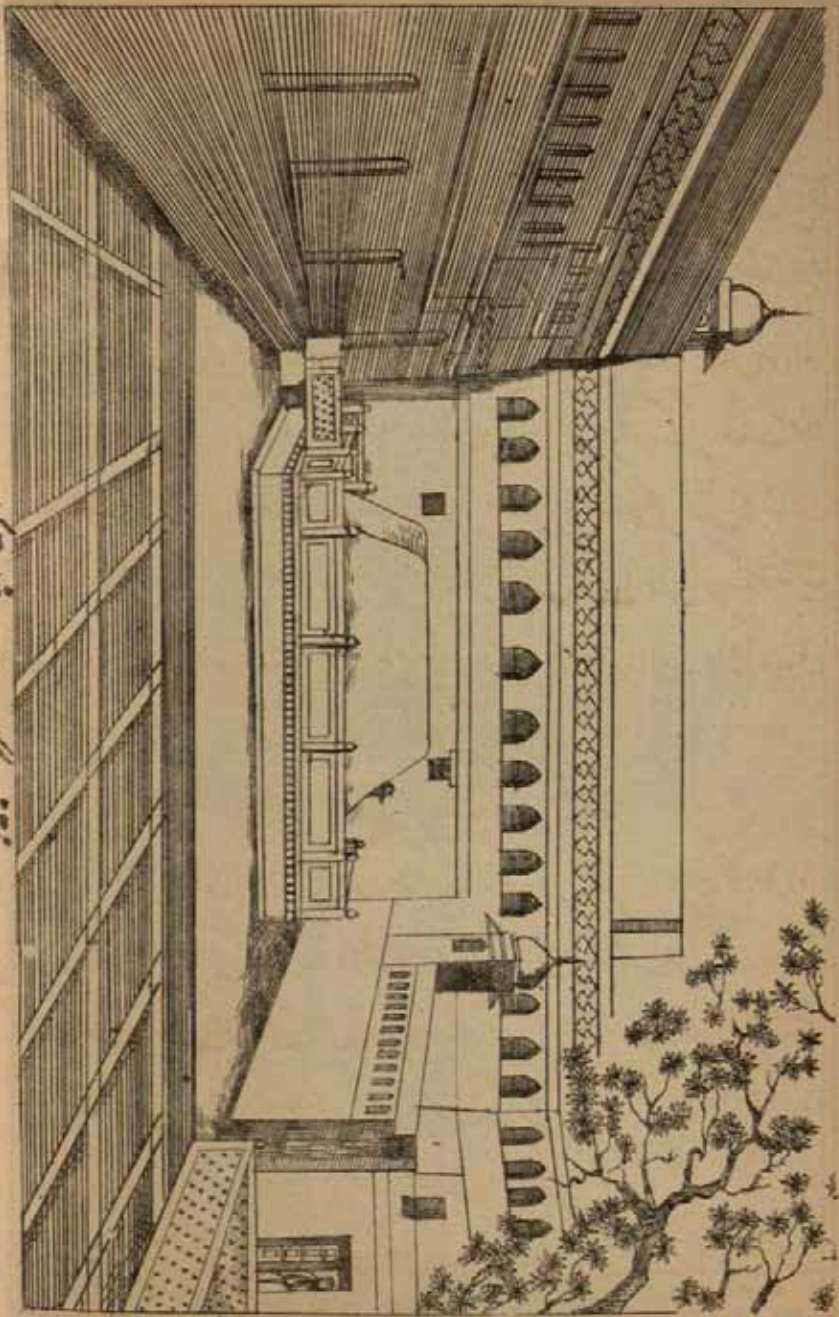
۱  
مآثرات  
واخبار الاخبار

۲  
فیوضات  
فیوضات

(۱۶)



نقشه دهکده شاه ترکان



## حوض علانی یا حوض خاص

یہ حوض حقیقت سلطان علاء الدین کا بنایا ہوا ہے جسے قریب اپنے زمانہ تخت نشینی یعنی قریب ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء عیسوی کے بنایا تھا یہ حوض بھی ایک سو کئی بلکہ پچتہ میں ہر چاروں طرف اسکے پچتہ دیواریں بنی ہوئی ہیں فیروز شاہ کے وقت میں یہ حوض مٹی سے بھر گیا تھا اور پانی نہیں رہا تھا اور سنے تخمیناً ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۲ء عیسوی کے اس حوض کو نئے سرے سے خالی کیا اور جہان جہان ٹوٹ گیا تھا اور اسکی مرمت کی اور اس کے اوپر ایک مدرسہ بنایا اور طالب علم مقرر کیے اور مدرس کو کرکے جب سے اسکا نام حوض خاص مشہور ہو گیا بڑے مدرس اس مدرسے کے سید یوسف بن جمال حسینی تھے جنکا انتقال ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۲ء عیسوی میں ہوا اور اسی مدرسے کے صحن میں دفن ہوئے اور مقبرہ فیروز شاہ کا بھی اسی مقام پر ہے۔

## مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی

قطب صاحب کی لاٹھ کے پاس مسجد قوۃ الاسلام کے پیچھے نہایت ٹوٹا پھوٹا ایک کھنڈ رکھا ہوا یہ مقبرہ ہی سلطان علاء الدین خلجی کا اگرچہ یہ بادشاہ ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۲ء عیسوی کے مرا لیکن غالب ہے کہ یہ مقبرہ ۸۷۵ھ ہجری مطابق ۱۴۷۲ء عیسوی کے قطب الدین مبارک شاہ کے عہد میں بنا اسکے پاس ایک مسجد تھی اور ایک مدرسہ وہ بھی بالکل شکستہ ہو گیا ہے کچھ کچھ نشان پائے جاتے ہیں

۱۔  
فیروز شاہی  
دستار الاخبار

۲۔  
فیروز شاہی  
دستار الاخبار

۳۔  
دستار الاخبار

۴۔  
مراۃ الخائب



ٹوٹی سی چار دیواری اور پھوٹی سی قبر رضیہ سلطان بیگم بنت سلطان شمس الدین  
التمش کی ہے جو خود بھی چند مدت تخت پر بیٹھی تھی ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء  
عیسوی معز الدین بہرام شاہ کے وقت میں قتل ہوئی جب یہ مقبرہ بنا  
گرا ب بجز نشان کے اور کچھ نہیں۔

### مقبرہ معز الدین بہرام شاہ

مقبرہ سلطان غامی کے زیر دیوار سواد موضع ملک پور میں یہ مقبرہ ہے صرف  
آٹھ ستون کھڑے کر کراد سپر ج بنایا ہے جبکہ ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء  
عیسوی کے امر نے اس بادشاہ کو مار ڈالا اور علاء الدین کو تخت پر بٹھایا  
تب اس مظلوم بادشاہ کی قبر پر یہ گنبد بنا فیروز شاہ کے وقت میں اس  
مقبرے کی مرمت ہوئی تھی۔

### مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

جہان قطب صاحب کی قدیم آبادی کے ٹوٹے کھنڈر میں وہاں یہ مقبرہ ہے جبکہ ۳۱۰  
ہجری مطابق ۱۸۲۱ء عیسوی کے یہ بادشاہ مراٹو یہاں دفن کیا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا  
ہو اور پتھر سب اوکھڑ گئے ہیں جو نے کا ڈھم رہ گیا ہے اسی مقبرے کی بغل میں ایک اور  
قبر ہے مشہور ہے کہ وہ قبر خان شہید اسکے بیٹے کی ہے جو ۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۲۱ء  
کے لاہور کی طرف لڑائی میں مارا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ اس بادشاہ  
نے اپنے سامنے بنایا تھا جبکہ خود مراٹو وہ بھی یہاں دفن ہوا۔

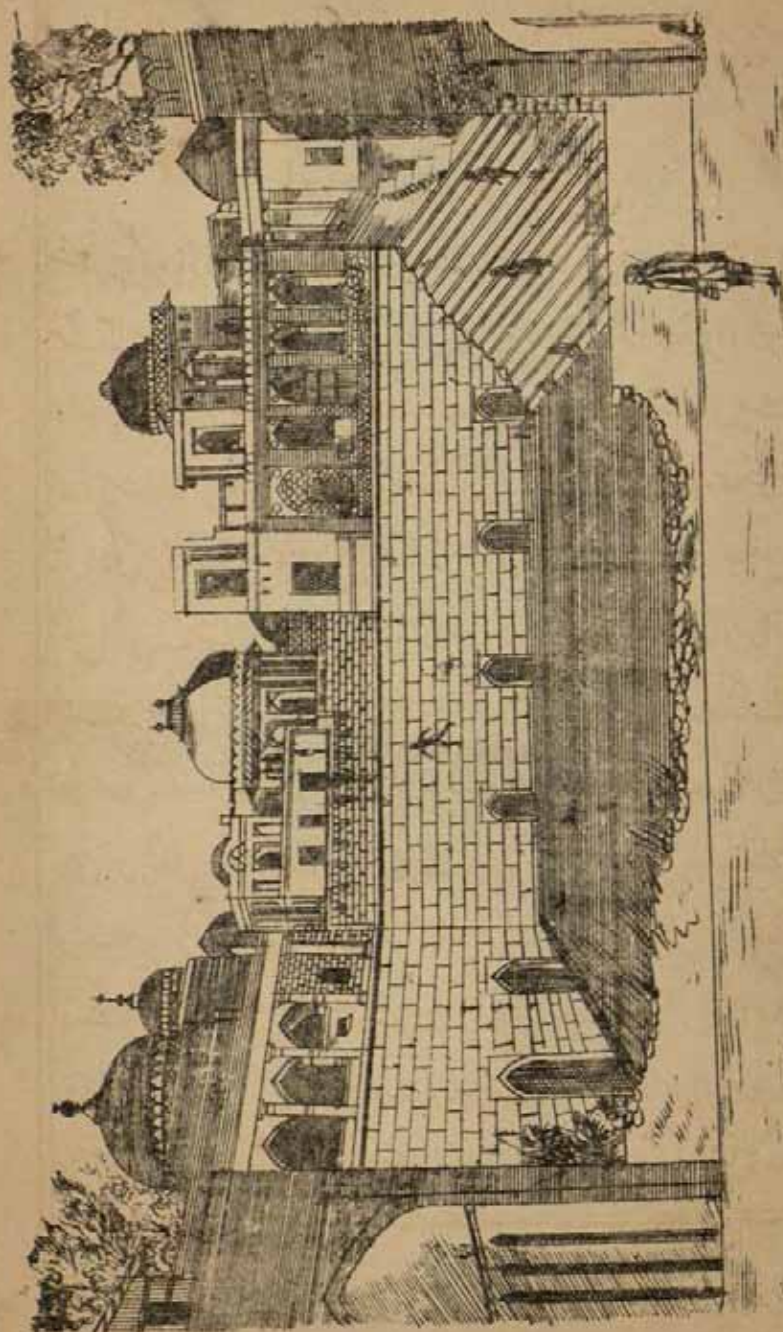
تاریخ فیروز شاہی  
شمس العظیم

فتوحات  
فیروز شاہی

معماره قديم

نقشه باغ ولى درگاه حضرت نظام الدين

محل باغ ولى

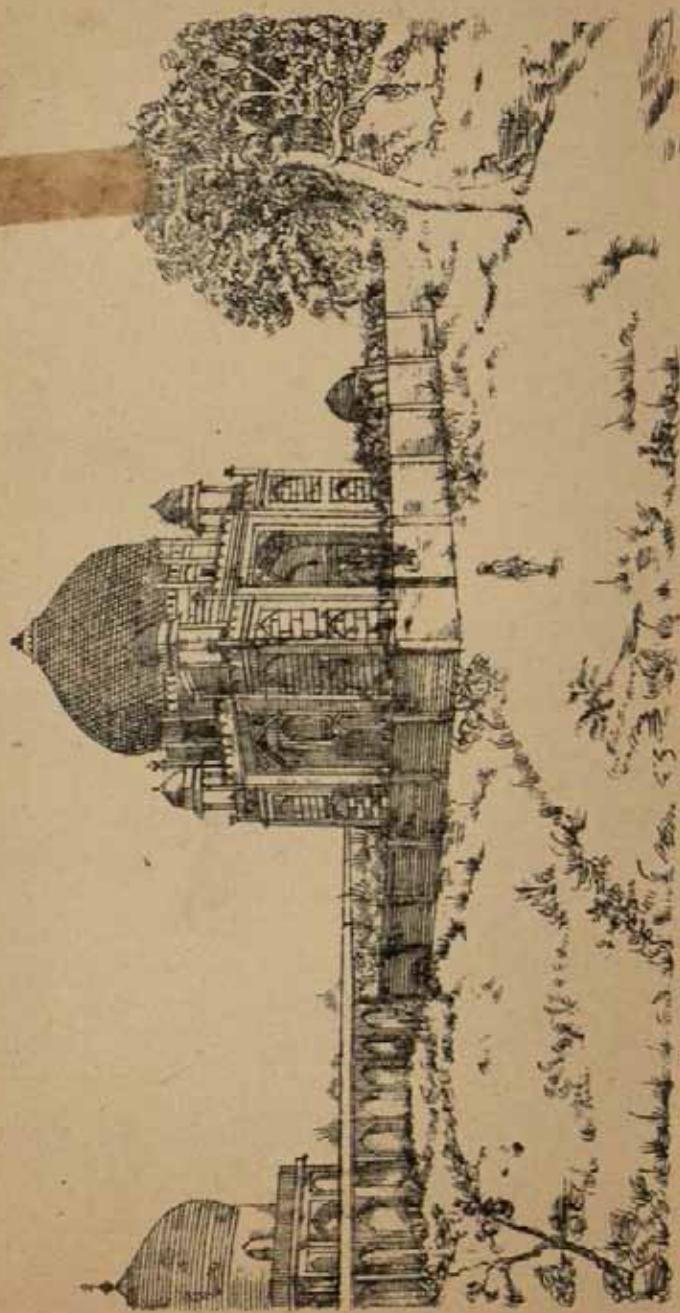




فیروز شاہ نے اپنے عہد میں اس مقبرے اور مسجد کی بھی مرمت کی تھی اور  
صندل کا پتھر کھٹ چڑھایا تھا اگر اب یہ مقبرہ بالکل بچھنے کا دم ہو سب پتھر  
او کھڑ گئے ہین اور قبر تک بھی ٹوٹ گئی ہو۔

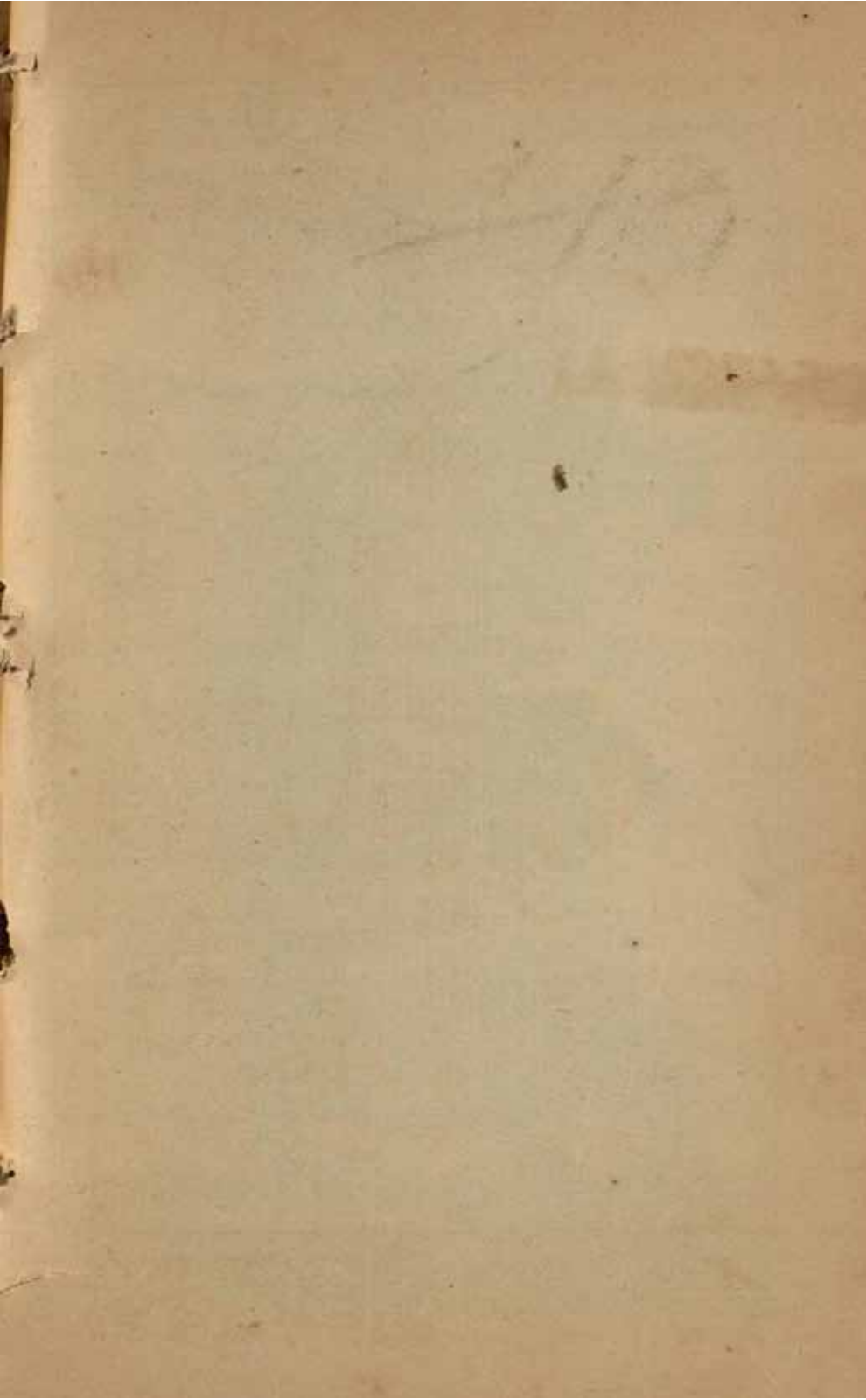
### باؤلی حضرت نظام الدین

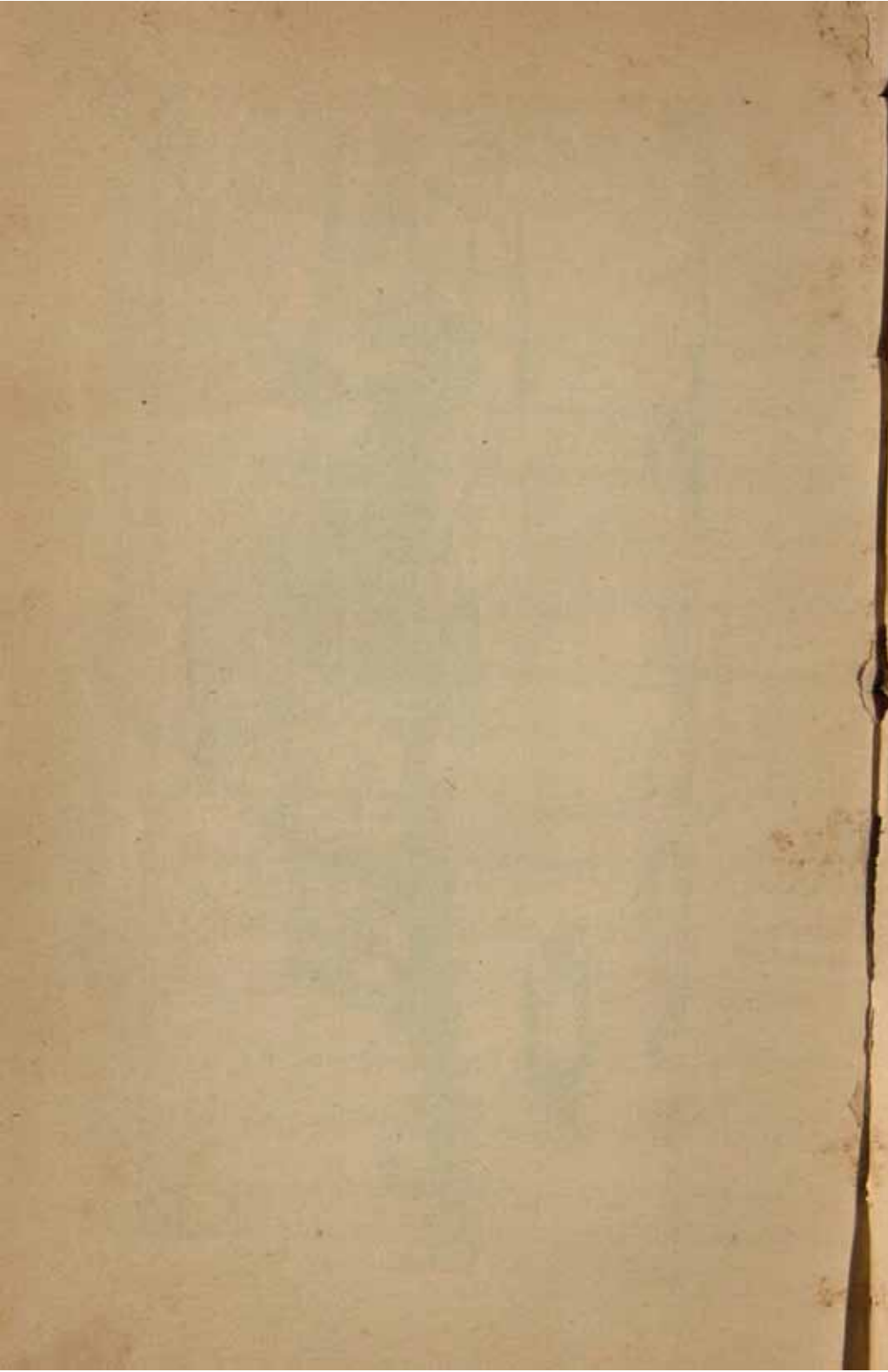
مشہور ہے کہ یہ باؤلی حضرت نظام الدین نے اپنے جیتے ہی قریب ۷۲۰ھ ہجری مطابق  
۱۳۲۰ء عیسوی کے بنائی ہو اس باؤلی کا پانی بھی متبرک گنا جاتا ہے اور جن لوگوں نے  
اور بھوت بھگنے اور پیٹ لہنے کی منت سے اس میں نہایا جاتا ہے یہ باؤلی بہت خوب  
اور نہایت روشن ہے پانی کے اندر تہ ملک اسمین گول سیڑھیاں بہت خوشنماں سے  
بنی ہوئی ہین ۷۲۰ھ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء عیسوی کے محمد معروف ابن وحید الدین نے  
اس باؤلی کے جنوبی ضلع پر فیروز شاہ کے عہد میں کچھ مکانات بنائے اور جانب جنوب  
ایک پتھر پر چند اشعار لگائے وہ پتھر اور اشعار ناموزون و خوارشت اب تک قائم ہے  
اس باؤلی کے اوپر اور بھی مکانات اور قبرستان بن گئے ہین اور میلے کے دن ہزاروں  
 آدمی اس باؤلی پر جمع ہوتے ہین اور بہت اونچی اونچی جاگہ سے تیرنے والے باؤلی میں  
کوڑے ہین بڑا تماشا یہ ہوتا ہے کہ تماشاں اوپر سے پیسہ پھینکتے ہین اور کوڑے والے  
اس کے ساتھ کوڑے ہین اور رستے میں پیسہ لپک پلتے ہین اس درگاہ کی چار  
دیواریں اب احمد بخش خان بہادر والی فیروز پور نے بنوادی ہو اور دروازے  
پر یہ مصرع لکھوادی ہو مصرع  
شایان چه عجب لر بنوا زندگدارا



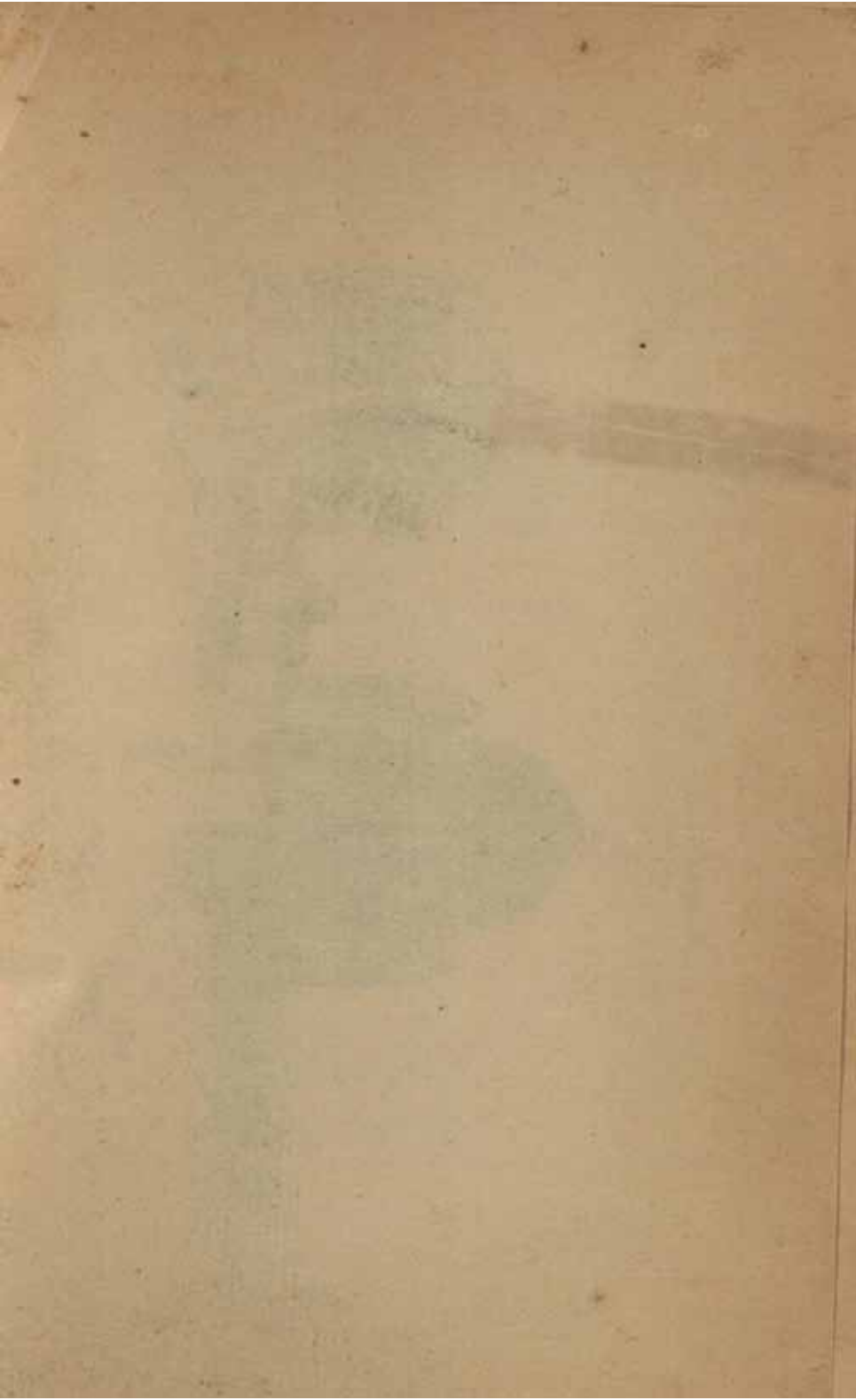
نقشه مقبره اندرون احاطه







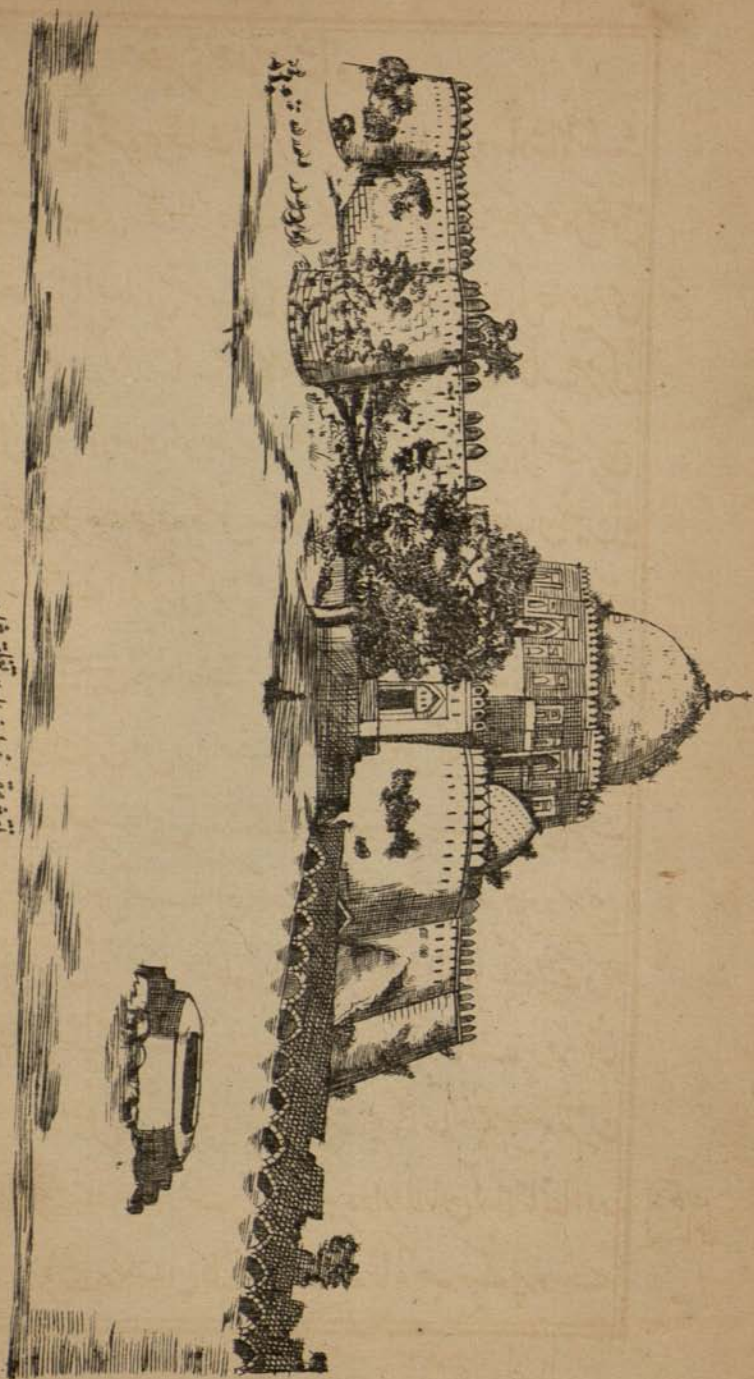




## مقبرہ تغلق شاہ

قلعہ تغلق آباد کے پاس یہ مقبرہ ہو غیاث الدین تغلق شاہ کا جبکہ وہ بادشاہ ۲۵<sup>ھ</sup> ہجری مطابق ۱۲۷۲ء عیسوی کے مراواؤں کے بیٹے محمد شاہ تغلق نے جسکو محمد عادل تغلق بھی کہتے ہیں یہ مقبرہ بنایا قطع اس مقبرے کی بہت خوبصورت ہو برج کی چار دیواری بالکل سنگ سرخ کی ہو اور گنبد سنگ مرمر کا سنگ سرخ میں جا بجا سنگ مرمر کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں اور بہت خوبصورت منبت کاری کی ہوئی ہو اسکے برج کا لداؤ بہت بلند ہو پتھر ایسے خوب وصل کیے ہیں کہ اب تک ذرا نقصان نہیں آیا گرد اس مقبرے کے چھوٹے اور پتھر کی تھونہ فیصل اور اسکی دیواریں اندر کے رخ حجرے بنے ہوئے ہیں حسین زمیندار بستے ہیں فیصل کا دروازہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اوسمیں بتیل سیرھیاں ہیں اس دروازے سے قلعہ تغلق آباد تک ایک پل بنایا ہوتا کہ قلعہ میں سے مقبرے میں آنے کا راستہ ہو کیونکہ اسکے چاروں طرف جنگل کا پانی بھرا رہتا تھا اس مقبرے میں ایک تو اسی بادشاہ کی قبر ہو دوسری محدومہ جہان اسکی بیوی کی تیسری سلطان محمد عادل تغلق شاہ اسکے بیٹے کی جو ۲۵<sup>ھ</sup> ہجری مطابق ۱۲۷۲ء عیسوی کے رود سندھ کے کنائے پر مرا تھا دروازے کے پاس جو فیصل کا برج ہو اسپر بھی ایک چھوٹا سا گنبد ہو معلوم نہیں کہ اوسمیں کسکی قبر ہو فیروز شاہ کے وقت میں یہ مقبرہ دارالامان کہلاتا تھا اور فیروز شاہ نے ان قبروں پر صندل کا چھپر کھٹا اور خانہ کعبہ کے پردے





نقشه مقبره نیا شایرین قلعه شاه

Handwritten text in a cursive script, likely Arabic or Persian, enclosed within a rectangular border. The text is faint and mostly illegible due to fading or bleed-through from the reverse side of the page.



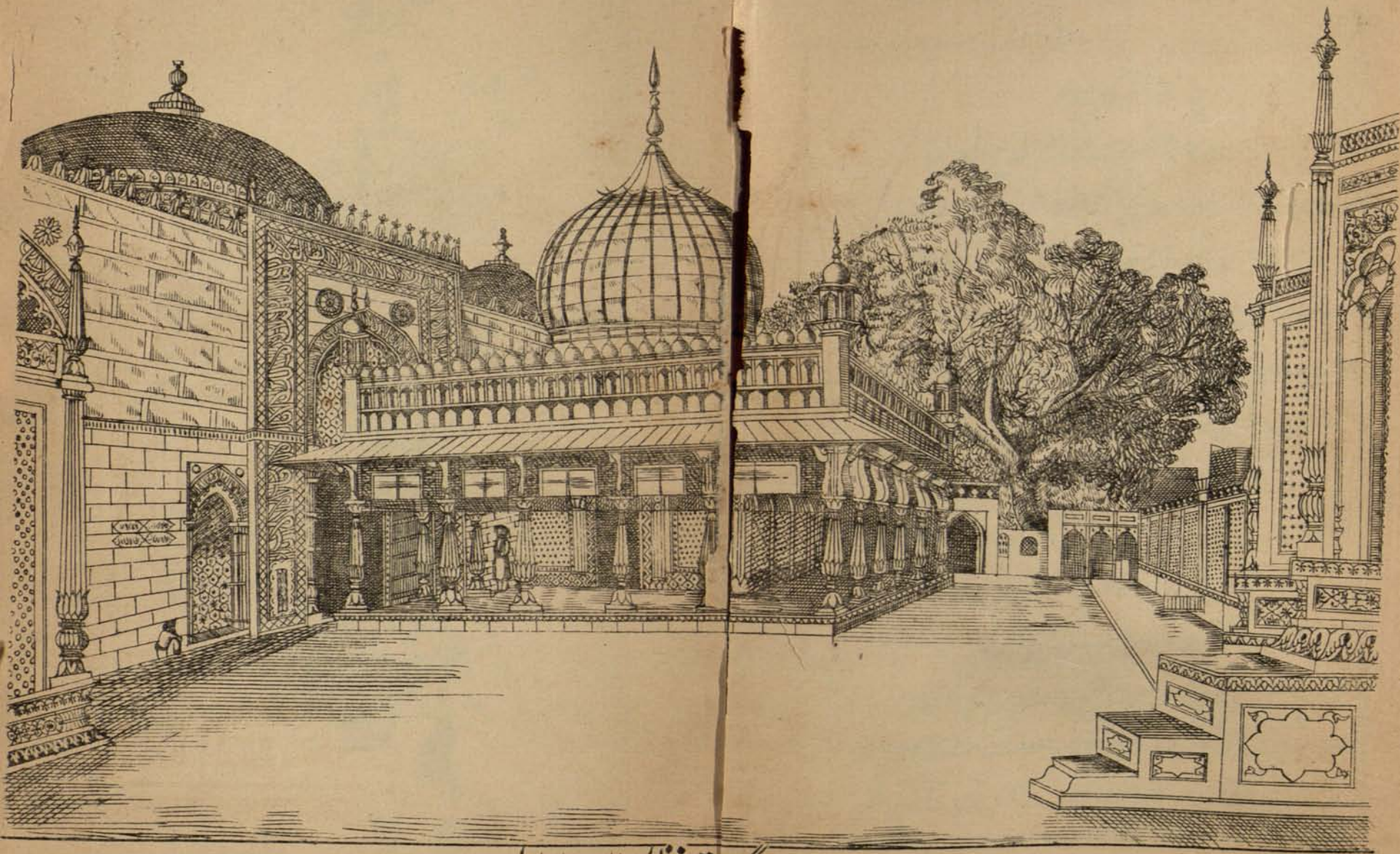
چڑھائے تھے اور جن جن لوگوں کو کہ سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے مار ڈالا تھا یا اون کے ہاتھ پائوں ناک کان کاٹ ڈالے تھے یا اندھا کر دیا تھا اون کو اور اون کے وارثوں کو روپیہ دیکر راضی کیا اور عفو جراثم کی سندیں لیکر اور ایک صندوق میں بند کر کر قبر کے سرھانے رکھوا دیا تھا۔

### درگاہ حضرت نظام الدین اولیا

یہ درگاہ پُرپانے قلعہ سے ایک میل آگے بہت نامی ہے جبکہ حضرت نظام الدین کا ۷۱۲ھ ہجری مطابق ۱۳۱۲ء عیسوی کے انتقال ہوا تو آپ کے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد اور جالیان تھیں فیروز شاہ نے اپنے وقت میں اوپر صندل کا چھپر کھٹ چڑھایا اور برج کے چاروں کونوں میں سونے کے کٹوے سونے کی زنجیروں میں لٹکائے ۷۱۹ھ ہجری مطابق ۱۳۱۹ء عیسوی کے سید فرید خان نے بڑے اکبر کے عہد میں گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان لگائیں اور گنبد کے اندر ایک لوح پر چند اشعار تاریخ کے لکائے کہ مادۂ تاریخ اوسکا۔ قبلہ کہ خاص و عام ہے۔ بعد اسکے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں فرید خان المخاطب بمرقزی خان نے ۷۲۸ھ ہجری مطابق ۱۳۲۸ء عیسوی کے آپ کے مزار پر سیپ کی کچھکاری کا بہت تحفہ چھپر کھٹ چڑھایا حقیقت میں اسکی کچی کاری بہت تحفہ ہے اور اوس کچی کاری میں چند اشعار تاریخ کندہ ہیں کہ مادۂ تاریخ اوسکا۔ قبلہ شیخ ہے۔ بعد اسکے ۷۳۸ھ ہجری مطابق ۱۳۳۸ء کے شاہجہان کے عہد میں خلیل اسد خان نے اس گنبد کے گرد سنگین بارہ دری

فوتحات  
فیروز شاہی

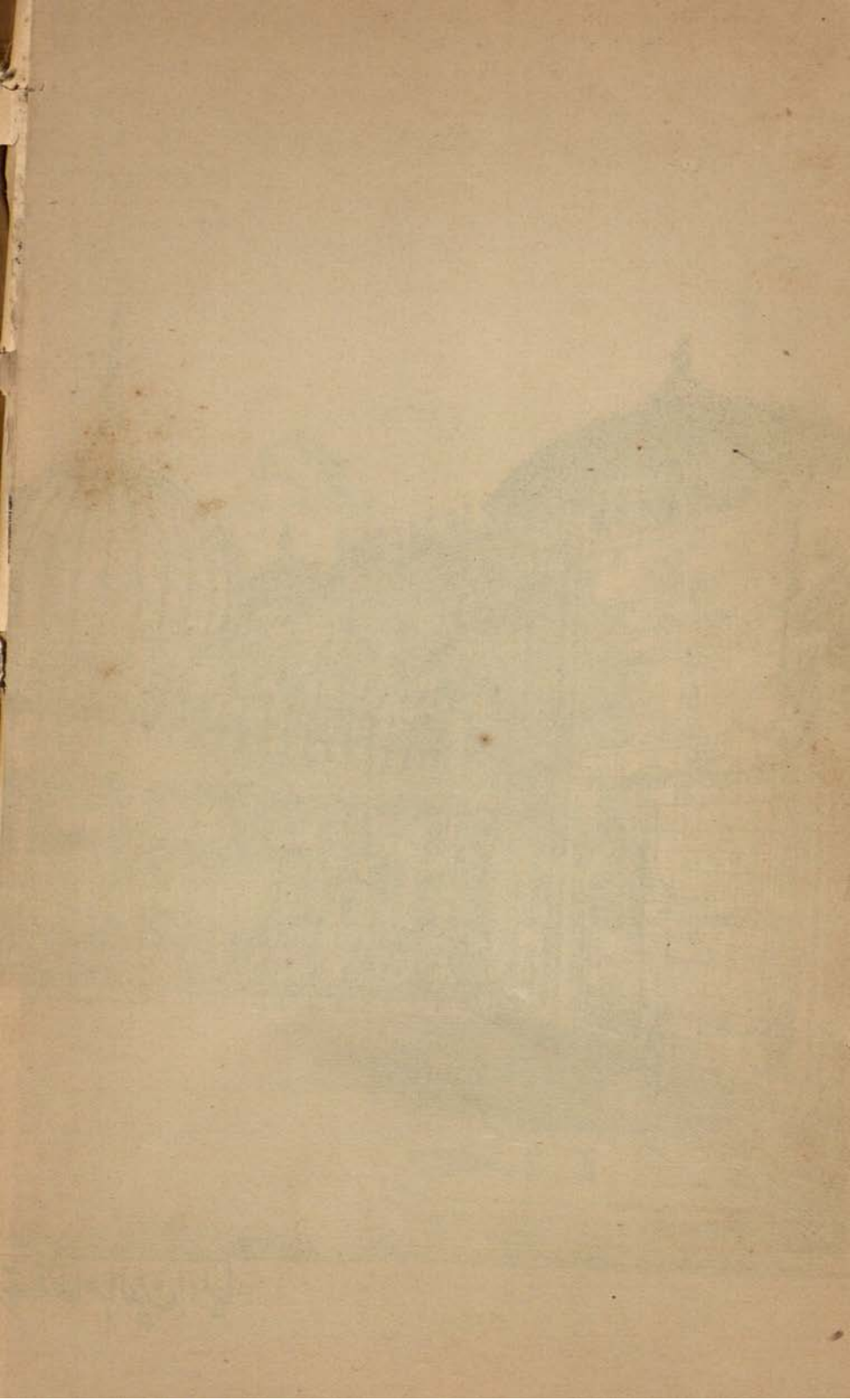




درگاهت نظام الدین اولیاء





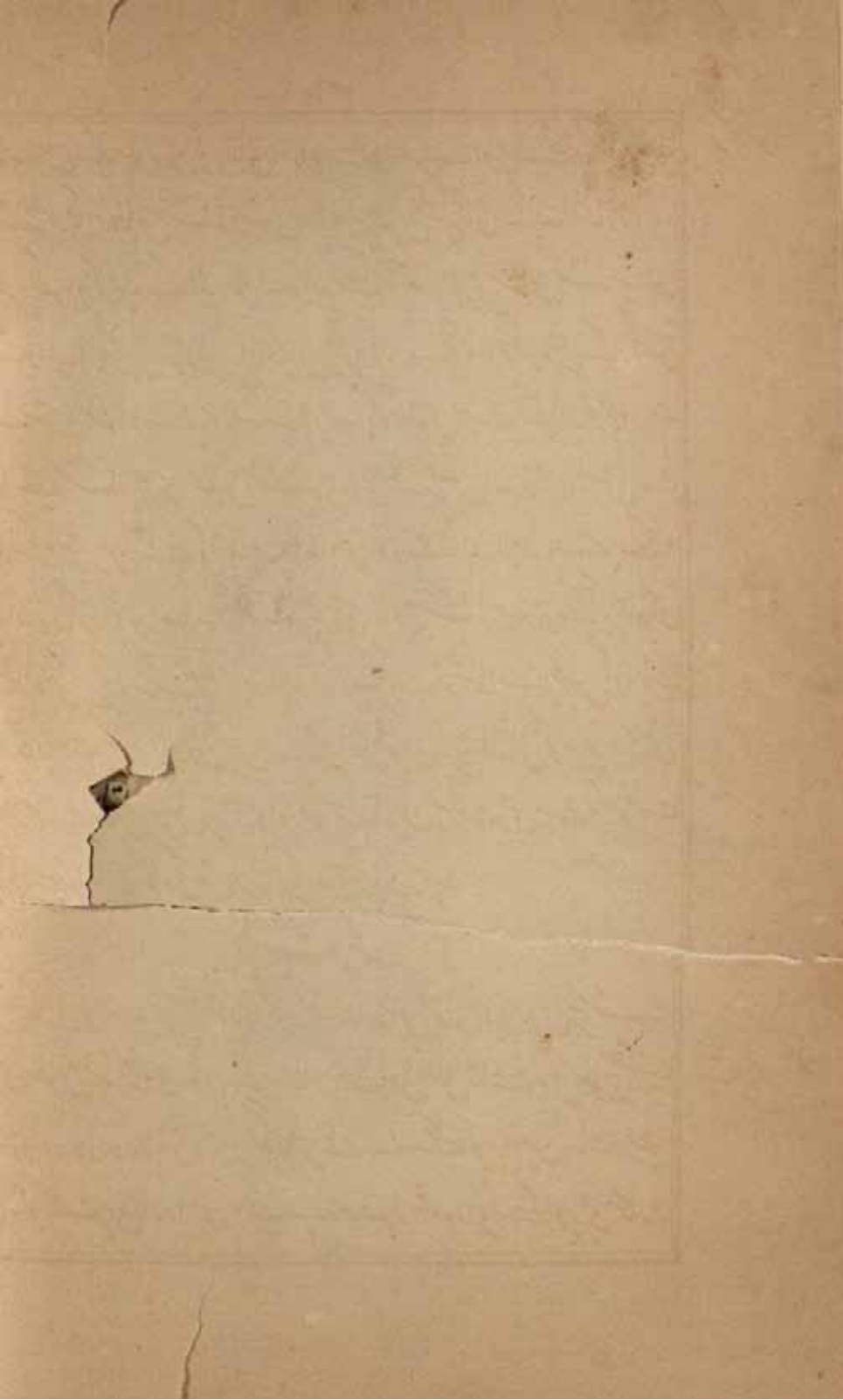




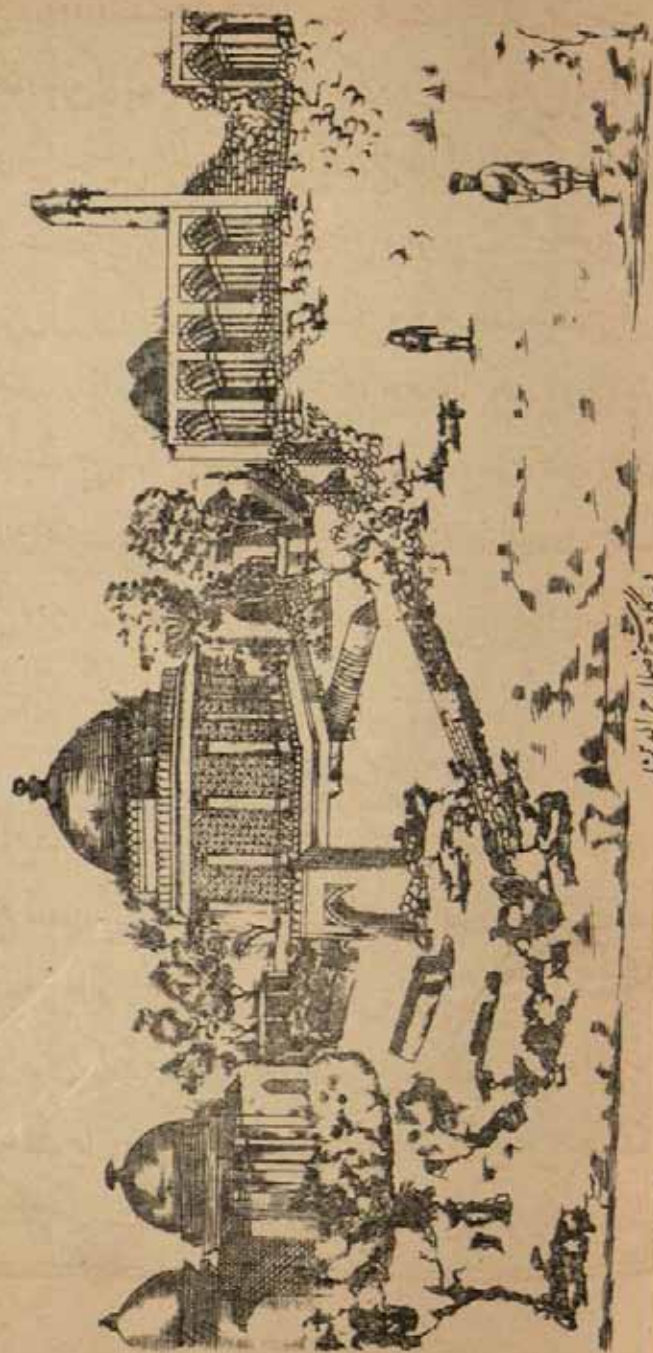
سنگ سرخ کے ستونوں کی بنائی اور اس کے دوسرے اور چوتھے در پر کتبہ لکھوا دیا  
 ۶۹۱ھ ہجری مطابق ۱۲۵۵ء عیسوی کے عزیز الدین عالمگیر ثانی نے چند اشعار اردو ایک  
 پتھر پر کھودوا کر گنبد کے اندر لگا دیے بعد اسکے ۱۲۲۳ھ ہجری مطابق ۱۸۰۸ء عیسوی  
 کے نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور نے غلام گردش کے سنگ سرخ  
 کے ستون نکلاوا ڈالے اور سنگ مرمر کے ستون بہت تحفہ اور خوبصورت  
 لگا دیے ۱۲۳۲ھ ہجری مطابق ۱۸۱۷ء عیسوی کے فیض السرخان بنگش نے  
 غلام گردش میں تانبے کی چھت چڑھا دی اور سونے اور لاجورد سے بہت تحفہ  
 سینا کاری کروادی بعد اسکے ۱۲۳۹ھ ہجری مطابق ۱۸۲۳ء عیسوی کے اکبر شاہ ثانی  
 نے اس برج کو سنگ مرمر کا بنوا دیا اور اوپر بہت خوشنما سنہرے کلس لگوا دیا اب  
 یہ درگاہ بہت عمدہ عمارتوں میں سے ہے ستر ٹھوہین ربیع الثانی کو ہر برس می  
 دھوم سے یہاں عرس ہوتا ہے اور موسم بہار میں بسنت بھی بہت دھوم سے  
 ہوتا ہے مسجد اس درگاہ کی فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے۔

### ست پلہ

موضع کھرکی کی سرحد میں متصل درگاہ حضرت روشن چرخ دہلی پہ پل ہے ۱۲۵۷ھ  
 ہجری مطابق ۱۸۴۲ء عیسوی کے سلطان محمد عادل تغلق شاہ نے یہ پل بنایا ہے در حقیقت  
 یہ بندہ ہے اور دور دور کا پانی اس میں گھیرا ہوا ہے کہ نکلنے کو بیچ میں سات در بطور  
 پل کے بنائے ہیں اور اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہوا ہے اور پر بھی مکان







بنے ہوئے ہیں اور دو دروازے بہت خوشنمائی سے بنائے ہیں ایک جگہ سے یہ  
 مل ٹوٹ گیا تھا وہاں کیا بند بنا دیا ہوا اس بل کے درون کے پاس ایک کنواں  
 تھا اگرچہ وہ کنواں اب نہیں رہا مگر نالے میں ایک گڑھا کر رہا ہے جس میں جمع کرتے ہیں  
 اور اسکو تبرک سمجھتے ہیں بیماروں کو نہلاتے ہیں اور بچوں کے لیے ٹھیلوں میں  
 پانی بھر کر اور سرس کی پتی رکھ کر دور دور لیجاتے ہیں کاتک کے مینے میں دیوالی  
 کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن بڑا ہجوم ہوتا ہے صد ہا زن مرد اور  
 بچے نہانے کو آتے ہیں تاکہ آسید جن اور بھوت اور جادو سے محفوظ رہیں  
 کہتے ہیں کہ یہاں حضرت روشن چرخ دہلی نے وضو کیا تھا اس کے سبب  
 یہاں کے پانی کو بزرگ جانتے ہیں دیوالی کے دنوں میں یہاں کے پانی  
 کی چھوٹی سی ٹھیلیاں چمکے کو کہتی ہیں۔

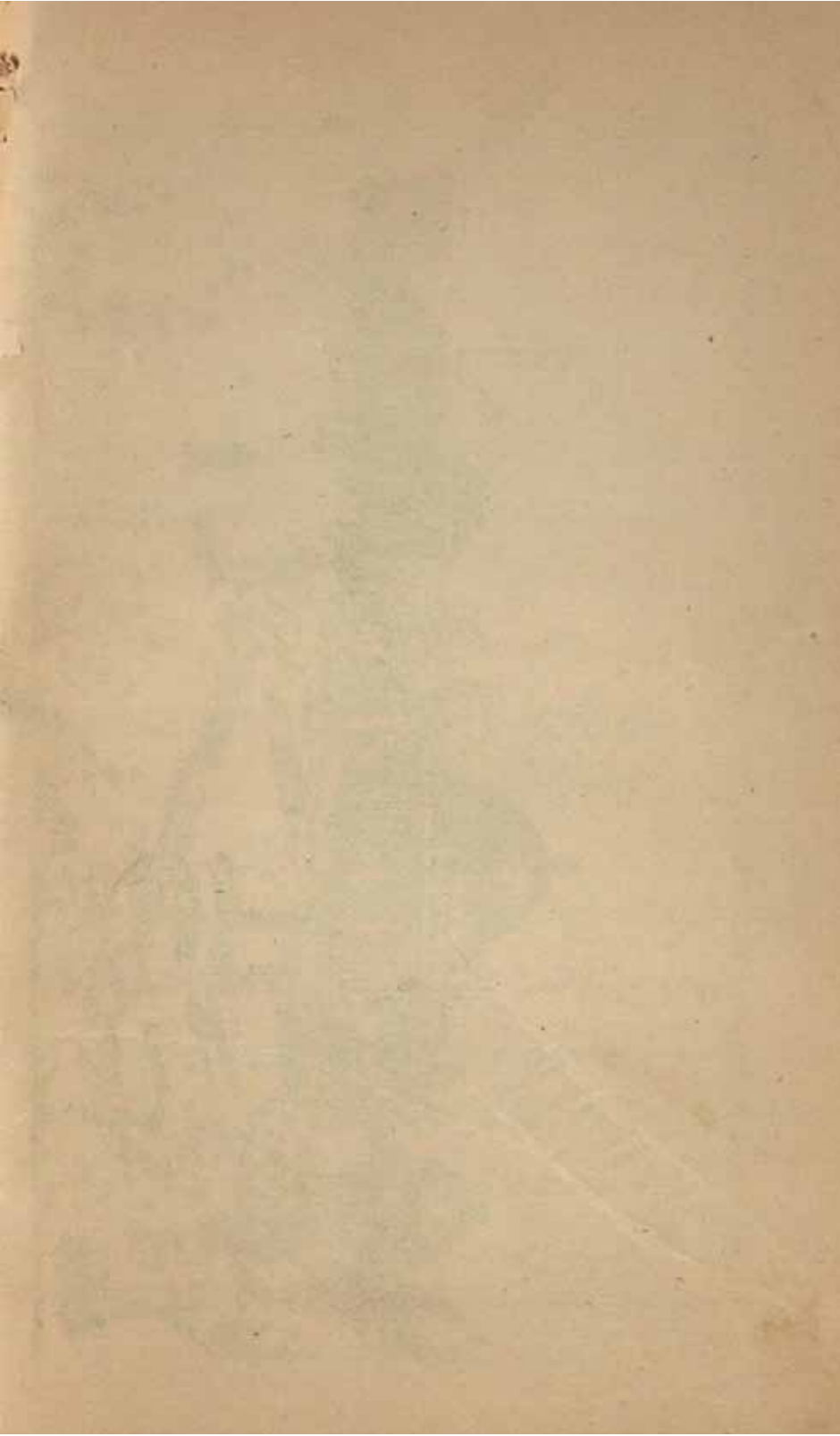
### درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین سلطان محمد عادل تغلق شاہ کے وقت میں تھے اور  
 آپ مریدین شیخ صدر الدین کے محمد تغلق شاہ کو ہمیشہ سخت جواب دیتے تھے  
 جب آپ کا انتقال ہوا تو موضع کھڑکی کے متصل دفن کیا یقین ہے کہ یہ شہر ہی  
 مطابق ۳۱۵ عیسوی کے فیروز شاہ کے وقت میں یہ درگاہ بنی آپ کے مزار پر ایک  
 گنبد ہوا اور اس کے چاروں طرف جالیان ہیں اس کے پاس بہت بڑی  
 مسجد تھی اب اکثر جگہ سے گر پڑی ہے اس کے پاس مجلس خانے کا

اخبار لاخیر









والان ہر ایک اور چھوٹے سے گنبد میں اور قبر میں ہیں اٹھائیسویں صفر کو ہر برس یہاں عرس ہوتا تھا اب چندے سے موقوف ہو گیا ہے۔

## مسجد درگاہ حضرت نظام الدین

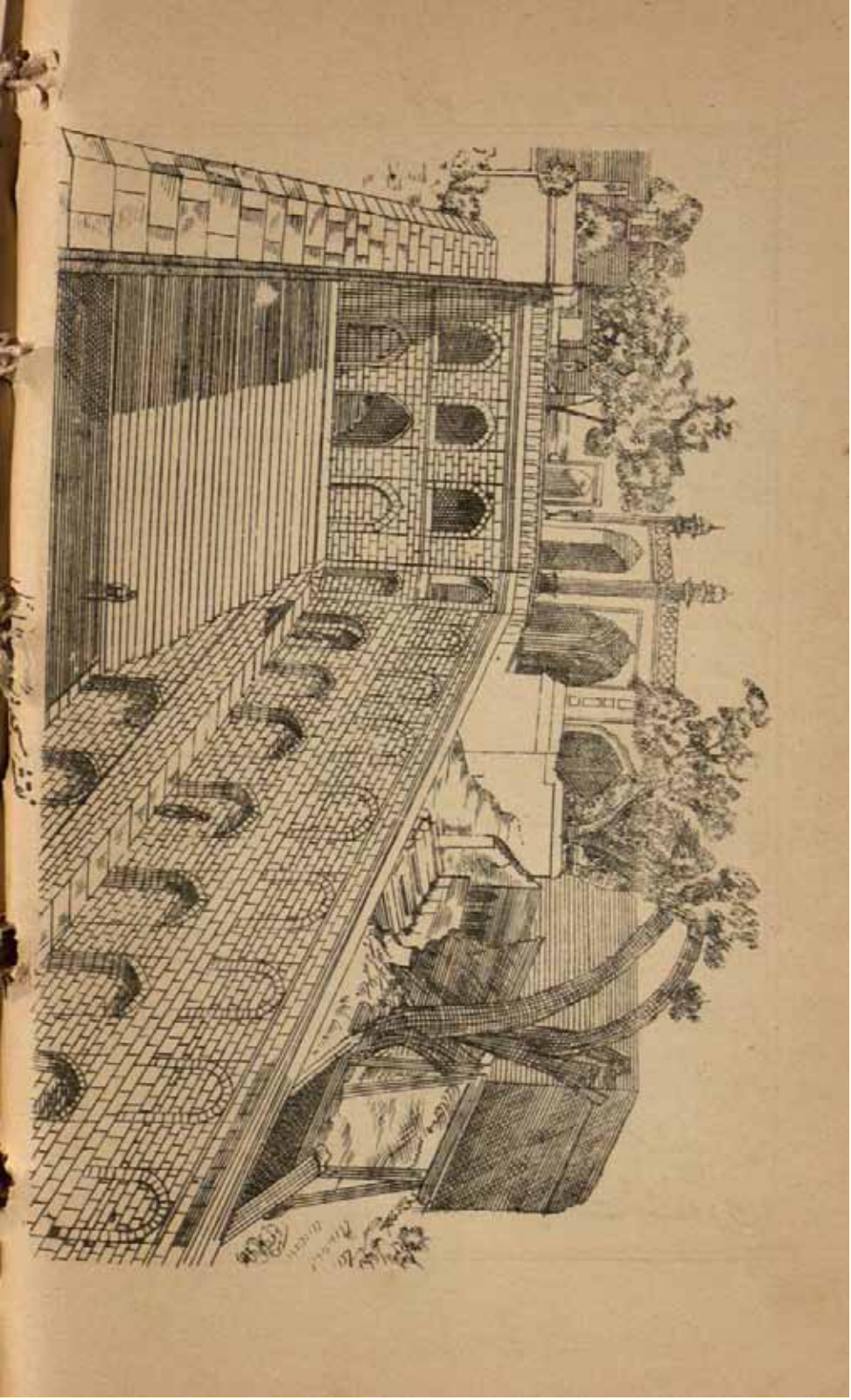
یہ مسجد جو کتابوں میں جماعت خانہ کہ کر لکھا ہے حضرت نظام الدین کی درگاہ میں ہے اس مسجد کو فیروز شاہ بادشاہ نے قریب ۷۵۰ ہجری مطابق ۱۳۵۷ عیسوی کے بنایا ہے خود فیروز شاہ لکھتا ہے کہ یہ جماعت خانہ نے سرے سے بنایا پہلے یہاں نہ تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خادموں میں جو اس مسجد کا پہلے سے ہونا مشہور ہے غلط ہے مسجد بہت نامور ہے اس مسجد کا بیچ کا درجہ زانگ سرخ کا ہے اور چوڑا دروازے کے قطر کا گنبد ہے اس کے بیچ میں سونے کا کٹورہ لٹکتا ہے جاٹوں نے آسمین گولیاں مار تھیں مگر ٹوٹا نہیں دو درجے اس بڑے درجے کے اوپر اوپر دھرمین اور اونکی چھت پر دو درجے ہیں کہ ساری مسجد کے پانچ برج ہوئے مسجد کے درون کی پیشانی پر بعضی جگہ نسخ خطا اور بعضی جگہ کوئی خط میں آیات قرآنی کندہ ہیں مگر تاریخ نہیں ہے باہر کی دیوار پر صحن کے رخ تھوڑے دن ہوئے ہونگے کہ کسی شخص نے حضرت نظام الدین کے انتقال کی تاریخ کھود دی ہے مگر پہلے کی کھود دی ہوئی نہیں ہے

## تاریخ

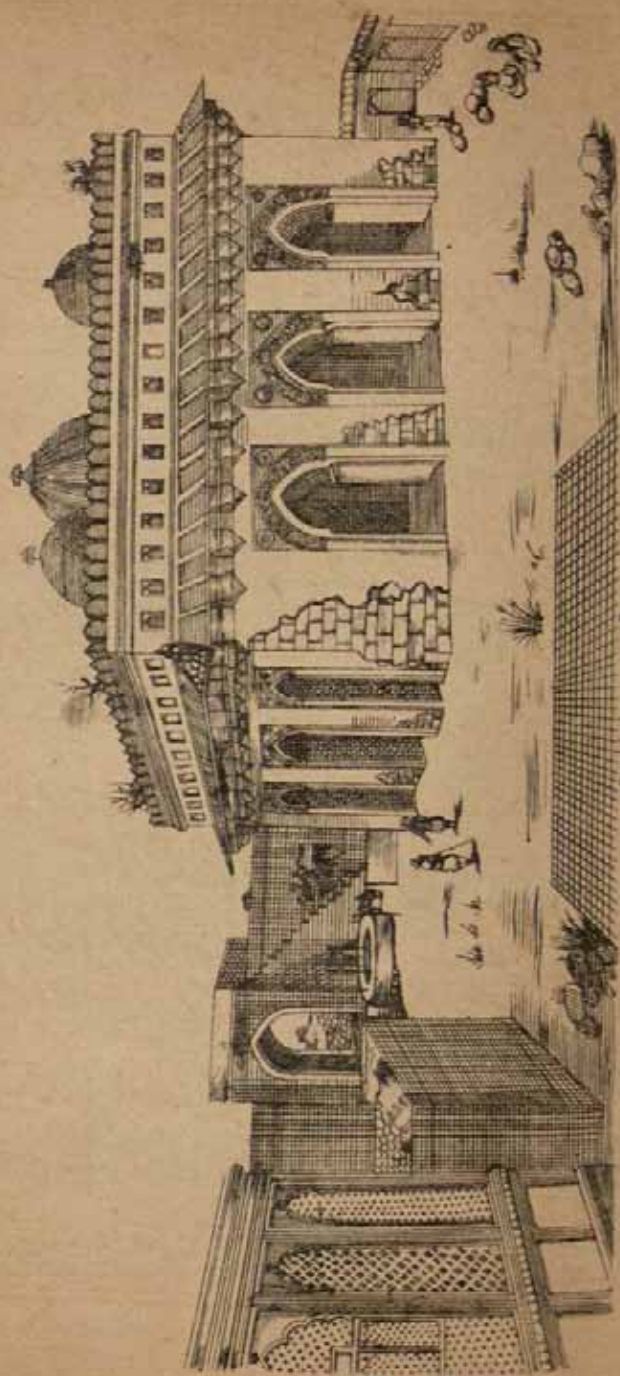
سراج دو عالم شدہ یقین  
نہاداد ہا لقت شہنشاہ دین

نظام دو گیتی شہر ما وطن  
چو تاریخ فوتش حکیم زغیب

نوشہ خانہ کو نشان  
شیخ علی احمد  
شیخ عبدالحق  
نوشہ خانہ  
خواجہ میر لکھا  
ہر کہ مسجد  
شاہی خانہ  
خضر خان سلطان  
علاء الدین کے  
میلوں نے  
بنائی ہوئی  
۱۷۹۵  
مطابق ۱۱۹۵  
عیسوی میں  
اصول میں  
جماعت خانہ  
فیروز شاہ کا  
ہوگا مجلس  
خانہ کے نام  
سے مشہور ہے  
۱۲







## مسجد جامع فیروزی

فیروز شاہ نے اپنے کوٹلہ میں قریب ۵۵۰ سہ ہجری مطابق ۱۱۵۰ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی چنانچہ اب تک یہ مسجد ٹوٹی پھوٹی لاٹھ کے پاس موجود ہے اس مسجد کا گنبد بہت پہلو تھا اور اس کے آٹھوں طرف بادشاہ نے تاریخ فتوحات فیروز شاہی کا خلاصہ جو اس بادشاہ نے خود اپنے حالات میں تصنیف کی تھی پتھر میں کھودا کر لگا دیا تھا اور اس میں خلاصہ اول احکامات کا تھا جو اس بادشاہ نے درباب اوقاف اور دربارہ کمرے میں سیاست بدنی اور لینے خرچ اور آسائش رعایا میں جاری کیے تھے لیکن اس گنبد کا اب نشان بھی نہیں رہا ٹوٹے ہوئے پتھر بھی کمین نہیں ملتے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنبد جہانگیر بادشاہ کے زمانے تک ثابت تھا پھر معلوم نہیں کہ کس زمانے میں ٹوٹا ۵۵۰ سہ ہجری مطابق ۱۱۵۰ عیسوی میں جب تیمور نے دلی کو فتح کیا تو اسی مسجد میں تیمور کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

## کوشک انور یا ہندیان

یہ ایک کہنہ عمارت ہے کوٹلہ فیروز شاہ کے سامنے چلنے کے پاس اگرچہ اس کا حال کچھ معلوم نہیں مگر کتابوں میں اس کا نام کوشک انور لکھا ہے اس کے نام سے یقین پڑتا ہے کہ کسی بادشاہ کی بنائی ہوئی ہو کیونکہ اس طرح کے نام اس زمانے میں بادشاہی عمارتوں کے ہوتے تھے اور جس موقع پر یہ عمارت محاذی کوٹلہ کے واقع ہے اس قرینے سے متصور ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے پھر کچھ

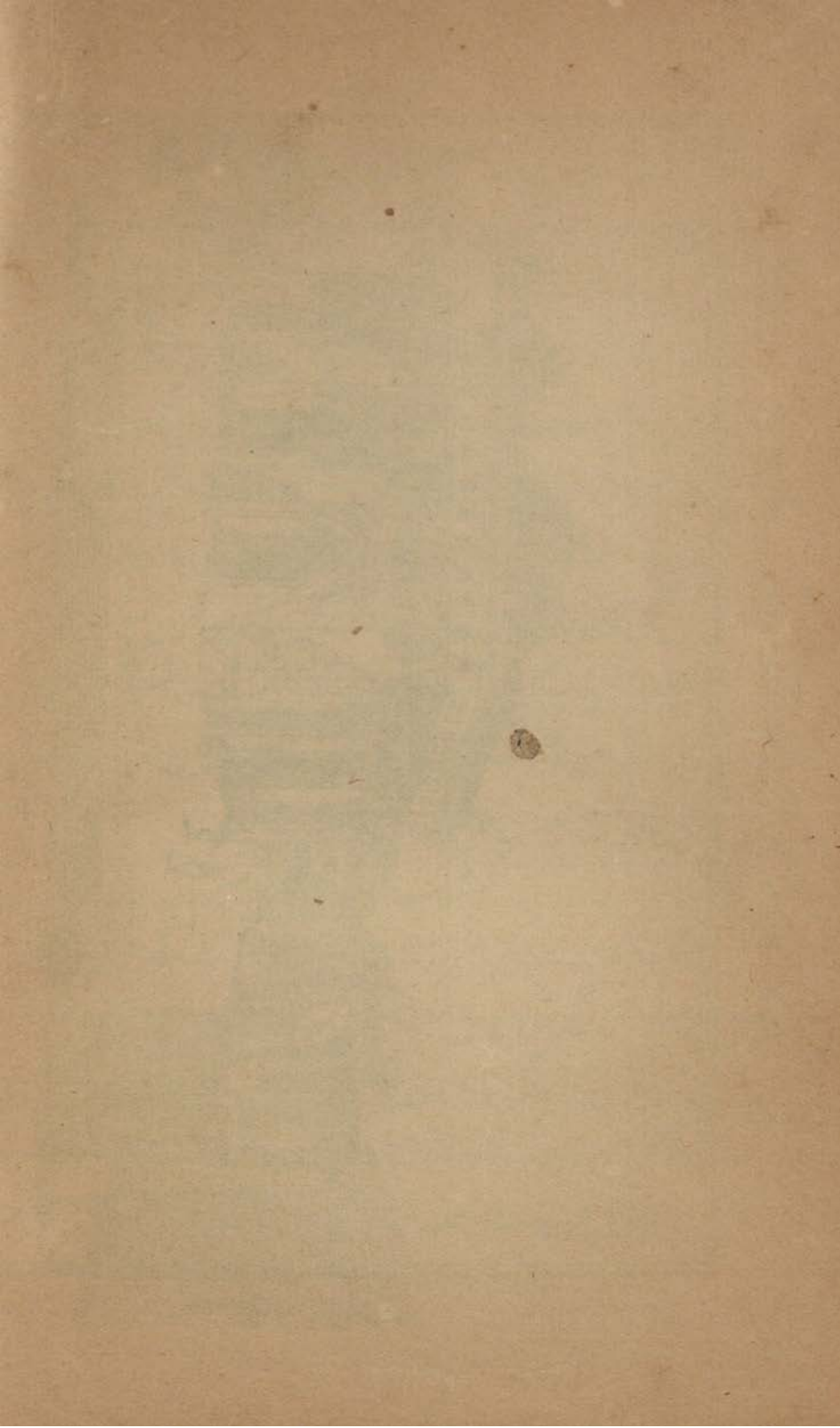
تاریخ فرشتہ

تورک تہذیب

انند الاخبار











نیشابور

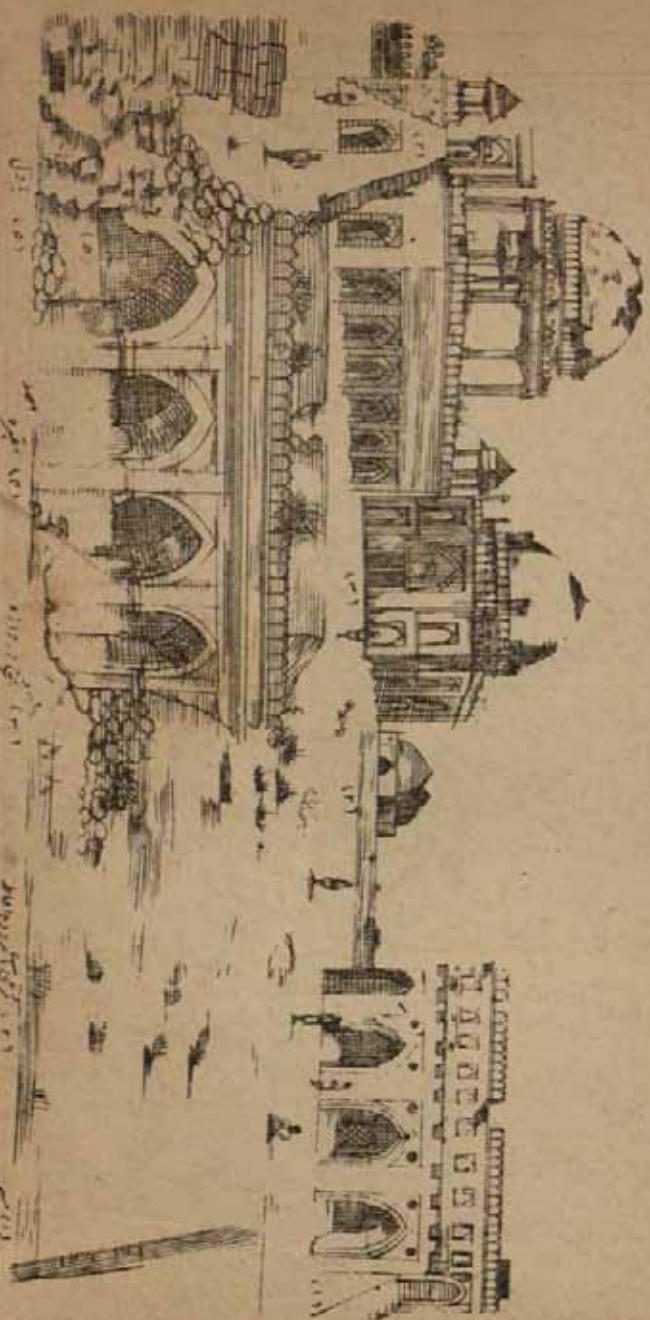




عجب نہیں کہ قریب ۵۵۰ سہری مطابق ۳۵۰ عیسوی کے بنی ہوہندوستان میں  
 رواج ہو گیا ہے کہ برسویں دن بٹے پیر کی نیاز میں کاغذ کی برجی جسکو ہندی  
 کہتے ہیں بنا کر اس کے چاروں طرف روشنی کرتے ہیں یا تو اس سبب سے کہ  
 اس عمارت کی صورت اوسی طرح کی ہو اور یا اس سبب سے کہ خاص اوس دن  
 کی روشنی کو بنی تھی ہندیان اسکا نام مشہور ہو گیا ہو ہر حال اسکے دونوں  
 ناموں سے ثابت ہے کہ یہ عمارت روشنی کرنے کے لیے بنی ہو یہ مکان  
 نئے قطع کا ہے اسکے نیچے درہ لاد کر سی دی ہو اور پھر اس کے اوپر پانچ برج  
 بنائے ہیں چار چاروں کو نوں پر اور ایک بیچ میں برجوں کی قطع بھی  
 بہت خوبصورت ہے مگر اب یہ مکان بہت شکستہ ہو گیا ہے اور جو کہ نئے بنائے  
 اور پتھر سے بنا ہوا تھا اس واسطے بالکل گر بڑا ہے و ایک برجیاں باقی رہ گئی ہیں۔

### بولی بھٹیاری کا محل

یہ ایک نئے ہو شہر شاہجہان آباد کے باہر تھوٹے فاصلے پر درگاہ سید حسن سولنا  
 کے پاس غالب ہے کہ یہ بند فیروز شاہ کا اوس زمانے کا بنایا ہوا ہے جس زمانے  
 میں کہ اوسنے کوشاک شکار بنایا یعنی قریب ۵۵۰ سہری مطابق ۳۵۰ عیسوی  
 کا اور اس بند پر ایک مکان چھوٹا سا بہت بد قطع بنا ہوا ہے اس مکان کا یہ  
 نام ہے مشہور ہے کہ کسی زمانے میں بولی خان بھٹی اس مکان میں رہتے تھے  
 جب سے بولی بھٹیاری کا محل مشہور ہو گیا ہے یہ بند بہت خوب بنا ہوا ہے

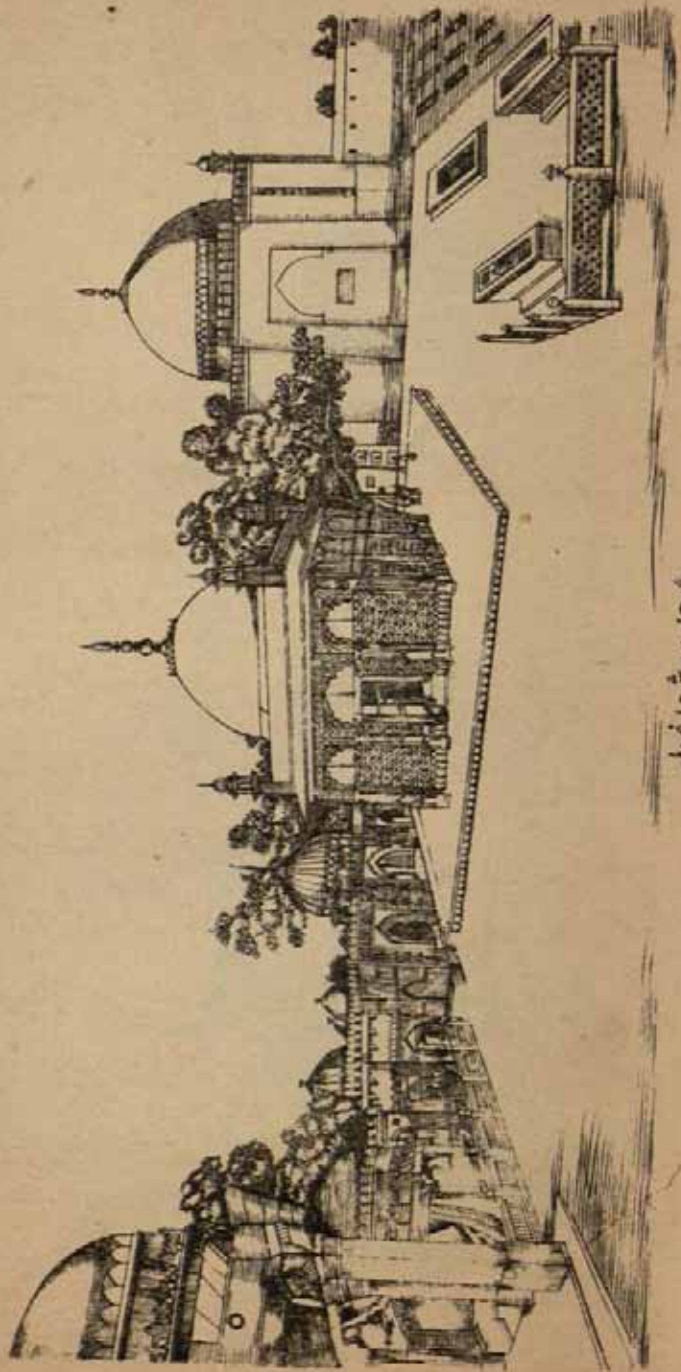


بیت پادشاهی

در کوه کربلا

در کوه کربلا





دہلی دھرتی دہلی دہلی

اور اب تک بجز تھوٹے سے نقصان کے اور کچھ نہیں بگڑا اسی بند پر ہر سال اسٹھ کے مہینے میں پورنامشی کو پون پر چھپا کامیلہ ہوتا ہے اور برہمن جا کر اس میدان میں ایک جھنڈی کھڑی کر کر ہوا کو فیکھتے ہیں اور اس سے موسم کی بھلائی برائی کا حال بتاتے ہیں اور اس روز یہاں بڑا میلہ اٹھا ہوتا ہے۔

### کالی مسجد کوئلہ نظام الدین

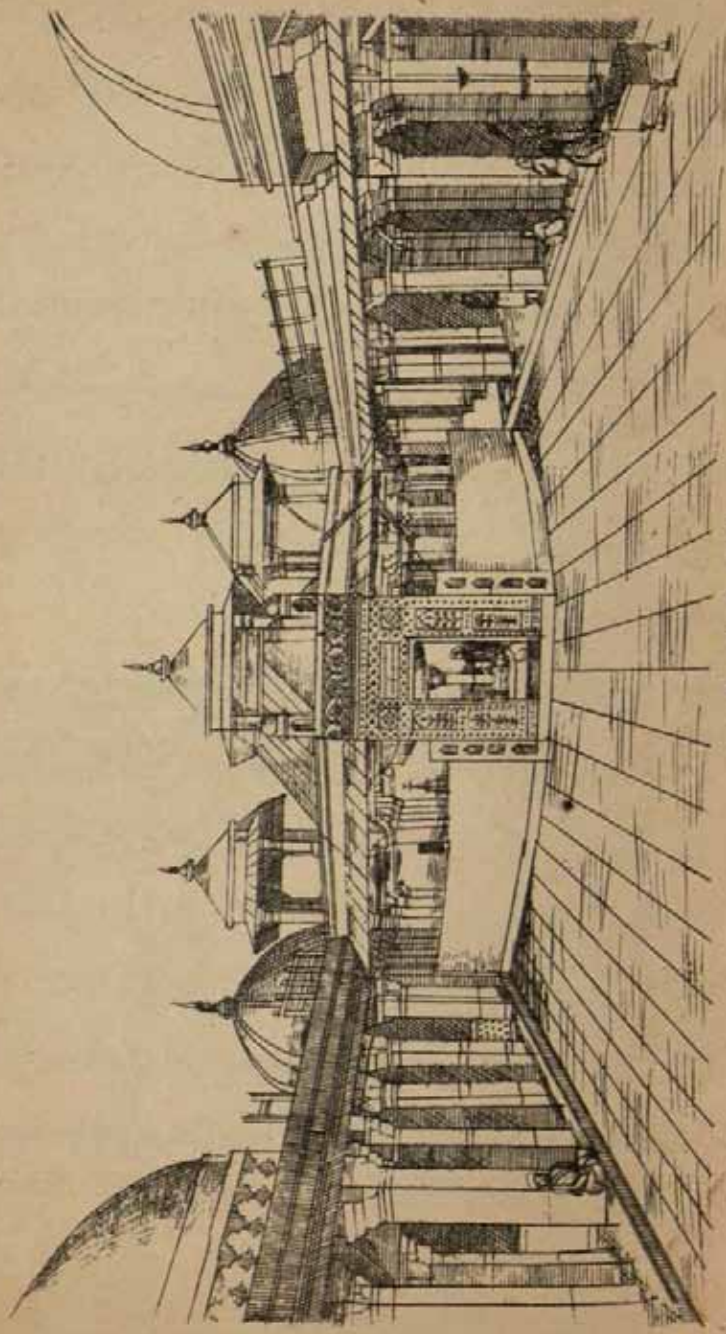
متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مسجد خانبھان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی ہے اور سنہ ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۵ عیسوی کے بنائی قطع اس مسجد کی ایسی ہے جیسے کالی مسجد اور بیگم پور وغیرہ مسجدوں کی ہے جو نے اور پتھر سے یہ مسجد بنی ہے اور دروازے پر کتبہ سال بنا کندہ ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲

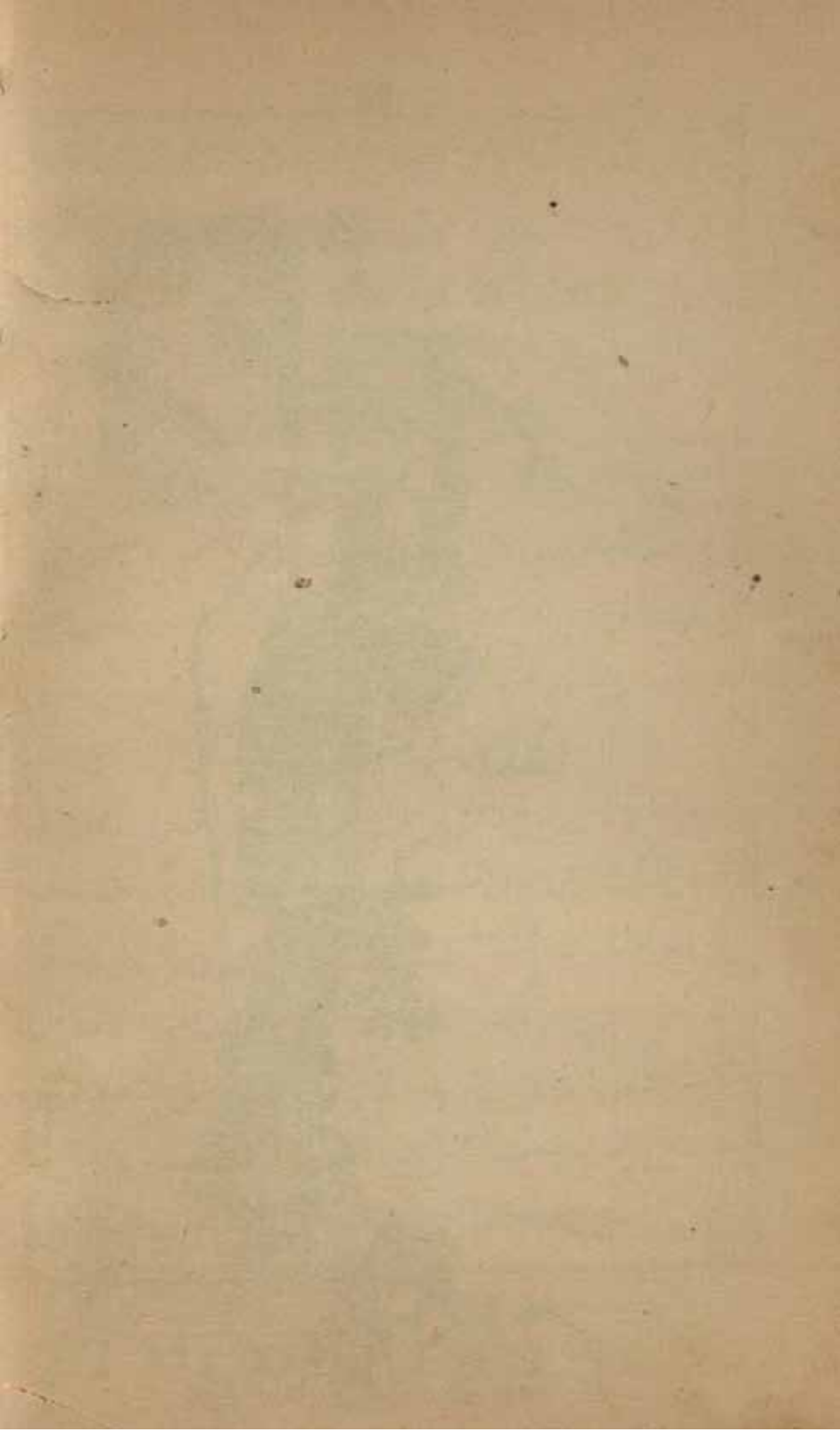
### درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

یہ درگاہ حضرت نصیر الدین روشن چراغ دہلی کی بہت نامی ہے انتقال پکا اٹھا ہوا ہے رمضان ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۵ عیسوی جمعہ کے دن ہوا ہے مگر یہ عمارت فیروز شاہ بادشاہ نے ۷۷۵ ہجری مطابق ۱۳۷۵ عیسوی میں بنائی ہے درگاہ کے گنبد کے بارہ درمیں اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہیں سب دروازوں میں سنگ سرخ کی جالیان ہیں جنوب کے ایک درمیں دروازہ ہے گنبد جو نے پتھر سے بنا ہے اور اوپر سنہرے گنبد کے اندر سنہرے کٹورا لٹکتا ہے سنگین چھبہ گنبد میں خواجہ محمد خان نے حال میں بنوایا ہے اور میرزا غلام حیدر





نقشه درگاه قدم شریف





گنبد کے گرد بارہ دری بنوائی تھی کہ وہ گریڑی درگاہ کے صحن میں دو گنبد اور ہین  
ایک میں حضرت شیخ فریش کر گنج کی پوتی کی قبر ہو اور دوسرے میں مخدوم  
زین الدین کی قبر ہو جو آپ کے بھانجے اور خلیفہ تھے اوسکے پاس مخدوم  
کمال الدین کی قبر ہو جو مولوی فخر الدین صاحب کے پیروں میں ہین اور اسی  
مقام پر نواب فیض طلب خان نگش کی قبر ہو درگاہ کے پاس ایک مسجد ہو  
فرخ سیر کے عہد کی اس درگاہ کا دروازہ بھی گنبد نما ہو اور اوس پر فیروز شاہ  
کے نام کا کتبہ لگا ہوا ہے ۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۶ء عیسوی کے محمد شاہ بادشاہ  
نے اس درگاہ کے گرد پونے چار لاکھ روپیہ خرچ کر کر شہر نیاہ بنوا دی ہو اور  
اوس میں چار دروازے اور ایک کھڑکی ہو۔

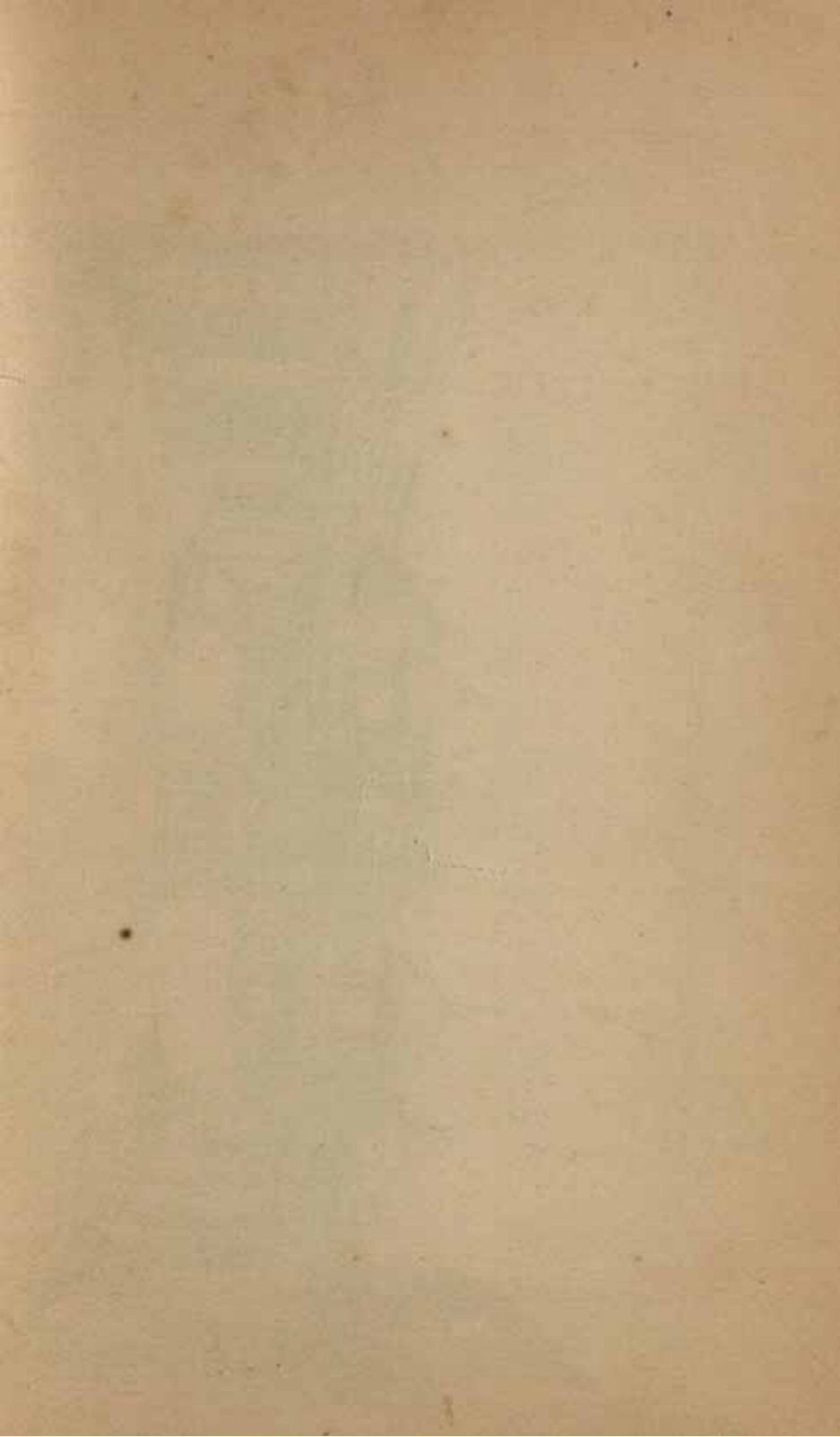
### نمبر (۳۲) قدم شریف یا مقبرہ فتح خان

یہ درگاہ بہت نامی اور حقیقت یہ مقبرہ ہو شاہزادہ فتح خان بن فیروز شاہ کا  
جبکہ ۱۷۸۶ھ ہجری مطابق ۱۷۸۶ء عیسوی کے شاہزادہ فتح خان نے انتقال کیا تو  
اوسکی لاش یہاں دفن ہوئی اور فیروز شاہ نے اوسکے گرد مکانات اور درمہ اور مسجد  
بنائی اور چار دیواری کے پاس ایک بہت بڑا حوض بنوایا کہ اب تک موجود ہو  
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ ہوا تھا کہ اوسکے سبب تھر  
پر نقش قدم پڑ گئے تھے چنانچہ اکثر کتابوں میں یہ مذکور ہو مشہور ہو کہ انھیں  
نقش قدم کے تھروں میں کا ایک پتھر فیروز شاہ کے عہد میں آیا اور اوسنے وہ پتھر

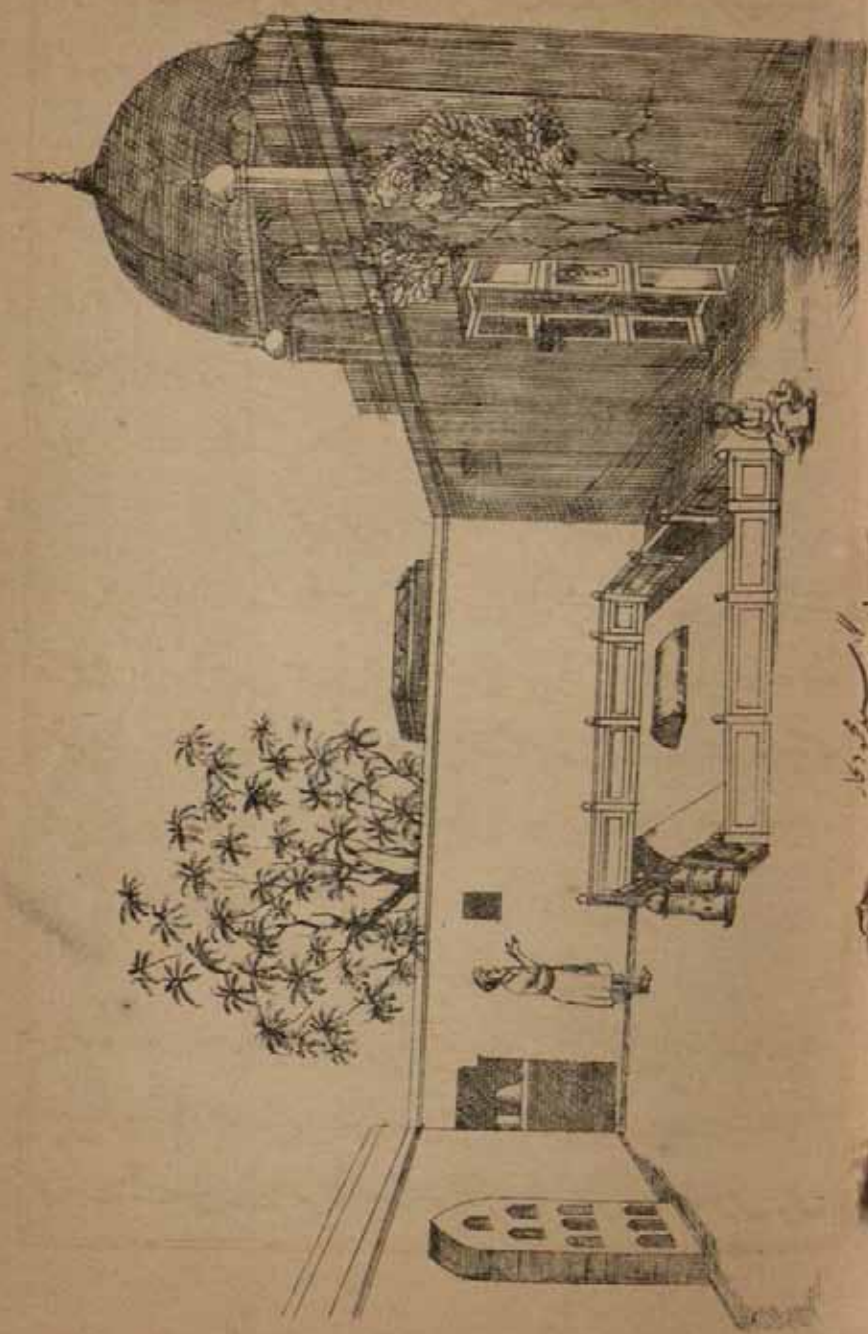
دیکھ کر کہنے لگا  
۱۲۰۰ھ

تاج فیروز شاہ

تھپہ ہجرت







بطور تبرک اپنے بیٹے کی قبر پر لگادیا اور اسی سبب سے یہ مقبرہ قدم شریف کے نام  
 مشہور ہوا اس قبر پر حوض بنادیا ہوا اور اسکے گرد سنگ مرمر کا کٹھرا لگایا ہوا زمین  
 پانی بھرتے ہیں اور نقش قدم کو دھو کر پانی کا تبرک لے جاتے ہیں اور زبان  
 حال سے یہ شعر پڑھتے ہیں شعر ای خضر دل اسی کے پیے سے نجات ہے  
 پانی قدم شریف کا آب حیات ہے بارہویں ربیع الاول کو ہر سال یہاں  
 بہت بڑا میلہ ہوتا ہے تمام خلقت جمع ہوتی ہے اور ہزاروں ملنگ آتے ہیں  
 اور دروائے کے آگے دھمال کرتے ہیں۔

### مسجد چوراہیہ قدم شریف

یہ مسجد بھی فیروز شاہ کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور قطع اسکی ایسی ہی ہے جیسے  
 خانبخمان کی بنائی ہوئی مسجدین ہیں مگر خیال میں یہ آتا ہے کہ جب فیروز شاہ نے  
 یہ مقبرہ بنایا یعنی قریب ۷۷۰ ہجری مطابق ۱۳۷۰ عیسوی کے تباہی سے آپ یہ مسجد  
 بھی بنائی یہ مسجد جوئے اور پتھر سے برجیوں دار نہایت محکم بنی ہوئی ہے اور  
 چوراہیہ قدم شریف کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔

### درگاہ حضرت سید محمود بکار

یہ درگاہ سرحد موضع کیلوکھڑی میں واقع ہے اور اگرچہ یہاں کوئی عمدہ عمارت  
 نہیں مگر یہ درگاہ بہت متبرک مانی جاتی ہے حضرت سید محمود بکار نے عالم  
 اور بہت بڑے ولی تھے حضرت سید ناصر الدین سونی پتی کی اولاد میں ہیں









۳۰۰ ہجری مطابق ۳۰۰ عیسوی کو آپ کا انتقال ہوا مشہور ہے کہ آپ کی عمارت ایک مردہ جی اٹھا تھا اس سبب سے محی العظام اور راجہ ہارکوڑا آپ کا لقب ہو گیا ہر تائیسویں صفر کو ہر برس یہاں عرس ہوتا ہے۔

### کالی مسجد یا کلان مسجد

فیروز شاہ کے وقت میں جب شہر فیروز آباد آباد ہوا تھا اس کے ایک محلے میں خانبھان نے ۳۰۰ ہجری مطابق ۳۰۰ عیسوی کے یہ مسجد بنائی تھی جب شہر پران ہوا اور شاہجہان نے یہ شہر بسایا تو یہ مسجد شہر میں آگئی اس مسجد کو بہت کرسی بیکر بنایا ہے کہ بتیس سیر عیان چڑھ کر مسجد میں جاتے ہیں اندر سے مسجد کو سہ گہا بنایا ہے اور ہر گہ میں پانچ پانچ درہن اور اس کی چھت پر لداؤ کے چھوٹے چھوٹے گنبد بنائے ہیں اور اس کے دروازے پر کتبہ ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۲۲

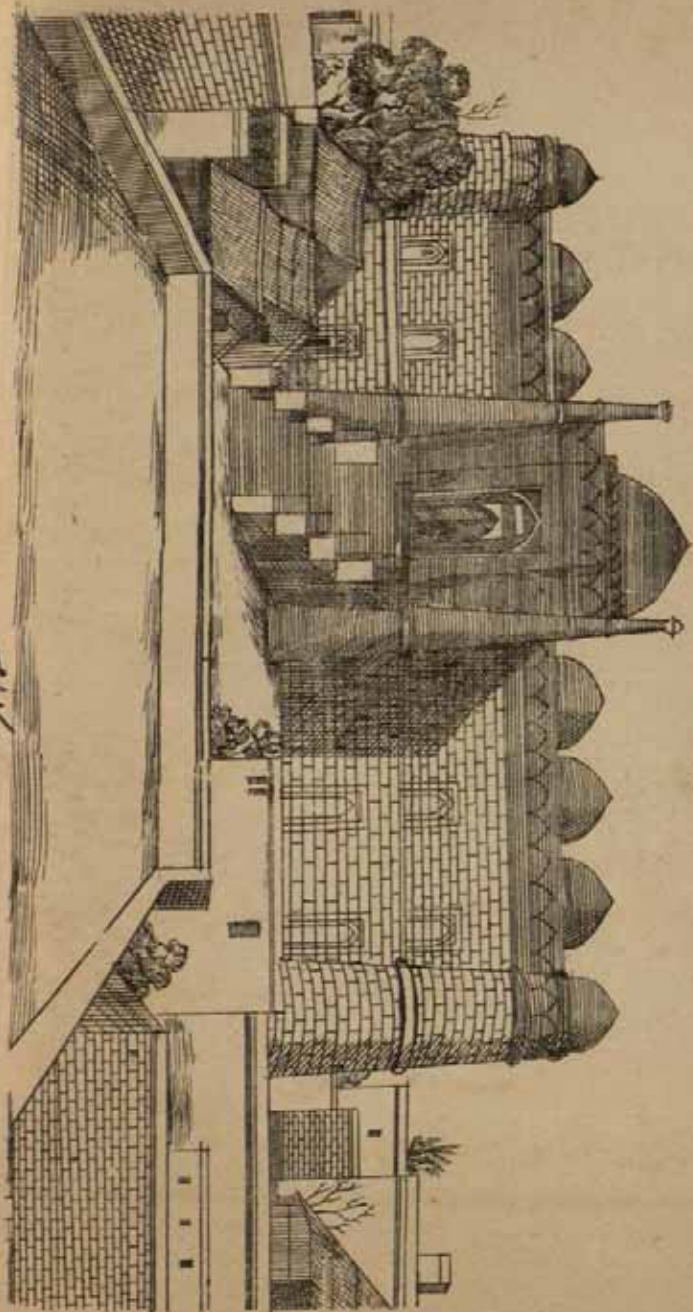
### مسجد سلیم پور

یہ مسجد بھی منجملہ اونھیں مسجدوں کے ہے جنکو خانبھان فیروز شاہی نے ۳۰۰ ہجری مطابق ۳۰۰ عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد نرے چمنے اور پتھر کی قطع کی نری بھدی بالکل پٹھانوں کے وقت کی ہے مگر البتہ مستحکم خوب ہوا اس کی قطع اور کھڑکی کی مسجد کی قطع بہت قریب قریب معلوم ہوتی ہے۔

### مسجد کالو سرا

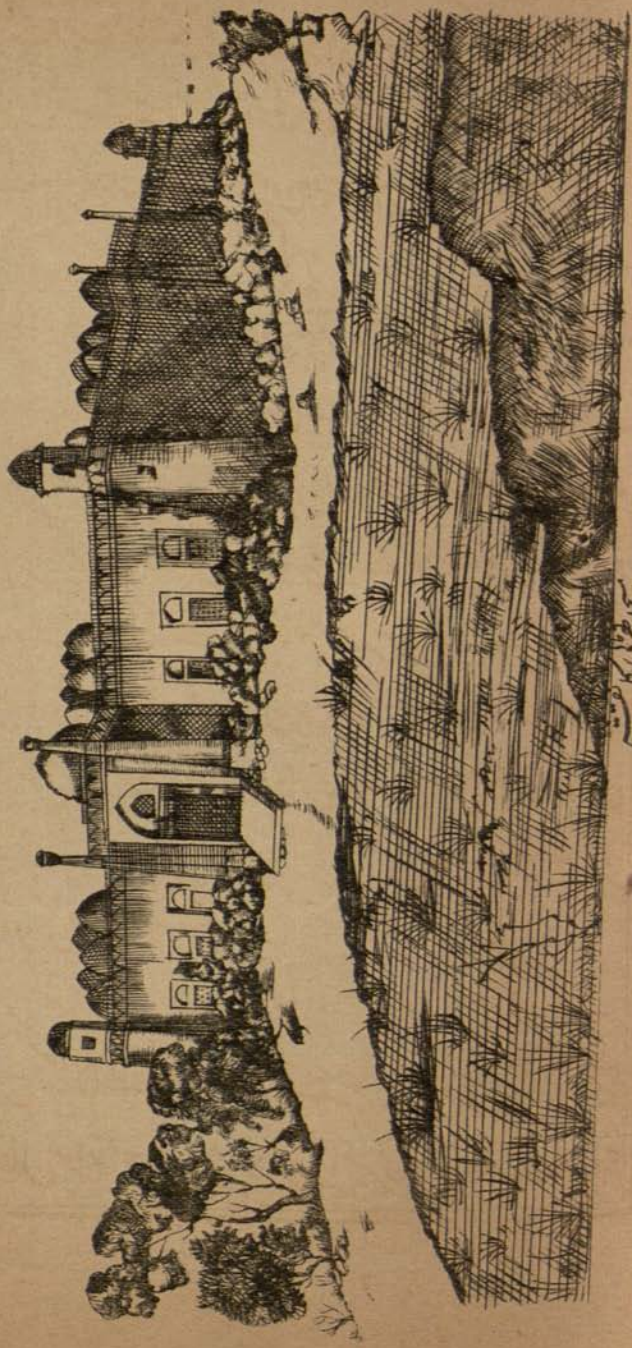
متصل مسجد سلیم پور کے ایک اور مسجد ہے خانبھان فیروز شاہی کی بنائی ہوئی

115





سید علی کا قسطنطنیہ



یہ مسجد بھی چھنے اور پتھر سے برجیوں دار بنی ہوئی ہو اور جب کہ یہ سب مسجدین  
خانجھان نے قریب قریب زمانے میں بنائی ہیں اس واسطے اسکی بنا بھی قریب  
۸۹۰ء ہجری مطابق ۱۴۸۰ء عیسوی تصور کی جاتی ہو اس مسجد کے ضلع شمالی  
و جنوبی منہدم ہو گئے ہیں اور اب زمیندار اس میں بستے ہیں۔

### مسجد کھڑکی

موضع کھڑکی میں ست پلے کے پاس یہ مسجد ہر قریب ۸۹۰ء ہجری مطابق ۱۴۸۰ء  
عیسوی فیروز شاہ کے وقت میں خانجھان نے یہ مسجد بنائی ہو اب اس  
مسجد میں زمیندار بستے ہیں یہ مسجد چوکھوٹی ہو اور چاروں طرف مربع کے  
ضلعوں کے بیچ میں ایک ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہو تین طرف تو  
دروائے ہیں اور قبلے کی طرف سے بند ہو تمام مسجد میں بہت سے ستون لگائے  
ہیں ایک ایک برج چاروں طرف کے مربعوں پر ہو اور مسجد کی چھت پر نو جگہ  
پلے ہوئے نو نو برج ہیں ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہیں مسجد کے صحن  
میں چار چوک چھوٹے ہیں اس قطع کی مسجد اس فوج میں کہیں نہیں ہو  
بلادروم کی مسجدوں کی قطع معلوم ہوتی ہو۔

### مقبرہ فیروز شاہ

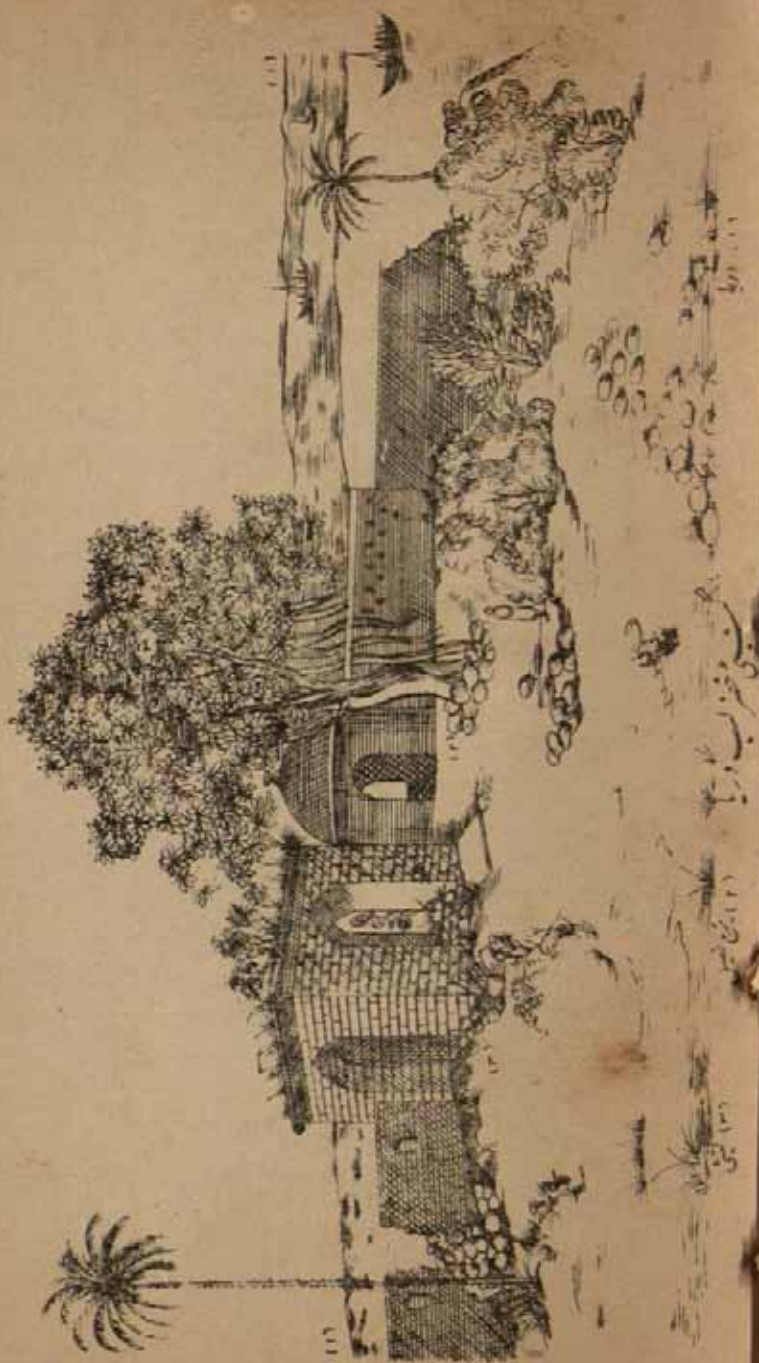
یہ مقبرہ حوض خاص کے کنارے واقع ہو جبکہ ۸۹۰ء ہجری مطابق ۱۴۸۰ء عیسوی کے  
فیروز شاہ کا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا میری ۱۰۰۰ء میں یہ مقبرہ





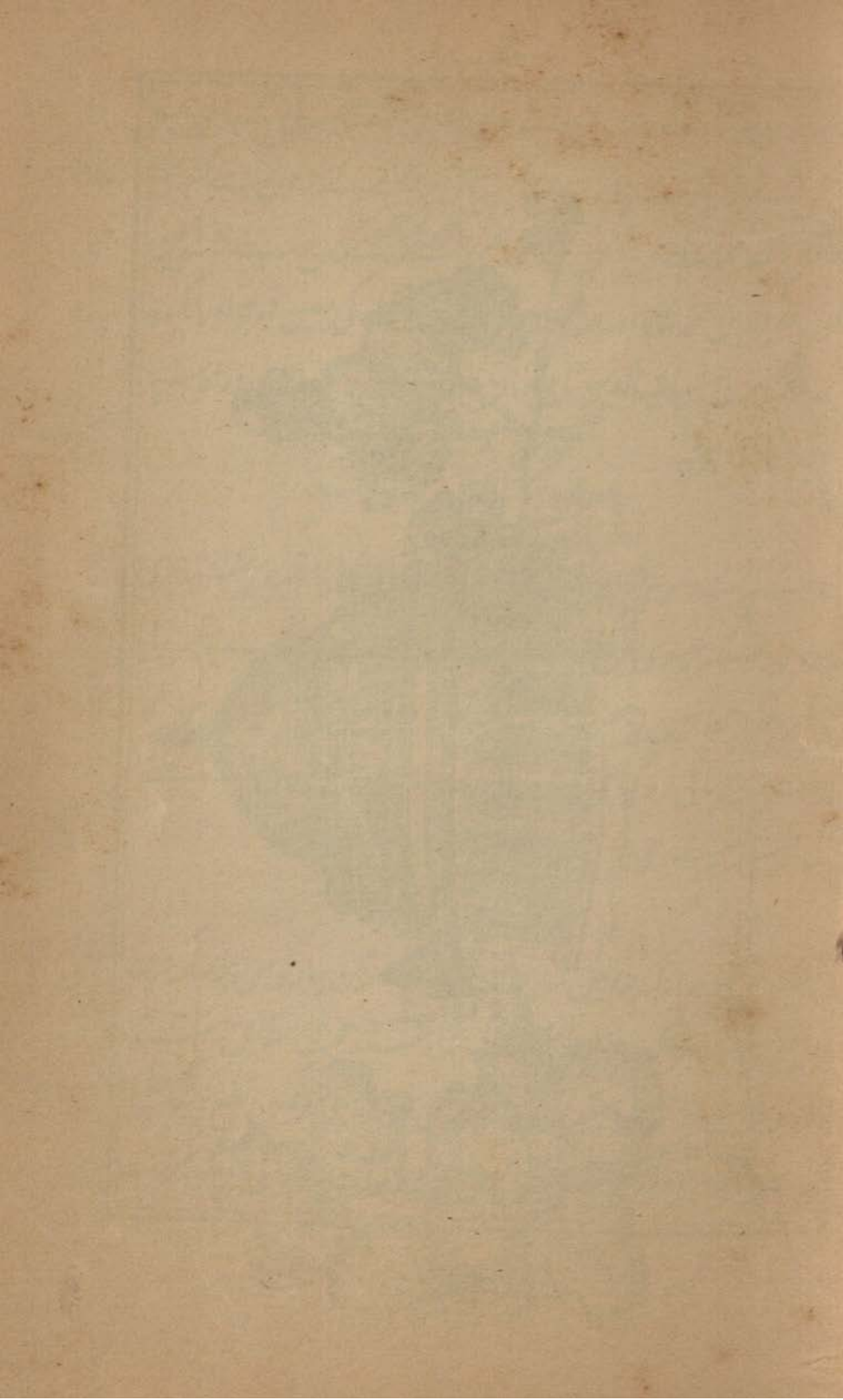


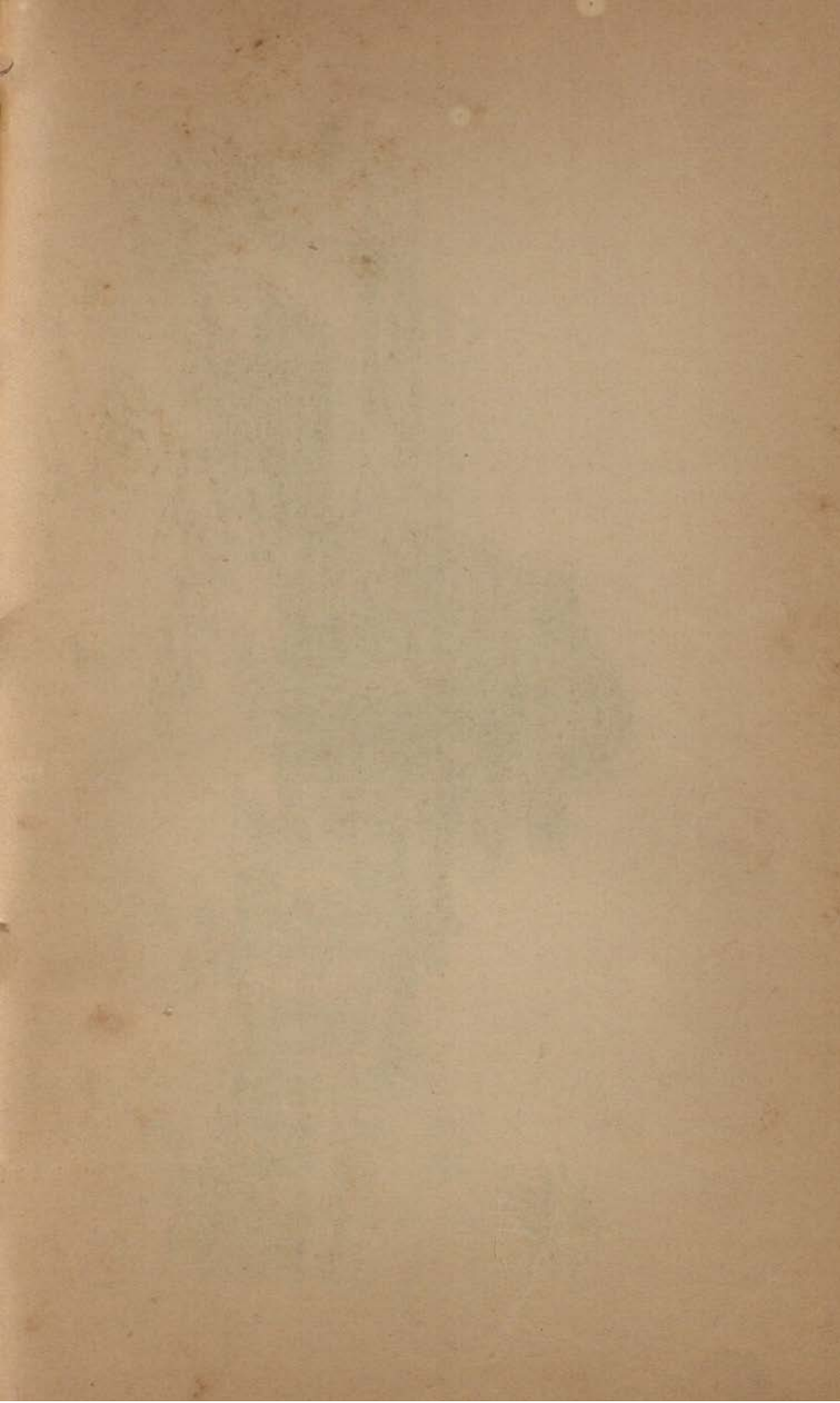














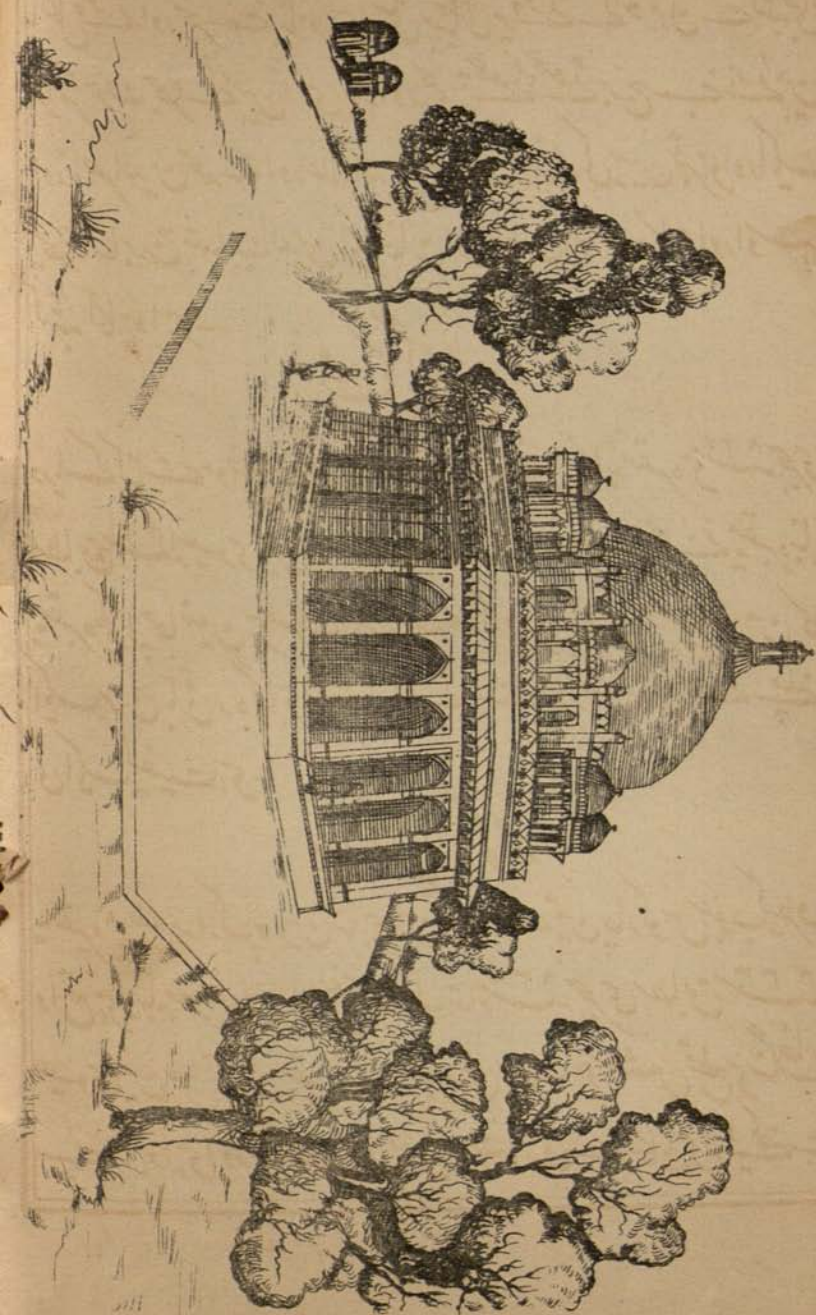
ناصر الدین محمد شاہ کے وقت میں ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء عیسوی کے بنا ہوا یہ مقبرہ بالکل چھٹنے اور پتھر سے بنا ہوا ہے اسکی پیشانی پر چھٹنے کے حرفوں سے کتبہ بھی ہے مگر اکثر حرف جھڑ گئے ہیں اسی جگہ اور بھی تھوڑے بھڑے برج بنے ہوئے ہیں اور ناصر الدین محمد شاہ اور علاء الدین سکندر شاہ کی یہیں قبر ہے اور ایک چھوٹا سا برج شہاب الدین تاج خان اور سلطان ابوسعید کا ہے اور اوسپر کتبہ لگا ہوا ہے۔

### خضر کی گنبدی

دریا کے کنارے موضع اوکھلہ کی سرحد میں خضر خان کا یہ مقبرہ ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء عیسوی میں ابوالفتح مبارک شاہ اوکھلے کے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ کچھ اچھا نہیں ہے صرف ایک گنبد تھا کہ وہ گر پڑا ہے فصیل میں کا ایک برج باقی رہ گیا ہے البتہ دریا کے بہنے اور کشتیوں کے چلنے کی ایک کیفیت ہے۔

### مبارک پور کوٹلہ

یہ مقبرہ موضع مبارک پور میں شاہجہان آباد سے تین چار کوس جنوب کی طرف واقع ہے جبکہ معز الدین ابوالفتح مبارک شاہ ۸۳۰ھ ہجری مطابق ۱۴۲۷ء عیسوی میں مراتب یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوش قطع و سنگھار سے بنا ہوا ہے اور سنگ خار ایسی خوبصورتی سے لگایا ہے کہ دیکھنے سے





بن گیا ہوا رنگ سرخ کے مجھ میں قبرین بنی ہوئی ہیں یہاں سے روشن چرخ غولی  
کی درگاہ کی فصیل جو محمد شاہ نے بنائی ہو اور ایک دروازہ فصیل کا بہت  
خوشنمائی سے دکھائی دیتا ہے۔

### پنج برجہ زمر پور

زمر پور ایک گائون ہوا شاہجان آباد سے چھ میل جانب جنوب پہلے اس گائون  
کا نام کنچن سرے تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سکندر بہلول کے وقت میں  
زمر و خان کی جاگیر میں ملاج سے زمر پور نام پڑا اس گائون میں زمر و خان کا  
قبرستان ہوا قبروں پر چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے برج ستون دار بنے  
ہوئے ہیں عمارت دیکھنے سے کچھ شک نہیں رہتا کہ یہ عمارت سلطان سکندر کے  
وقت کی ہو اسی سبب سے اس قبرستان کی بنا بھی تخمیناً پندرھویں صدی یعنی  
قریب ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء عیسوی کے خیال کی گئی ہے۔

### بستی باوڑی

یہ مقبرہ ہوا قریب درگاہ حضرت نظام الدین کے سلطان سکندر بہلول کے وقت  
میں بستی خواجہ سراج تھا اس نے اپنا مقبرہ قریب ۹۲۷ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ء عیسوی  
کے بنایا اس مقام پر ایک باوڑی بہت نفیس ہو اور سمین نیچے اوپر والا بنے  
ہوئے تھے جانب غرب باوڑی کے ایک مسجد ہو اور اوپر چوڑے کی بنیت کاری  
میں آیات قرآنی کندہ ہیں مسجد کی بغل میں بائیں طرف دروازہ ہو اور اوپر

علاقہ رکھتا ہے۔ بعض لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ اس بادشاہ نے شہر مبارک آباد بھی اسی مقام پر آباد کرنا چاہا تھا مگر یہ بات صحیح نہیں بلکہ اس بادشاہ نے موضع مبارک پور ریتی میں شہر مبارک آباد کرنا چاہا تھا۔

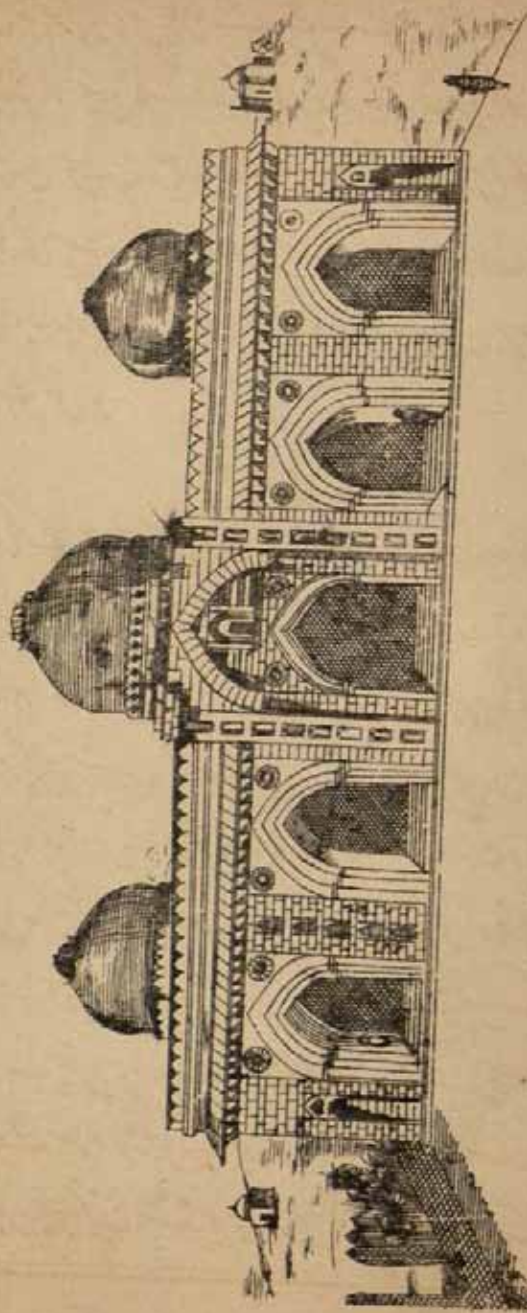
### مقبرہ محمد شاہ

منصور کے مقبرے کے سامنے سوا موضع کے خیر پور میں یہ مقبرہ ہی سلطان محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا جو سلطان معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ بن خضر خان کے بعد تخت پر بیٹھا جبکہ ۱۲۹۸ھ ہجری مطابق ۱۳۸۶ء عیسوی کے اس بادشاہ کا انتقال ہوا تو یہاں دفن کیا اور یہ مقبرہ اس کے بیٹے علاء الدین عالم شاہ نے بنایا یہ مقبرہ نرا چھنے اور پتھر کا بنا ہوا ہے لیکن قطع اسکی بہت نفیس ہے اندر کا مکان اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی برجیاں بہت خوبصورتی سے بنائی ہیں۔

### مقبرہ سلطان بہلول لودھی

جبکہ سلطان بہلول لودھی موضع بھڈاؤلی نواح سکیٹ میں ۱۳۹۸ھ ہجری مطابق ۱۴۸۶ء عیسوی کے مراو سکی لغش کو اس مقام پر حضرت شن چاغ دہلی کی درگاہ کے پاس لا کر دفن کیا اور سلطان سکندر اس کے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ عجب قطع کا بنا ہوا ہے نیچے تو بارہ درہن اور اوپر پانچ برج ہیات مجموعی مقبرے کی بہت خوبصورت ہے اس مقام پر اور بھی قبرستان





نقشه مسجد

بھی برج بنا ہوا ہے اوس دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہے پہلے تو بہت اونچا  
 چبوترہ بنا کر اوسمین کمرے کے طور پر گھر بنائے ہیں اور اوسپر قبر بنائی ہے  
 اور قبر پر برج ہی برج مع لداؤ اور ستون کے سنگ سرخ کا بہت نفیس بنا ہوا  
 ہے چبوترہ بھی بہت خوبصورت ہے اوسکے چاروں کونوں پر بھی خوشنمائی  
 کے لیے چار برجیان بنائیں تھیں اون مین کی تین برجیان قائم ہیں اور  
 ایک ٹوٹ گئی ہے۔

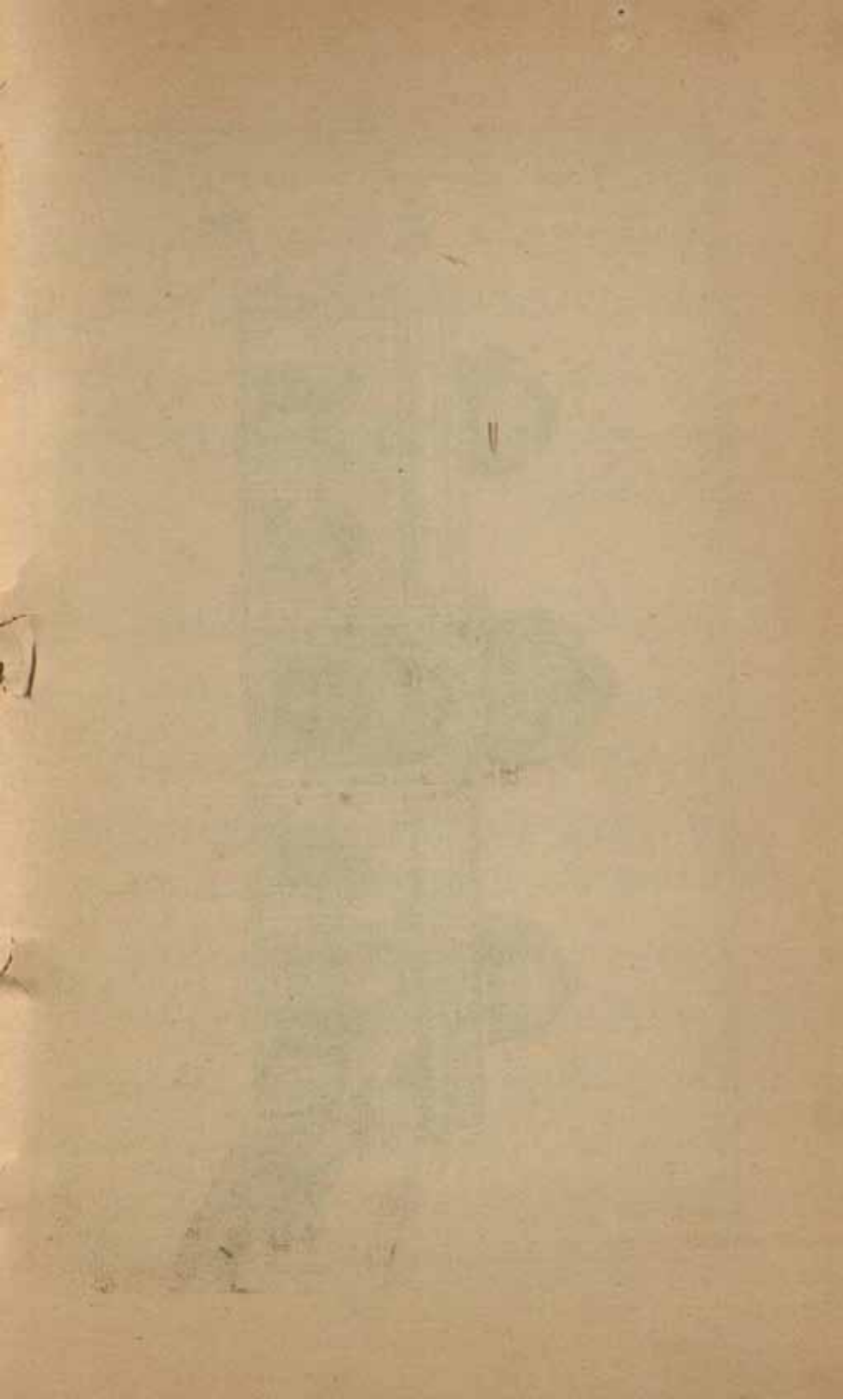
### موٹھ کی مسجد

مبارک پور کوٹلے سے تھوڑی دور آگے یہ مسجد اور اوسکے ساتھ کا ایک کنواں ہے  
 مگر یہ مسجد بہت نامی اور نہایت خوشنما چھنے اور تیگر کی ہے دروازہ اسکا مسجد سے  
 بھی اچھا بنا ہوا تھا سنگ مرمرین آیات قرآنی کندہ تھیں مگر اب بالکل شکستہ  
 اور خراب ہو گیا ہے مشہور ہے کہ کسی شخص نے راہ چلتے مین زمین پر سے موٹھ  
 کا دانہ اٹھا لیا تھا اوس دانے کو بویا جو اوسمین خوشے لگے دوسرے برس پھر  
 سب کو بویا یہاں تک کہ چند سال مین بہت رُپون کی موٹھ ہو گئی اوسکی یہ  
 مسجد بنی اور اسی سبب سے موٹھ کی مسجد مشہور ہے کنوئین کے اندر ایک کتبہ  
 سنگ سرخ کے پتھر پر ہے اوسکے اکثر حروف شور لگنے سے جھڑ گئے ہیں جب قدر کہ  
 باقی ہیں اونے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد اور کنواں سلطان سکندر بن سلطان ہلہول  
 کے وقت مین یعنی تھینا ۸۹۷ھ ہجری مطابق ۱۴۸۷ء عیسوی کے بنے ہیں۔

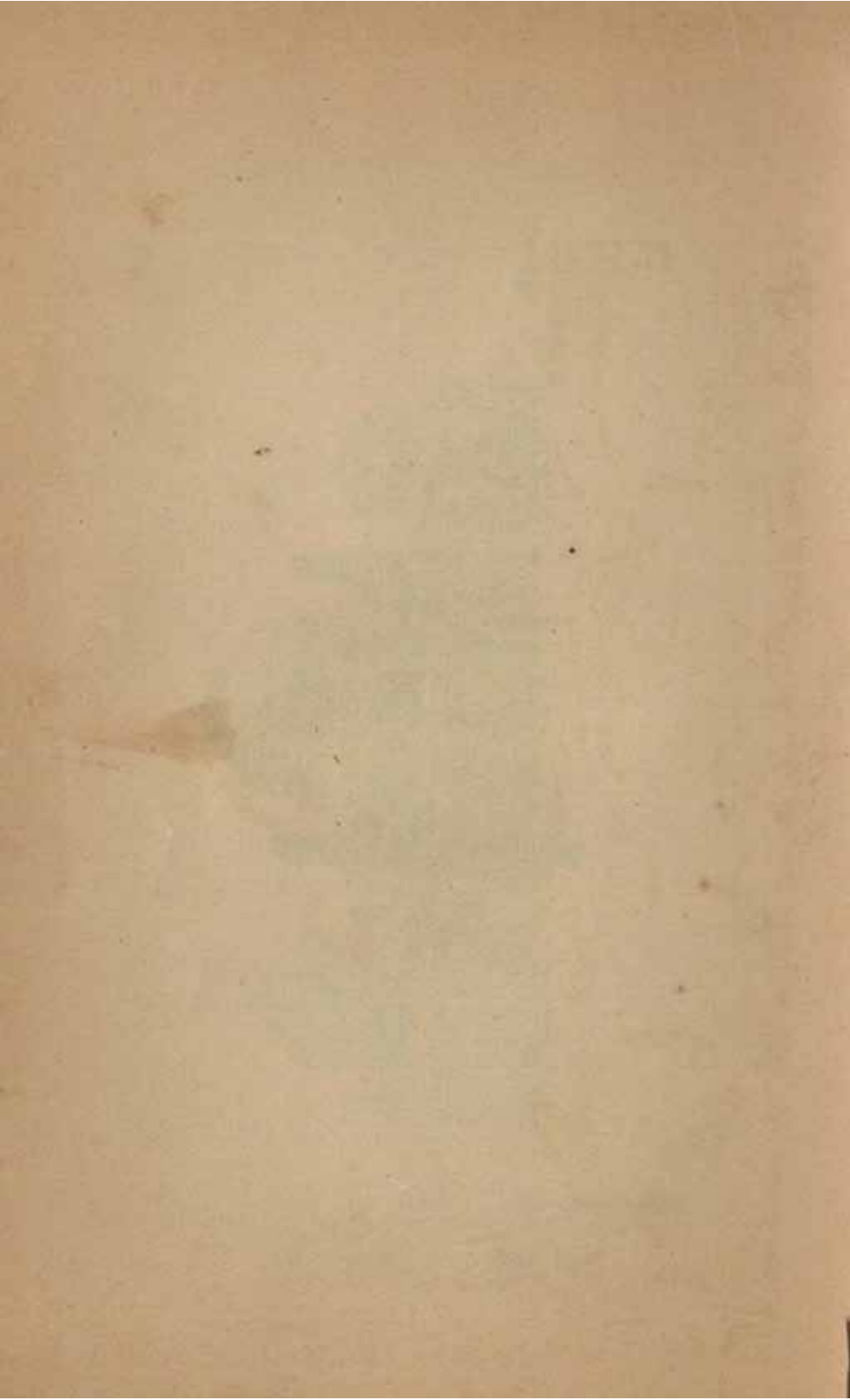
دیکھو کتبہ نمبر ۲

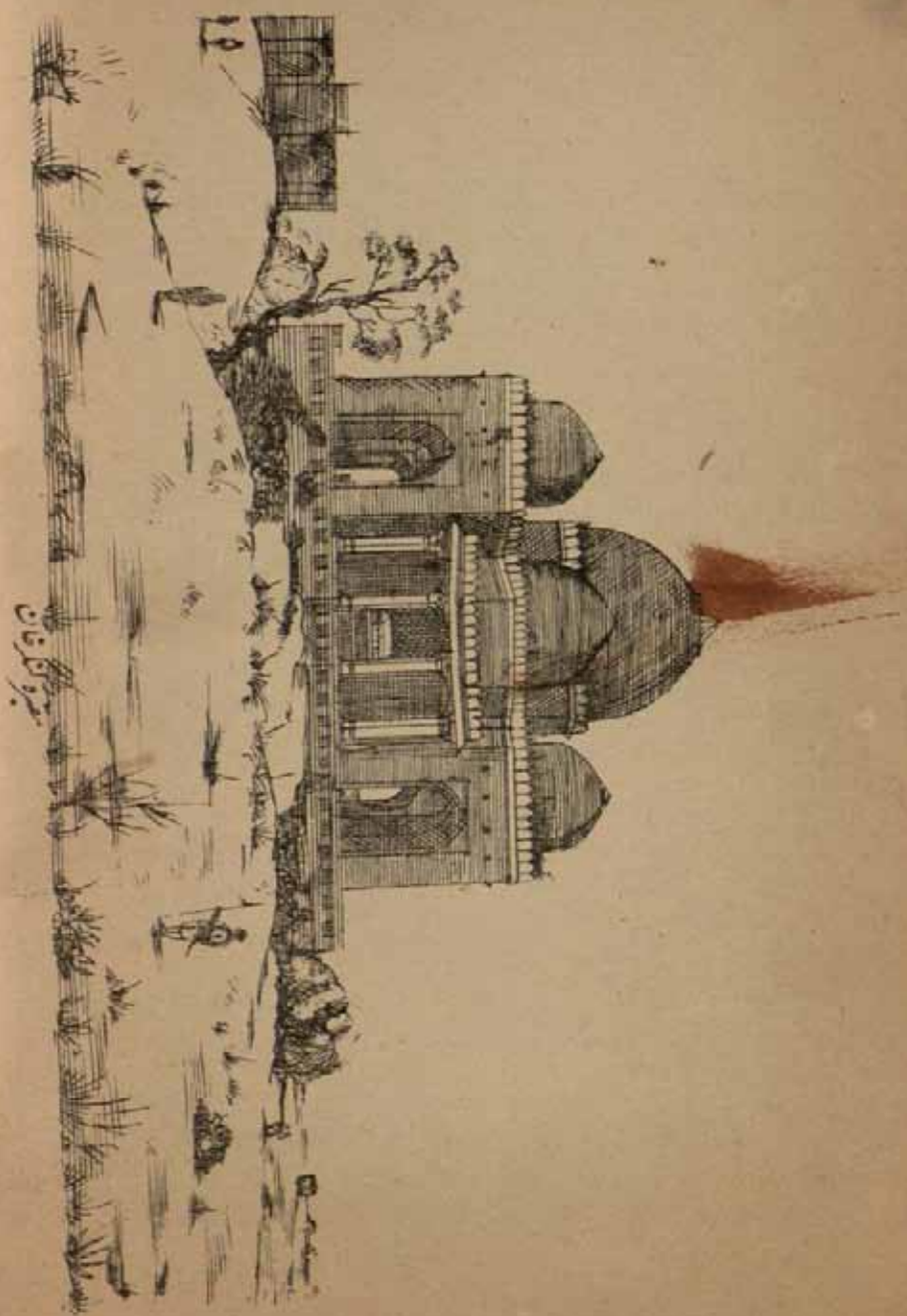




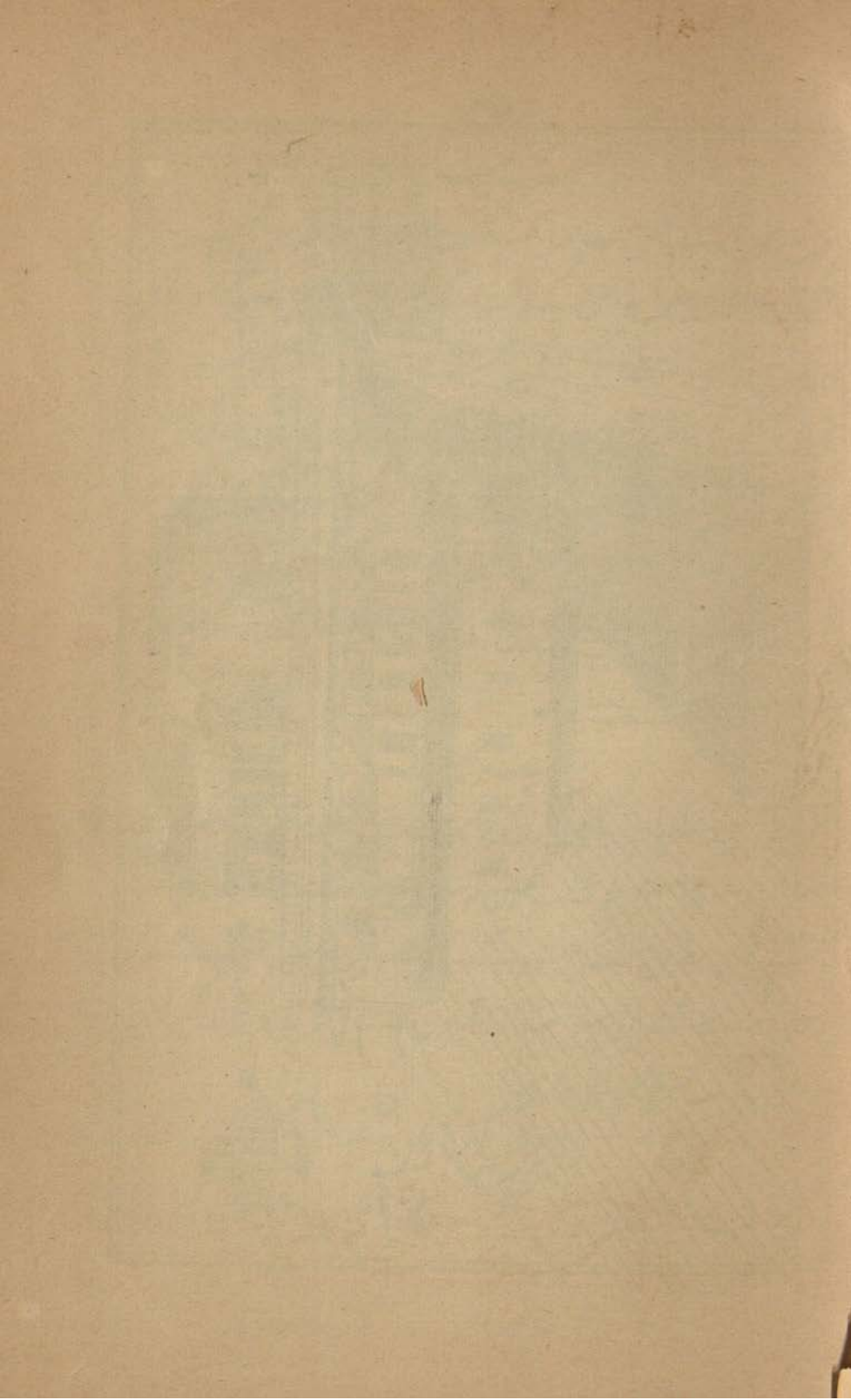




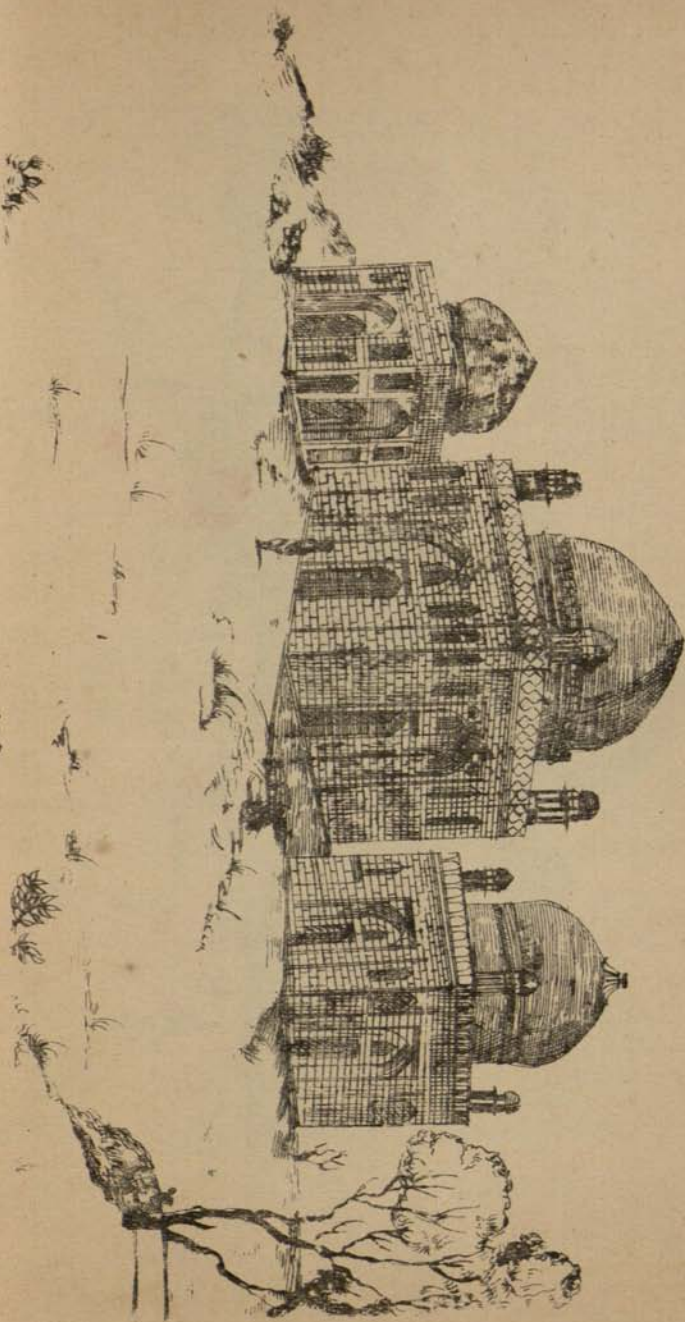








بقعه حضرت زین العابدین





## ۴۵ مقبورہ لنگر خان

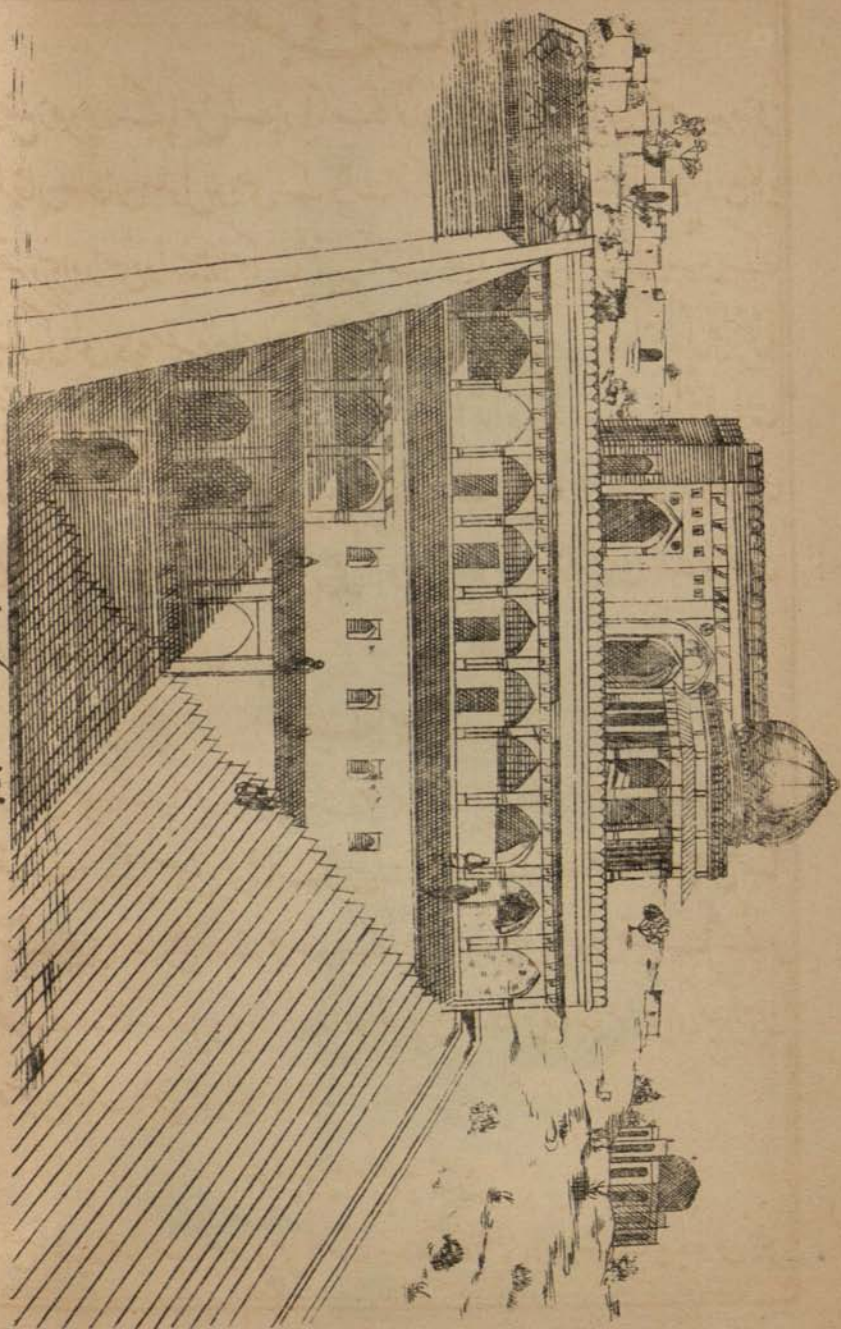
موضع زمرہ پور کے پاس اے پورا ایک گائون ہوا اسکی سرحد میں یہ مقبرہ ہے  
 لنگر خان سلطان بہلول لودھی کے وقت کے امیرون میں سے تھے اون کا یہ  
 یہ مقبرہ ہے اور اسی واسطے اسکی بنائیمینا سنہ ۹۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۶ عیسوی کے  
 خیال کی گئی ہے یہ مقبرہ نہایت بھدا چوٹے پتھر کا بنا ہوا ہے مگر اسکے اندر کی قبر اتنی  
 اونچی بنائی ہے کہ اگر آدمی اسکے پاس کھڑا ہو کر ہاتھ اونچا کرے تو بھی انگلیاں  
 قبر کے سرے تک نہیں پہنچیں اسی مقبرے کے پاس ایک چوکنڈی  
 کی برجی اور ہوا اور اوسمین بھی کسی کی قبر ہے شاید کہ انھین کے خاندان  
 میں سے کسی کی ہوگی۔

## تجربہ

موٹھ کی مسجد کے پاس تین برج برابر برابر ہیں معلوم نہوئے کہ یہ کسکے  
 مقبرے ہیں مگر اوسمین کچھ شک نہیں کہ سلطان سکندے کے عہد کے یعنی تخمیناً  
 سنہ ۹۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۶ عیسوی کے بنے ہوئے ہیں یہ تینوں مقبرے چوڑے اور  
 پتھر سے بنے ہوئے ہیں پہلا مقبرہ اور مقبروں سے اچھا بنا ہوا ہے اور کہیں کہیں  
 اوسمین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے۔

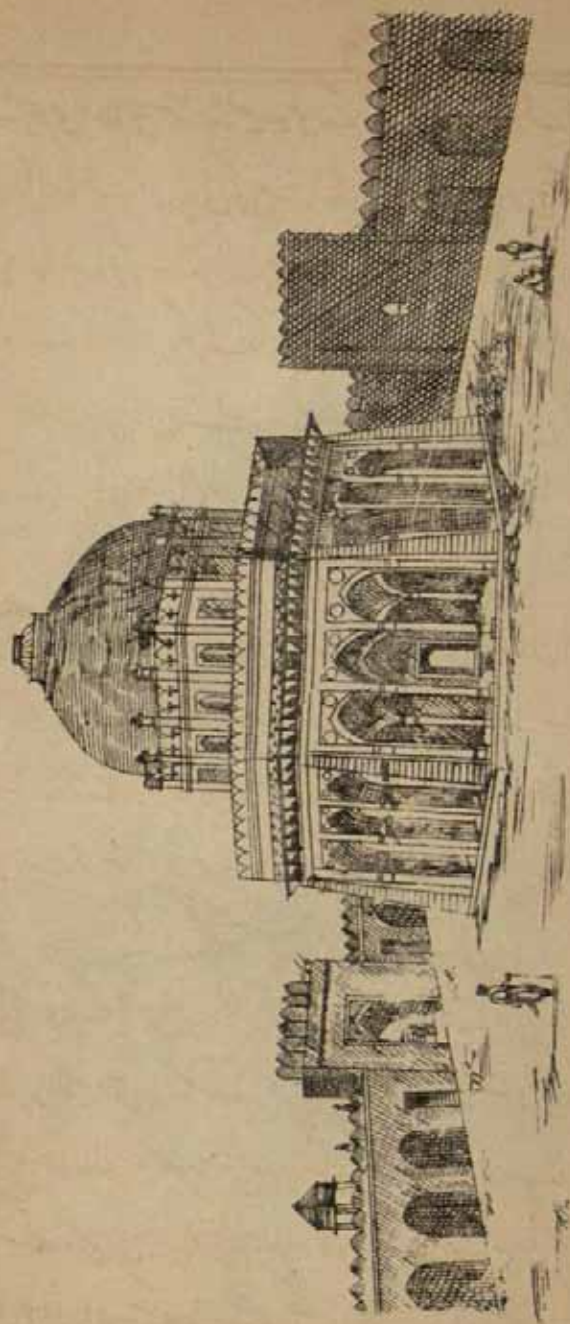
## راجون کی بائیں

نواح قطب صاحب میں کوٹھی دکنشا سے تھوڑی دور ہے یہ باؤلی ہے



نقشہ راجوت کی بائیں





نقشه مقبره سلطان بنگالہ بھول بودی



۹۲۲ھ ہجری مطابق ۱۵۷۵ء عیسوی کے سکندر شاہ کے وقت میں دولت خان نے  
 اوسکو بنایا ساخت اس باؤلی کی بہت اچھی ہی سر سے پاؤن تک چھوٹے پتھر کی ہی  
 اور بات تک سب جگہ سے ثابت ہوا اسکے پاس ایک مسجد ہو اور اسکے صحن میں  
 گنبد ہی پتھر کے ستون کھڑے کر کراد سپر برجی بنائی ہو کسی زمانے میں اس باؤلی  
 کے مکانات میں راج آب سے تھے جب سے راجون کی بائیں مشہور ہوا اس  
 باؤلی کے برج کی پیشانی پر یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱۰

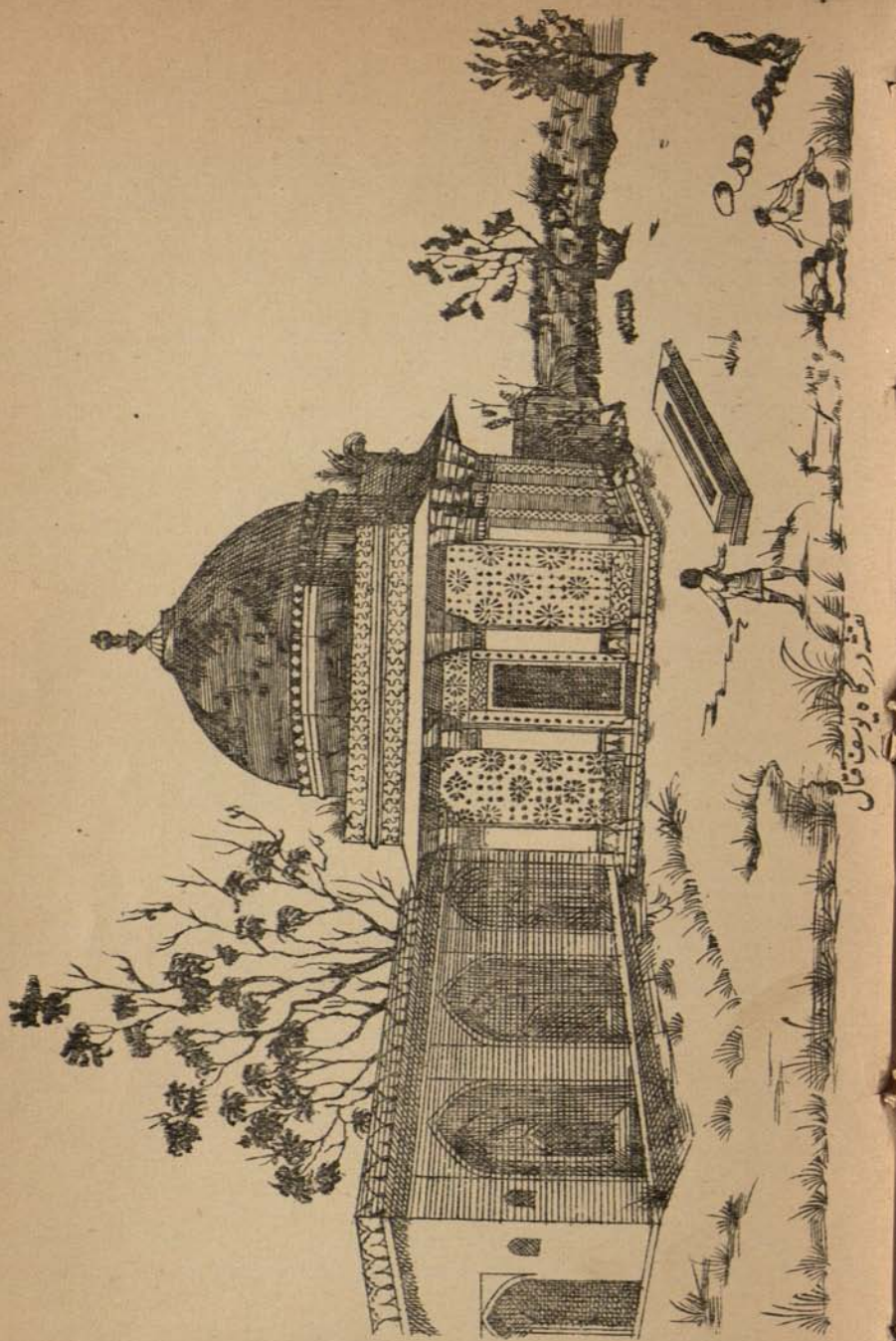
### مقبرہ سلطان سکندر بہلول

موضع خیر پور کے پاس یہ مقبرہ ہی سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا مقبرہ  
 ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۷۵ء عیسوی کے سلطان ابراہیم اوسکے بیٹے نے بنایا اگرچہ  
 یہ مقبرہ نئے چھوٹے اور پتھر کا ہی الا اندر کا درجہ اور باہر کی غلام گردش اور اوپر کی  
 برجیان بہت خوشنمائی سے دکھائی دیتی ہیں۔

### درگاہ شیخ یوسف قتال

کھڑکی کی مسجد کے پاس یہ درگاہ ہی شیخ یوسف قتال کی جو مرید ہیں قاضی  
 جلال الدین لاہوری کے ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء عیسوی کے آپ کا انتقال  
 ہوا اور شیخ علاء الدین حضرت شیخ فرید شکر گنج کے نو اسے نے یہ مکانات بنائے  
 یہ درگاہ سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے چاروں طرف کی جالیان بھی سنگین ہیں برج  
 چھوٹے کا ہی اور اوسکے حاشیے پر چینی کا کام بنا ہوا ہوا اسکے پاس ایک

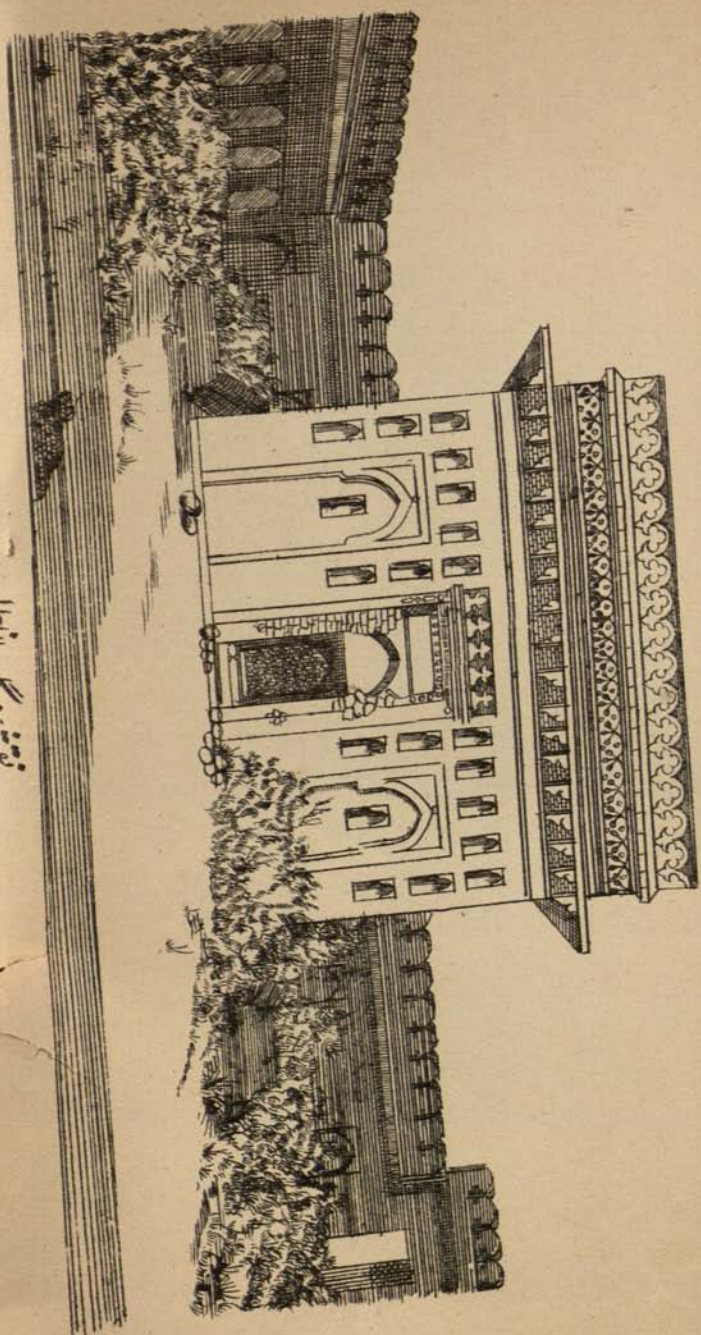
انبار الاخبار  
 See Description  
 Description of  
 Cottrell  
 دیکھو کتبہ نمبر ۱۱











نقشه درگاه مولانا جلی

مسجد بھی چھ نے پتھر سے بنی ہوئی ہے لیکن اب بہت ٹوٹ گئی ہے۔

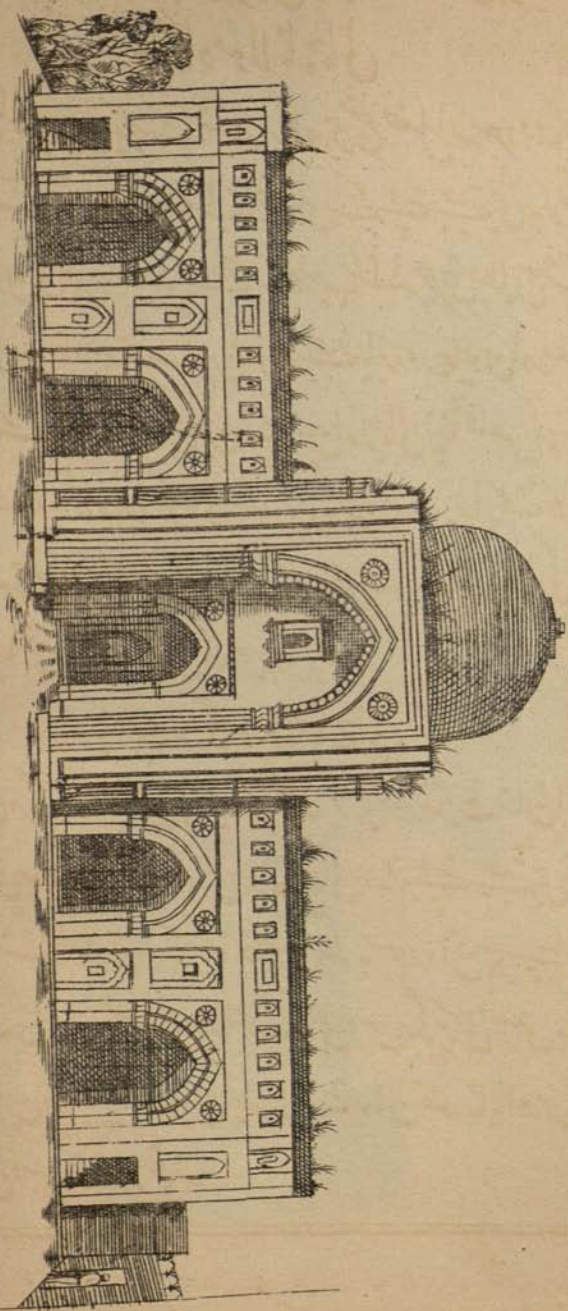
### درگاہ مولانا جمالی

نواح قطب صاحب میں یہ بہت مشہور درگاہ ہے شیخ فضل اللہ معروف جلال خان نے قریب ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے اپنے جیتے جی یہ کوٹھری بنائی تھی اور آزادوں کی طرح اس میں رہتے تھے جب ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا تو اسی حجرے میں دفن ہوئے بابر اور ہمایون اور سلطان سکند کے عہد کے بڑے نامی شاعروں میں سے ہیں اور جمالی اپنا تخلص کرتے تھے اسی سبب سے درگاہ مولانا جمالی مشہور ہے یہ حجرہ بہت اچھا چھنے کا بنا ہوا ہے اور تھوڑی تھوڑی چینی کاری بھی کی ہوئی ہے حجرے کے اندر چھنے کی منبت کاری میں دو غزلین انھیں کی کمی ہوئی کھدی ہوئی ہیں۔

### مسجد درگاہ مولانا جمالی

مولانا جمالی کی درگاہ کے پاس یہ مسجد ہے بہت بڑی اور نہایت شاندار چھنے اور پتھر سے بنی ہوئی اس مسجد کو بھی مولانا جمالی نے اپنے جیتے جی قریب ۱۲۸۵ھ ہجری مطابق ۱۸۶۸ء عیسوی کے بنایا تھا جس جگہ یہ مسجد واقع ہے پہلے آبادی قطب صاحب کی اسی مقام پر تھی چنانچہ اب بھی اس جگہ پرانی بستی کے کھنڈر بڑے ہوئے ہیں بلکہ جس زمانے میں تھورا نے یہاں قلعہ بنایا اس زمانے میں بھی آبادی اسی مقام پر تھی۔





نقشه مسجد درگاه مولانا



## نیلی چھتری

سلیم گڑھ کے نیچے دریا کے کنارے نمبو کے گھاٹ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری ہو  
 بنگلے نما اور اوپر چینی کاری کا نیلے رنگ میں کام کیا ہوا ہے اس سبب سے اس کو  
 نیلی چھتری کہتے ہیں ۹۲۲ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء عیسوی کے ہمایوں بادشاہ نے دریا  
 کی سیر دیکھنے کو یہ چھتری بنائی اگرچہ ہندو اس چھتری کو پانڈون کے وقت کی بتاتے  
 ہیں اور گو یہ بات صحیح ہو مگر اتنی بات مسلم ہے کہ اس چھتری پر جو چینی کاری کی اینٹیں  
 لگی ہوئی ہیں وہ اور کسی ہندوؤں کی جگہ سے اوکھاڑ کر اس میں لگائی ہیں کیونکہ اون  
 اینٹوں میں مور تین شکستہ اور برہم خوردہ موجود ہیں اور مور تون کے ناقص ہو جانے  
 سے کہ کسی کا سر ہی رہ گیا ہو کسی کا دھڑ ہی باقی ہو اور پل تون کے انتظام کے  
 اولٹ پلٹ ہونے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ اینٹیں اور جگہ سے اوکھاڑ کر  
 یہاں لگائی ہیں ہندوؤں کی تاریخ بموجب اجمہ ہشتر نے اس گھاٹ پر جگ  
 کیا تھا کچھ عجیب نہیں کہ ہندوؤں کے عہد میں اس گھاٹ پر کسی مقام کو اس  
 جگہ کی جگہ تصور کر کر چھتری بنا دی ہو اور ہمایوں کے عہد میں یہی چھتری ٹوٹ کر  
 یہ چھتری بنی ہو ۹۲۲ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء عیسوی کے جب جہانگیر بادشاہ بارادہ  
 جانے کشمیر کے دلی میں پہنچا تو اس نے ایک کتبہ استین لگا دیا اور جب ۱۰۳۲  
 ہجری مطابق ۱۵۳۲ء عیسوی وہاں سے پھر اتو دوسرا کتبہ لگا دیا۔  
 درگاہ امام ضامن یعنی مقبرہ حسدین پاپی منار

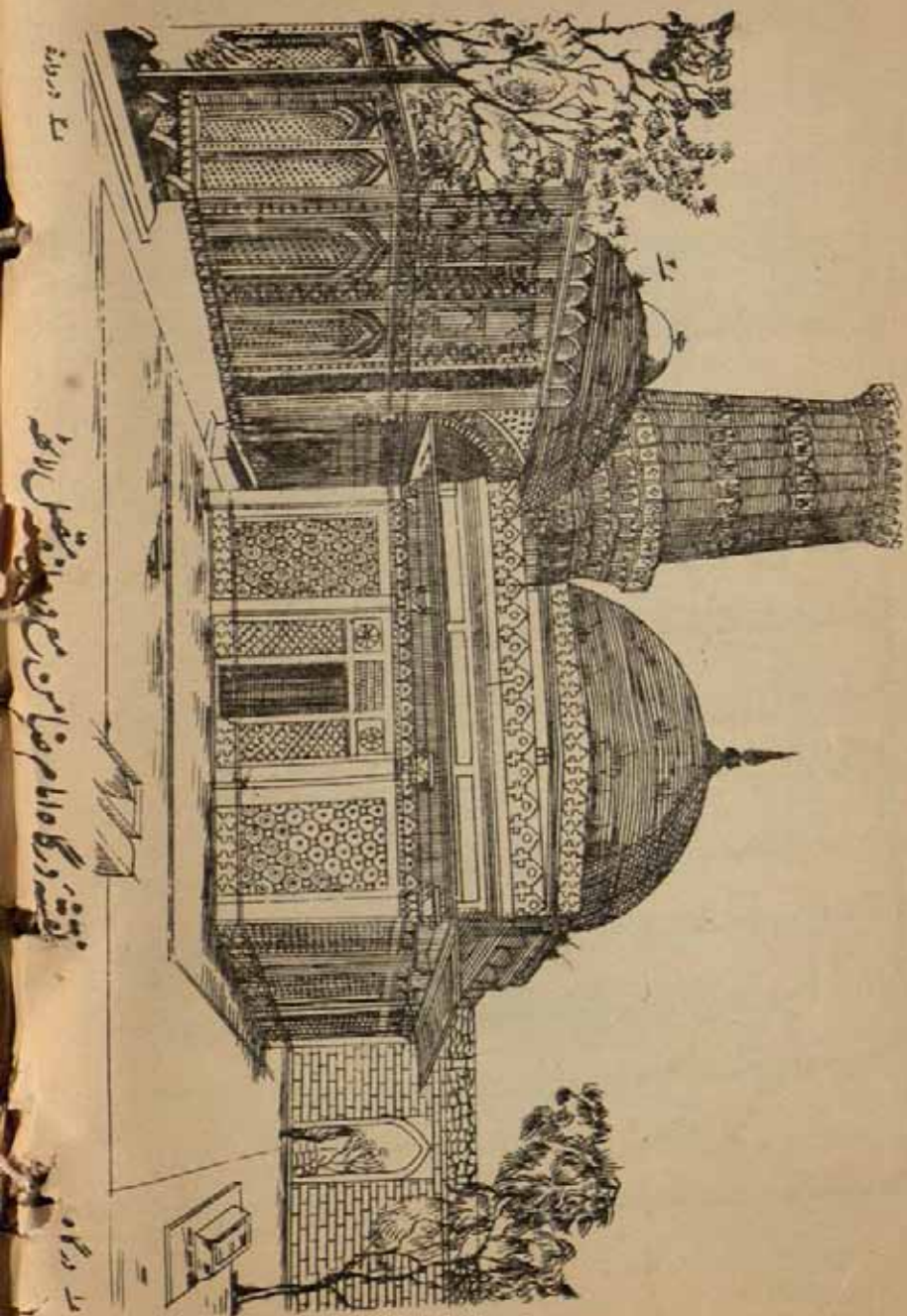
تو کہ جگہ کی

اندرون ہما

کچھ کتبہ  
 کچھ کتبہ







سید درویش

نقشه و گاه نام خانات سعادت و قتل لاله

سید درویش



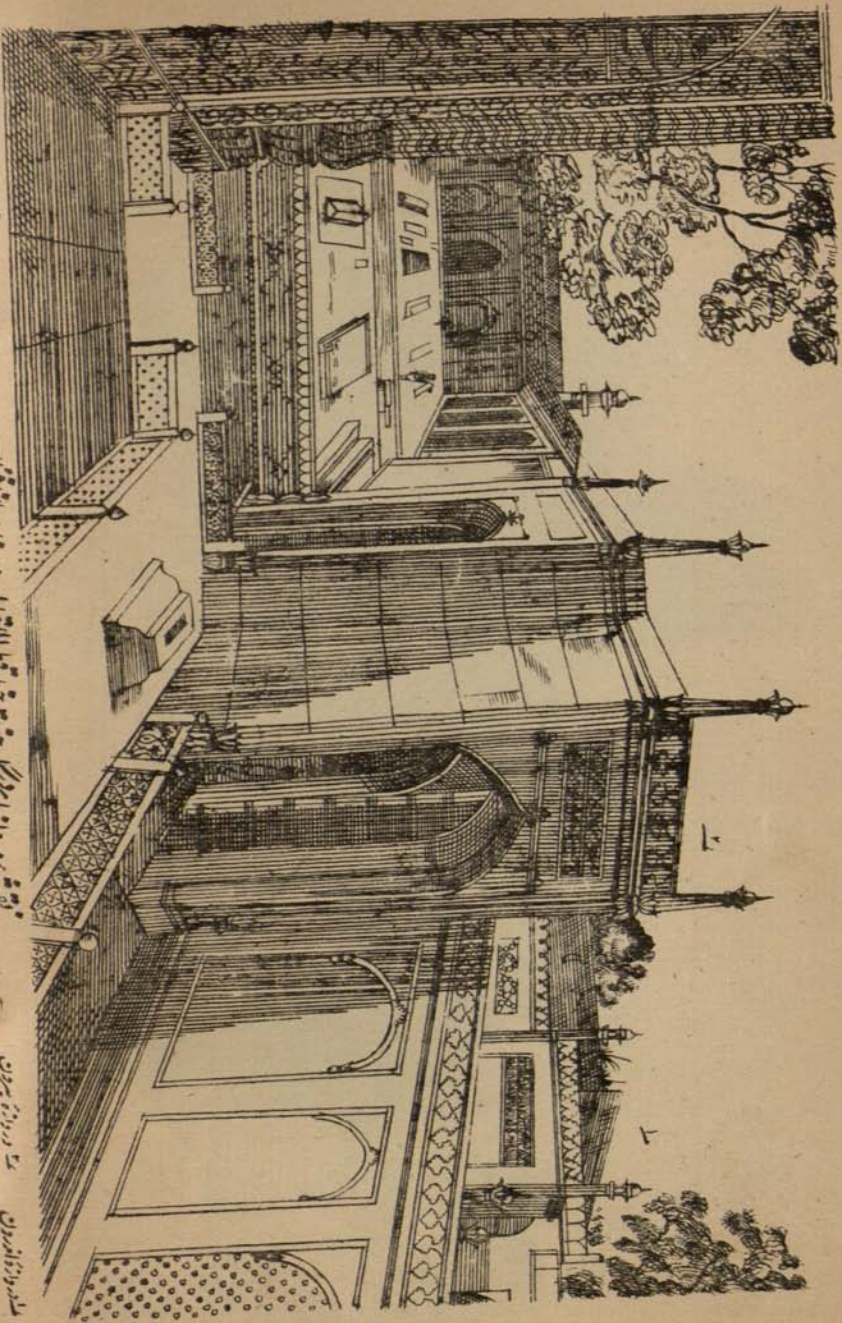


تذکره ملا محمد امین

نقشه دروازه ای که حضرت خاتم الانبیا صلی الله علیه و آله و سلم از آنجا میفرمودند

در دروازه امین

مسجد امامزاده



لاٹھ کے نیچے بڑے دروازے کے پاس یہ ایک مقبرہ ہے امام محمد علی مشہدی کا  
 جنکو سید حسین پائے منار بھی کہتے ہیں یہ بزرگ مشہد مقدس طوس سے سلطان  
 سکندر کے وقت میں لی بن آئے اور اسی مقام پر سکونت اختیار کی اور یہ مقبرہ  
 اپنے سامنے آپ بنایا جب کہ ۲۴۰ھ ہجری مطابق ۸۵۳ھ عیسوی میں انکا  
 انتقال ہوا تو بموجب وصیت کے اسی مقبرے میں دفن ہوئے قطع اس مقبرے  
 کی بہت اچھی ہے برج بھی خوش نما ہے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے اور دروازہ  
 پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

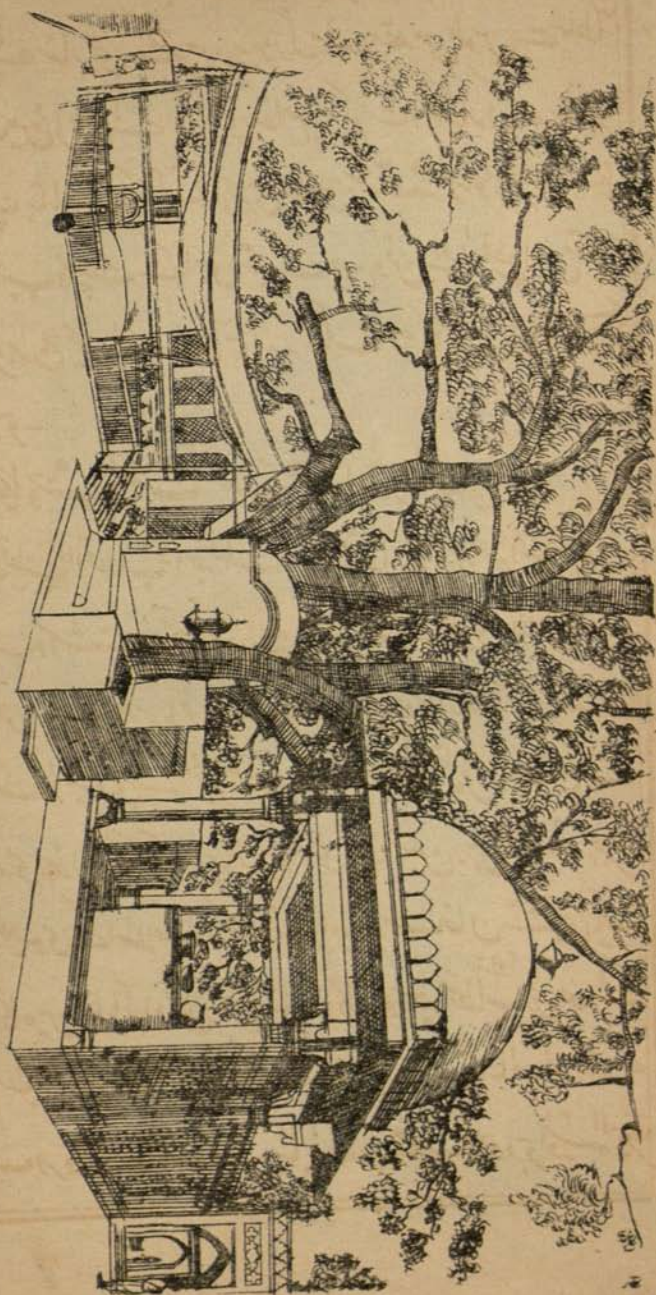
### درگاہ حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یہ درگاہ ہے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی  
 آپ کا انتقال شب دوشنبہ چودھویں ربیع الاول ۶۳۲ھ ہجری مطابق ۱۲۳۶ھ  
 عیسوی کے ہوا اور اس مقام پر مدفون ہوئے مگر یہاں کچھ عمارت تھی ۲۸۰ھ  
 ہجری مطابق ۸۵۲ھ عیسوی کے شیر شاہ کے وقت میں خلیل اسخان نے  
 ایک چار دیواری بنوائی تھی کہ وہ چار دیواری اب نہیں رہی ۵۸۰ھ ہجری  
 مطابق ۱۱۸۵ھ عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت میں یوسف خان نے بھی ایک  
 دروازہ اس درگاہ میں بنایا کہ اسکی تاریخ بنا۔ درگاہ خواجہ اقطاب ہے۔ بعد اسکے  
 ۱۰۱۰ھ ہجری مطابق ۱۶۰۲ھ عیسوی کے شاکر خان نے شاہ عالم بہادر شاہ کے  
 وقت میں ایک دروازہ جانب غرب بنایا کہ اب تک موجود ہے اور ۱۲۰۰ھ ہجری

آستانہ قباب

درگاہ حضرت قطب صاحب

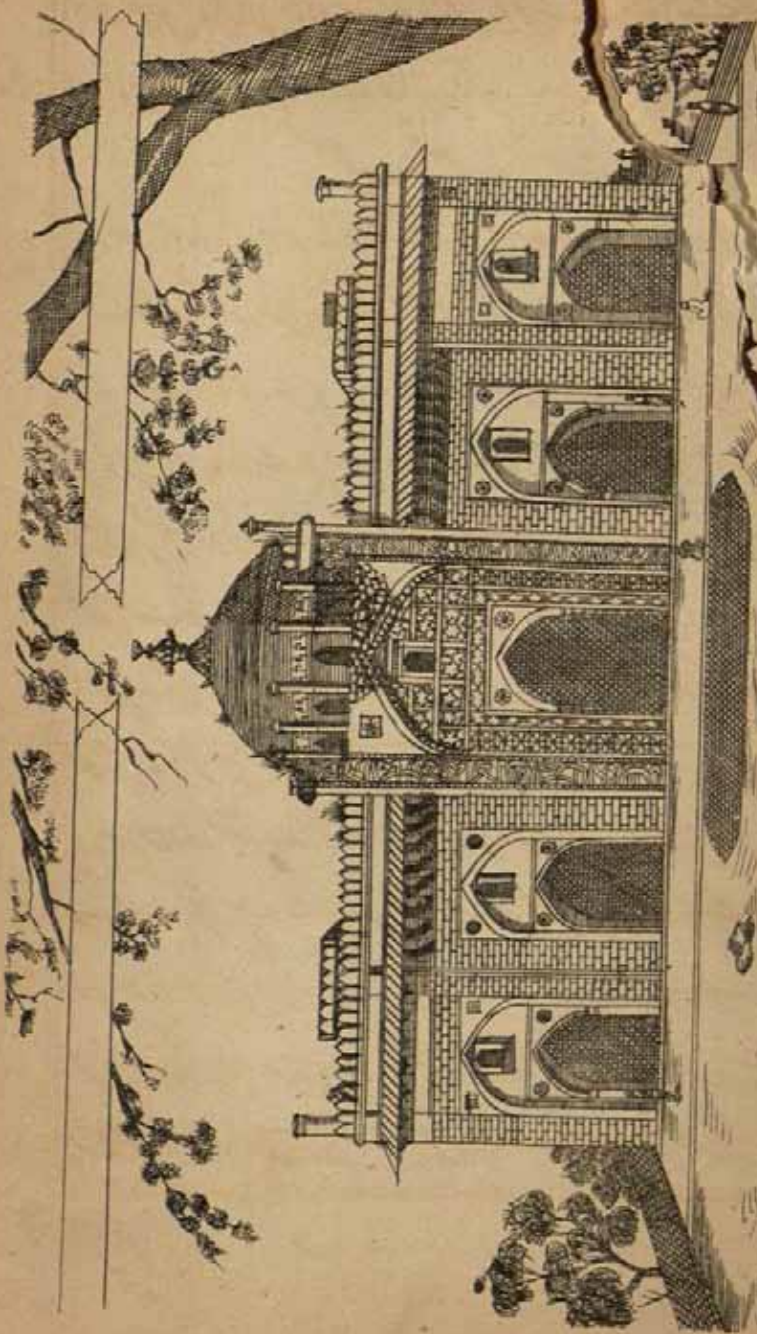






بنده مستحق قلم کسند

Calligraphy



مطابق ۱۵۰۰ عیسوی کے فرخ سیر نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مرمر کی  
 بہت نفیس جالیان بنوا دیں اور سنگ مرمر کے دروازے بہت لطیف بنوا  
 اور اون دروازوں پر کتبے لگائے۔

دیکھو کتبہ نمبر  
۳۲۳۱

### مسجد قلعہ کہنہ

جبکہ شیر شاہ بادشاہ ہوا تو اس نے ۹۷۰ھ ہجری مطابق ۱۵۵۷ عیسوی کے اس مسجد کو  
 پرانے قلعہ کے اندر شمالی دیوار کے متصل بنایا اس زمانے کی عمارتوں میں یہ مسجد  
 بہت خوبصورت عمارت ہو اندر سے اور ساری روکار سنگ سرخ کی بنی ہوئی  
 اور کہیں کہیں نہایت خوشنمائی سے سنگ مرمر بھی لگایا ہو ہر جگہ قرآن کی  
 آیتیں نسخ اور کوفی خط میں کندہ ہیں ہر ہر محراب اور گوشے اور کونے پر بہت  
 تحفہ بہت کاری اور بہت خوب پچکاری کی ہوئی ہو اسکی ساخت قابل  
 دیکھنے کے ہو لہذا اس مسجد کا نہایت عمدہ ہو سنگ سرخ کے پتھروں کو  
 چھوٹا چھوٹا تراش کر بہت خوبصورتی اور دانی اور استادی سے ایسا  
 خوبصورت اور مضبوط لدا لدا ہوا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہو اس لداؤ میں  
 ہر جگہ بہت تحفہ بہت کاری بنائی ہو اسکے صحن میں ایک بہت خوبصورت  
 سولہ پہلو کا حوض ہو گلاب بے مرئی کے سبب بالکل خراب ہو گیا ہو  
 اس مسجد کی دیواروں کے آثار بہت چوڑے ہیں اور آثاروں میں چھت پر  
 چڑھنے کا زینہ اور طرح طرح کے نشیمن نکالے ہیں اس مسجد کی چھت پر ایک

تاریخ مردا  
باجلہ خان



کنیاب تک موجود ہو اور ادھر ادھر گنبد کے دو چھتریاں تھیں کہ اب ٹوٹ گئیں  
ہیں اس مسجد کو اکبر نامے میں جامع مسجد کر کر لکھا ہے شاید ہمایون کے وقت میں  
یہی جامع مسجد ٹھہر گئی ہو اس مسجد پر کمین تاریخ کا کتبہ نہیں ہے الا مسجد کی آگے  
پیش طاق کے دائیں بائیں طاقون میں چند شعر کندہ ہیں۔

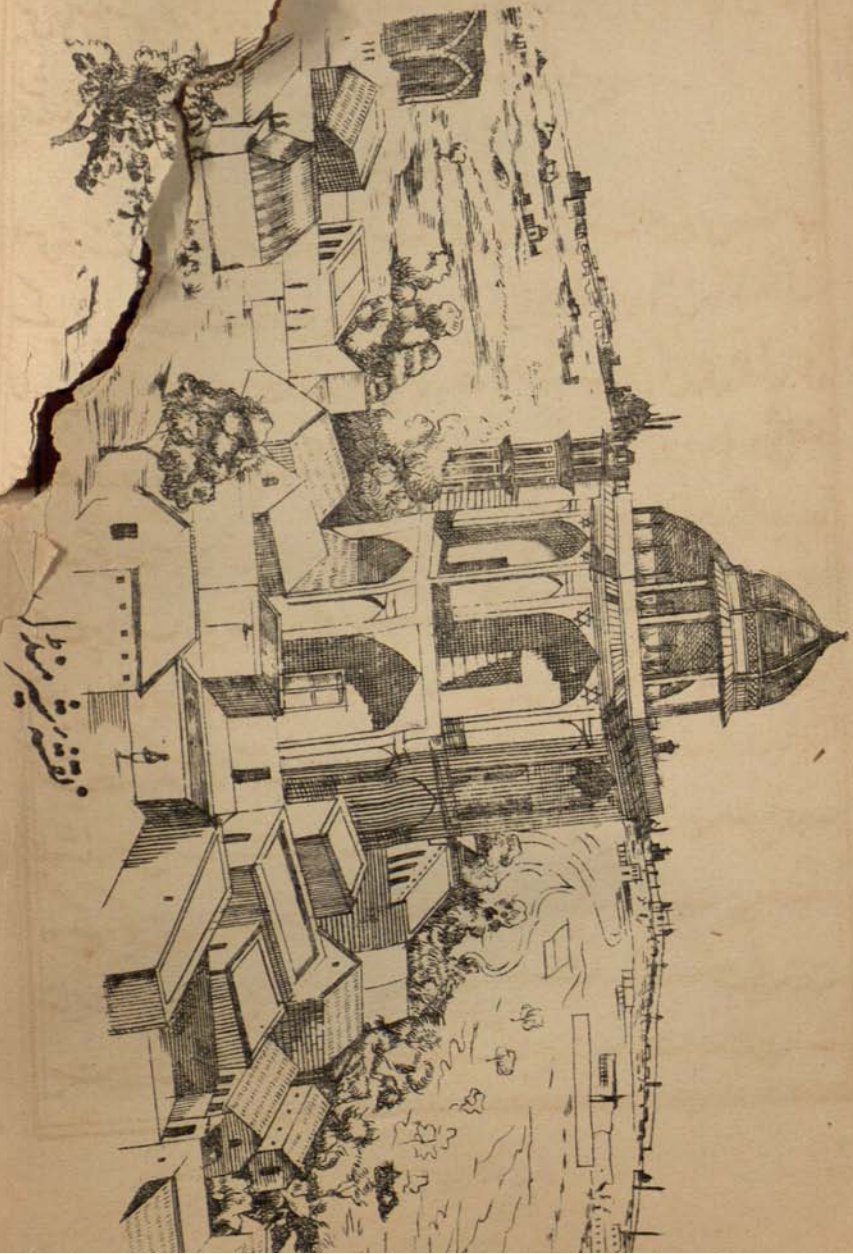
## شیر منڈل

اسی پرانے قلعہ میں شیر شاہ نے ۱۵۷۱ء ہجری مطابق ۱۵۷۹ء عیسوی کے مسجد  
کے پاس بہت بلند سہ منزلی ایک عمارت بنائی اور شیر منڈل اور سکا نام کھا  
کہ اب تک اسی نام سے مشہور ہے یہ عمارت تمام سنگ و سحر کی بنی ہوئی ہے  
پہلے اور دوسرے درجے کے بیچون بیچ میں ایک کمرہ بنایا ہے اور چاروں طرف  
بست پتلی غلام گردش ہے اور دیوار میں سے اوپر کو زینہ چڑھایا ہے اور تیسرے  
درجے پر ایک برجی بنائی ہے بجز سیر کے اور کچھ اس عمارت سے فائدہ معلوم  
نہیں ہوتا جبکہ ہمایون بادشاہ دوبارہ دلی میں بادشاہ ہوئے تو اس مکان میں  
کتب خانہ رکھا تھا ۱۵۷۹ء ہجری مطابق ۱۵۷۹ء عیسوی شام کے وقت ہمایون  
بادشاہ اس کتب خانے میں آئے اور اسی رات احتمال تھا کہ زہرہ طلوع کرے  
اور سکود کھنچا جا جب وہاں سے اترنے لگے تو زینے پر سے کہ  
تلاشیت پیچیدار ہے پاؤں پھسل گیا اور بادشاہ نیچے گر پڑے کن پٹی میں  
بہت چوٹ آئی اور چند روز بعد مر گئے میرزا ہدایت اللہ خان نے

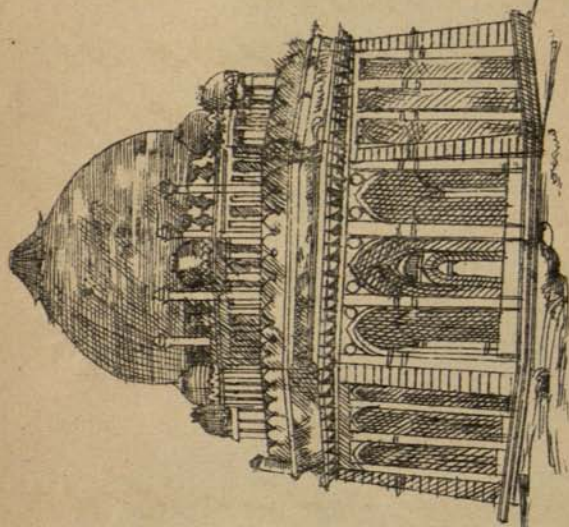
دیکھو کتبہ نمبر ۳۲

اکبر نامہ





نقشه شهر



نقشه مقبره حضرت سید



اپنی تاریخ میں اس عمارت کو ہایون بادشاہ کی بنائی ہوئی خیال کیا ہے  
صحیح نہیں ہے۔

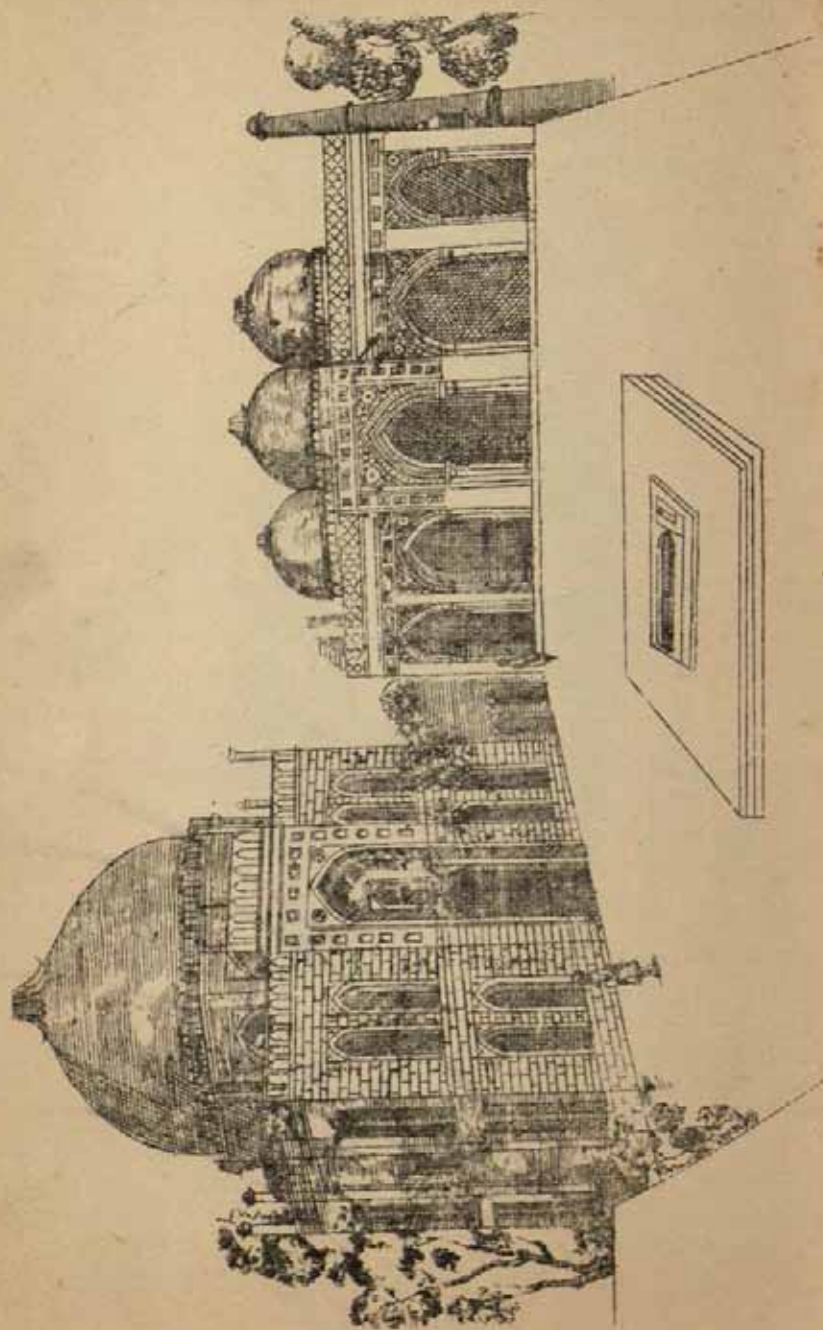
### مسجد و مقبرہ خیرپور

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہ مقبرہ اور مسجد پٹھانوں کے وقت کی ہے اور تخمیناً  
۹۵۳ھ ہجری مطابق ۱۵۴۳ء عیسوی یعنی قریب قریب رناتہ شیر شاہ کے بنی  
ہوئی ہو اگرچہ اسکے بنانے والے کا نام تحقیق نہیں ہوا لیکن اس میں کچھ شک نہیں  
رہا کہ پٹھانوں کے وقت کی کسی امیر کا جسکے نام پر یہ گائون آباد ہے یہ مقبرہ ہے  
اور اسکی یہ مسجد بنائی ہوئی ہو اگرچہ یہ مسجد چھٹے اور پتھر سے بنی ہوئی ہے مگر  
اسکے خوش قطع ہونے میں کلام نہیں اس مسجد میں چوڑے کاری کی بہت  
تحفہ نسبت کاری کی ہوئی ہے اور پیشانی میں چھٹے کاری سے آیات قرآنی  
کھدی ہوئیں ہیں ایسی خوش قطع مسجد پٹھانوں کے وقت کی بہت کم  
دیکھنے میں آئی ہے۔

### کھاری باؤلی

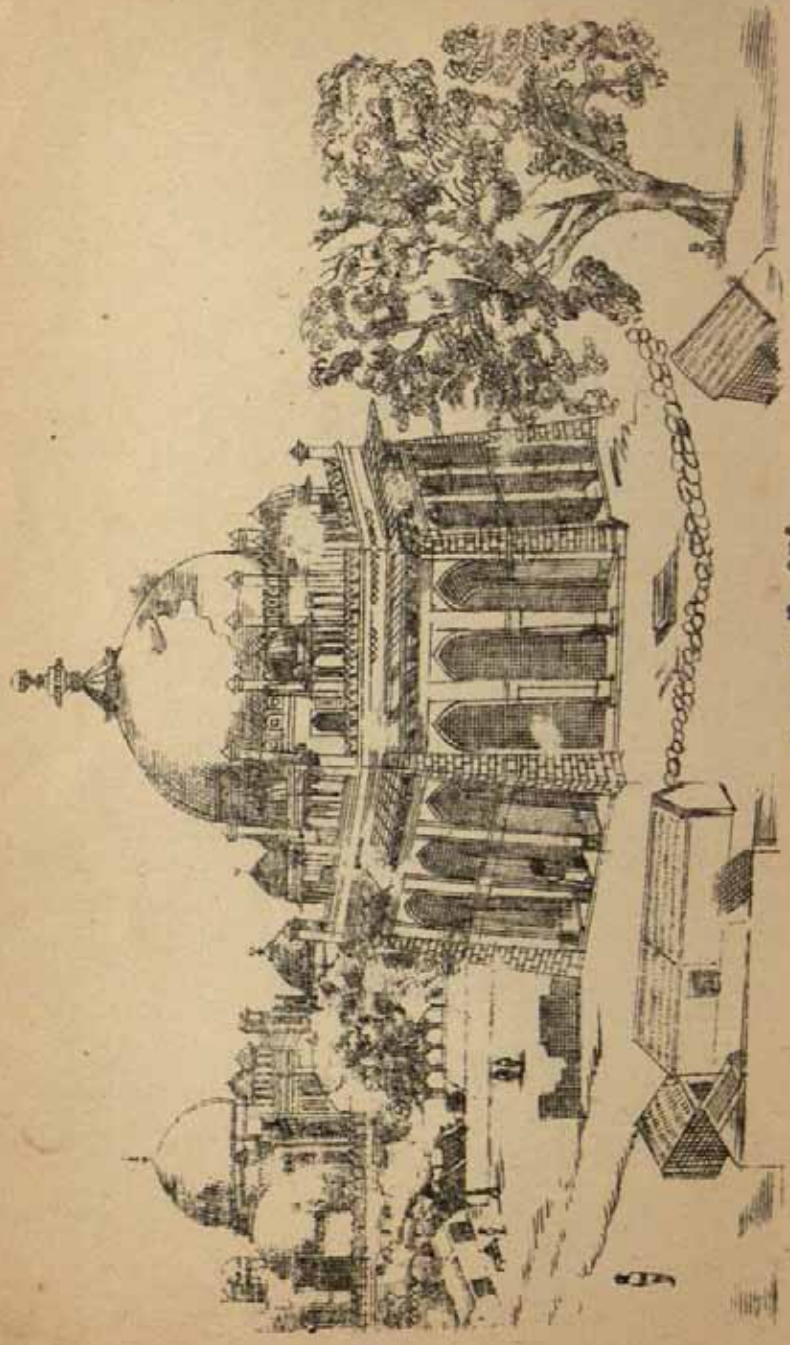
پہلے اس مقام پر عماد الملک عرف خواجہ عبداللہ نے اسلام شاہ کے وقت میں  
۹۵۲ھ ہجری مطابق ۱۵۴۵ء عیسوی کے ایک کنواں بنایا تھا پھر برس بعد یعنی ۹۵۹ھ  
ہجری مطابق ۱۵۵۶ء عیسوی کے اس کنوئیں کے آگے باؤلی بنادی جب شاہجہان  
نے شہر بسایا تو یہ باؤلی بھی شہر میں آگئی اب یہاں بہت لوگوں نے مکان



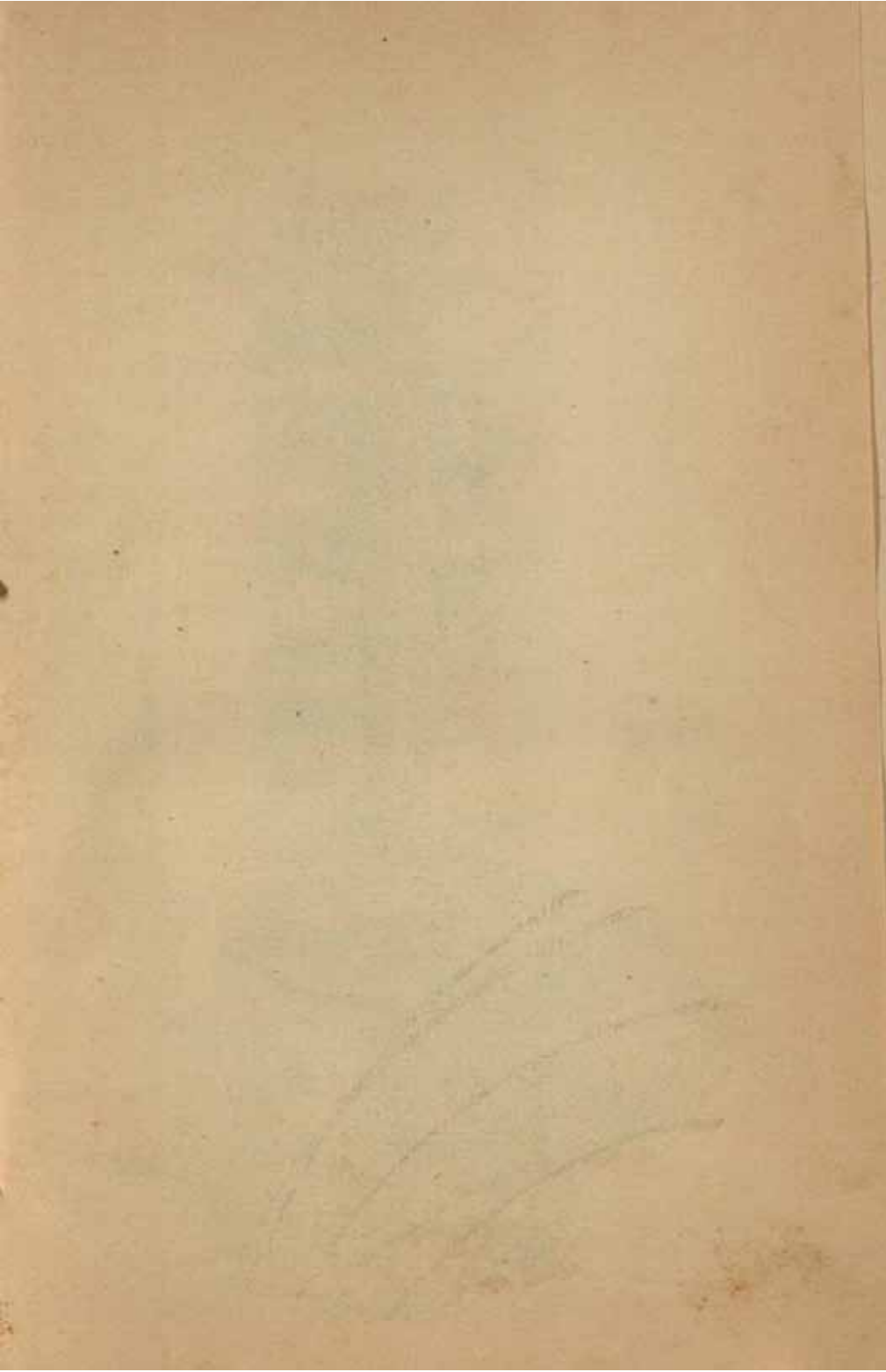


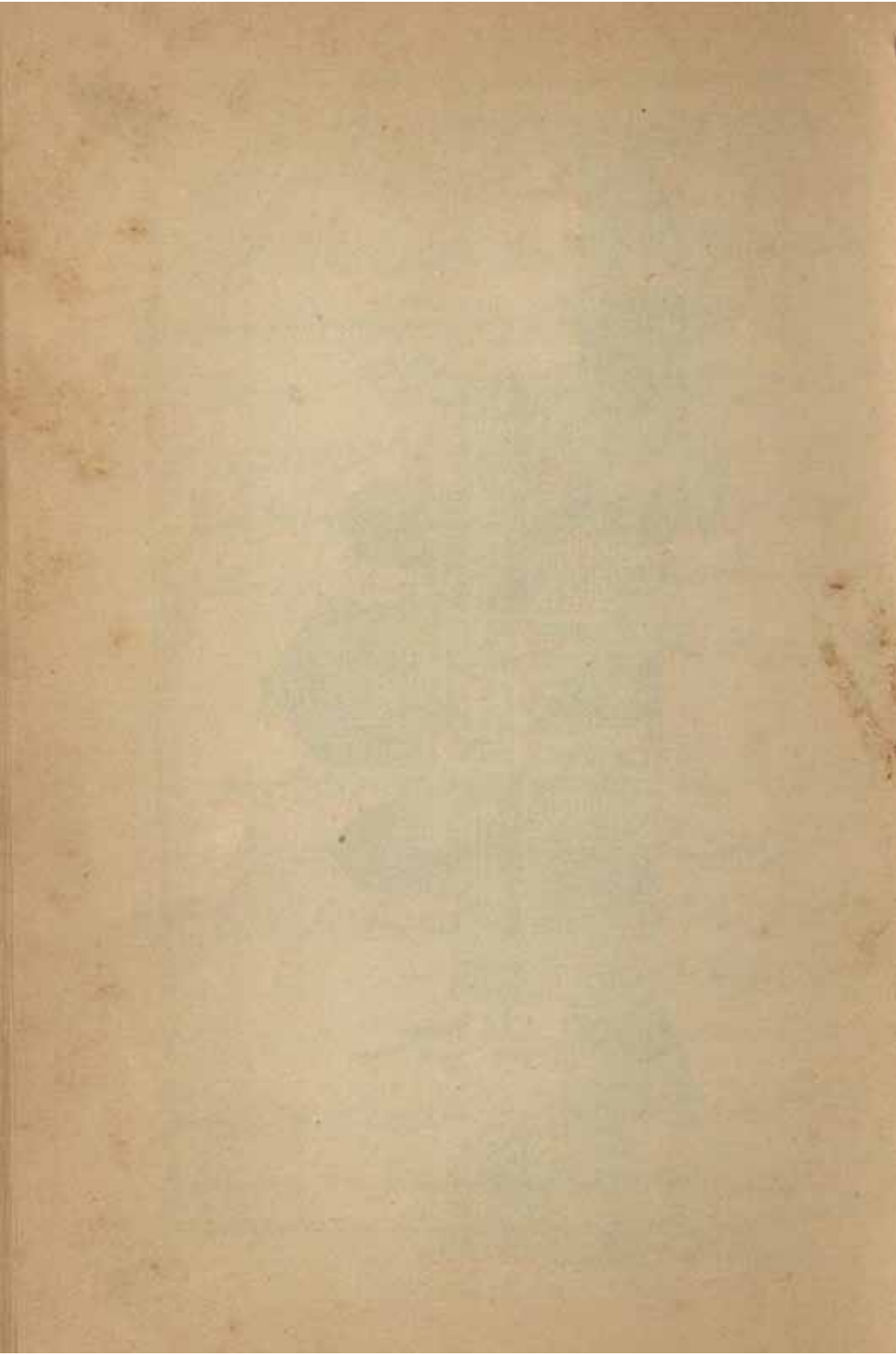


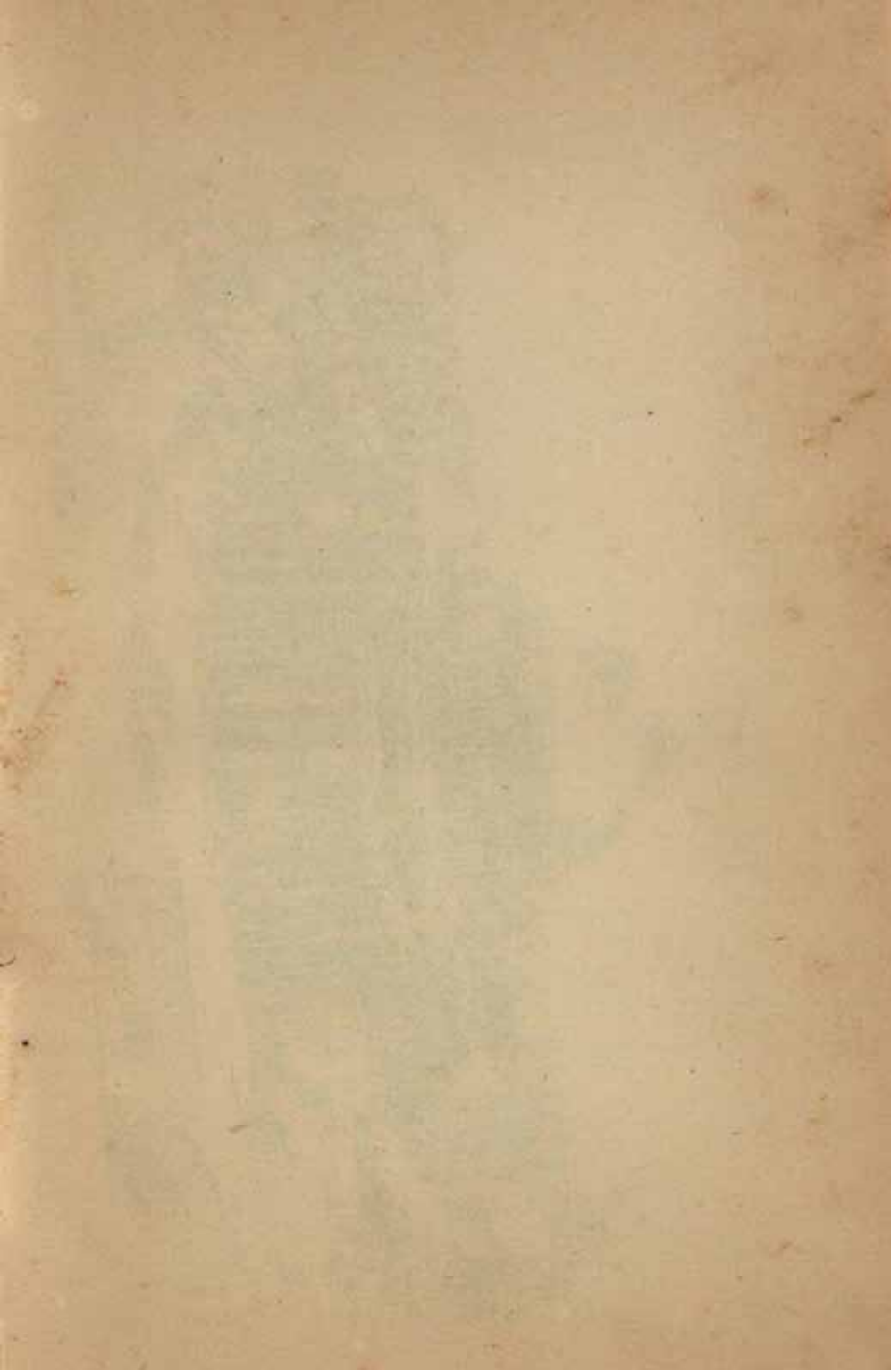
نقشه مقبرة عيسى خان













بنالیے ہیں اور یہ بھی ایک محلہ ہو گیا ہے اور یہ کہتے اس باؤلی کے ہیں۔

### مقبرہ عیسیٰ خان

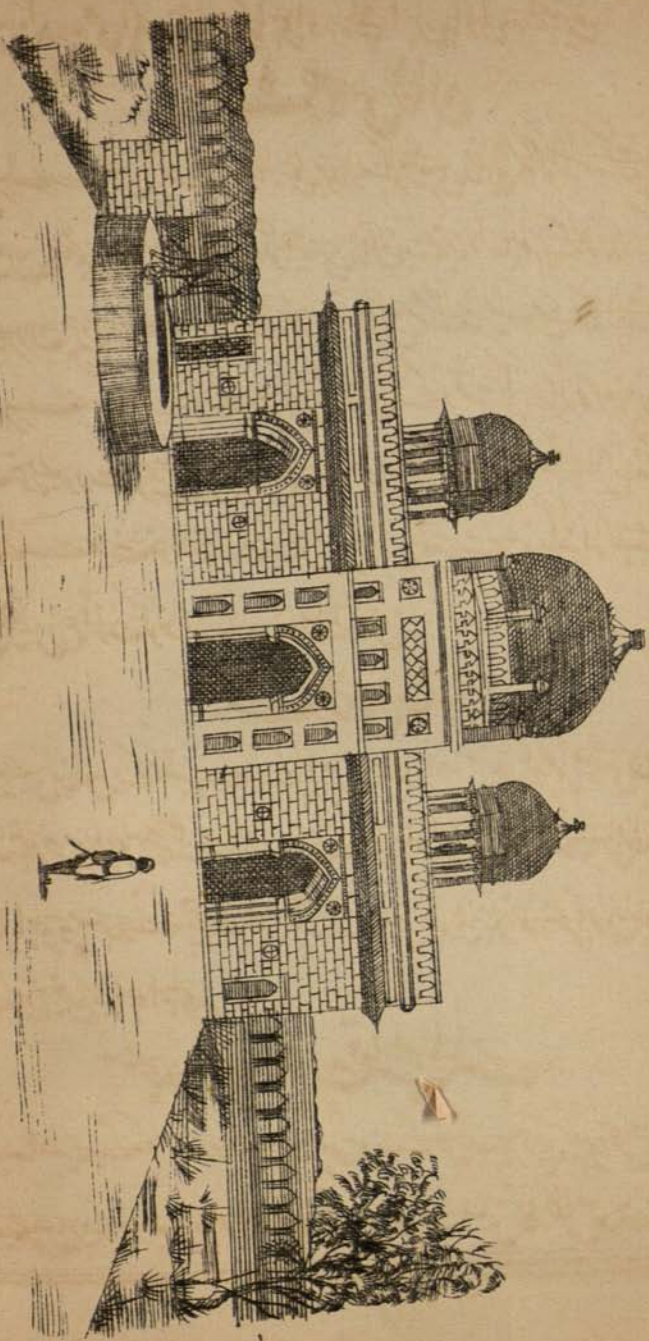
عرب سرے کے پاس ایک چار دیواری ہے اور سکو عیسیٰ خان کا کوٹلہ کہتے ہیں اس کوٹلے میں یہ مقبرہ ہے اس مقبرے کو عیسیٰ خان نے جو اسلام کے عہد کے وٹے نامی امیرون میں سے ہیں ۱۵۷۹ء ہجری مطابق ۱۵۷۹ء عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا مقبرے کے اندر کتبہ لگا ہوا ہے پٹھانوں کے وقت کی عمارتوں میں یہ مقبرہ نہایت خوبصورت ہے بیچ میں برج ہے اور چاروں طرف غلام گردش سنگ خارا اور چھنے سے بہت خوبصورت بنائی ہے اس مقبرے میں کنوار بستے ہیں اس نفیس عمارت کو خراب کرتے جاتے ہیں۔

### مسجد عیسیٰ خان

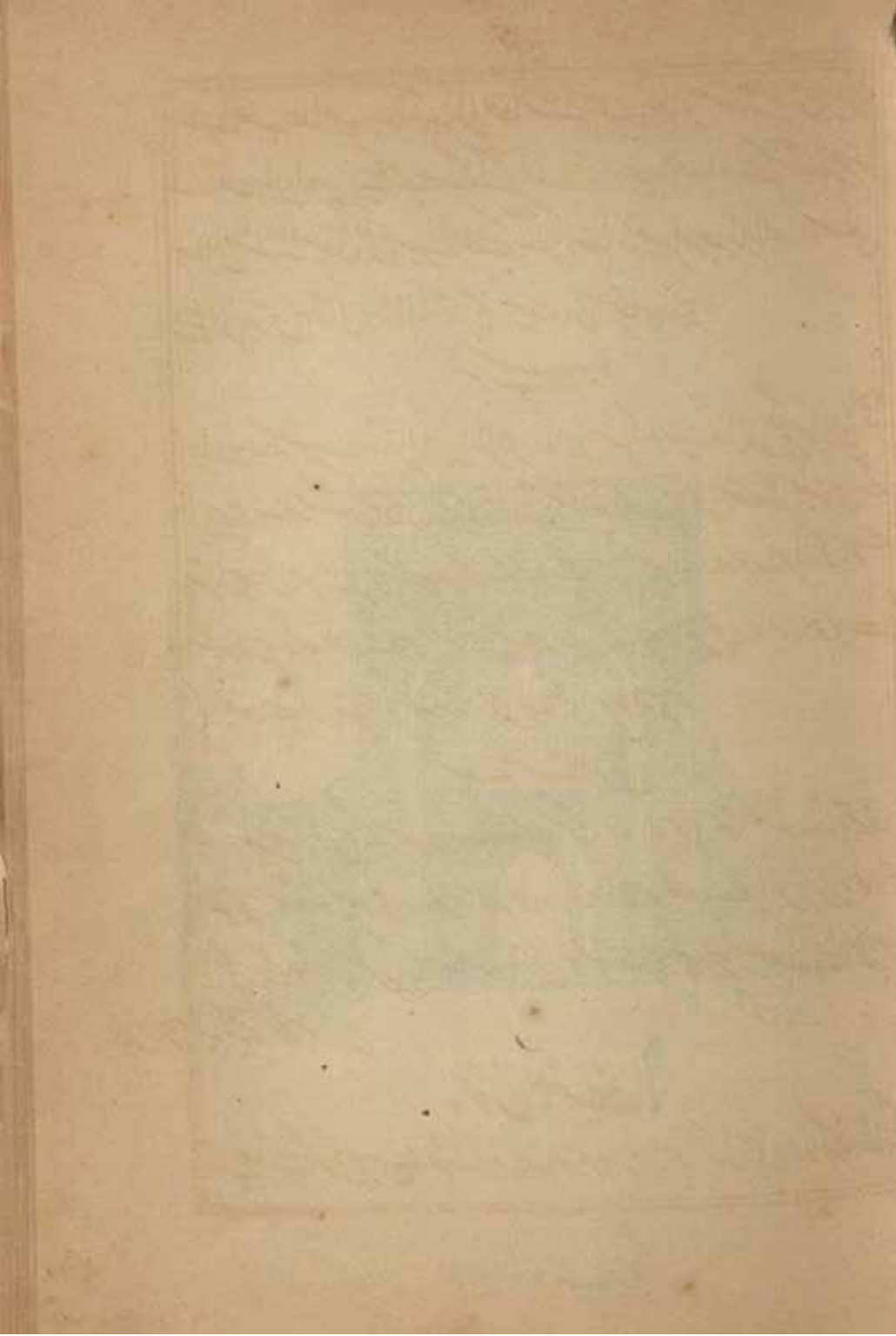
یہ مسجد عیسیٰ خان کے مقبرے کے پاس ہے اور اس مسجد کو بھی عیسیٰ خان نے ۱۵۷۹ء ہجری مطابق ۱۵۷۹ء عیسوی کے اسلام شاہ کے وقت میں مقبرے کے ساتھ بنایا ہے یہ مسجد نئے چھنے اور پتھر سے بنی ہوئی ہے اور محرابوں میں کھمبے ہیں سنگ رخ بھی لگا ہوا ہے۔

### مسجد درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کے مزار کے پاس جالیون کے قریب یہ مسجد ہے اس مسجد کے مین رے میں پہلا درجہ دو محراب کا کچا ہے صرف مٹی کا اس درجے کو



نقشه مسجد عیسی خان





حضرت قطب صاحب نے آپ بنایا تھا ۵۷۵ھ ہجری مطابق ۱۱۸۰ء عیسوی کے شاہ  
کے وقت میں اوس کے درجے کے آگے ایک اور درجہ بنا بعد اوس کے ۵۸۲ھ ہجری  
مطابق ۱۱۸۷ء عیسوی کے فرخ سیر نے اوس کے آگے ایک اور تیسرا درجہ بنایا اور اوس کی  
پیشانی پر تاریخ لگائی جس کا مادہ تاریخ بیت ربی مستجاب ہو۔

## عرب سرا

ہمایون کے مقبرے کے پاس یہ سرا ہے اور اس سر کو نواب حاجی بیگم ہمایون شاہ  
کی بیوی نے ۵۸۷ھ جلوس اکبری مطابق ۵۸۷ھ ہجری موافق ۱۱۹۰ء عیسوی کے  
بنایا ہے اس سر میں تین عرب آباد ہوئے تھے اس سبب سے عرب ہر کے نام سے  
مشہور ہے اگرچہ عمارت اس سر کی بہت بدل گئی ہے لاقدم دروازہ جو بہت  
خوبصورت اور نہایت تحفہ بنا ہوا ہے اب بھی موجود ہے۔

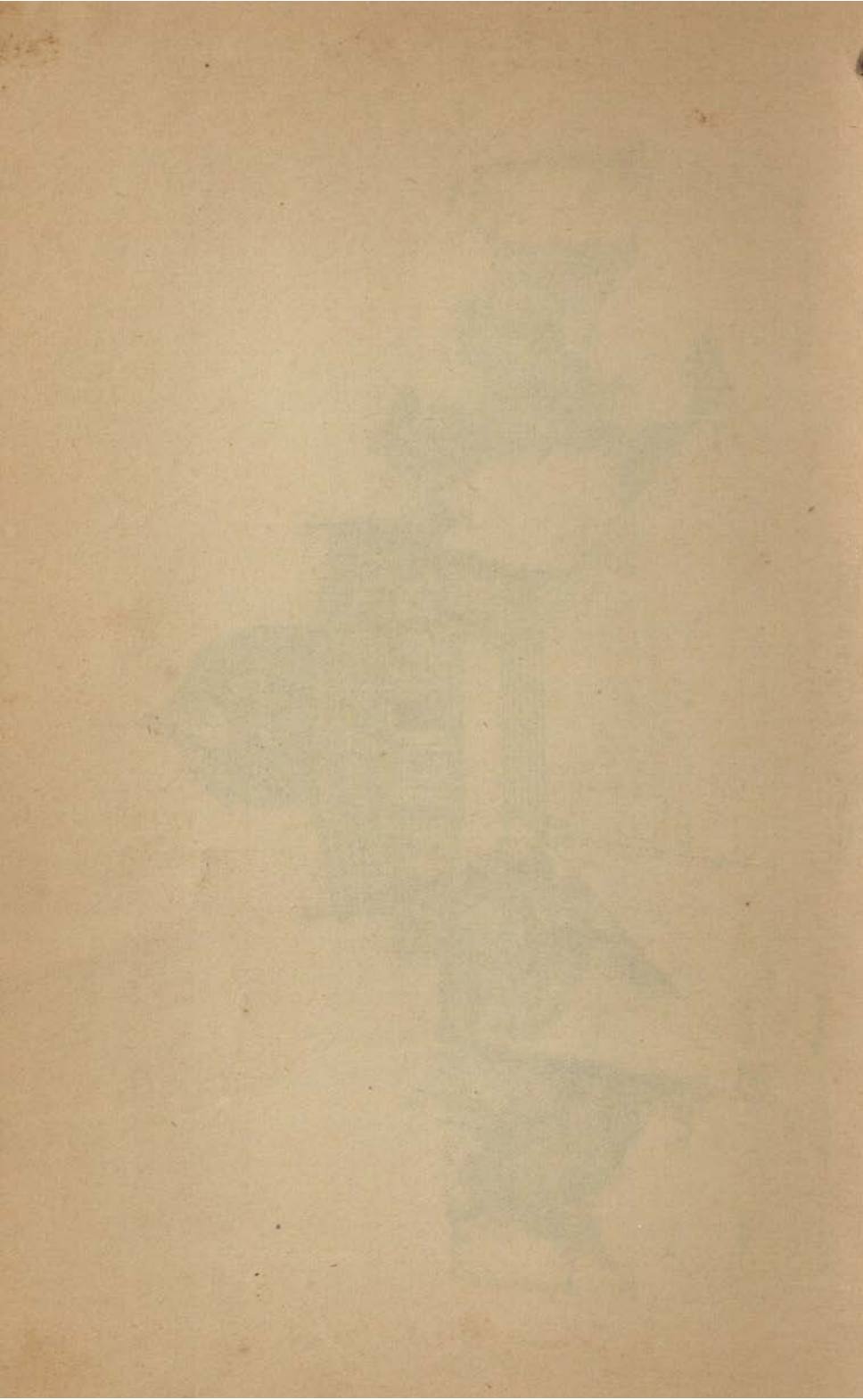
## خیبر نازل

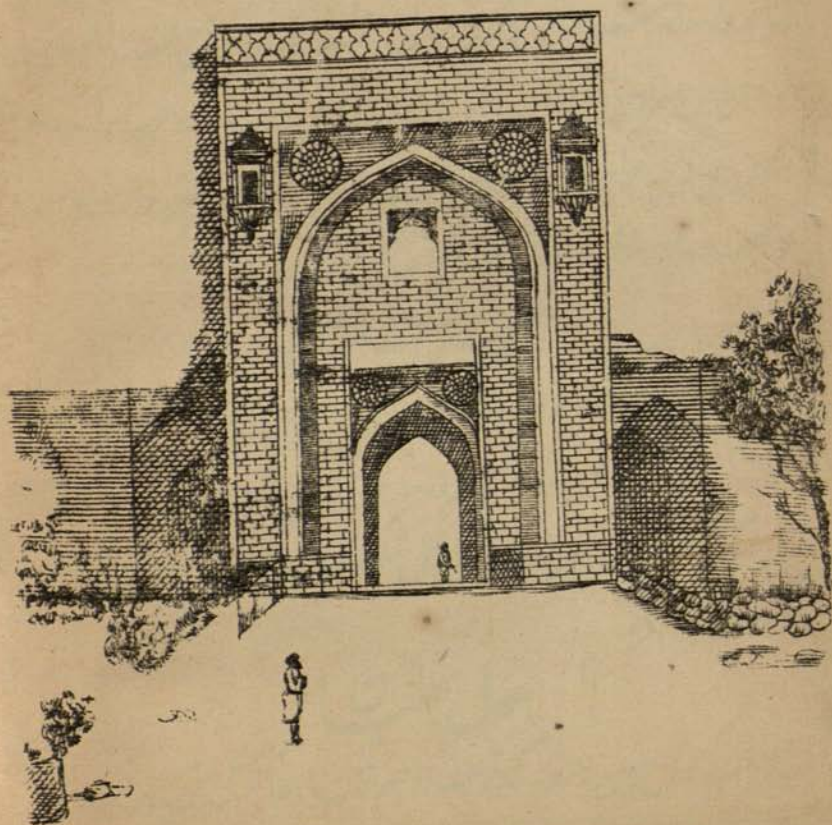
یہ مدرسہ ہے ماہم بیگم کا جنھوں نے ۵۸۷ھ اکبر کو دودھ پلایا تھا ۵۸۷ھ ہجری  
مطابق ۱۱۹۰ء عیسوی کے یہ مسجد اور مدرسہ پڑانے قلعہ کے پاس بنایا یہ عمارت  
بالکل چھپنے اور پتھر کی ہے اور اب بالکل شکستہ ہو گئی ہے مسجد کی پیشانی پر  
یہ کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کیا ہے

## بھول بھلین

قطب صاحب کے نول ح میں لاٹھ کے قریب ادھم خان ماہم آنکھ کی مٹی اور اکبر شاہ کے

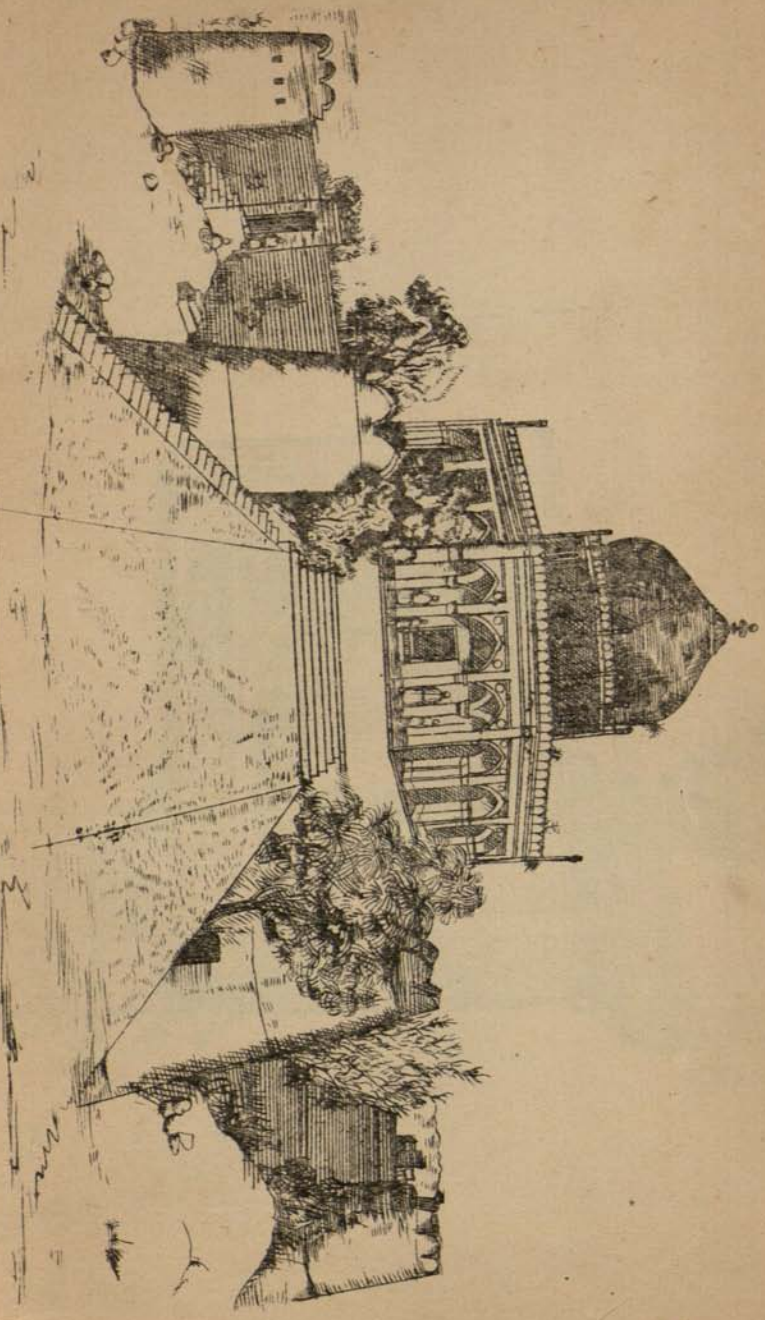




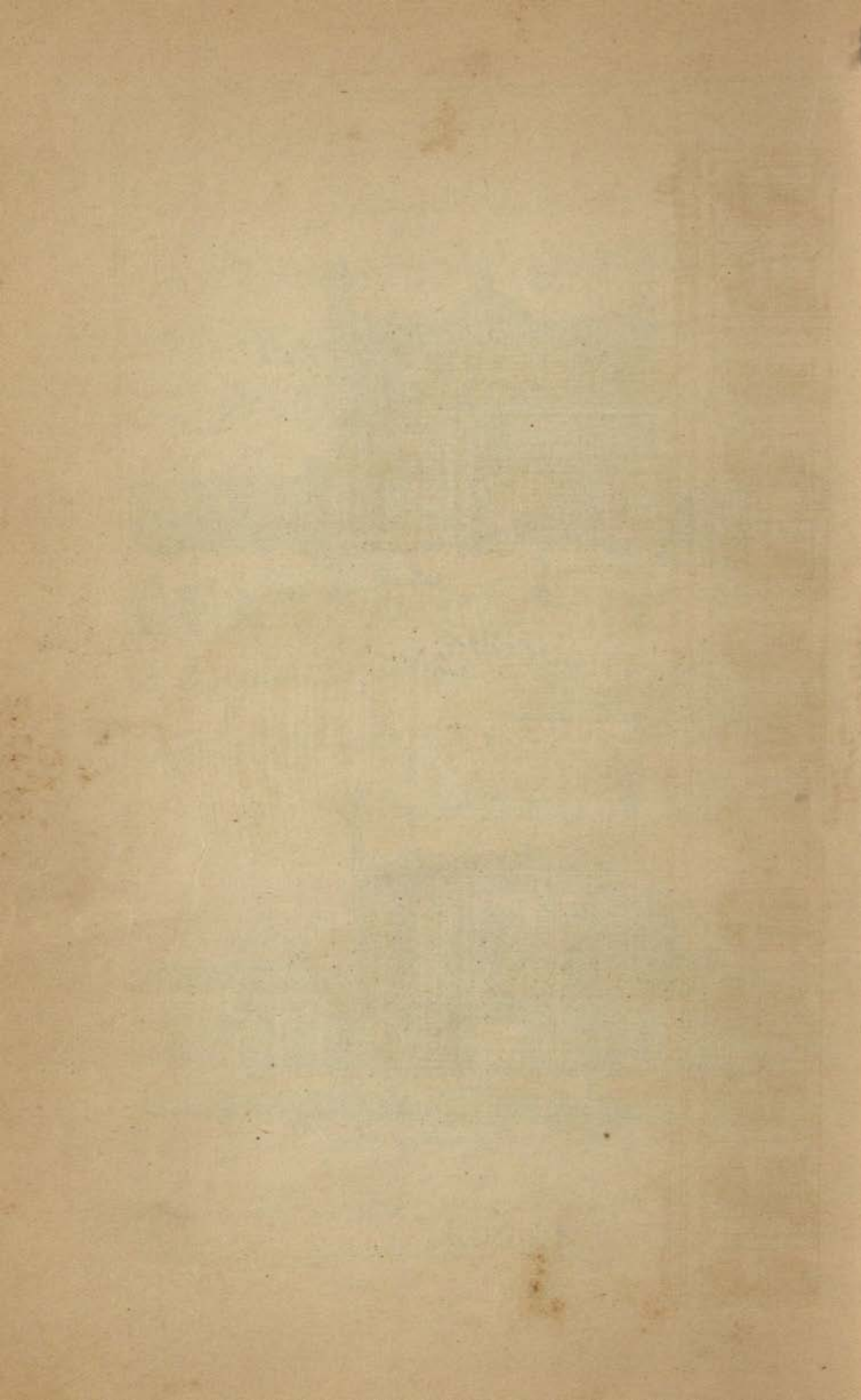
دروازه عرب سرا



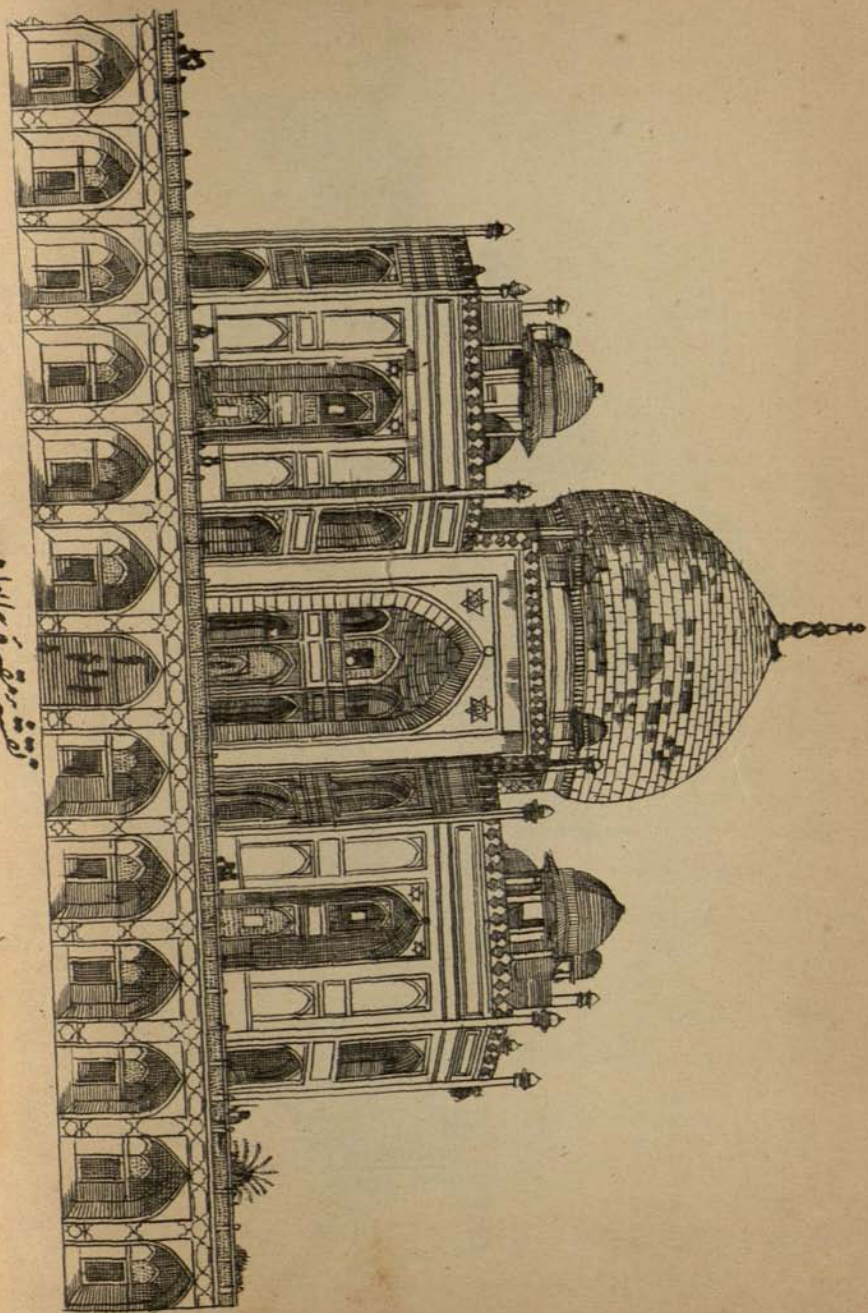




نقشه مسجد امام خاں غزنوی بولجیان







نقشه مسجد قاجاریان

گو کہ کا یہ مقبرہ ہر سہ جلوس اکبری موافق ۹۶۹ھ ہجری مطابق ۱۵۵۷ء عیسوی کے  
 ادہم خان نے شمس الدین محمد خان اتک کو مار ڈالا اور اسکے عوض بادشاہ نے ادہم خان کو  
 قلعہ پر سے گر کر مار ڈالا مہم کہ بھی اسی زمانے میں مرگئی اور دونوں لاشیں اکبر آباد  
 سے یہاں لا کر دفن کیں اور اکبر بادشاہ کے حکم بموجب یہ مقبرہ بنایا مقبرہ مزاجی  
 اور پتھر کا ہوا اسکی ایک دیوار میں زینہ بنایا ہوا اور برج کی دیوار اسطرح پر بنائی  
 ہو کہ اوسکے گرد پھر آسکتے ہیں اور اوسمیں ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہو کہ  
 آدمی یہ خیال کرتا ہو کہ جس راستے کو میں جاتا ہوں اسی راستے سے نیچے اترے گا  
 حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہو اور پھر جب نیچے اترنے کا  
 ارادہ کرتا ہو تو بسبب اسکے کہ نیچے اترنے کا راستہ ایک کونے میں نظر سے  
 پوشیدہ ہو آدمی راستے پر آن پڑتا ہو اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہو اور اسی سبب سے  
 بھول بھلیاں یعنی مقام گمشدگی اسکا نام مشہور ہو گیا ہو۔

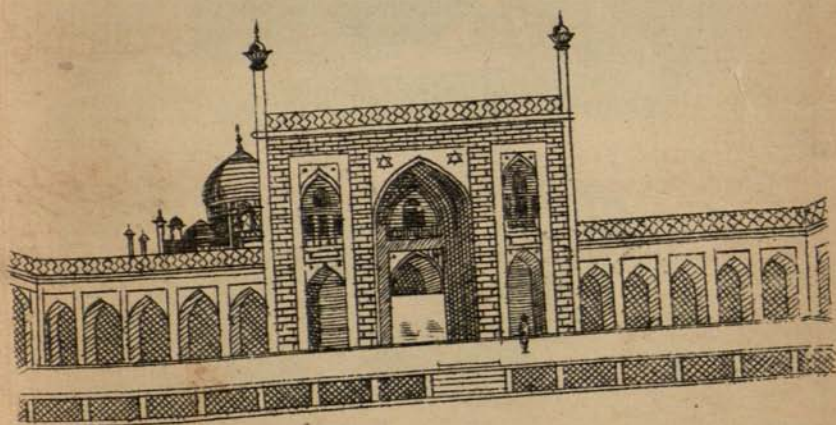
### مقبرہ ہمایون

ہر کہ میخواد کہ بیند شکل فردوس میں گویا این قصر و این باغ ہمایون ابین  
 یہ مقبرہ شہر شاہجہان آباد سے ڈھائی کوس جنوب کی طرف معزالدین کینقاوی  
 کیوٹھڑی میں واقع ہوا و اس میں ہمایون بادشاہ کی قبر ہو اس مقبرے کی  
 عمارت ایسی خوب ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے  
 ملا کر اسکو بنایا ہو سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہواراوس کے آگے





دروازه غربی



دروازه جنوبی



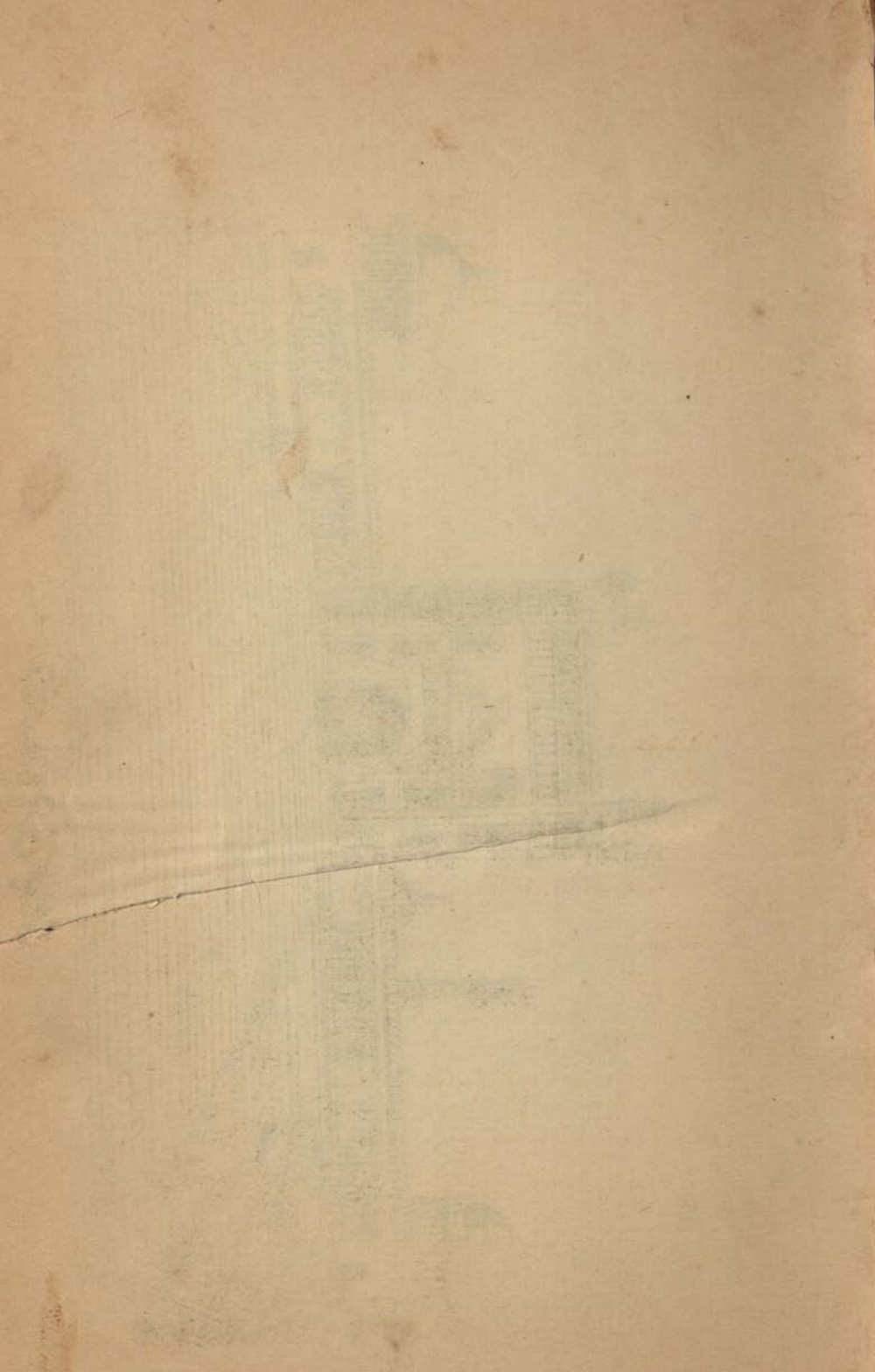


دریاے نجات میں ڈوب جاتا ہے اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب کی پیکھریوں پر  
 شرف لیجاتا ہے سرج اسکا نر سنگ مرمر کا گویا خدا کی قدرت کے دریا کا ایک  
 موتی ہے قطع اسکی ایسی خوبصورت ہے کہ آسمان بھی اسکے آگے پانی کا ایک بلبلہ  
 ہے جوڑان چکلان اونچائی مقبرے کی نہایت مناسب ہے باوصف اسقدر بڑائی  
 کے بہت نازک دکھائی دیتا ہے صحن اوسکا بہت دلکشا اور مکانات اسکے نہایت  
 دلربا وضع اسکی نہایت خوب قطع اسکی بغایت مرغوب کسی ٹٹانے میں ریاض  
 بھی بہت آراستہ تھا چاروں طرف نہرین جاری تھیں جا بجا حوض بنے ہوئے  
 تھے پانی لہراتا تھا فوائے چھوٹے تھے پھول کھلتے تھے بلبلین چھپاتیں  
 تھیں گلاب سب ویران ہو گیا وہ سرو جو قدیار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ پھول  
 جوں لب و لبروں پر ہنستے تھے نام کو بھی نہیں ہے نہرین ٹوٹ گئیں حوض بند ہو گئے  
 فوائے چپ ہوئے کنوئیں اٹھ ہو گئے آبشاروں کا نام نہ رہا کہیں کہیں  
 ٹوٹا پھوٹا ان باتوں کا نشان پایا جاتا ہے ۳۷۹ ہجری مطابق ۱۵۶۵ء عیسوی کے  
 نواب حاجی سلیم ہمایوں بادشاہ کی بیوی نے سلسلہ جلوس اکبری میں اس مقبرے کو  
 بنوانا شروع کیا سولہ برس کے عرصے میں پندرہ لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار  
 ہوا خاندان تیموریہ کا یہ مقبرہ قبرستان ہے۔

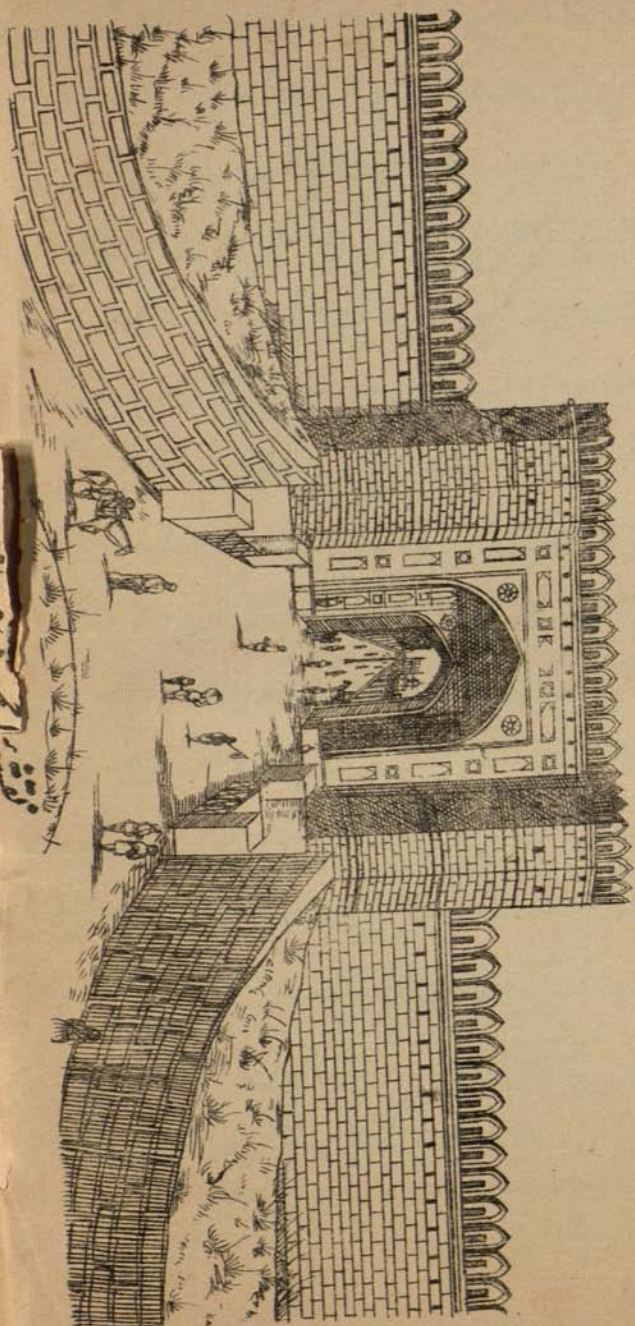
رات آفتاب

نیلی چھتری یا مقبرہ نوبت خان

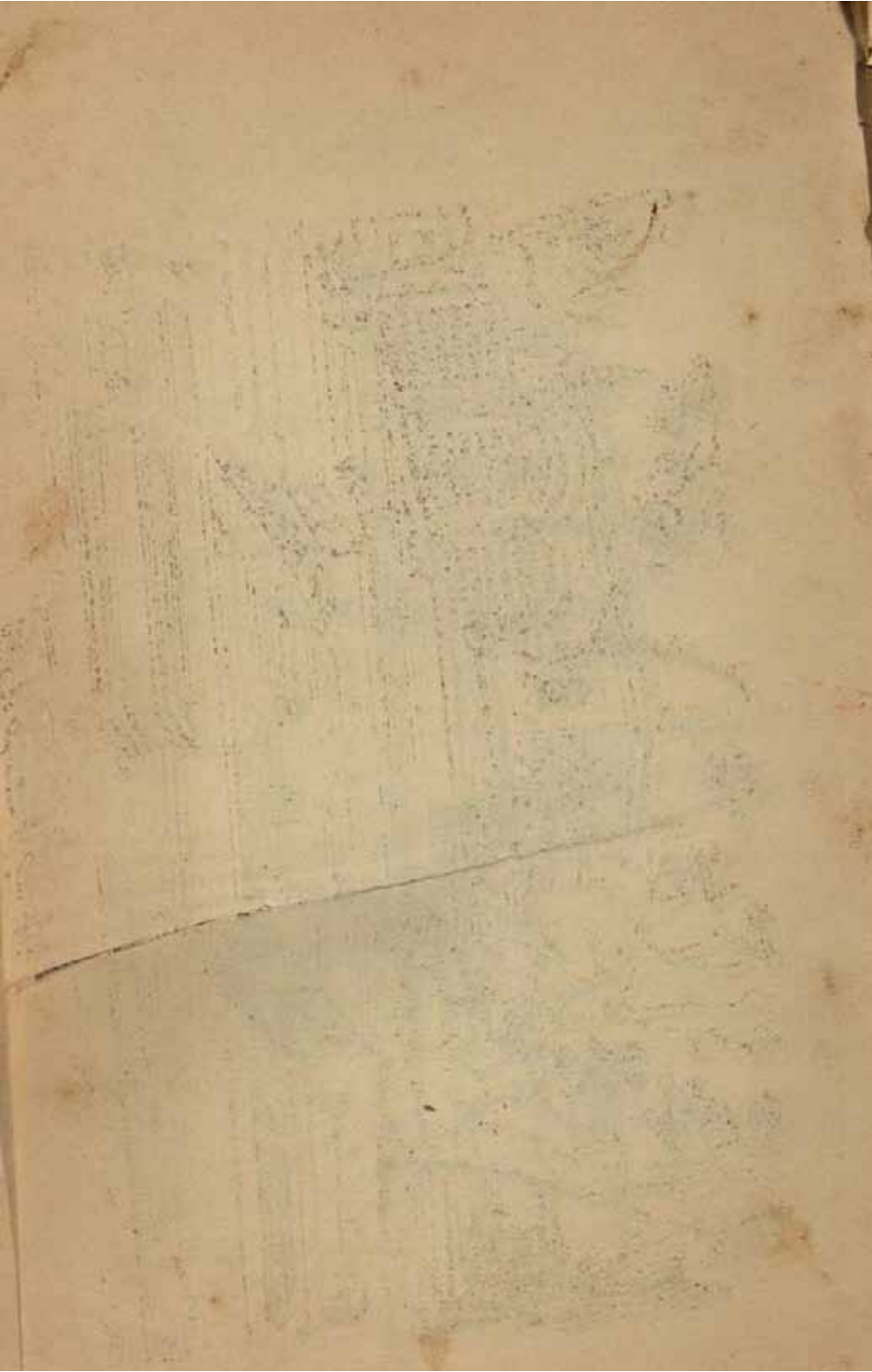
پرانے قلعہ کے پاس یہ مقبرہ ہے نواب نوبت خان اکبری کا انھوں نے



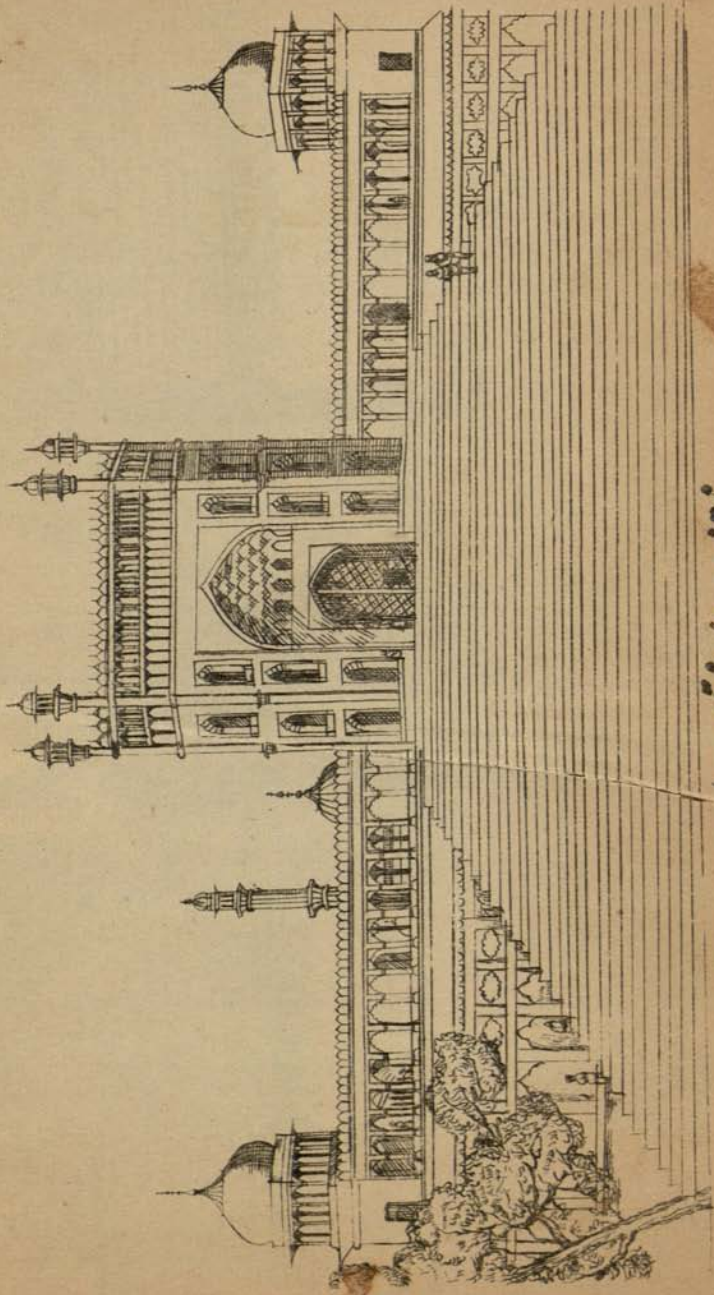




نقشه ایستگاه و دیوار



نقشه دروازه شرقی مسجد جامع





۹۷۲ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے یہ مقبرہ اپنے جیتے جی بنایا اس مقبرے کا بیج  
چینی کاریکانہ تھا اس سبب سے نیلی چھتری کر کر مشہور ہوا یہ مقبرہ بالکل ٹوٹ گیا ہے  
برج بھی گر پڑا ہے مقبرے کی نمائش بھی خراب ہو گئی ہے۔

### مقبرہ تلمک خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا جنکا اعظم خان خطاب تھا بڑے اکبر کی انا کے خاوند  
تھے ۹۶۹ ہجری مطابق ۱۵۶۱ عیسوی کے اوہم خان نے انکو مار ڈالا تھا بادشاہ  
اوسکے بیٹے اوہم خان کو دو دفعہ قلعہ پر سے گروا کر مار ڈالا۔ دو خون شد۔ بڑا دنی ایک  
اسکی تاریخ ہو اور یہ مصرع بھی تاریخ کا ہے۔ رفت از ظلم سر اعظم خان۔ اور یہ قطعہ بھی تاریخ کا ہے

خان اعظم سپاہ اعظم خان کہ چواکس دین زمانہ ندید

بشہادت رسید ماہ صیام شربت موت روزہ دار چشید

کاش سال و گر شہید شد کہ شدی سال فوت خان شہید

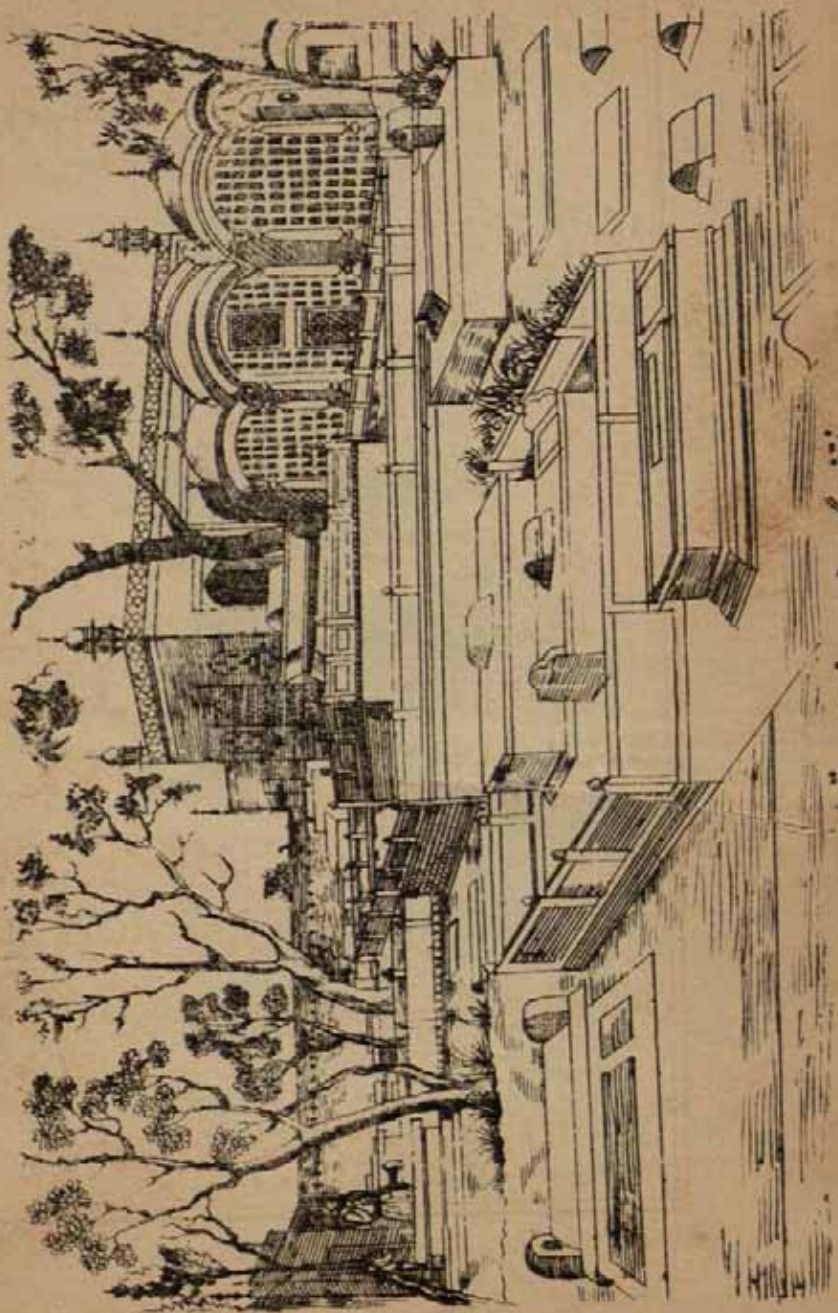
غرض کہ انکے مائے جانے کے بعد انکی لاش دلی مین لائے اور حضرت نظام الدین  
کی درگاہ کے پاس دفن کیا ۹۷۲ ہجری مطابق ۱۵۶۵ عیسوی کے کوکلتاش خان  
انکے بیٹے نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بھی بہت خوب ہے سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا  
بنایا ہوا ہے آیات قرآنی اور گل بوٹے بہت خوبصورتی سے کندہ ہیں دروازے کی  
پیشانی پر تاریخ بنا کا کتبہ لگا ہوا ہے۔

درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

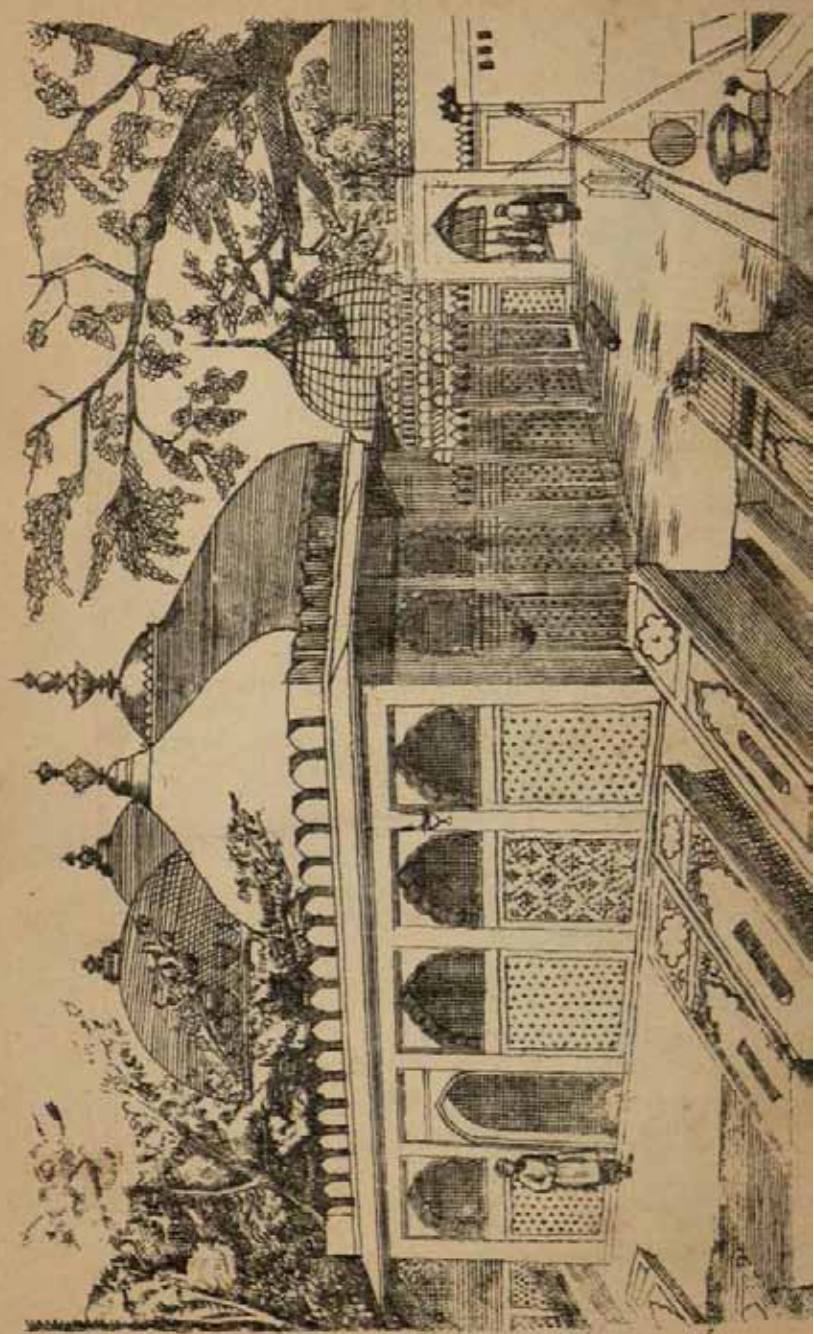
انڈیا

دیکھو کتبہ نمبر ۳

نقشه درگاه حضرت خوابه باقی باشد









یہ درگاہ شہر شاہجان آباد سے تھوڑی دور قریش خانے کی کھڑکی کے باہر واقع ہے  
حضرت خواجہ باقی بامد صاحب نقشبندی کی یہ درگاہ ہے ۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء  
عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور جب ہی آپ کا مزار بنا پھر رفتہ رفتہ ایک مسجد بھی  
بن گئی اور بہت قبریں ہو گئیں آپ کے مزار کے سرہانے ایک دیوار ہے کہ اوسمین  
طاق طاق بنے ہوئے ہیں اوسمین چراغان روشن ہوتے ہیں۔

### درگاہ حضرت امیر خسرو

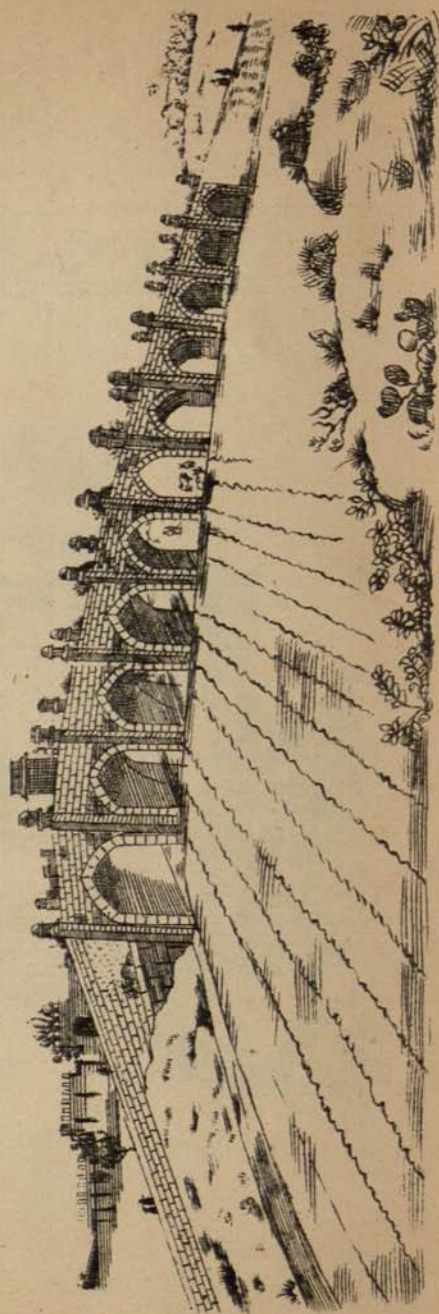
حضرت نظام الدین کی درگاہ کے پاس یہ درگاہ ابوالحسن عرف امیر خسرو کی ہے  
اونیسویں ذیقعدہ ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۵ء عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اس مقام  
پر جو یارانی چوبترہ کہلاتا تھا دفن ہوئے آپ کے مزار کے سرہانے لوح پر تاریخ انتقال  
کندہ ہے جسکا پہلا مادہ۔ عیدیم مثل۔ اور دوسرا۔ طوطی شکر مقال ہے ۷۹۹ھ ہجری  
مطابق ۱۳۹۷ء عیسوی سید مہدی نے صرف محجر بنا کر یہ عمارت جواب موجود ہے  
۸۲۰ھ ہجری مطابق ۱۴۱۷ء عیسوی کے عماد الدین حسن نے یہ عمارت سنگ مرمر  
کی تعمیر کی برج کے اندر چند اشعار اور کتبہ تاریخ بنا کندہ ہے اس درگاہ میں ہر  
برس کی سترھویں شوال کو بہت دھوم سے میلہ ہوتا ہے اور موسم بہار  
میں بسنت بھی بہت خوب ہوتا ہے۔

### جیل خانہ یا سرافریخان

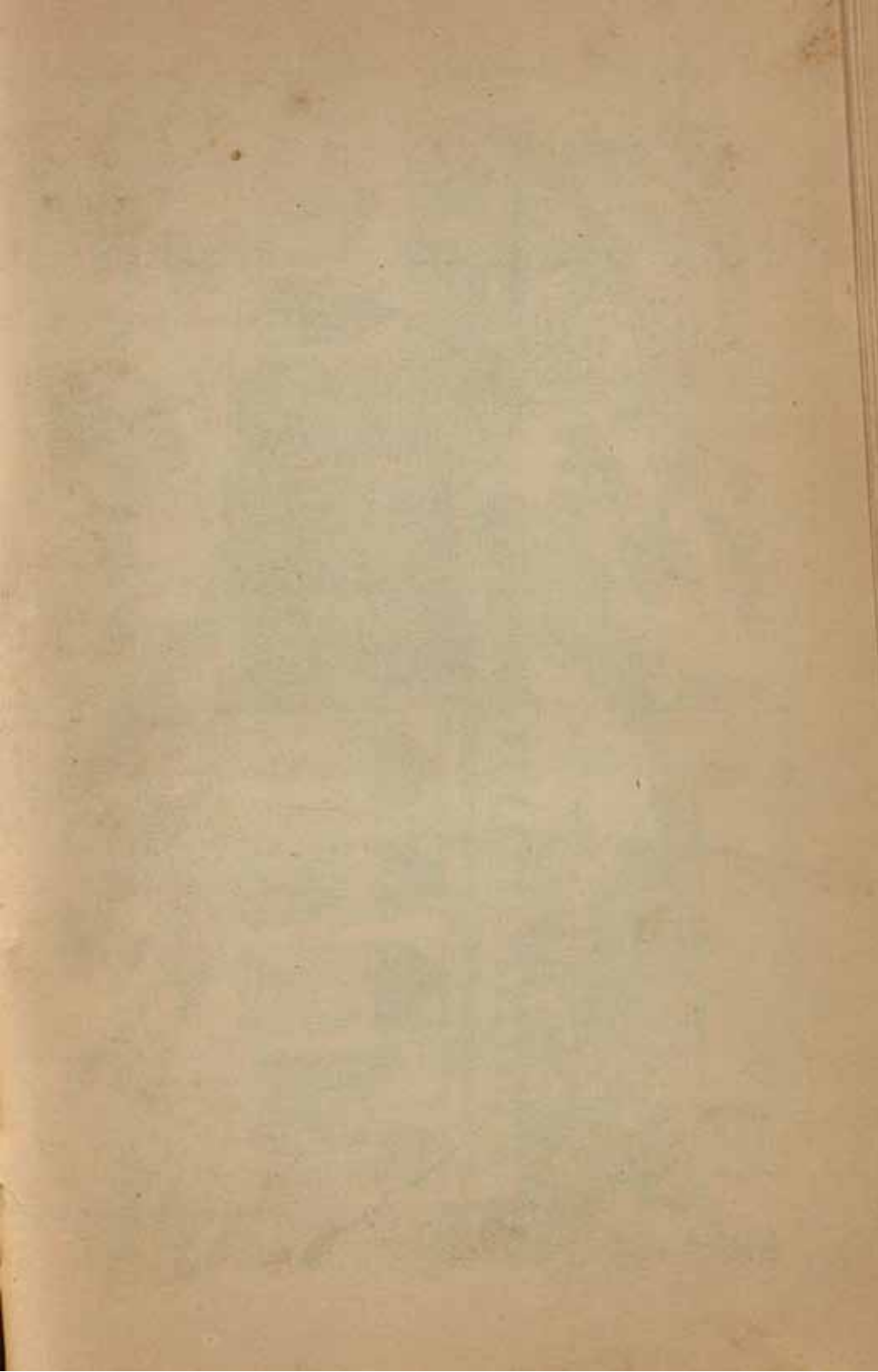
درحقیقت یہ سراسر ہے نواب فرید خان جہانگیری المخاطب بمرضی خان کی بنائی ہوئی

انبار اوقار

کچھ کتبہ



نقشه باره یله



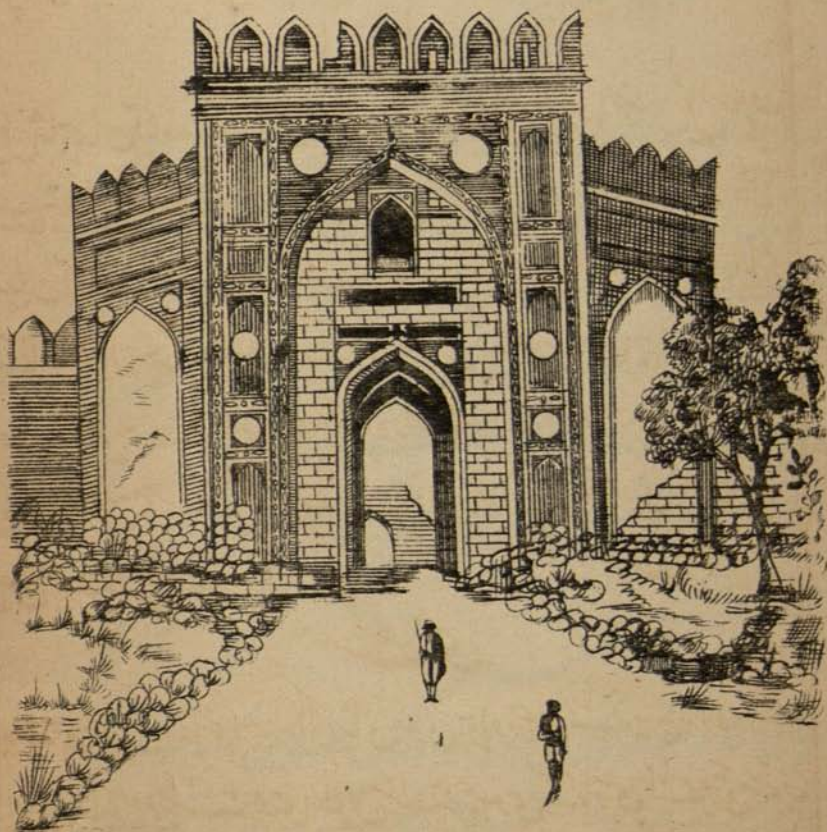


بسم الله الرحمن الرحيم

مهر بانو قدیمی جهانگیر شاه



لا اله الا الله محمد رسول الله



دروازه مندی



تختینا سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ عیسوی کے اونھون نے یہ سرانائی تھی جب  
پُرانی دلی ویران ہو گئی یہ سرابھی ویران پڑی تھی سرکار انگریزی نے اسکی مرمت  
کی اور اسکو جیل خانہ تجویز کیا اس سرکار کا دروازہ بہت عالیشان بنا ہوا ہے اور  
اور اس کے اوپر بھی مکانات ہیں کہ داروغہ جیل خانہ اوسمین نفراغت  
رہ سکتا ہے اب اس کے قریب اور بہت سے مکانات جیل خانے اور کاغذی حوض  
اور پاگل خانے کے بن گئے ہیں۔

### بارہ پلہ

یہ پل شاہجہان آباد سے چار میل جنوب کی طرف واقع ہے ایسا نفیس پل اسطون  
نہیں ہے اس پل کو جہانگیر بادشاہ کے عہد میں سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ عیسوی کے  
مہربان آغا عرف آغا مان المصطفیٰ بہ آغاے آغایان خواجہ سرانے بنایا ہے  
یہ آغا اکبر شہی اور جہانگیری عہد کے شے نامی خواجہ سراؤن مین سے ہیں  
اور یہ پل بھی بہت خوبصورت پتھر اور چٹان سے بنا ہوا ہے اس کے سر پر  
ایک پتھر پر چند شعر پل بننے کی تاریخ اور جہانگیر بادشاہ کی تعریف  
مین کندہ ہیں۔

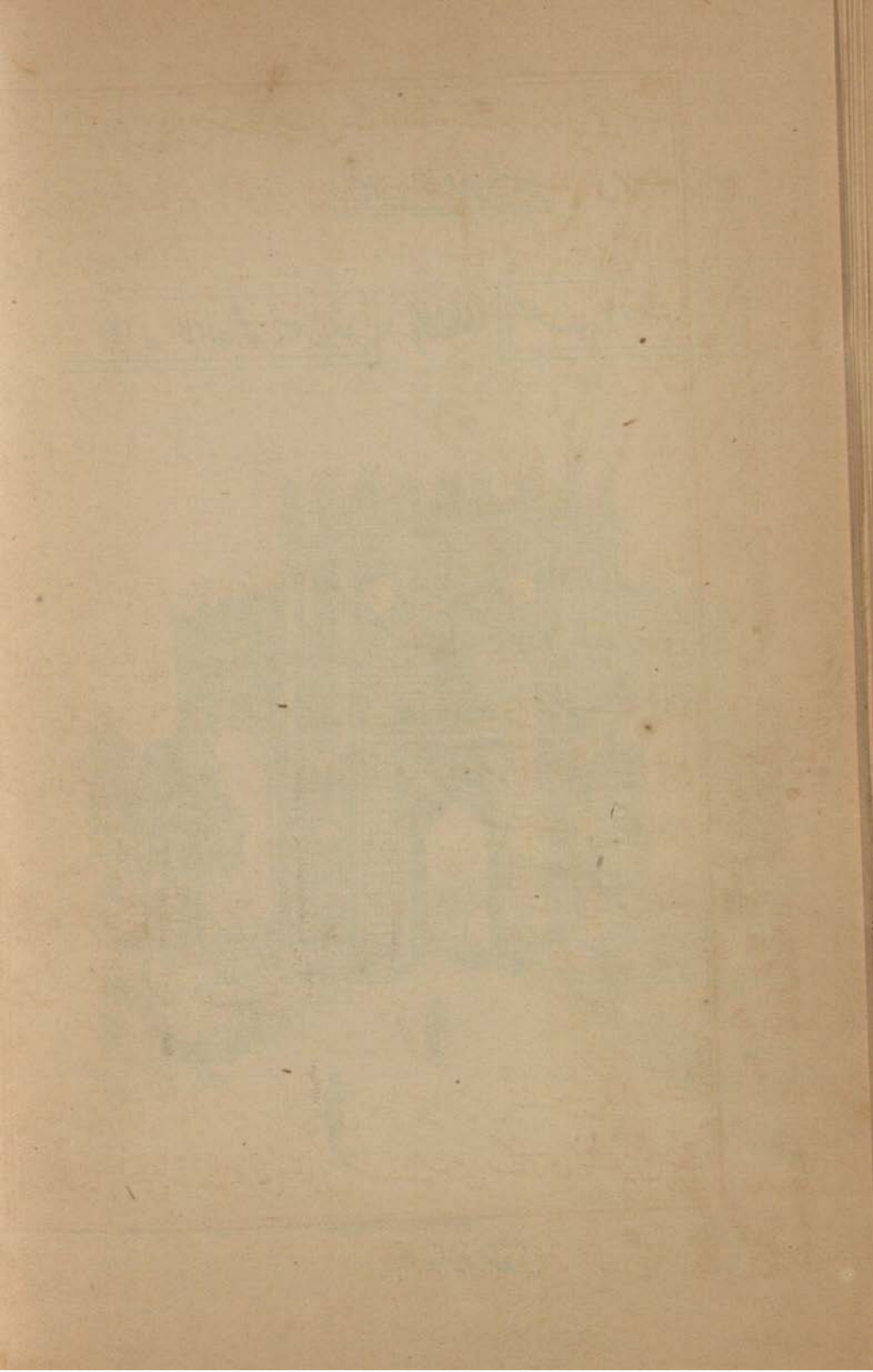
### منڈی

یہ منڈی مہربان آغا خواجہ سران کی بنائی ہوئی ہے اور جس زمانے مین کہ اس نے  
بارہ پلہ بنایا یعنی سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ عیسوی کے اسی زمانے مین منڈی

روزک جہانگیری

دیکھو کہ پل ۲





نور الدین جہانگیر بادشاہ نے مسکے جلوس مطابق سلسلہ ہجری موافق ۱۰۲۲ عیسوی کے اس قلعہ کے جنوبی دروازے کے آگے بہت تحفہ اور نہایت مضبوط پختہ جوئے اور پتھر کا پُل بنوایا ہے کہ وہ پُل اب تک موجود ہے اور ادسپرو دہلی کے بھی لکھے ہوئے ہیں جب شاہجہان نے قلعہ بنایا تو یہ پُل قلعہ میں ایسا مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لیے بنایا تھا۔

### مقبرہ شیخ فرید

بگم پور کی مسجد کے پاس یہ مقبرہ ہے شیخ فرید ابن شیخ احمد بخاری کا جنکو جہانگیر کے عہد میں مرتضیٰ خان کا خطاب ملا تھا اس مقبرے کے مکانات بالکل ٹوٹ گئے ہیں صرف دالان باقی رہ گیا ہے سلسلہ جلوس جہانگیری مطابق ۱۰۲۳ ہجری موافق ۱۰۲۳ عیسوی کے انکا انتقال ہوا کہ سال وفات انکی قبر پر کندہ ہے اور اسی زمانے کے قریب یہ مقبرہ بنا۔

### نیلہ برج یا مقبرہ فہیم

یہ مقبرہ ہے ہمایون کے مقبرے کے پاس کوئی تو اسکو حجام کا مقبرہ بتاتا ہے اور کوئی فہیم کا پہلی بات تو یقینی غلط ہے اور دوسری بات اگر صحیح ہو تو یہ مقبرہ عبد الرحیم خان خاں خاں کا بنایا ہوا ہے سلسلہ ہجری مطابق ۱۰۲۳ عیسوی کے جبکہ جاہت خان نے خاں خاں کو براہ دعا نظر بند کیا تو پہلے فہیم پاس جو خاں خاں کے بیٹے عزیز چیلون میں سے تھا پیغام سازش کا بھیجا دینے

بنائی اس منڈی کا دروازہ بہت خوبصورت ہوا اور اوس پر بانی کا نام لکھا ہوا ہے  
منڈی کے اندر ایک مسجد تھی وہ تو ٹوٹ گئی مگر ایک کنواں سیرھوٹن راب تک  
موجود ہے اور بائین کے نام سے مشہور ہے اس قسم کے کنوئیں بالکل کی طرف بہت  
ہیں مگر اس طرف ایسا کنواں عجائبات سے ہے۔

### کوس منارہ

جہانگیر بادشاہ نے اپنے عہد میں ہنگالے سے آگرے ہوتے ہوئے دریائے اہم تک  
شرک بنوا کر وہ طرفہ درخت لگائے تھے تاکہ جلوس میں مطابق شہنشاہی ہوا  
عیسوی کے یہ بھی حکم دیا کہ آگرے سے لاہور تک ہر کوس کے سرے پر ایک منارہ بنوایا  
جائے اور تین کوس پر ایک کنواں چنانچہ یہ منارہ چھپنے اور پتھر کے بہت حکم اور بلند  
اتک بنے ہوئے موجود ہیں اکثر مناروں میں معلوم ہوتا ہے کہ تعداد کوس کے لیے پتھر  
لگانے کو خانہ چھوڑا ہے مگر کسی میں پتھر لگا ہوا نہیں ہے۔

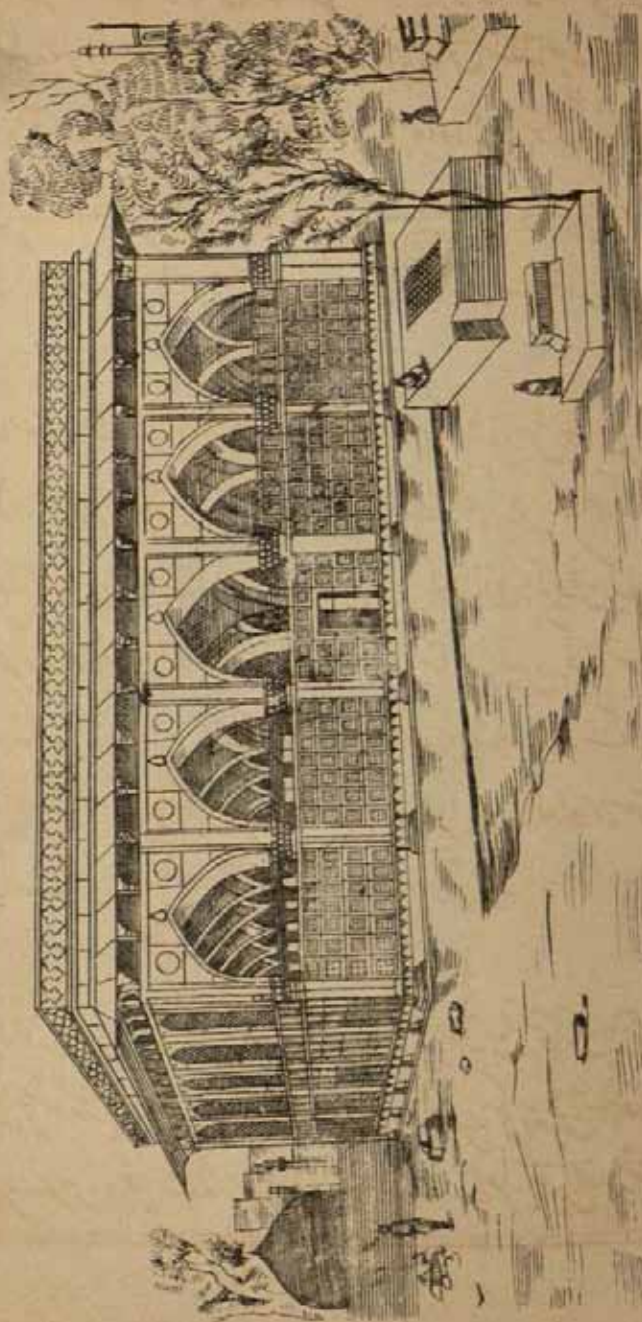
### پہل سلیم گڑھ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلیم شاہ نے جب سلیم گڑھ بنایا تھا تو اس وقت دریائے  
سینجے بہتا تھا اور جنوب کی طرف پانی نہ تھا اور اسی طرف کے دروازے سے اس  
قلعہ میں جاتے تھے اور ایک دروازہ شمال کی جانب دریائے کناسے پر تھا شاید  
ایک مدت کے بعد پانی کی ٹنکڑ سے جنوب کی طرف کا کرار دریا کا کٹ گیا اور اس  
قلعہ کے چاروں طرف پانی ہو گیا اور قلعہ میں جانے کا راستہ نہ رہا تب

توڑک جھلگڑی



نقشه توپخانه هندی



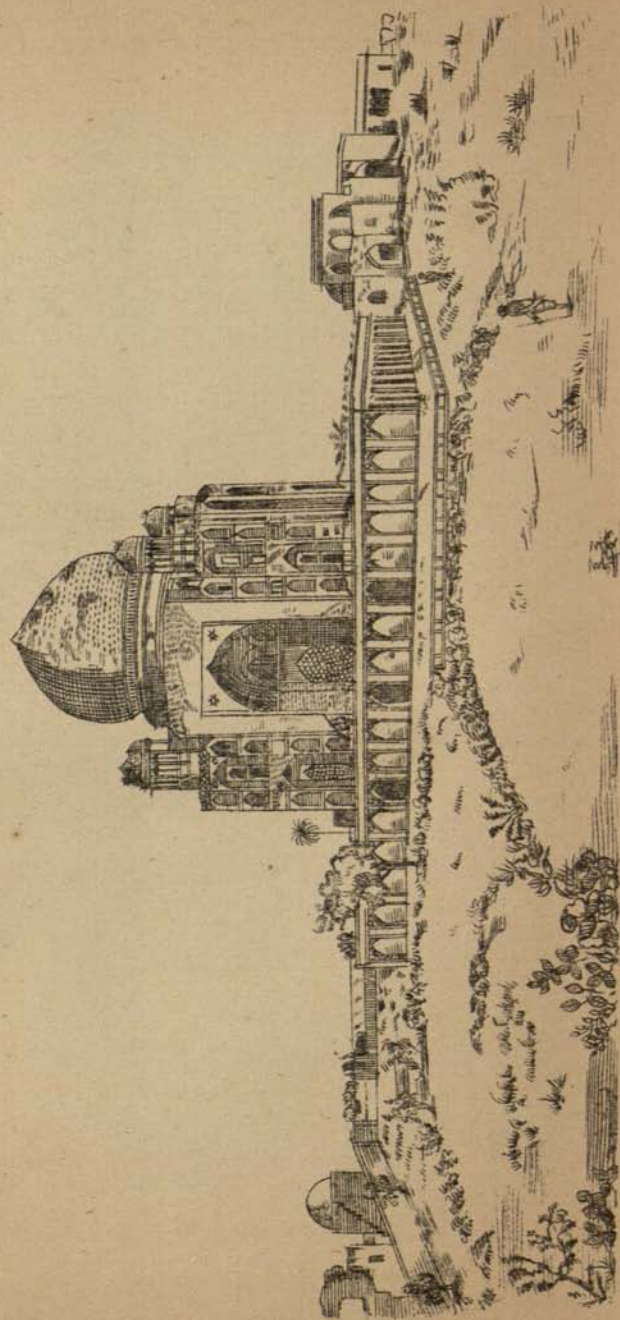
نمانا اور اپنے بیٹے اور اپنے چالیس رفیقوں کے ساتھ لڑکر راکیا غالب ہو کہ جب  
خانخانان سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی کے چھوٹا  
جب اس نے یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ بالکل چینی کاری کا ہو اور ایسی خوش رنگ و خوبصورت  
چینی کاری اور رنگ آمیزی کی ہوئی ہو کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہو برج اس مقبرہ  
کا بالکل نیلے رنگ کا ہو اور اسی سبب سے نیلے برج کے نام سے مشہور ہو۔

### چونٹھ کھنبہ

متصل درگاہ حضرت نظام الدین کے یہ مقبرہ میرزا عزیز کو کلتاش خان بیٹے  
خان عظمیٰ تک خان کا ہو جبکہ سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی کے احمد آباد طرہ  
میں جہانگیر کے عہد میں انکا انتقال ہوا تب انکی لاش کو یہاں لا کر دفن کیا اور یہ  
مقبرہ انکی قبر پر بنایا مقبرہ درحقیقت نئی طرح کا ہو کہ اپنا نظیر نہیں رکھتا سر سے  
پائون تک سنگ مرمر کا ہو اس عمارت میں چونٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے  
ہوئے ہیں اس سبب سے اسکو چونٹھ کھنبہ کہتے ہیں اسکی محرابوں کا لداؤ اور ستونوں  
کی قطع اور سنگ مرمر کی نمائش بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہو۔

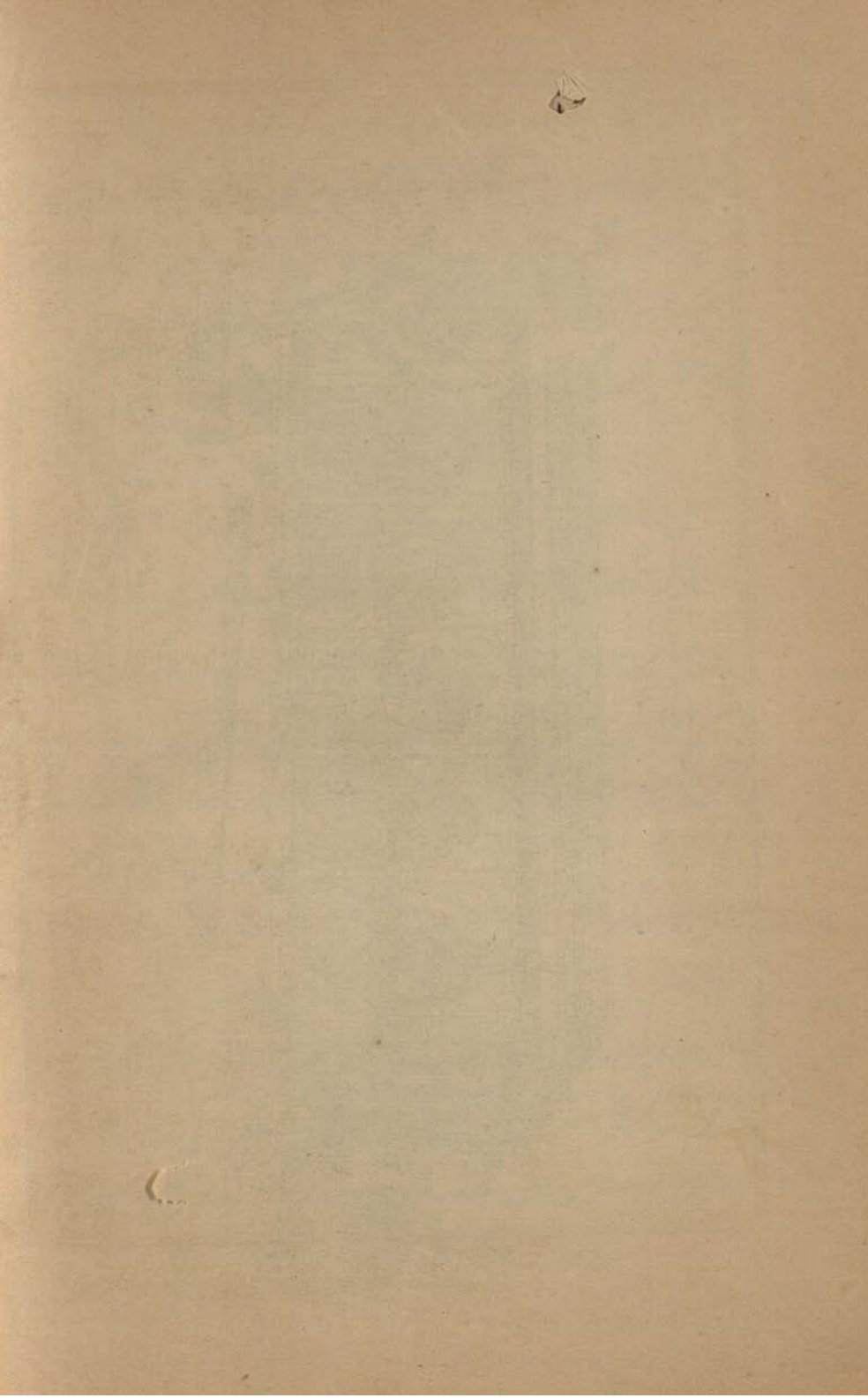
### مقبورہ خانخانان

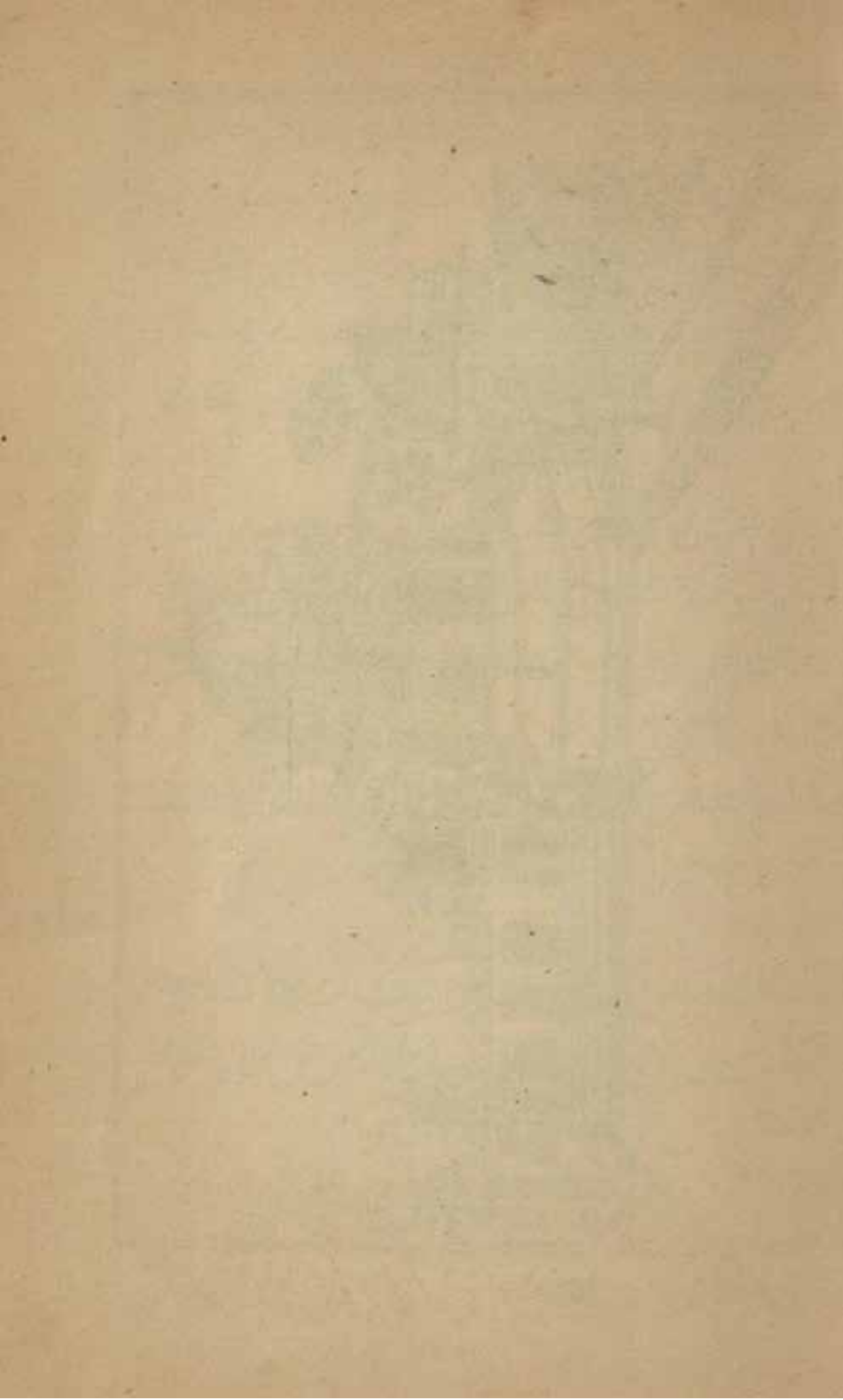
یہ مقبرہ بارہ پلہ اور ہمایون کے مقبرے کے پاس عبدالرحیم خان خانخانان بن مریم خان  
خانخانان کا ہو سنہ ۱۰۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۲۱ عیسوی کے بہتر برکی عہد میں انکا انتقال ہو  
اور اسی مقبرے میں دفن ہوئے۔ خان سپہ سالار کو۔ انکے مرنیکے یاں بھی مقبرہ بھی

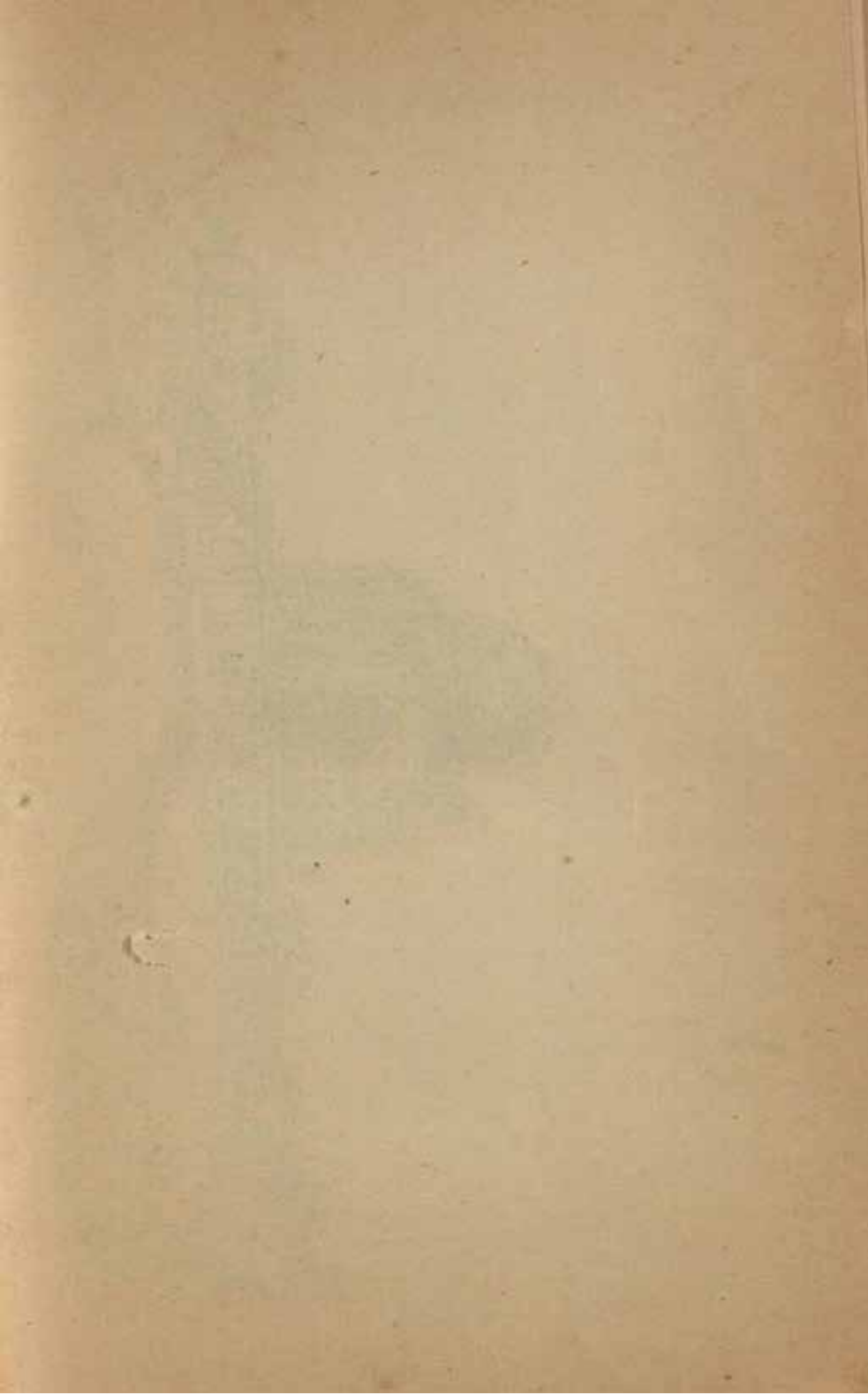


نقشه مقبره خانانان











اسی زمانے میں بہت خوب بنا ہوا تھا سارا برج سنگ مرمر کا اور مقبرہ سنگ سرخ کا  
سنگ مرمر کی بچی کاری کا تھا آصف الدولہ کے عہد میں اس مقبرے کا تمام پتھر اٹھ کر  
بجا افسوس ہو کہ یہ ایسی عمدہ عمارت یوں خراب ہو گئی اب یہ مقبرہ زراعت کے کاٹنے کا  
اور بالکل لٹا ہوا ہے یہ خانخانان اکبر اور جہانگیری عہد کے بڑے نامی  
امیرون میں سے ہیں انکو سنسکرت میں بڑا دخل تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے۔

### مقبرہ سید عابد

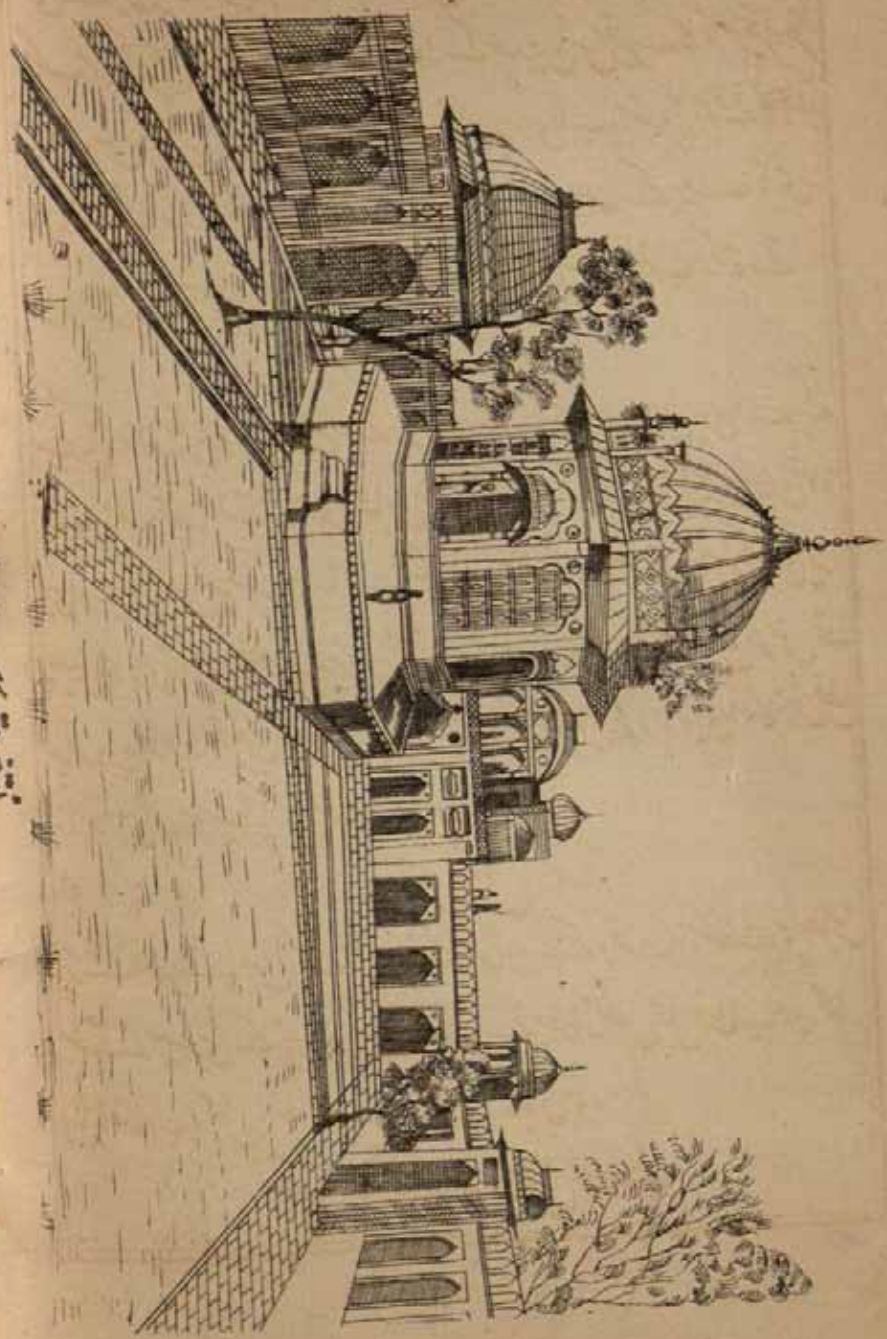
سید عابد نواب خان دوران خان کے رفیقوں میں سے تھے کسی لڑائی میں مارے گئے  
جب یہ مقبرہ ٹھینا سلسلہ ہجری مطابق ۱۲۱۶ عیسوی کے بنالال بنگلہ جو مکان شہر  
ہیرو اسکے پاس یہ مقبرہ ہی ساخت اسکی بالکل جوئے اور اینٹ کی ہیرو کمین میں  
چینی کاری کا بھی کام ہیرو مکان بھی اچھا بنا ہوا ہے اسکے صحن میں حوض تھا  
چاروں طرف نہر میں تھیں مگر اب خراب ہو گئیں ہیں دروازہ بھی اسکا ٹوٹا قطع  
بنا ہوا ہے اور اوپر ایک سہ دری معقول ہے۔

### خاص محل

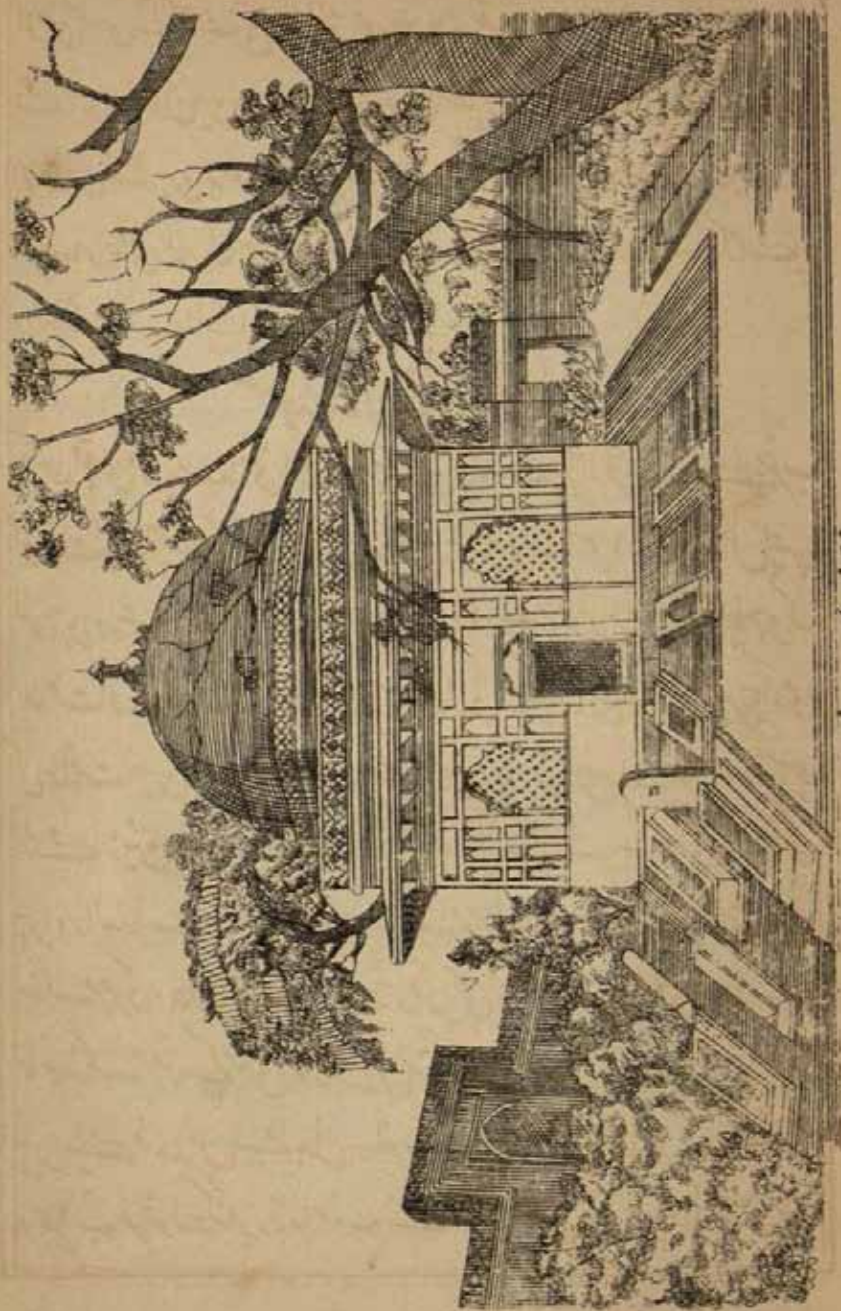
پرانے قلعہ کے پاس ایک محل تھا شاہجہان کے وقت کا سلسلہ ہجری مطابق  
۱۶۳۱ عیسوی کے زین خان کے بیٹے نے جھکا خاص محل خطاب تھا یہ محل  
بنایا تھا اب یہ محل بالکل ٹوٹ گیا ہے دروازہ باقی ہے۔

### مقبرہ شیخ عبدالحق محدث

فصل في معرفة









حوض شمس کے کنارے شیخ عبدالحق محدث کا یہ مقبرہ ہے جو اکبر اور جہانگیری عہد کے  
بڑے نامی عالمون میں سے ہیں۔ تثنیہ ہجری مطابق ۱۲۷۱ء عیسوی کے انکشاف ہوا  
اور اسی زمانے میں یہ مقبرہ بنا مقبرے کے اندر قبر کے سربانے ایک دیوار پر  
انکسار احال لکھ رکھا ہے یہ مقبرہ نے جو پتھر کا ہے مگر تالاب کے کنارے پر  
واقع ہونے سے البتہ ایک سیر کی جگہ ہے۔

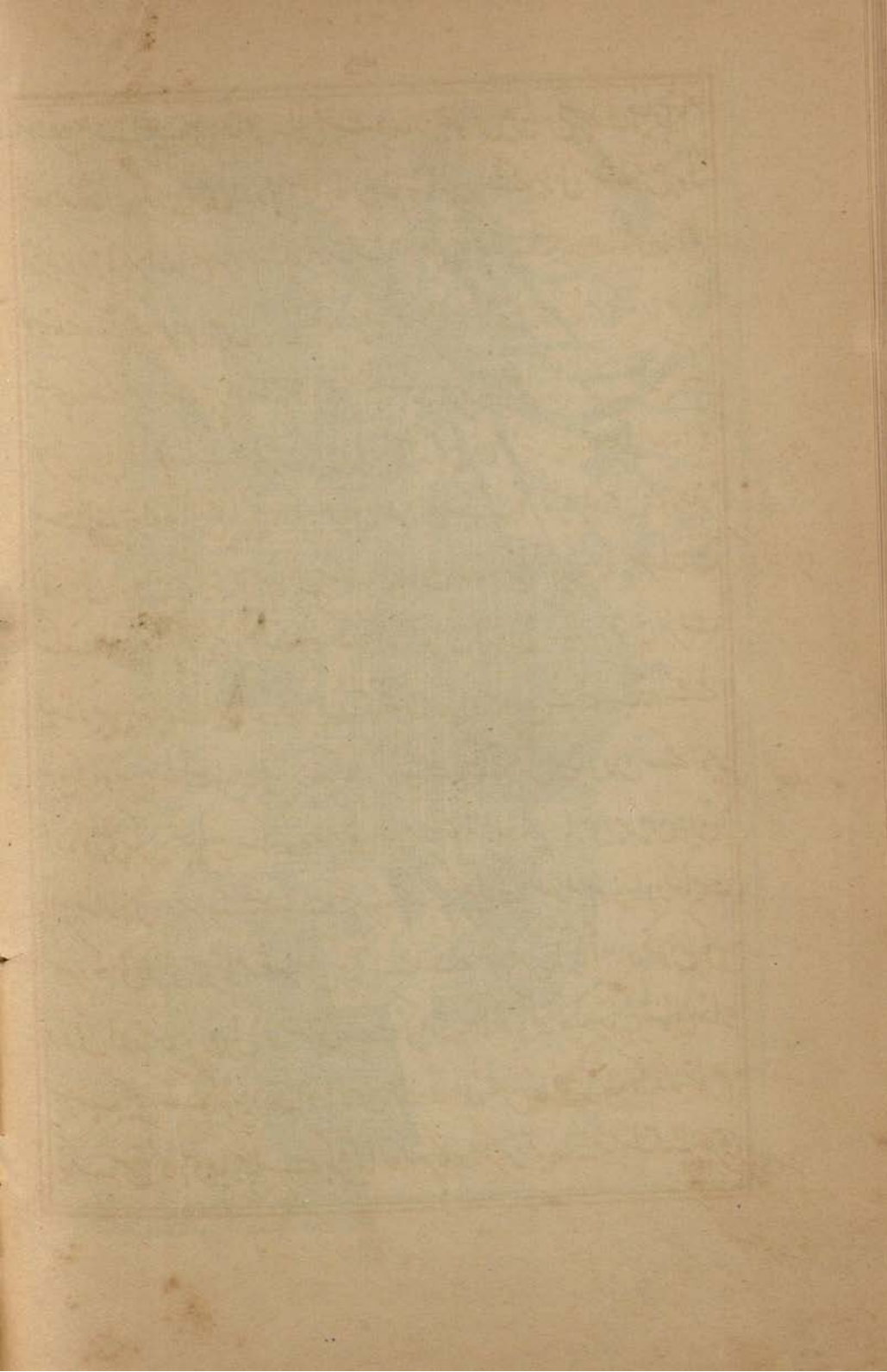
### مسجد جہان نمایا مسجد جامع

یہ مسجد قصبی اور یہ مسجد اعلیٰ ازک شاہ جہان آباد سے ہزار گز کے فاصلے پر غرب  
کی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ  
گئی ہے اور شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہے کہ  
لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اسکی بیان سے باہر آدمی  
کی طاقت نہیں کہ اسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوش نما مسجد  
سے زمین پر نہیں سرے پاؤں تک ایک سنگ کے سنگ مرمر کی  
ہے اور اندر سے اچھے سنگ مرمر کی اور جا بجا سنگ مرمرین  
سنگ مرمر کی دھاریاں اور سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی ہوئی ہے ہر ج اسکے  
تمام سنگ مرمر کے ہیں اور اوسمین سنگ موسیٰ کی دھاریاں بنی ہوئیں  
ہیں ایسے مہندس بے ہل نے یہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی درو دیوار طاق  
و محراب مرغولہ و گنورۃ مناسب سے خالی نہیں دسویں شوال تثنیہ ہجری

شاہ جہان آباد  
مراقب آباد

موافق ۶۵۰ عیسوی مطابق سال سبت و چہارم جلوس میں اس مسجد کی بنیاد بہتمام  
 سعد الدخان دیوان اعلیٰ اور فاضل خان خانسانان کے پڑنی شروع ہوئی  
 اور ہر روز پانچزار درج مزدور بیلدار سنگ تراش کام کرتے تھے باوجود اس  
 اہتمام کے چھ برس میں دس لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس  
 مسجد کے تین گنبد ہیں نہایت خوشنماؤں کے گز کی طول اور میں گز کے  
 عرض میں اندر کوسات محرابیں ہیں اور باہر صحن کی طرف گیارہ دریا یک در تو  
 بہت بلند ہوا اور پانچ پانچ در اوہرا و دھڑہین بڑے در تو یا ہادی بطور طعرا  
 اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور زر مصارف  
 سنگ موسیٰ کی پچی کاری سے کھدا ہوا ہوا درون کے دونوں طرف  
 مینار ہیں نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمیں نے بنے ہوئے  
 ہیں کہ اوس راستے سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہیں میناروں کے اوپر  
 بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر کی نہایت دلکشادل ربانی ہوئیں ہیں  
 ان میناروں پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت  
 سیر دکھائی دیتی ہے تمام شہر مثل کٹوے کے معلوم ہوتا ہے اور درختوں کی  
 رونق اور مکانون کی خوشنماؤں سے ایک عالم دکھائی دیتا ہے شمالی منارہ  
 بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اس عمارت اور صحن کا فرش بھی کہ وہ تمام  
 سنگ سرخ کا ہے جا بجا سے بگڑ گیا تھا سرکار انگریزی نے ۱۲۳۳ھ ہجری









مطابق ۱۸۱۷ عیسوی کے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد میں اس منار کو بنوایا  
 اور فرش بھی درست کروادیا کثرت نمازیوں کی ماشاء اللہ اس مسجد میں مور و ملخ  
 سے زیادہ ہوتی ہے اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیوں کو نہیں پہنچ سکتی  
 اس واسطے شاہزادہ میرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے ۱۸۲۷  
 ہجری مطابق ۱۸۱۷ عیسوی کے بٹے در کے بیچ میں ایک کبر سنگ باسی کا  
 بہت خوشنما بنوایا ہے کہ کبرہ اس کبر پر کھڑے ہو کر آواز اللہ اکبر اور بنا لا اکمل  
 سب کے کان کا آویزہ کرتا ہے اس مسجد میں تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور  
 اوس میں سنگ موسیٰ کی بچکاری سے مصلے بنائے ہیں ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر  
 کا ہے اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہے کہ جسکایان ممکن نہیں جانب شمال کے والان میں  
 کچھ تبرکات جناب خاتم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکھے ہیں اور وہ مقام  
 درگاہ آثار شریف کہلاتا ہے صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہے  
 ایک سو چھتیس گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچ میں حوض ہے  
 فرحت بخش روح افزادلکش اور دلربا پندرہ گز سے بارہ گز کا نر سنگ مرمر  
 کا اور اوسکے بیچ میں فوارہ لگا ہوا ہے اور جمیعہ اور عیدین اور الوداع کو  
 چھوٹا کرتا ہے اوس حوض کے غربی گوشے پر محمد تحسین خان محلی بادشاہی  
 نے ۱۸۲۷ ہجری مطابق ۱۸۱۷ عیسوی میں یہ بات بیان کر کر کہ میں نے  
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس جگہ بیٹھے دیکھا ہے

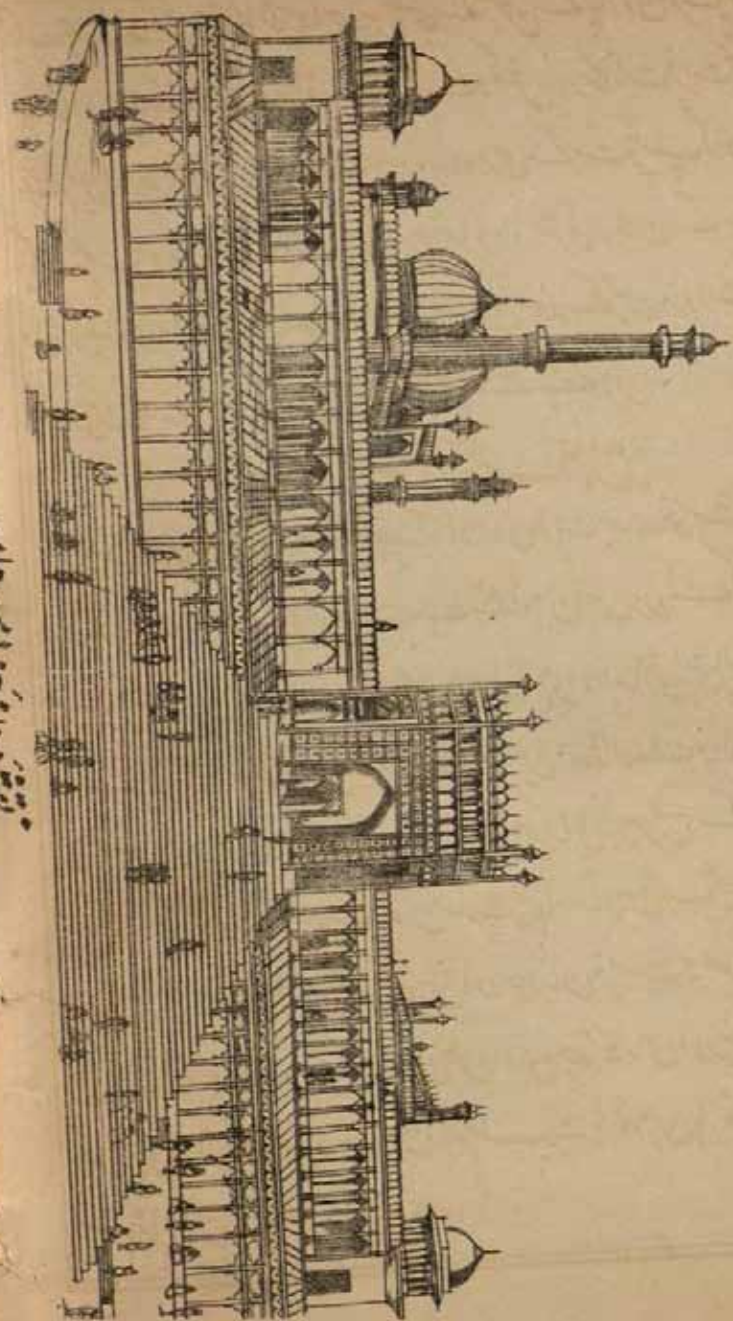


ایک چھوٹا سا کٹھ پتھر کا لگا ہوا ہے اس مسجد کے صحن کے چاروں طرف یوانہاے  
خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور حجر ہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے  
ہوئے ہیں اور چاروں کونوں پر چار برج ہیں بارہ درمی کے بہت دلچسپ کہ اوں سے  
ایک عجب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے  
دائرہ ہندی وقت نماز جانے کو بنا ہوا ہے اس مسجد کے تین دروازے بہت  
عالی ہیں تینوں دروازوں میں برنجی کوڑ چڑھے ہوئے ہیں۔

### دروازہ جنوبی مسجد جامع

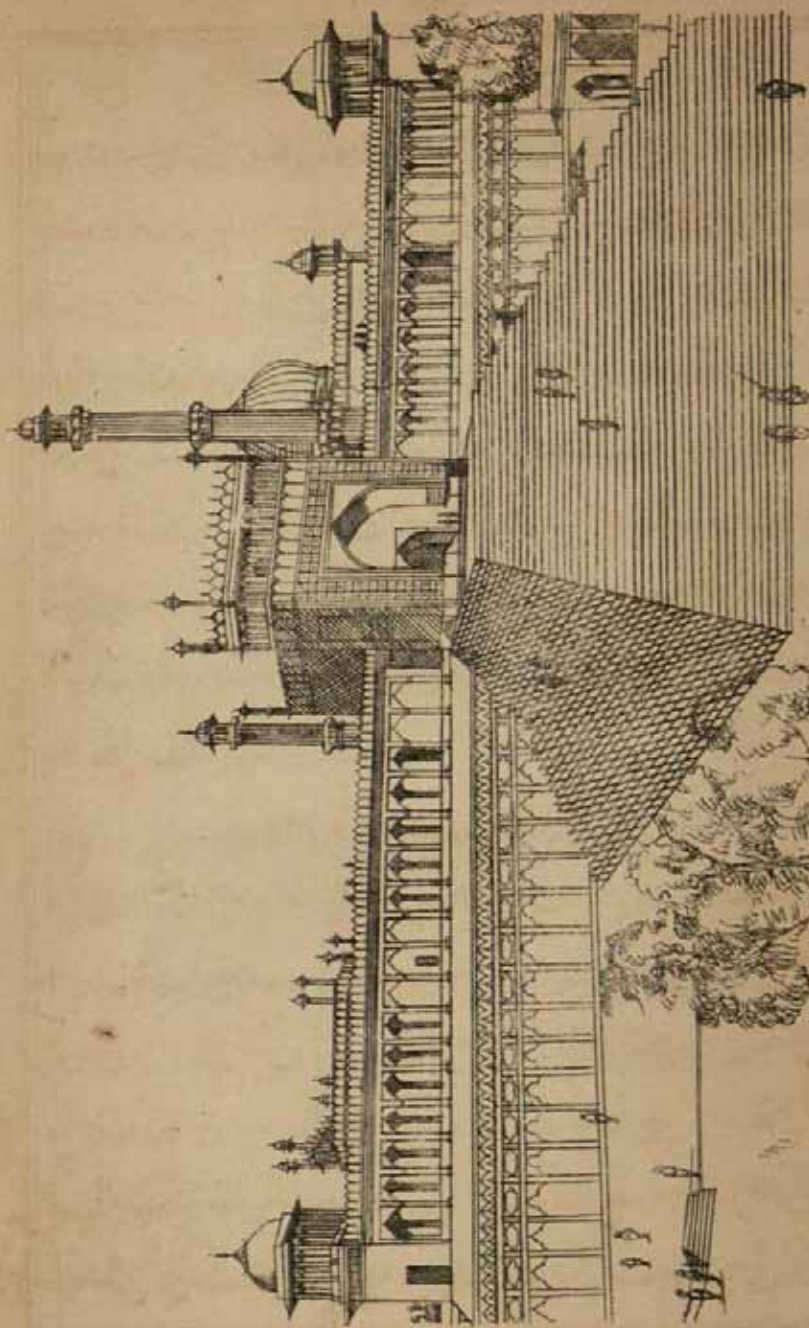
جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بازار کی طرف بہت خوشنما بنا ہوا ہے  
دروازے پر پہنے کے لائق حجرے بنے ہوئے ہیں اس دروازے کی تین ٹہریاں  
ہیں ان ٹہریوں پر تیسرے پہر کو مجمع عام ہوتا ہے اور بساطی اپنی اپنی دوکانیں  
لگاتے ہیں اور طرح طرح کی چیزیں بیچتے ہیں اور فالوے والا اپنی دوکان  
لگاتا ہے اور شربت قند اور فالودہ زمین بیچتا ہے کبابی ہر طرح کے کباب بناتے  
ہیں کہ اوکی بویر عاشق برشتہ بھان حسرت لیجاتے ہیں عجب عجب طرح کے  
جانور اور اسیل اسیل مرغ بکتے ہیں اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز  
میں انٹے لڑاتے ہیں کہ آسمان بھی ان کی جفاکاری اور نیزگی پر رشک  
کھاتا ہے یا ران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے  
سیر و تماشا کرتے پھرتے ہیں۔





تصویر از آستان قدس

کشفه در وادع شامی بحدین



## دروازہ شمالی مسجد جامع

دروازہ شمالی اس مسجد کا پائے والوں کے بازار کی طرف واقع ہے یہ دروازہ بھی بہت خوبصورت ہے اور اس پر بھی حجرے رہنے کے لائق بنے ہوئے ہیں اور اس طرف اونٹالیس سیڑھیاں ہیں اگرچہ اس طرف بھی کبابی بیٹھتے ہیں اور سوے والے دوکانیں لگاتے ہیں لیکن بڑا تماشا اس طرف مدار یون اور قصہ خوانوں کا ہوتا ہے تیسرے پہر ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھتا ہے اور داستان امیر ہمزہ کہتا ہے کسی طرف قصہ حاتم طائی اور کہیں داستان بوستان خیال ہوتی ہے اور صد ہا آدمی اور سکے سننے کو جمع ہوتے ہیں ایک طرف مدار ہی تماشا کرتا ہے اور بھانسی کا کھیل ہوتا ہے اور بوٹے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بناتا ہے۔

## دروازہ شرقی مسجد جامع

شرقی دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کی طرف ہے یہ بہت بڑا دروازہ ہے اور سپر مکانات بھی بہت بنے ہوئے ہیں اس دروازے کے آگے پینتیس سیڑھیاں ہیں ان سیڑھیوں پر ہر روز گزری ہوتی ہے یہ گزری بھی شاہجہان آباد میں گویا ہر روز کا میلہ ہے ہزار طرح طرح کے کپڑے الگینوں پر ڈالتے ہیں اور عجب عجب خوشنمائی سے درو دیوار پر باغ سا کھلا معلوم ہوتا ہے جو ان عشق شربت طرح طرح کے جانور بخرون میں لیے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہیں اور ان کی



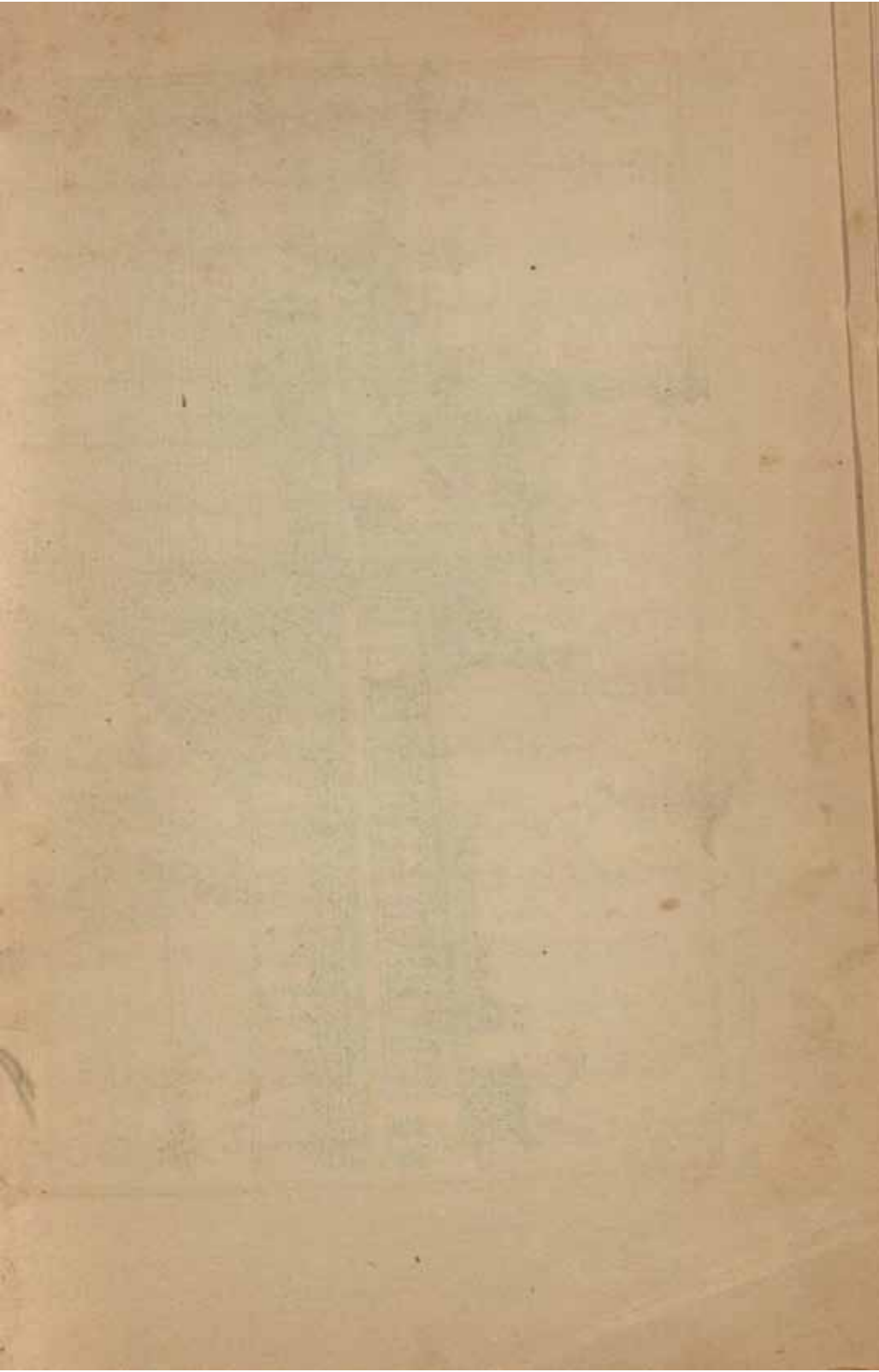
اچھی اچھی آواز سن ساتے ہیں ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہیں اور ایک طرف گھوٹے والے گھوٹے لیے کھڑے ہیں خریدار جوق جوق ٹٹے پھرتے ہیں اور ایک ایک چیز نقد دل کے بے مول لیتے ہیں۔

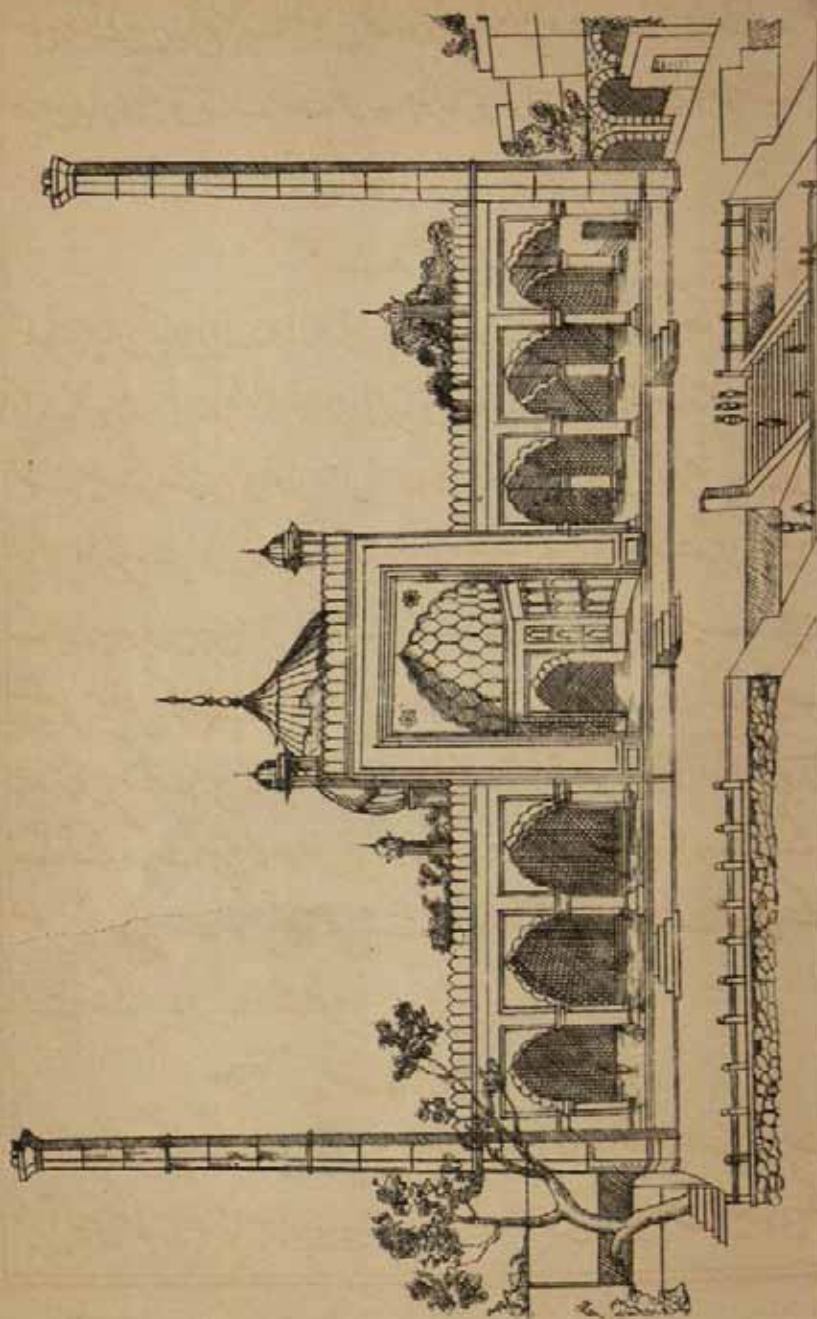
### دارالشفا اور دارالبیت

اس مسجد کے گرد بہت چوڑا بازار چھوڑ کر شرقی و دونوں کونوں کی طرف دو حوض بنائے بنائے تھے اب وہ حوض بند ہو گئے ہیں اور اون پر مکانات بن گئے ہیں اور غربی و دونوں کونوں میں سے شمال کی طرف دارالشفا تھی اور بادشاہ کی طرف سے حکیم مقرر تھے اور بیماروں کو دوا ملتی تھی اب وہ کارخانہ نہیں رہا بادشاہ زادوں نے اسپر مکان لیے ہیں اور رہتے ہیں اور جنوب کی طرف دارالبقا یعنی مدرسہ ہی یہ مدرسہ بھی بالکل ویران ہو گیا تھا اور اکثر مکان گرتے تھے مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد نے اس مدرسے کو بادشاہ سے لیکر آباد کیا ہے اور اکثر مکانات شکستہ کی مرمت کی ہے اور بہت مستعد مستعد طالب علم بسائے ہیں یہ دونوں مکان بھی شاہجہانی ہیں اور جامع مسجد کے ساتھ تخمیناً تین سو چوبیس مطابق مشلہ عیسوی میں بنے شروع ہوئے۔

### بگیم کا باغ یا صاحب آباد

باغ شہر شاہجہان آباد کے اندر چاندنی چوک کے پاس واقع ہے اس باغ کو ملکہ جہان آرا بگیم بنت شاہجہان بادشاہ نے مشلہ ہجری مطابق مشلہ عیسوی بنایا تھا







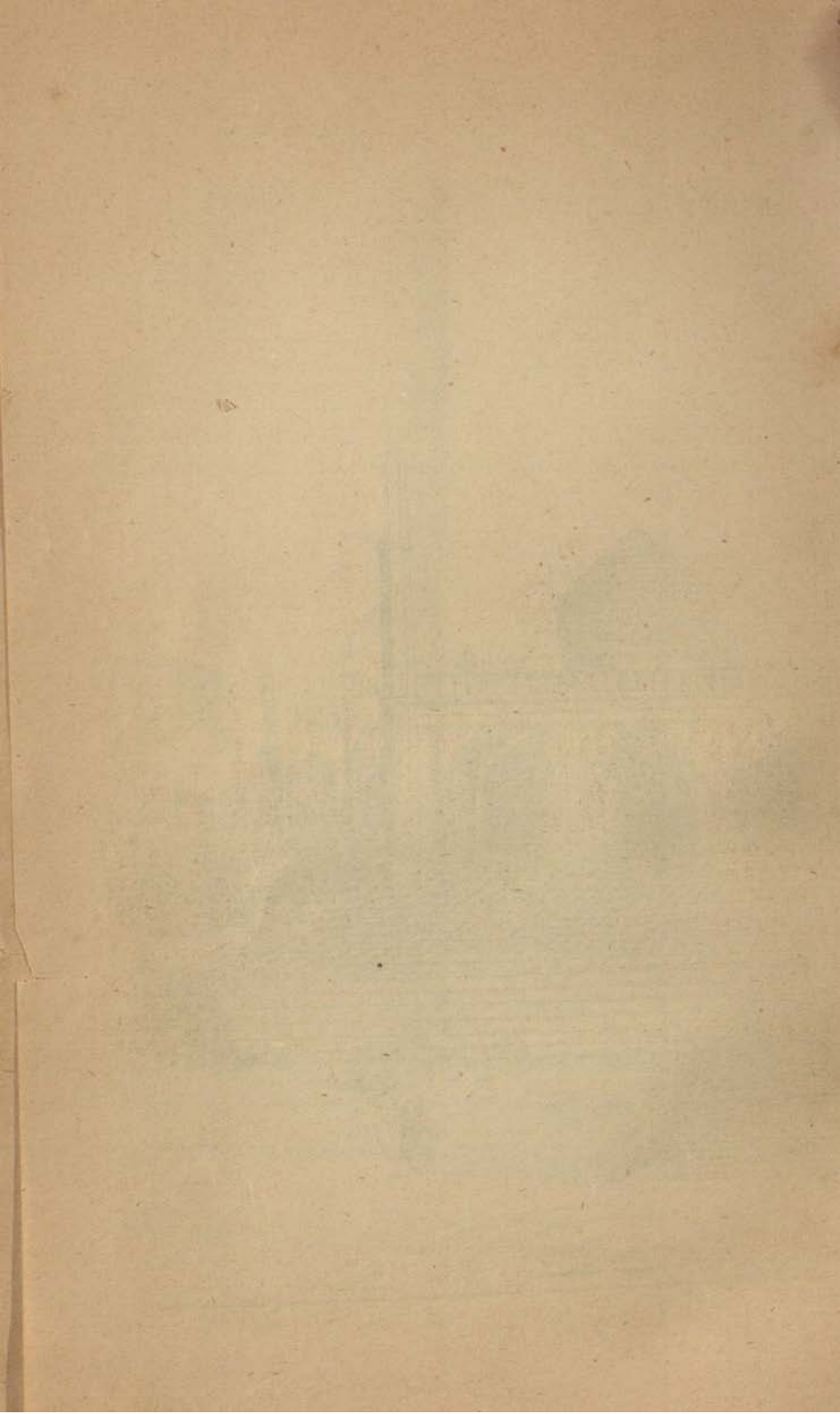
کسی زمانے میں یہ باغ بہت نفیس تھا اور مکانات لطیف بنے ہوئے تھے اور جہاں  
 نہرین جاری تھیں مگر اب بہت خراب ہو گیا ہے طول اس باغ کا نو سو گز  
 گز کا ہے اور عرض دو سو چالیس گز کا۔

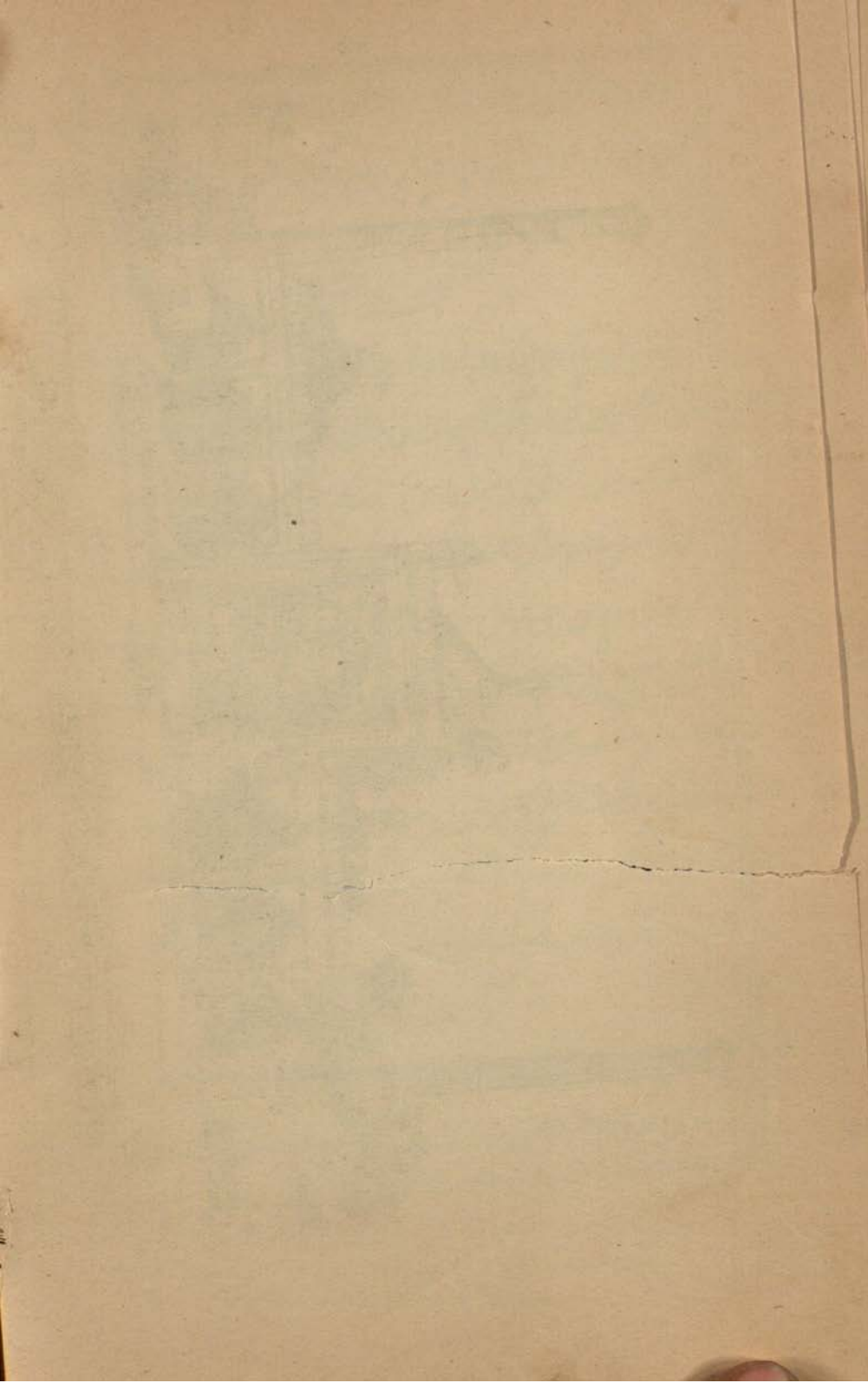
### مسجد فتحپوری

شہر شاہجہان آباد میں اردو بازار اور چاندنی چوک سے آگے بڑھ کر یہ مسجد ہے  
 نواب فتحپوری بیگم زوجہ شاہجہان کی بنائی ہوئی ہے یہ مسجد بھی منسلک ہجری مطابق  
 ۱۰۷۵ عیسوی کے بنی ہے طول اس مسجد کا پینتالیس گز کا ہے اور عرض بائیس  
 گز کا اور سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی ہے گنبد کے دونوں طرف تین تین دروازے  
 کے ایوان درایوان ہیں فرش سنگ مرمر کا ہے دونوں کوںوں پر دو مینار ہیں  
 پینتیس پینتیس گز اونچے مگر اب اونکی برجیان ٹوٹ گئی ہیں اسکے آگے ایک  
 چوترہ ہے سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لمبا اور پینتیس گز کا چوڑا اس چوترے  
 کے آگے سنگ سرخ کا حوض ہے سولہ گز سے چودہ گز کا اور اسکے آگے  
 صحن ہے سو گز سے سو گز کا صحن کے گرد اونھتر حجرے طالب علموں کے  
 رہنے کے لیے بنے ہوئے ہیں۔

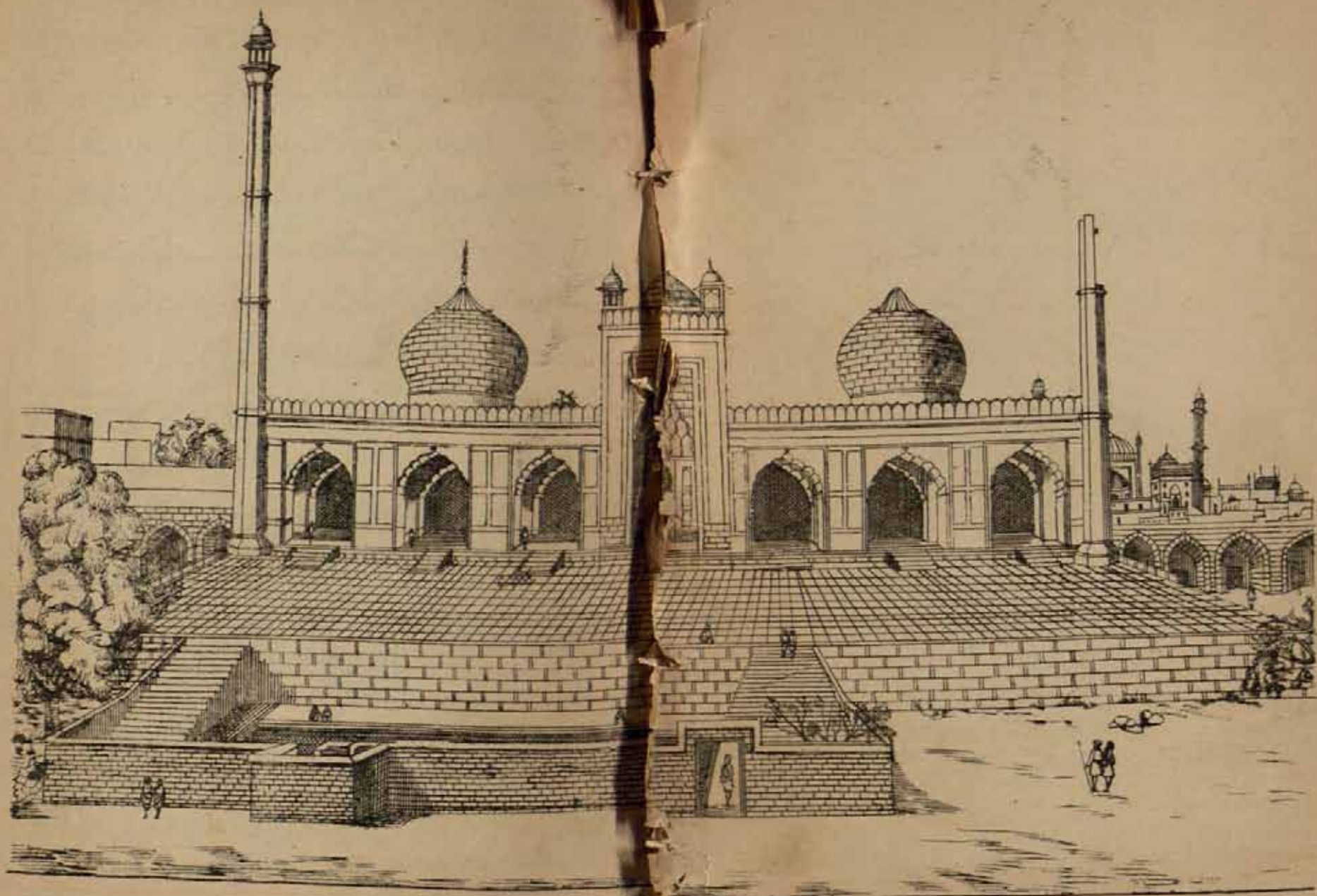
### مسجد اکبر آبادی

شہر شاہجہان آباد کے فیض بازار میں یہ مسجد واقع ہے نواب اعزاز الدین بیگم عرف  
 اکبر آبادی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے منسلک ہجری مطابق ۱۰۷۵ عیسوی کے









مرآت آفتاب

یہ مسجد بنائی اس مسجد کے تین برج اور سات درہن مسجد کی عمارت تریسٹھ گز لبنی  
اور سترہ گز چوڑی نری سنگ سرخ کی ہو اوسکا پیش طاق نر اسنگ مرمر کا  
نہایت پر چین کار ہو اوسکے آگے ایک چبوترہ ہو سنگ سرخ کا کٹھڑے دار  
تریسٹھ گز کا لبنا اور ستاون گز کا چوڑا اور ساٹھ تھین گز کا اونچا اوسکے آگے  
سنگ سرخ کا ایک حوض ہو مسجد کا صحن ایک سو چون گز لبنا اور ایک سو چار  
گز چوڑا ہو اور اوسکے گرد طالب علموں کے بٹھنے کے لئے حجرے بنے ہوئے  
ہیں مسجد کے دروازے پر کتبہ سنگ موسیٰ کی مچی کاری سے کھدایا ہوا ہے۔

### مسجد سرہندی

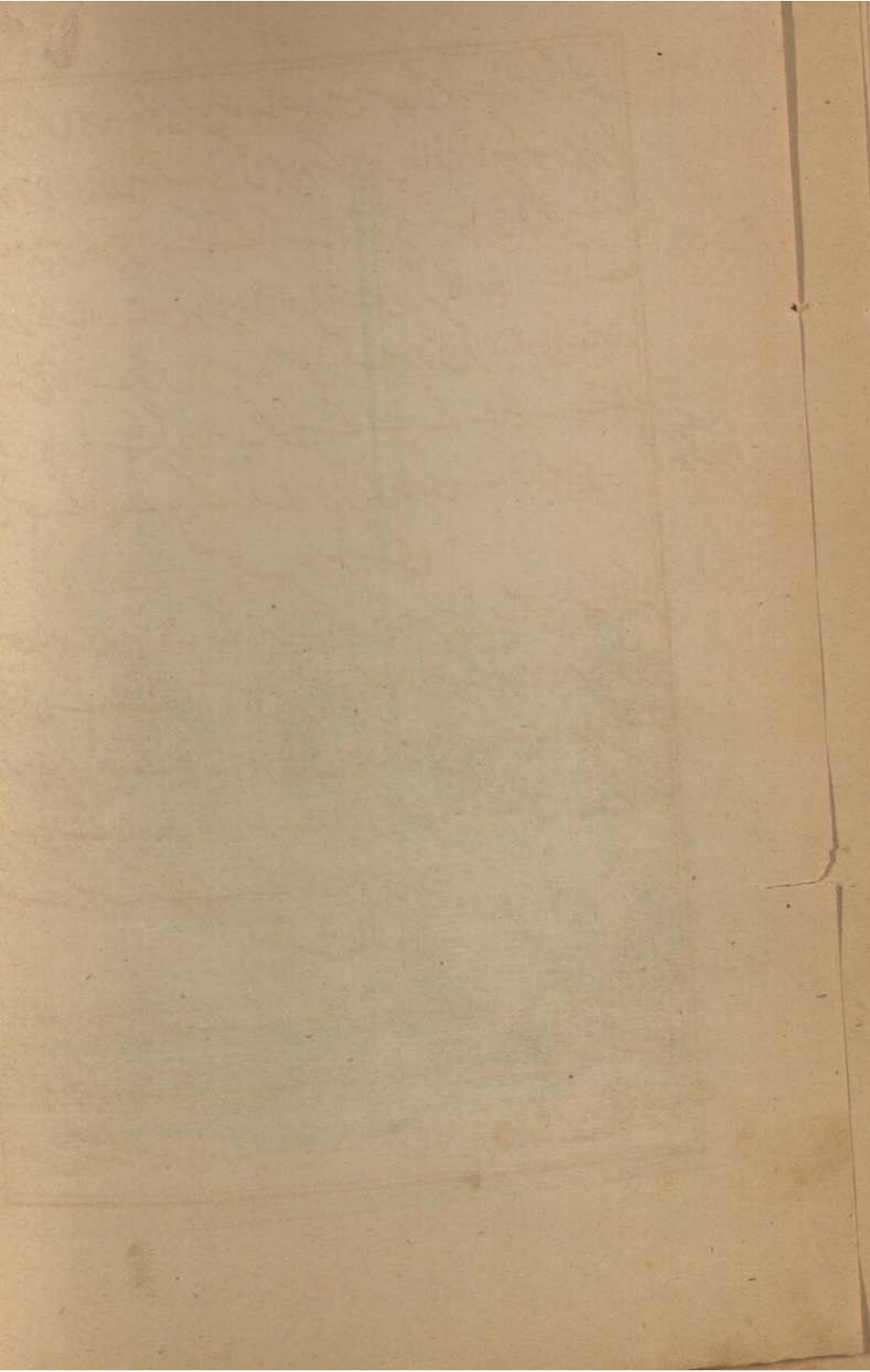
یہ مسجد لاہوری دروازے کے باہر اب تک موجود ہو اگرچہ صحن مسجد کا اکثر  
خندق کے دہے میں آگیا ہو لیکن مسجد کا دالان بدستور موجود ہو اس مسجد  
کو سرہندی بیگم نے جوشا بہمان کی بیوی تھیں غلٹنہ ہجری مطابق ۱۱۵۷  
عیسوی کے بنایا تھا یہ مسجد سر سے پانوں تک سنگ سرخ کی ہو مگر اکثر  
جگہ سے بسبب کہنے ہونے کے شکستہ ہو گئی ہو۔

### باغ مشالہ مار

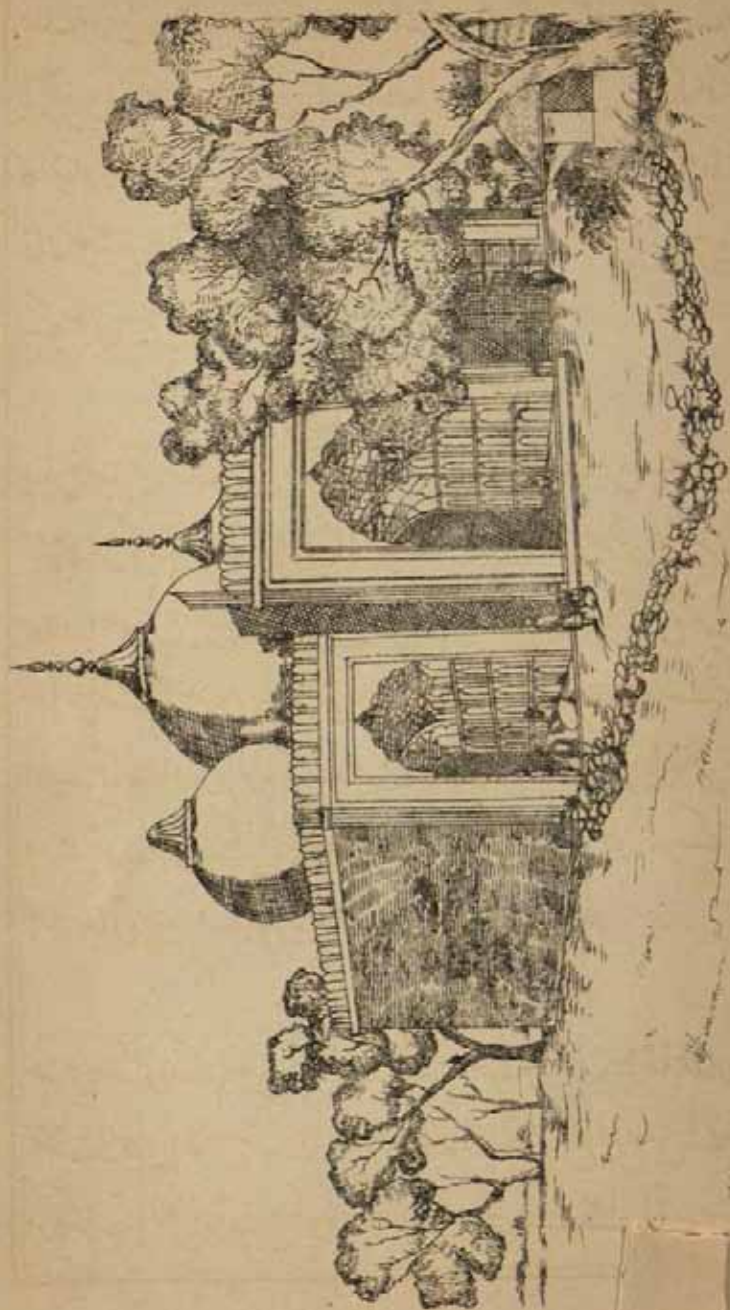
مرآت آفتاب

یہ باغ ہو لاہوری دروازے کے باہر شہر پناہ سے چھ میل شاہجہان بادشاہ کا  
بنایا ہوا جبکہ بادشاہ شہر پناہ کے بنانے سے فارغ ہوا تب تخمیناً ۱۱۵۷ ہجری  
مطابق ۱۷۵۷ عیسوی کے یہ باغ بنانا شروع کیا اس باغ میں بہت خوبصورتی









Handwritten notes in Chinese characters, likely describing the architecture or providing a legend for the drawing. The text is written vertically along the right margin of the page.

سے نہرین اور حوض اور مکانات بنے ہوئے ہیں اور عجیب عجیب طرح کے درخت اس باغ میں تھے اب بھی تین چار درخت انہ کے ایسے باقی ہیں کہ اوس ضائقہ کا انہ اور کمین نہیں ہے یہ نام اس باغ کا خود شاہجہان کا رکھا ہوا ہے یعنی خانہ عیش و عشرت کیونکہ ہندی زبان میں شالہ کے معنی کھڑکی ہیں اور مار کے معنی عیش اور خوشی کے۔

توزک جاکری

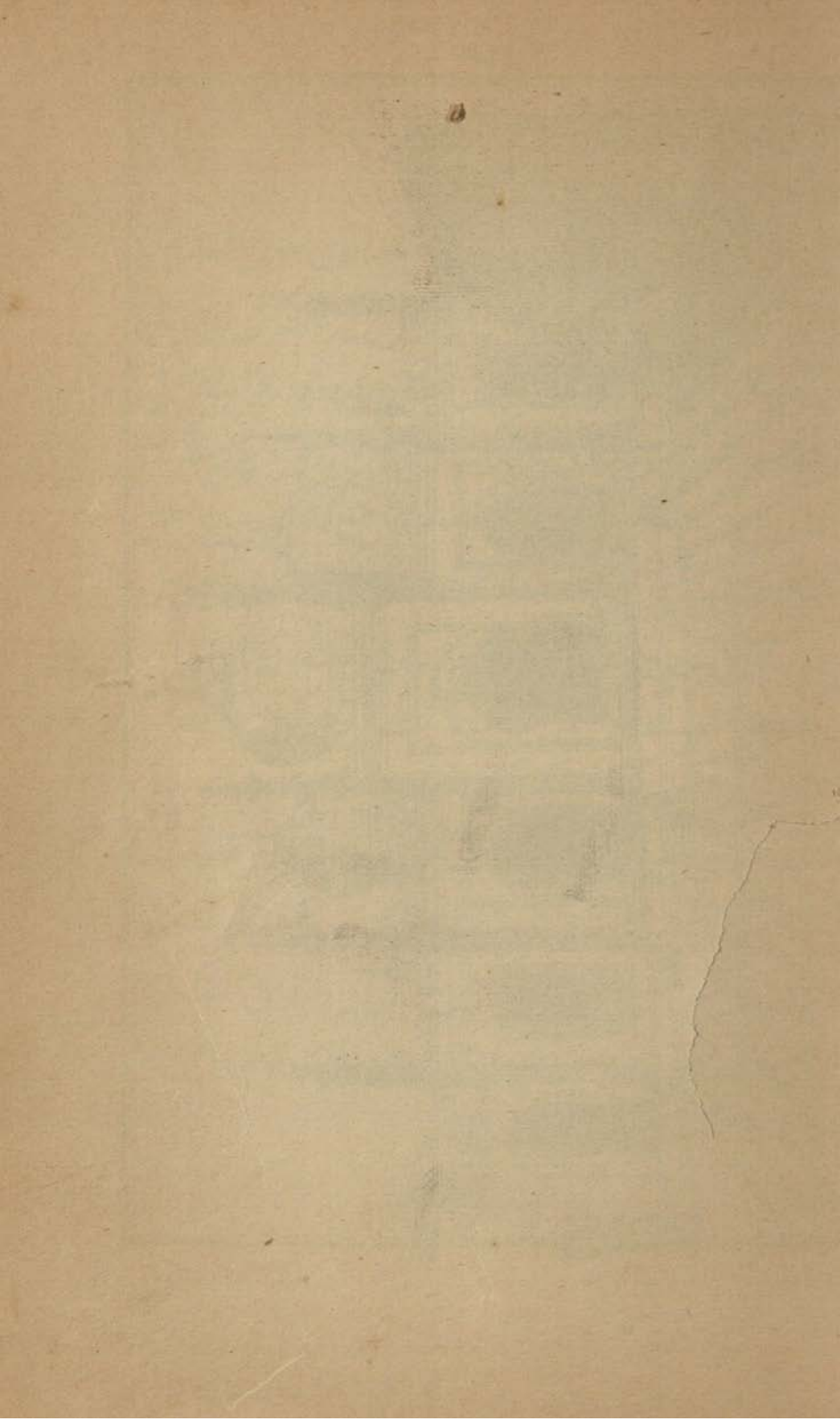
## باغ روشن آرا

یہ باغ سبزی منڈی میں واقع ہے اور شاہجہانی باغات میں سے ہے روشن آرا بیگم شاہجہان کی بیٹی نے یہ باغ بنایا ہے اور تیرہویں سال جلوس عالمگیر میں انکا انتقال ہوا اور اسی باغ میں دفن ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ باغ تخمیناً ۱۶۵۷ء ہجری مطابق ۱۶۳۵ء عیسوی کے یعنی اوس زمانے میں جبکہ شاہجہان نے شہر آباد کر کے سب بیگمات اور امرا کو باغات اور مکانات بنانے کا حکم دیا تھا ہے یہ باغ بھی بہت خوب ہے اسکے نیچے میں مقبرہ ہے اور نہروں ہیں اور نہر کے پانی سے بھری جاتی ہیں اب بھی یہ باغ آباد و سرسبز ہے۔

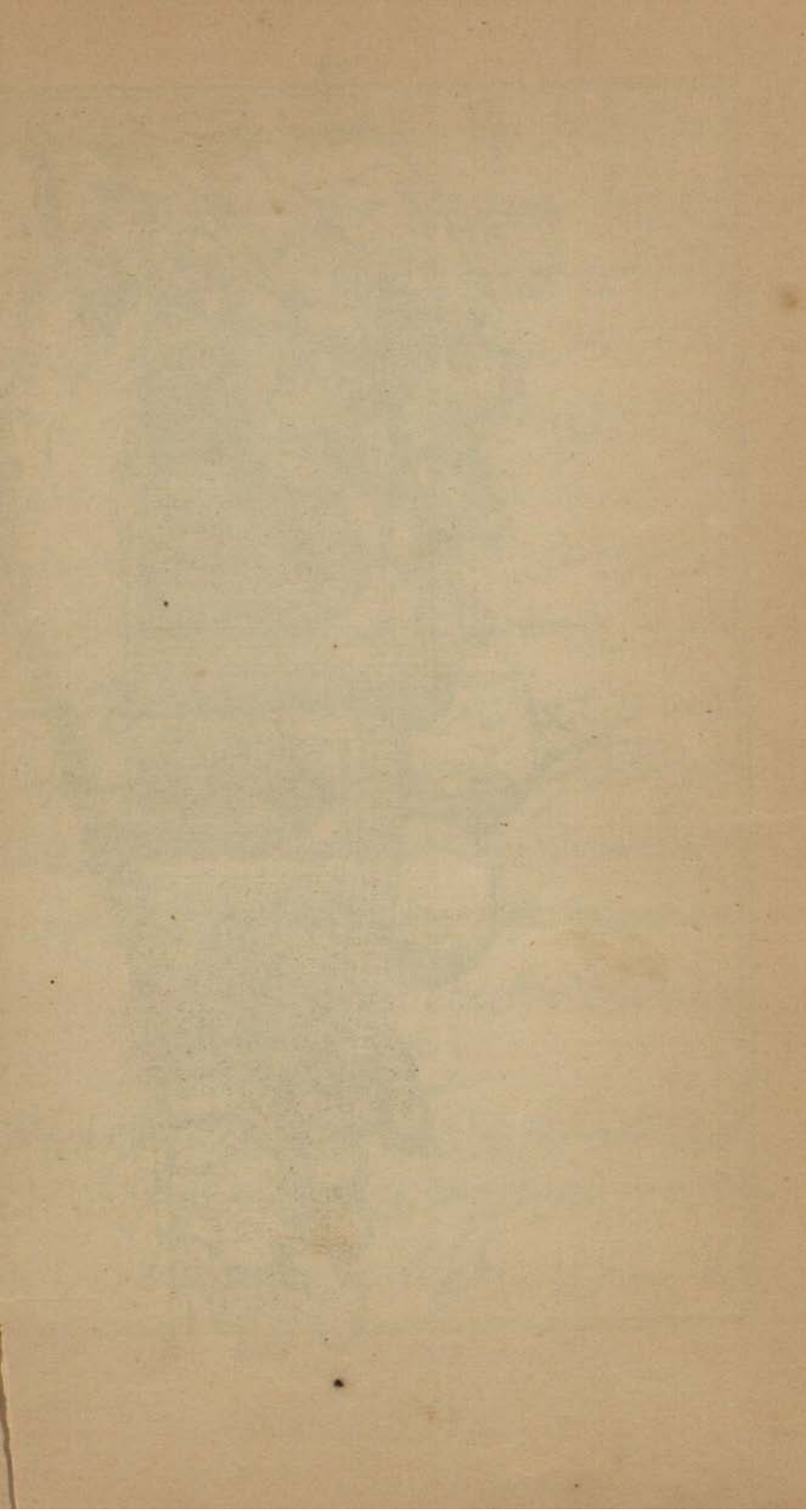
مراء نقابنا

## باغ سرہندی

سبزی منڈی کے پاس یہ باغ ہے کہ اسکو سرہندی بیگم زوجہ شاہجہان بادشاہ نے ۱۶۵۷ء ہجری مطابق ۱۶۳۵ء عیسوی کے بنایا تھا یہ باغ بھی کسی زمانے میں بہت آباد ہوگا مگر اب بالکل خراب ہے کچھ کچھ مکانات اسکے بنے ہوئے باقی رہ گئے ہیں







اور سرہندی بیگم کی قبر اسی باغ میں ہے۔

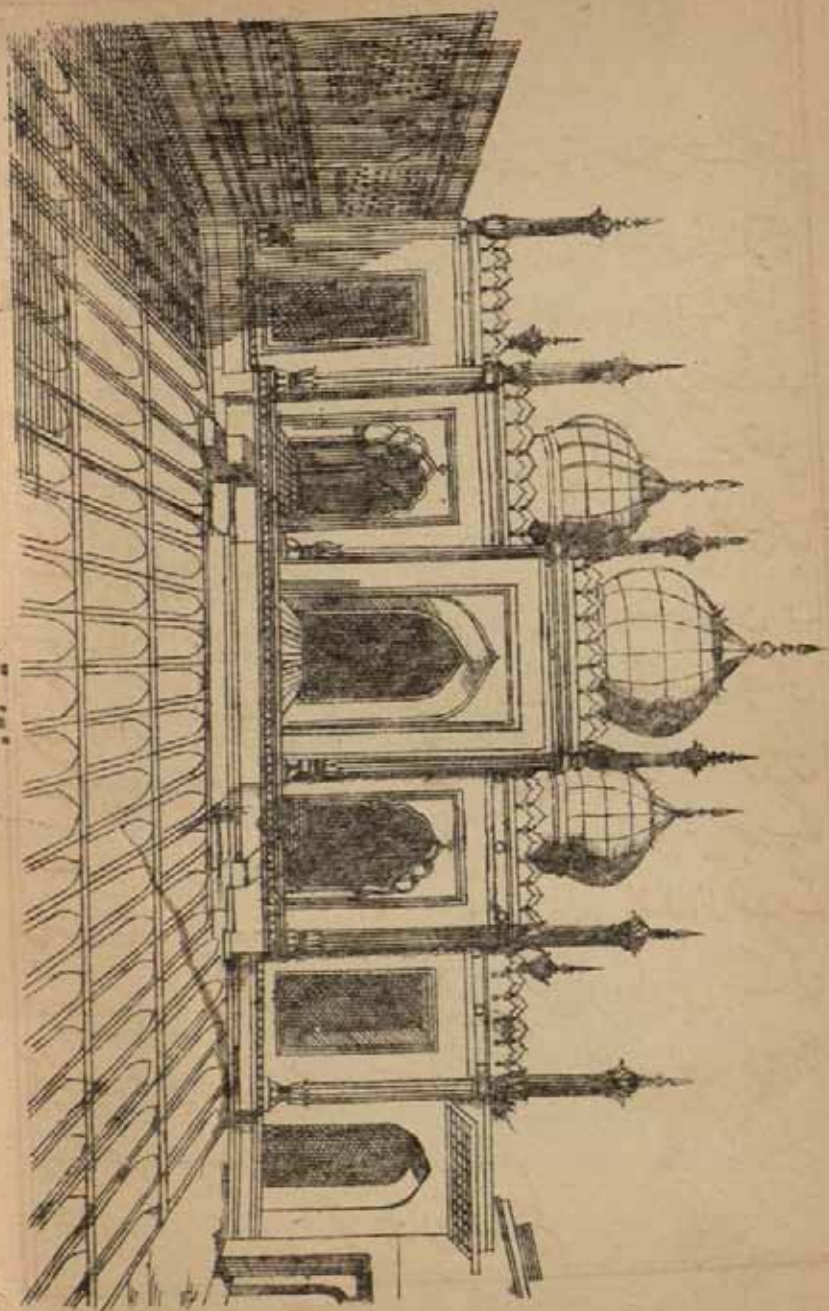
## مونی مسجد

اس مسجد کو ازنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے سلسلہ جلوس مطابق نشتہ سہری  
موافق ۱۷۵۹ء عیسوی کے قلعہ شاہجہان میں متصل باغ حیات بخش بنایا ہے مسجد  
سرے پانوں تک سنگ مرمر کی ہی فرش اسکا اور در و دیوار محراب و مرغول  
اور چھت اور منڈیر سب کے سب سنگ مرمر کی ہیں اور پھر اوپر منبت کاری  
کی ہوئی ہے اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق  
کہتے ہیں حقیقت میں ایسی منبت کاری تمام قلعہ میں کسی مکان پر نہیں اس  
مسجد کے تین درہن بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دوینار ہیں اور  
تین گنبد ہیں سہرے اور اسی سبب سے بعض لوگ اسکو سہری مسجد بھی  
کہتے ہیں اس مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے بہت چھوٹا بھاؤن میں  
سے اس حوض میں پانی آتا ہے اور ابل کر ہر وقت بہتا ہے اس مسجد کے  
جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے  
اوسمیں بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہے اور اس کے گرد  
آئینہ بندی کی ہوئی ہے اس مسجد کی تیاری میں ایکٹ لاکھ ساٹھ ہزار  
روپے خرچ ہوئے ہیں۔

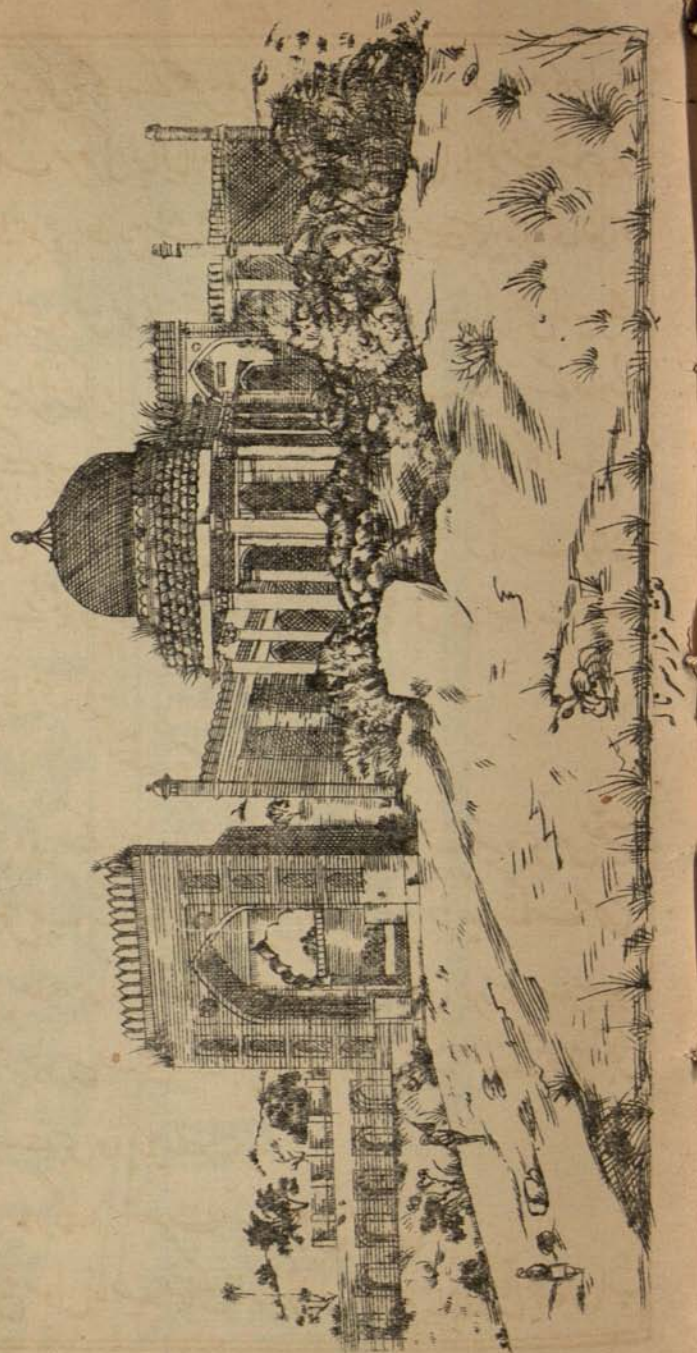
مجر جہان آرا بیگم

آغا عالمگیری

مرآت القاب







حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن میں یہ حجر ہجری زائسنگ مرمر کا چارون  
طرف سنگ مرمر کی جالیان ہیں اس حجر کو جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان  
بادشاہ نے سال ۱۶۸۹ء ہجری مطابق سال ۱۶۷۸ء عیسوی کے اپنے جیتے جی بنایا تھا اور اسی  
سال ۱۷۰۹ء مری اور یہاں دفن ہوئی مشہور ہے کہ اوسنے وصیت کی تھی کہ میرے  
مرنے کے بعد میرا تین کروڑ روپے کا اسباب جو ہے وہ سب یہاں کے خادموں  
کو دینا مگر اوسکے مرنے کے بعد عالمگیر نے ایک کروڑ روپے کا اسباب  
دیا اور کہا کہ تہائی سے زیادہ میں وصیت نہیں ہوتی اس حجر میں  
جہان آرا بیگم نے خود اپنا کہا ہوا شعر اور تھوڑی سی عبارت ایک  
پتھر پر کھدوا کر لگا دی ہے۔

دیکھو کہ یہ ہے

### مقبرہ سرنالہ

درگاہ روشن چراغ دہلی کے پاس نالے کے سر پر یہ ایک مقبرہ ہے اس مقبرہ  
کے ستون اور فرش سب سنگ سرخ کے ہیں اور ابھی اکثر جگہ سنگ سرخ  
لگا ہوا ہے کچھ نہیں معلوم ہوا کہ یہ مقبرہ کس کا ہے اور کب بنا لیکن طرز عمارت سے  
معلوم ہوتا ہے کہ سترھویں صدی سے بھی ورکا ہے یعنی تخمیناً سال ۱۶۸۹ء ہجری مطابق  
سال ۱۶۷۸ء عیسوی سے ہی ورکا بنا ہوا ہے۔

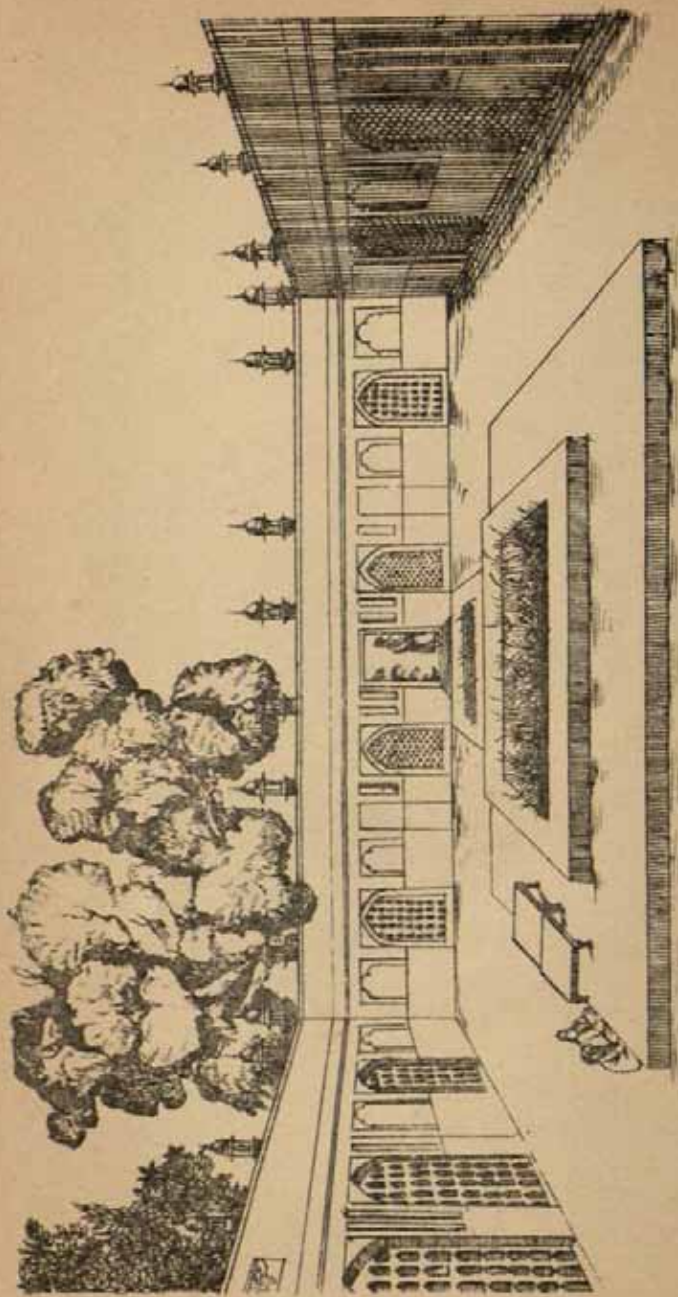
### درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

حضرت سید حسن رسول نما سید عثمان نازولی کی اولاد میں ہیں جہان آرا

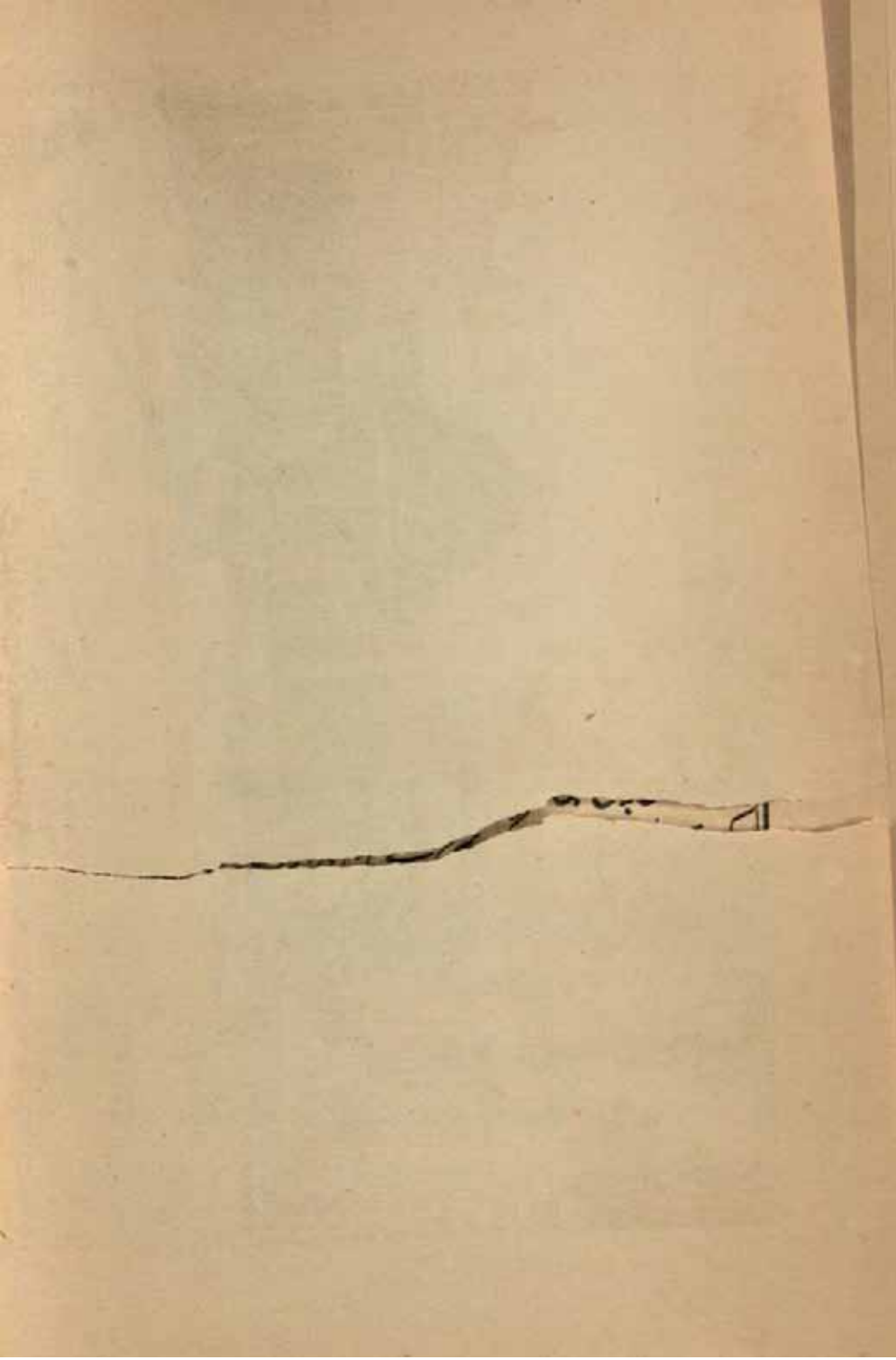
آقا صاحب

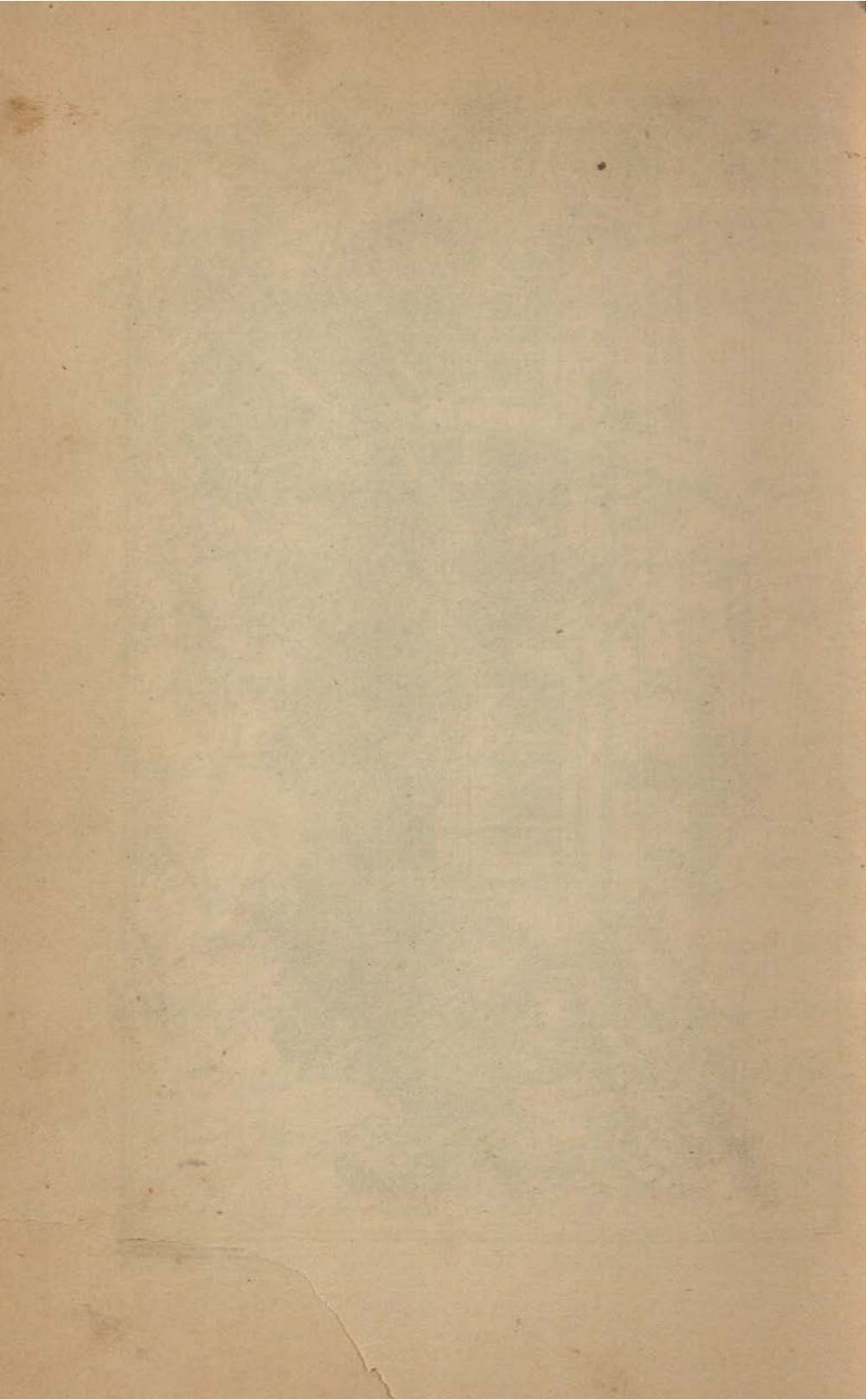


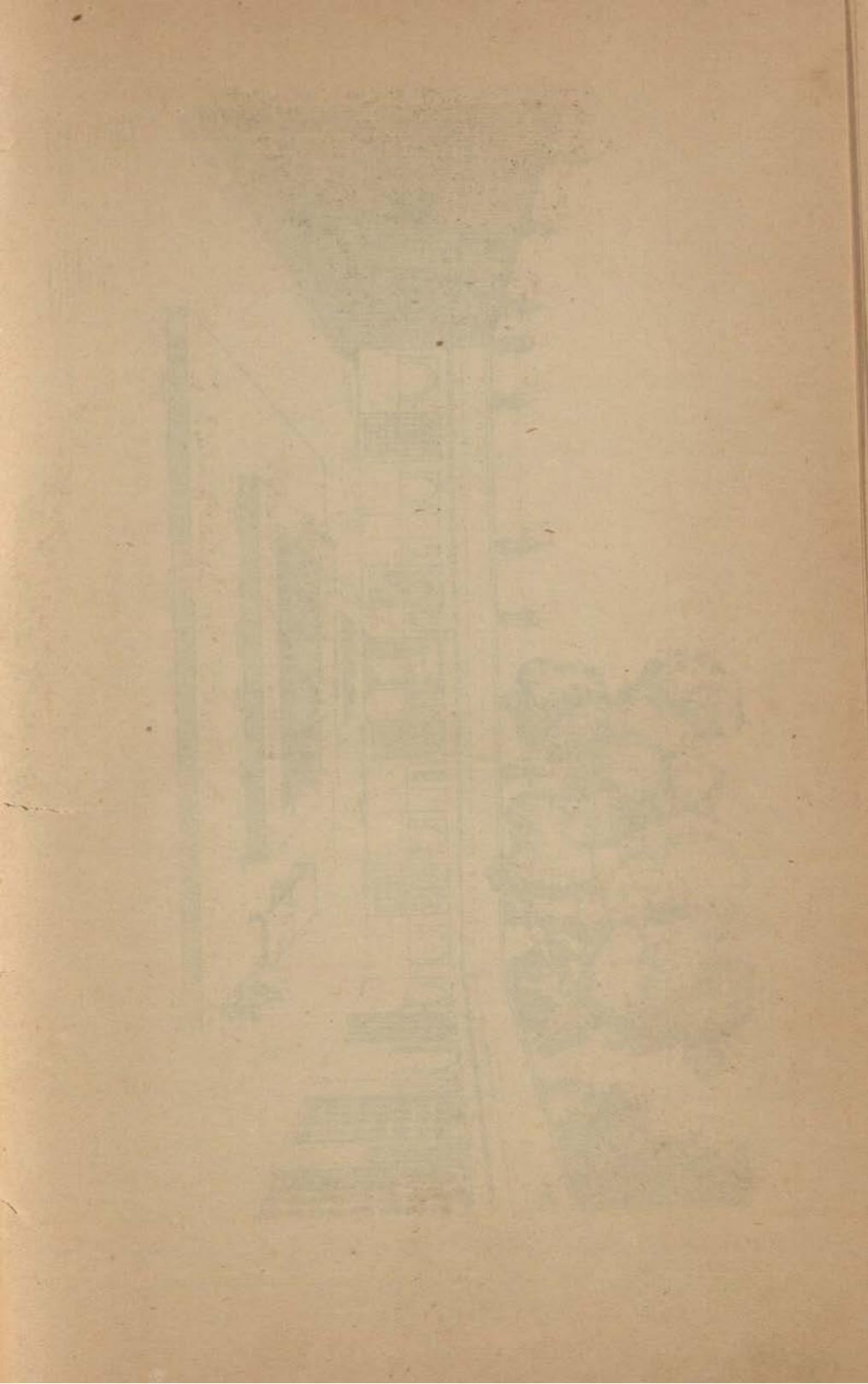
نقشه دگاہ حضرت سید رسول نا













آپ کا مزار ہر وہ پہلے گلابی باغ مشہور تھا یہاں آپ رہتے تھے سنہ ۱۱۰۰  
ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ عیسوی کے آپ کا انتقال ہوا اور اسی مقام پر دفن  
ہوئے۔ چنانچہ تاریخ آپ کے وفات کی باہر کے دالان پر کندہ ہے

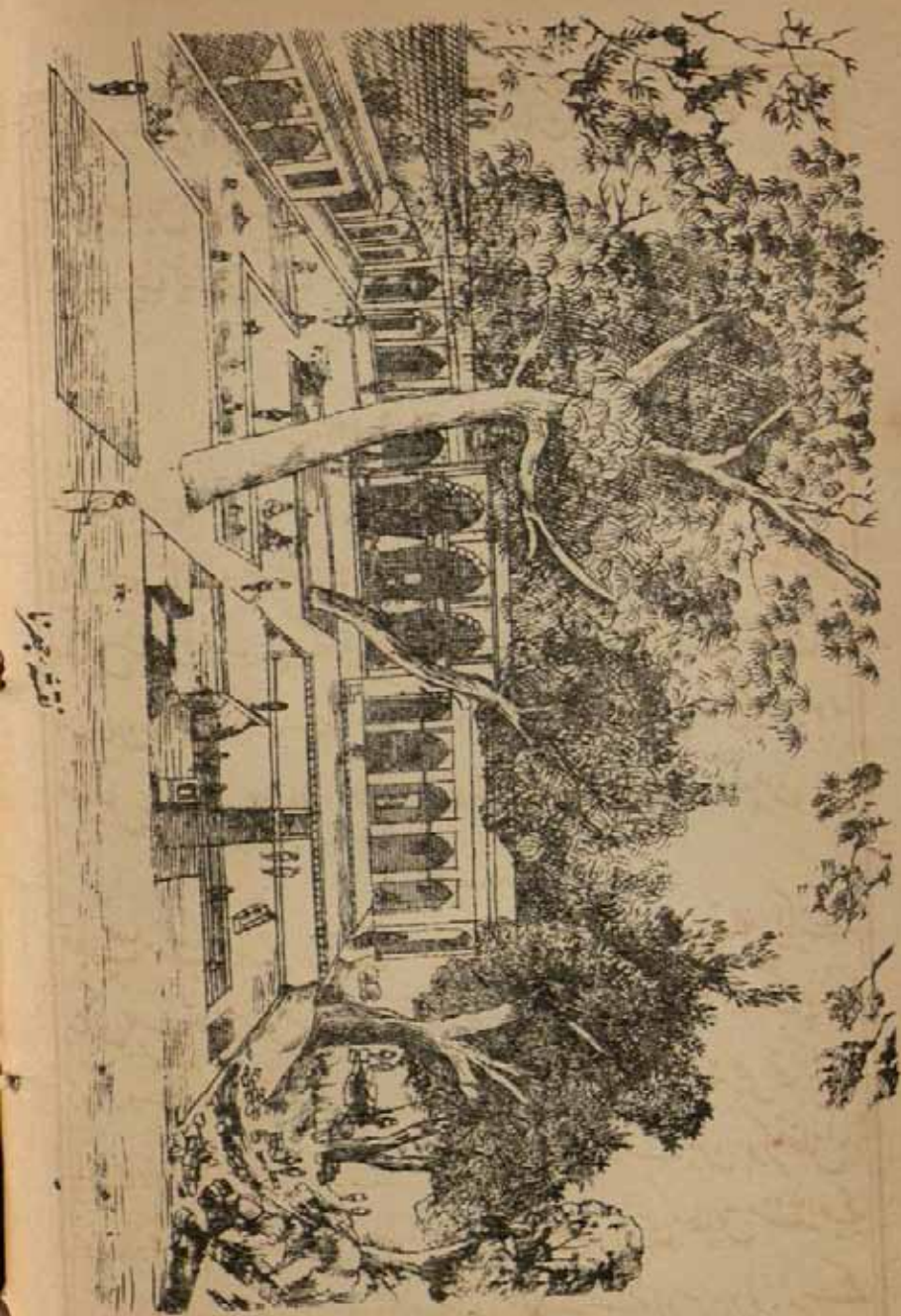
### تاریخ

حسن رسول غبار رسول باقی شد

سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ عیسوی کے حاجی محمد طاہر نے اس گاہ کے پاس  
ایک مسجد بنائی اور محمد سعید کا بنایا ہوا ایک حوض یہاں موجود ہے سنہ ۱۱۰۰ ہجری  
مطابق سنہ ۱۷۰۰ عیسوی کے میر محمد شفیع نے جو آپ کی اولاد میں سے ہیں نواب  
امیر خان والی ٹونک سے روپیہ لیکر اس مقام پر ایک چار دیواری بچتہ بطور  
فصیل کے بنائی ہے اور اس کے دو دروازے بہت معقول بنائے ہیں۔

### جھرنہ

قطب صاحب کے نواح میں حوض شمس کے پاس یہ مکان ہے اس مقام پر ایک دیوار  
بند کی بہت قدیمی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حوض شمس جب بنا تو اس کے پانی کا  
زور روکنے کو یہ دیوار بنی اس دیوار میں پانی نکلنے کا راستہ بھی تھا کہ جب  
پانی کا زور ہوتا تھا تو اس میں سے نکل کر اور نو لکھ نالے میں ہو کر تعلق آباد  
اور عادل آباد کے نیچے بہ جاتا تھا قریب سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۰ عیسوی  
کے نواب غازی الدین خان فیروز جنگ نے اس دیوار کے





## مسجد اورنگ آبادی

شہر شاہجہان آباد میں پنجابی کٹرے کے اندر یہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب درگاہ آبادی بگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیوی نے تخمیناً ۱۰ سالہ ہجری مطابق ۱۶۷۷ء عیسوی کے بنایا ہے یہ مسجد بھی سر سے پائون تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور اس کے صحن میں ایک حوض ہے جس میں نہر کا پانی آتا ہے صحن اس مسجد کا بہت وسیع تھا لیکن اکثر لوگوں نے اپنے گھروں میں ملا لیا ہے اب اس مقام پر پنجابی سوداگر رہتے ہیں اور اسی سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہے۔

## مقبرہ زیب النساء بگم

شہر شاہجہان آباد کے کابلی دروازے کے باہر یہ مقبرہ ہے نواب زیب النساء بگم بنت عالمگیر کا ان بگم کا انتقال جو بڑی بیٹی عالمگیر کی تھیں ۱۰ سالہ ہجری مطابق ۱۶۷۷ء عیسوی کے ہوا اور عالمگیر کے عہد میں یہ مقبرہ اور مسجد بنی انکی قبر کے سرہانے کتبہ لگا ہوا ہے۔

## موتی مسجد

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس ایک دیوار زیچ یہ مسجد ہے نئے سنگ مرمر کی فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور اوسمیں سنگ موسیٰ کی دھاریاں لگائی ہیں اس مسجد کے تین دروازے ہیں اور مسجد کے صحن کے کونوں پر دو مینار سنگ مرمر کے ہیں قریب ۱۰ سالہ ہجری مطابق ۱۶۷۷ء عیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ



آگے والا بنایا اور اسکے آگے پچیس فٹ مربع کا حوض ہوا اس والا میں تھیں  
 حوض کے پانی سے چادر چھوٹی تھی اور چھت میں سے بھی فوٹے چھوٹے  
 تھے اور پانی میں پانی بھر کر آگے کی نہر میں ہو کر بہتا تھا اب چادر اور فوٹے  
 بند ہو گئے ہیں الا حوض میں پانی آنے کا راستہ باقی ہے اگر شاہ ثانی نے اسکے  
 جنوب اور شمال کو کچھ مکانات سنگین بنائے تھے اور اب بہادر شاہ نے بیچ میں  
 سنگین بارہ دری بنائی ہے سانوں بھاؤں کے مہینے میں ہر سال بڑی ہوم  
 سے میلہ ہوتا ہے آٹھ آٹھ روز لوگ جمع ہوتے ہیں اور بدھ سے جمعہ تک تین  
 دن تو بہت ہجوم ہوتا ہے اور عین میلے کا دن جمعرات ہوتی ہے لاکھ دیر لاکھ  
 آدمی سے کم اس میلے میں جمع نہیں ہوتا ہر کل خرچ میلے کا ڈھائی تین  
 لاکھ روپے سے کم نہیں ہوتا پھول والے اور اور حرفہ والے اس مقام میں  
 پنکھا بناتے ہیں اور حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں لیجا کر چڑھاتے ہیں اسی  
 سبب اس میلے کا نام پھول والاں کا میلہ ہے میلے کے دنوں میں اس مقام پر بڑا  
 تماشا ہوتا ہے سیکڑوں آدمی اس حوض میں نہاتے ہیں اور والاں کی چھت اور دیواروں  
 کی منڈیر اور درختوں کے ٹھنوں پر سے حوض میں کودتے ہیں اور پھسلنے پھرنے سے  
 جو اٹھارہ فٹ لمبا ہے اور ساٹھ ساٹھ فٹ چوڑا ہے پھسلتے ہیں اور انہوں کے  
 کے درختوں میں جو امریاں کہلاتی ہیں رسہ ڈال کر جھولتے ہیں افسوس ہے کہ اس  
 میلے کے بابت ضلع دہلی کی عدالتوں میں تعطیل نہیں ہوتی۔





یہ مسجد بنائی تھی شاہ عالم کے وقت میں اس مسجد کا بیج کا گنبد بھونچال سے  
گر پڑا تھا اور اسی زمانہ شاہ عالم میں اسکی مرمت ہو گئی تھی۔

### زینت المساجد

شہر شاہجان آباد میں دریا کے کنارے یہ مسجد ہے زینت النساء بیگم بنت عالمگیر  
بادشاہ کی اوسنے قریب ۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۷۸۵ء عیسوی کے یہ مسجد اور اپنے  
دفن ہونے کو مجھ بنایا یہ مسجد سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے  
اور تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں اور اوسمیں سنگ موسی کی دھاریاں  
بنائی ہیں و منارے اس مسجد کے بہت بلند ہیں اور دور دور سے دکھائی  
دیتے ہیں اس مسجد کے سات درہن ایک بڑا در باقی چھوٹے اور اس کے  
صحن میں ایک حوض ہے جس میں کنوئیں سے پانی آتا تھا اب وہ کنواں  
بند ہو گیا ہے شمال کی جانب اس مسجد کے ایک مجھ ہے سنگ مرمر کا اور  
دوسرا مجھ سنگ باسی کا اندر کے مجھ میں زینت النساء بیگم کی قبر ہے اور  
اوسکے سر ہانے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

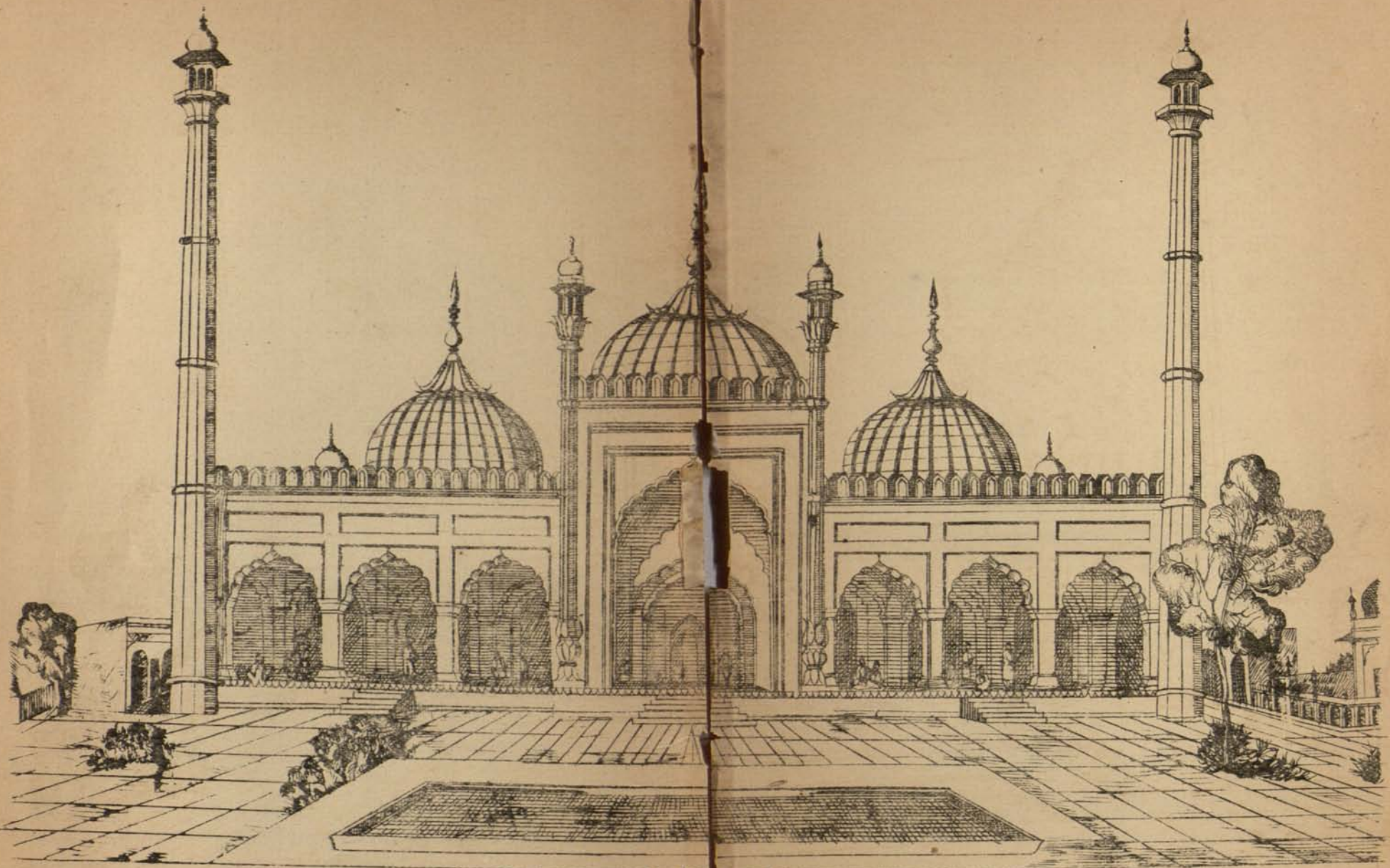
دیکھو کتبہ نمبر ۱۸

### مقبرہ غازی الدین خان

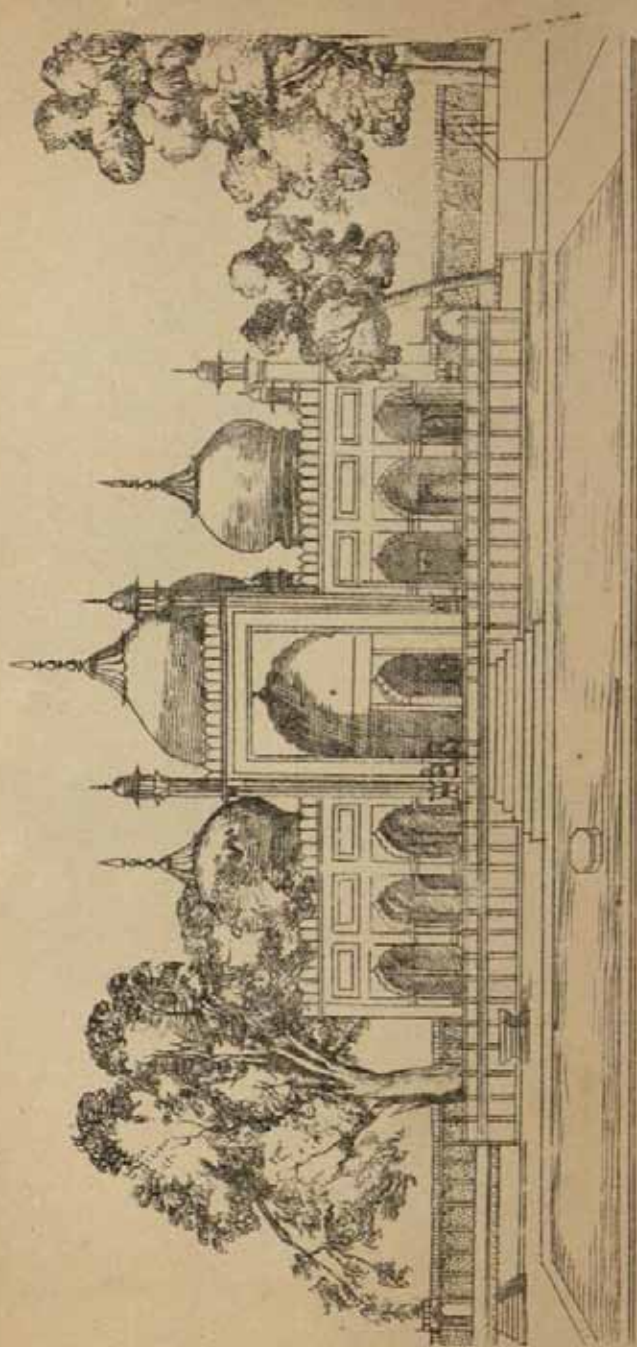
اجمیری دروازے کے باہر میر شہاب الدین الخاٹب بہ غازی الدین خان بہادر  
فیروز جنگ پد نظام الملک صف جاہ کا یہ مقبرہ ہے جو عالمگیری عہد کے بڑے  
نامی امیرون میں سے ہیں یہ مقبرہ اونھوں نے اپنے جیتے جی آپ بنوایا تھا

آثار الامرا



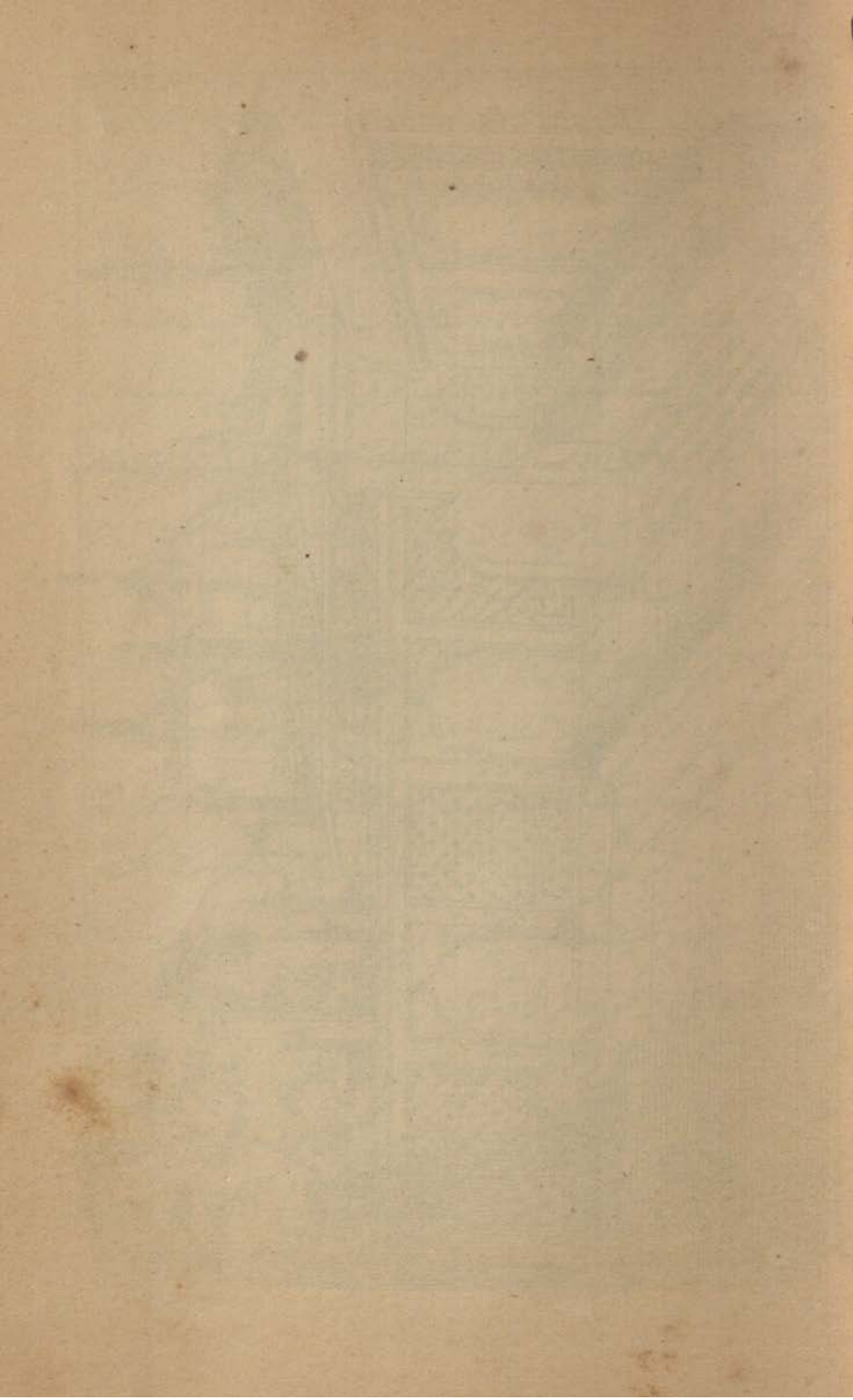


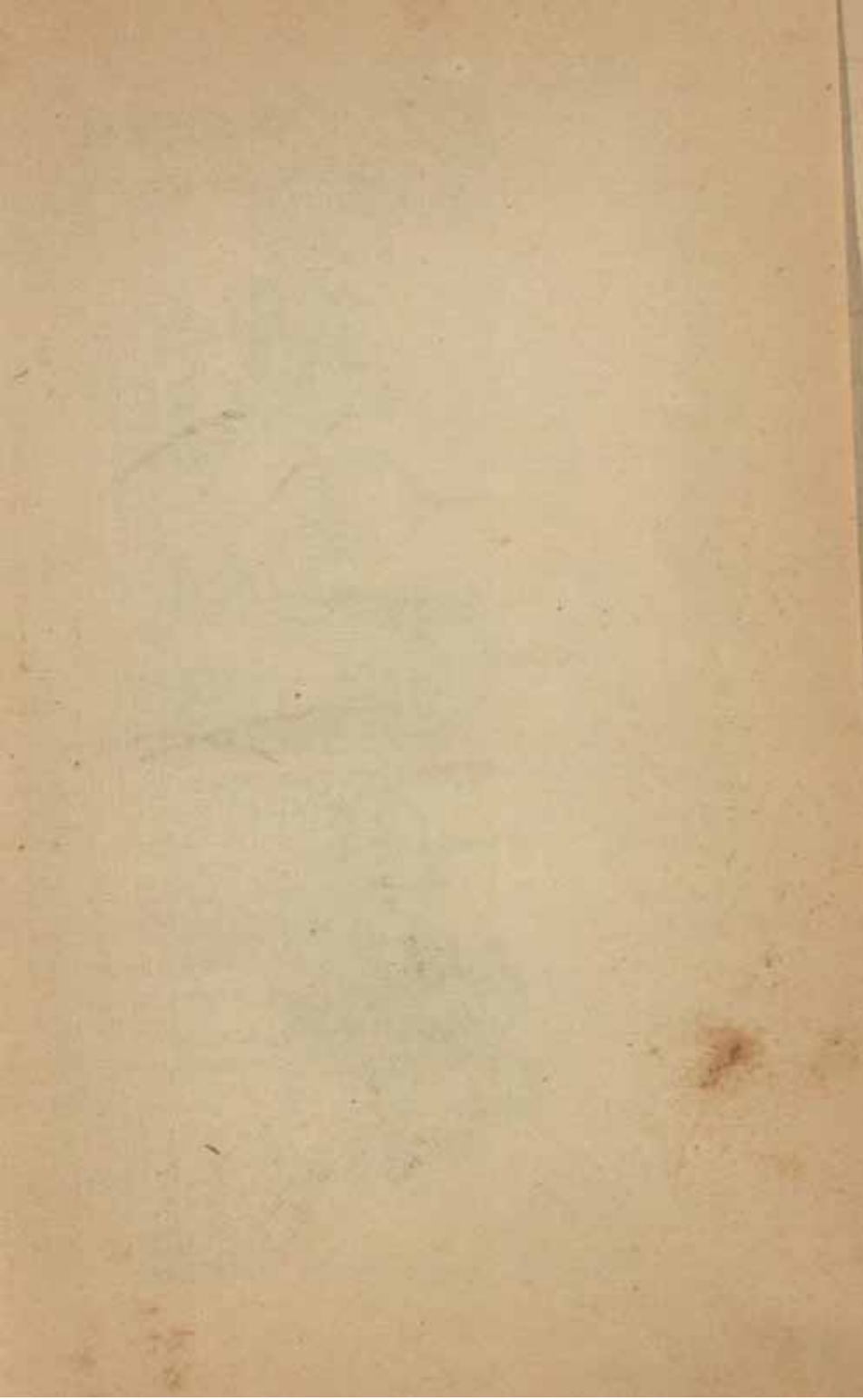
زينب المساجد











جیکہ ۲۲ھ ہجری مطابق سنہ اعیسوی کے سال چہارم جلوس شاہ عالم بہادر شاہ مین  
 بمقام احمد آباد انکا انتقال ہوا تو انکی نعش کو یہاں لا کر انھیں کے بنائے ہوئے  
 مقبرے مین دفن کیا یہ مقبرہ سارا سنگ سرخ کا ہی اور اسکا دروازہ نہایت خوبصورت  
 ہی مقبرے مین ایک صحن وسیع ہی اس کے جنوب اور شمال کو حجرے متعدد دو  
 گے اور دالان بنے ہوئے ہیں اور جانب شرق دروازہ ہی ترپولہ کے طور  
 پر اور جانب غرب نرمی سنگ سرخ کی مسجد ہی اور مسجد کے دونوں پہلو مین کچھ  
 صحن چھوڑ کر دالان مین جنوبی دالان کے پاس ایک حجرہ سنگ باسی کا  
 اوس حجرہ مین ایک اور حجرہ سنگ مرمر کا جالی دار اور بہت نفیس جالیان  
 کھدی ہوئی ہیں اوس حجرہ مین نواب غازی الدین خان اور ان کی اولاد  
 کی قبر مین مدت تک اس مے مین سرکار انگریزی کی طرف سے مدرسہ  
 رہا اور اسی سبب سے مدرسے کے نام سے مشہور ہو گیا اعتماد الدولہ نواب  
 فضل علی خان لکھنؤ والے نے اس مے کے خرچ کے واسطے ایک  
 لاکھ ستر ہزار روپے دیے تھے چنانچہ سرکار کی طرف سے یہ کتبہ ادن کے  
 نام کا ایک دیوار پر کھودا کر لگا دیا ہے۔

### مجر شاہ عالم بہادر شاہ

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس موتی مسجد سے ملا ہوا یہ حجرہ ہی جبکہ  
 ۲۲ھ ہجری مطابق سنہ اعیسوی کے شاہ عالم بہادر شاہ کا انتقال ہوا

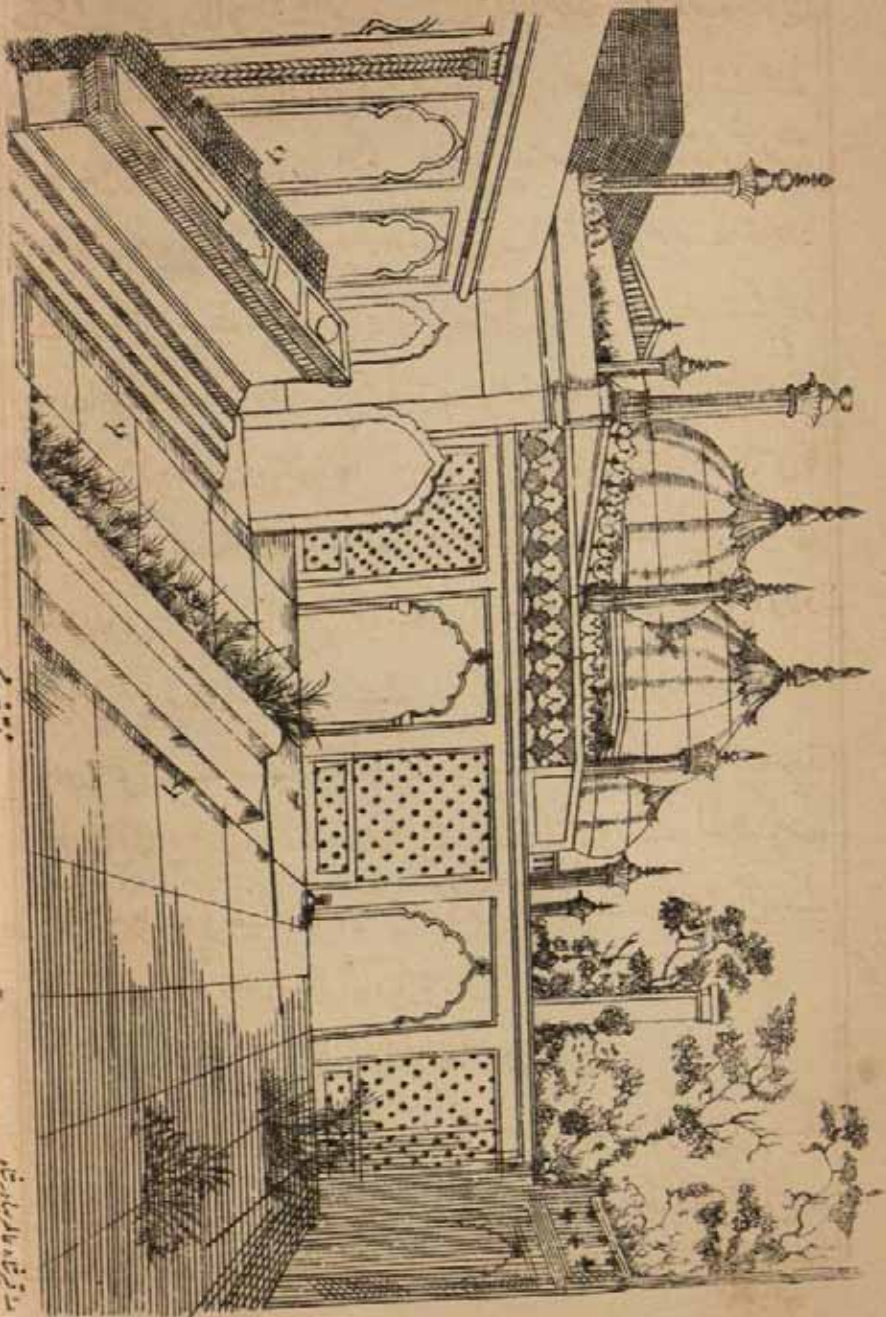


تالار شاه

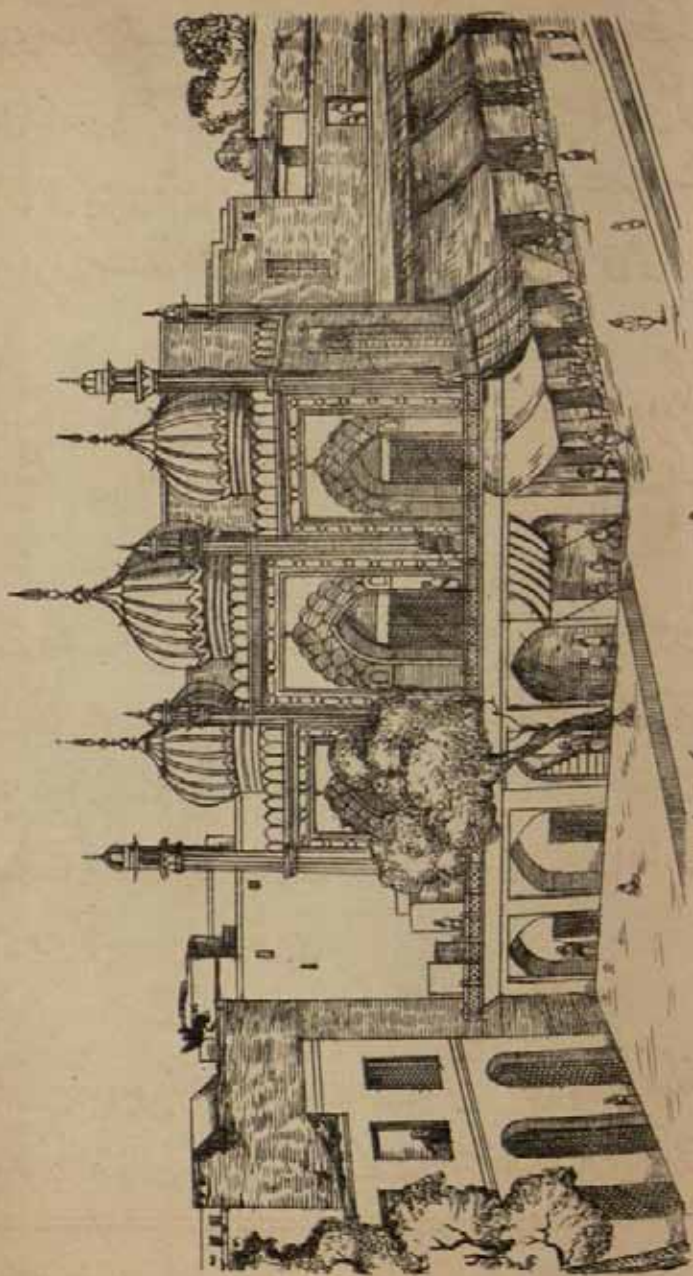
درختان

درختان

درختان



نقد مسجد نهری کو توالی



تو اس مجبرین رکھے گئے بعد اسکے جبکہ سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کا  
 سال ۱۰۲۰ ہجری مطابق ۱۶۱۱ عیسوی کے انتقال ہوا تو وہ بھی اسی مجبرین رکھے گئے  
 بعد اسکے جبکہ محمد اکبر بادشاہ ثانی کا ۱۰۲۳ سال ۱۰۲۳ ہجری مطابق ۱۶۱۳ عیسوی میں انتقال  
 ہوا تو وہ بھی اسی مجبرین دفن ہوئے اگرچہ تاریخ وفات او کی قبر کے سر جانے  
 کندہ نہیں ہے مگر قسم آٹم نے اون کے مرنے کی یہ تاریخ کی تھی۔

### تاریخ

چون برفت از جهان شد اکبر شہ سہ آسمان زد و دگر  
 پای شادی شکست و احمد گفت سال تاریخ ۱۰۲۳ ع ۱۰۲۳  
 برج اندرون احاطہ مقبرہ ہمایون

ہمایون کے مقبرے میں یہ ایک چھوٹا سا برج ہر سنگ سرخ کا اور کہیں کہیں  
 اوسمین سنگ مرمر بھی لگا ہوا ہے اور اوسمین سنگ مرمر کے تعویذ کی دو قبریں ہیں  
 اگرچہ نہیں معلوم کہ یہ کس کا برج ہے مگر اوسمین کچھ شک نہیں کہ ہمایون کے مقبرے  
 کے بہت بعد کا بلکہ حال کا بنا ہوا ہے اور ہم اسکو تخمیناً ۱۰۳۰ سال ۱۰۳۰ ہجری مطابق  
 ۱۶۲۰ ع ۱۶۲۰ عیسوی کا بنا ہوا جانتے ہیں۔

### شہری مسجد کو توالی

شہر شاہجان آباد میں کو توالی چبوتے کے پاس یہ مسجد ہے اس مسجد کو تو  
 روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۰۳۰ سال ۱۰۳۰ ہجری مطابق







۲۱ء عیسوی کے بنایا ہوا یہ مسجد بھی بہت خوش قطع ہوا اگرچہ چھوٹے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے لیکن اسکے برج اور کلیان سب سنہری ہیں اس مسجد کے برج شکستہ ہو گئے تھے اس واسطے روشن الدولہ کی دوسری مسجد کے برج اس پر چڑھا دیے ہیں اس مسجد کی پیشانی پر چند اشعار کتہہ ہیں۔

### مسجد و مدرستہ شرف الدولہ

شہر شاہجان آباد میں درمیان کے بازار میں یہ مسجد ہے اور اسکے پاس مدرسہ ہے اس مسجد اور مدرسے کو نواب شرف الدولہ بہادر نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۸۳۵ء عیسوی کے بنایا ہے یہ مسجد اگرچہ چھوٹے اور اینٹ کی بنی ہوئی ہے مگر اسکے تینوں برج سنگ مرمر کے ہیں مگر سنگ مرمر بھی ایسا زرد ہے کہ پتیل کا شبہ جاتا ہے اس مسجد کی پیشانی پر ایک کتبہ لگا ہوا ہے۔

### جسترنتر

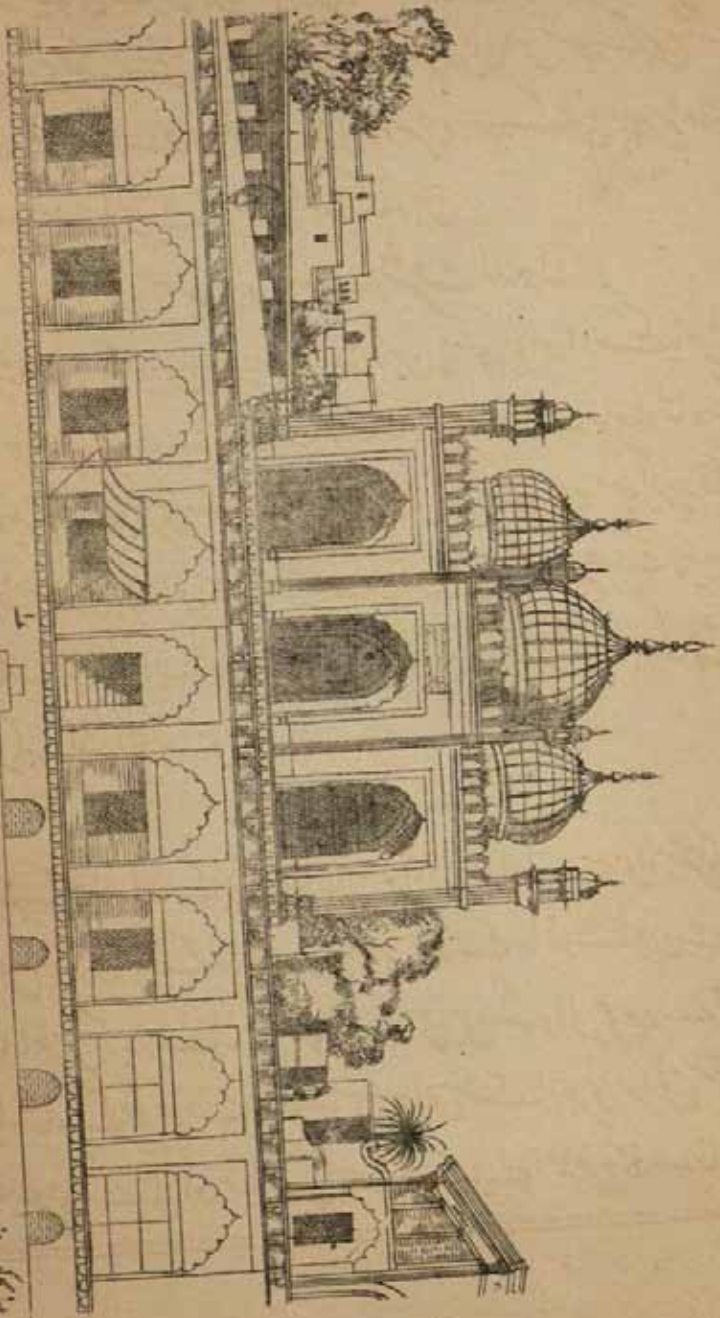
جسترنتر کے معنی آگے کے ہیں اور یہاں مراد آلات رصد سے ہے اور جسترنتر ایک لفظ مہمل ہے جو زبان کے محاورے میں اصلی لفظ کے ساتھ بولتے ہیں جیسے کھانا دانا غرض کہ یہ رصد خانہ ہے جسکو راجہ سوانی جی سنگھ والی جی پور نے محمد شاہ بادشاہ کے حکم بموجب ۱۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۸۳۵ء عیسوی کے بنایا اور حساب کی صحت کے لیے اس طرح کا رصد خانہ سوا

دیکھو کتبہ نمبر ۳۸

دیکھو کتبہ نمبر ۳۹

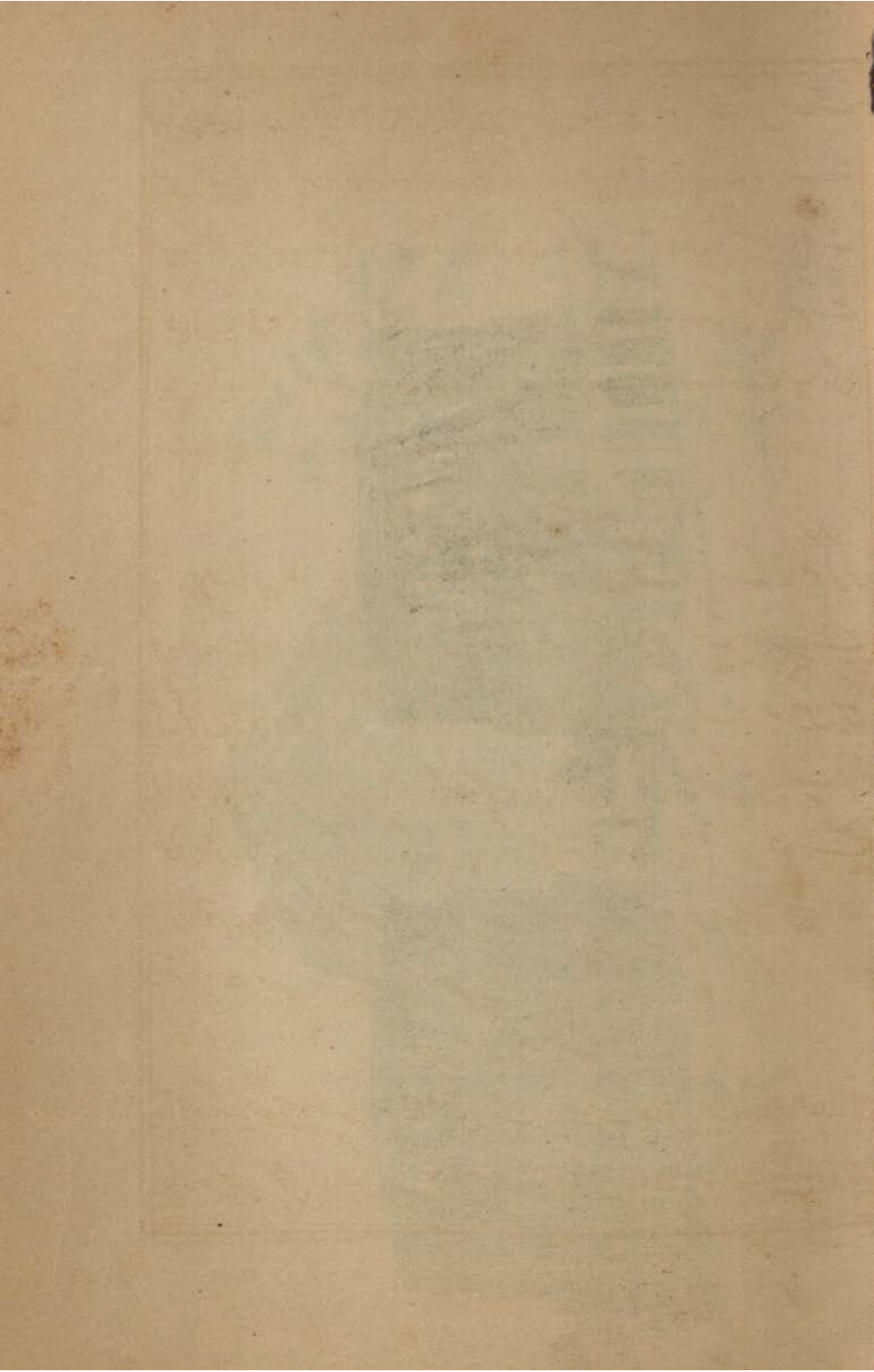
زیر دستہ شاہی





نقشه مسجد شریف الدوله

سازگارین بازار دیر



جی پورا ورتھرا اور بنارس اور اوجین میں بھی بنایا گیا اکثر آلات اس رصد خانے میں چھنے اور پتھر کے بنائے تھے تاکہ رصد میں فرق نہ پڑے یہ رصد خانہ اب بالکل خراب ہو گیا ہے سب آلات ٹوٹ گئے ہیں اور سب کی تقسیمیں مٹ گئی ہیں کوئی آلہ اس قابل نہیں رہا کہ اس سے ایک بھی عمل ہو سکے تین آلے منجملہ آلات کے جو چھنے اور پتھر سے بنائے تھے اب بھی ٹوٹے پھوٹے موجود ہیں۔

### اول جی پرکاش

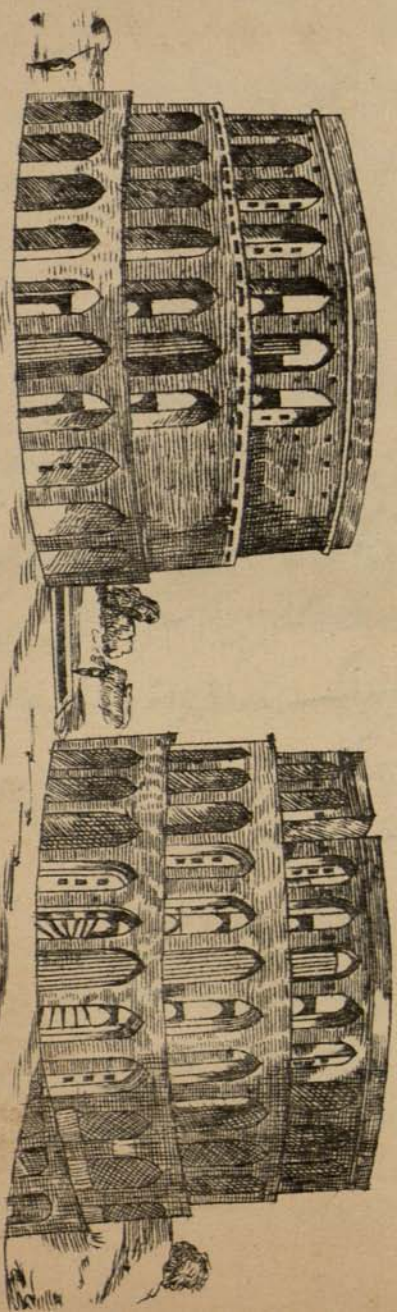
یہ آلہ ہے حساب ظل کا ایک سطح مستوی پر عمود بطور مقیاس کے قائم کر کر اگر اس کے دائرہ افق تریپن فٹ آٹھ انچ کے قطر کا کھینچ کر اوپر چار درجہ کی گول دیوار کنوئیں کی کوٹھی کی طرح اوٹھائی میں کہ ایک درجہ زمین میں دبا ہوا ہے اور تین اوپر نکلے ہوئے ہیں اس کی ساڑھ پر تقسیم کی ہے ایک خانہ کھلا بطور طاق کے اور ایک بند رکھا ہوا اندر کے رخ مقنطرات کھینچے ہیں اور درجات کی تقسیم کی ہے اور مقیاس اس اور سطح دائرہ افق اور مقنطرات سب کے سب منقسم ہیں۔

### دوم رام جنتر

یہ آلہ ایک چوترا ہے سلامی شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد اوٹھا ہوا اور اوپر چار قوسیں ہیں اور ہر ایک قوس کے دونوں طرف سیرٹھیان بنا دی ہیں







نقشه جنت و دایر المثلث

نقشه جنت و دایر المثلث







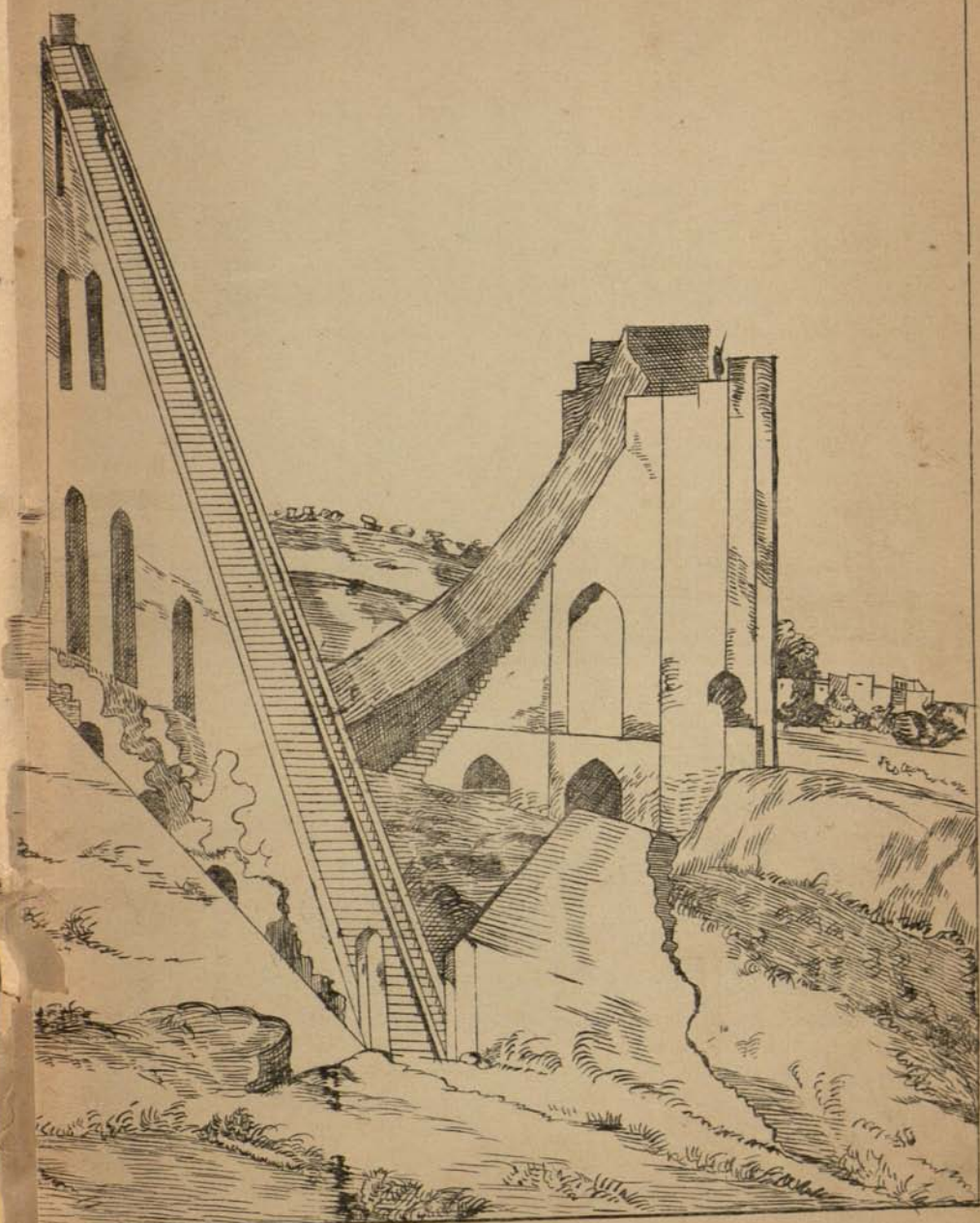
تاکہ سیر مہیون پر چڑھ کر سائے کا حال دیکھیں اوس چو ترے کے نیچے  
سے دو قوسین اور نکالی ہیں معدل النهار اور منطقه البروج کی لیکن بعت در  
عرض بلد کے منحرف اور اوسکی ہر ایک قوس پر تقسیم تھی کہ وہ بالکل مٹ گئی  
اور قوسین بھی اکثر ٹوٹ گئی ہیں۔

### سوم سہراٹھ جنتر

یہ جنتر و حقیقت مقیاس ہر ایک پاکھ نیچ میں بنا کر دائرہ معدل النهار جسکا  
نصف قطر اٹھارہ گز کا ہو منحرف بقدر عرض بلد جوٹنے اور پتھر سے نہایت محکم  
بنایا تھا اوسپر ساری تقسیم ہر پاکھے پر سیر مہیان بنائی ہیں کہ اوسپر سے پاکھے  
کے سر پر چڑھ جاتے ہیں اسید طرح دائرہ معدل النهار کے دونوں طرف  
سیر مہیان بنائی ہیں کہ اون پر سے سائے کو دیکھتے تھے اس جنتر کی بھی تقسیم  
بالکل خراب ہو گئی ہے اگرچہ ۲۸ عیسوی میں پاکھے کی مرمت راجہ جی پور  
نے بموجب تحریک آرکیولاجیکل سوسیٹی مقام دہلی کے کی الاپوری مرمت  
نہیں ہوئی یہ تینوں آلے خود سوائی جو سنگھ نے ایجاد کیے ہیں اور اسی  
سبب سے انکے منہدی نام لکھے ہیں۔

### کر کے موقع

اسی جنتر کے نیچے دو کرہ مقعر آدھے آدھے بنائے ہیں اسطرح پر کہ مدار قطب  
بروج کا ہر ایک میں ناقص ہے اگر ایک کرے کو اوٹھا کر دوسرے کرے پر





بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله  
والحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله الطيبين  
الطاهرين  
والسلام  
ثم بعد ذلك  
أشهد أن لا إله إلا الله  
وأن محمداً عبده ورسوله  
والله أعلم

رکھ دین تو سارا کرہ پورا ہو جائے ان کروں میں بار لا قوسین بنائی ہیں تقسیم ہر وجہ کی چھ خالی اور چھ بھری اور ہر جگہ تقسیم کے خطوط تھے اور شاید قطب کے جانب میل تھا کہ اب وہ بھی ٹوٹ گیا ہو اور تقسیم بھی بالکل مٹ گئی ہر خالی قوس میں نینے بنے ہوئے ہیں کہ اون پر سے چڑھ کر سائے کا حال دیکھتے تھے قطران و دون کروں کا چھتیس فٹ کا ہوا اور چھوٹے اینٹ سے نہایت حکم بنے ہوئے ہیں۔

یہ رصد خانہ وہ ہے کہ جس میں پہلے پہل انگریزی ہیئت جدید کے اکثر قواعد تسلیم کیے گئے ہیں ورنہ اس سے پہلے یونانی ہیئت والوں اور کچھ بنانے والوں نے اون قواعد و نین سے ایک کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا اسی سبب سے یہ رصد خانہ اپنے ساتھیوں میں یکہ اور بہت نامی ہو سکا۔ جلوس محمد شاہ مطابق سال ۱۱۰۰ ہجری موافق ۱۷۸۷ عیسوی کے راجہ سوانی جی سنگھ نے کئی آدمی یا ضعی ان پیری مونیوں کے ساتھ فرنگستان میں بھیجے اور وہاں سے آلات رصد اور دور بینین منگوائیں اور وہ لوگ خود بھی فرنگستان کا رصد خانہ دیکھ کر آئے اور زنج جدید جسکا لیر نام تھا یہاں لائے اور اس رصد خانے سے مطابقت کی لیر کے حساب میں تقویم قرین آدھے درجے کا اور کوف اور خسوف کے زمانے میں چوتھائی و قیقہ یعنی پندرہ پل کا فرق نکلا انھیں باتوں سے یقین ہوتا ہے کہ اس رصد خانے میں انگریز بھی شریک تھے بلکہ انگریزی ہیئت جدید کے قواعد کا اس یونانی

رصد خانے میں مان لینے کا بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہے اگرچہ یونانی ہیئت اوتون نے  
ان نئی باتوں کے مان لینے پر بہت تکرار کی تھی اور یہ بات چاہیے تھی کہ ان  
نئی باتوں کو عقلی دلیلوں سے ثابت کیا جائے مگر جو کہ ان نئے قاعدوں سے  
جوابات کہ حساب کی راہ سے نکالی جاتی تھی اور جوابات کہ رصد سے دیکھی  
جاتی تھیں وہ دونوں ٹھیک نکلتی تھیں اس واسطے ہی مطابقت اوتون  
قاعدوں کی صحت کو کافی متصور ہو کر عقلی دلیلیں قائم کرنے پر یا تو توجہ نہیں  
کی اور یا درحقیقت قائم نہ ہو سکیں اب اس مقام پر ایک مختصر فہرست اوتون  
باتوں کی لکھتے ہیں جو برخلاف یونانی ہیئت کے اس رصد خانے میں  
تسلیم کی گئیں ہیں۔

(۱) مدار خارج مرکز شمس کو بیضی تسلیم کیا۔

(۲) چاند کی حرکتوں کو بیضی مدار پر مانا۔

(۳) یہ بات تسلیم کی گئی کہ زہرہ اور عطارد بھی چاند کی طرح آفتاب سے روشن

ہیں اور بدر اور بلال ہوتے ہیں۔

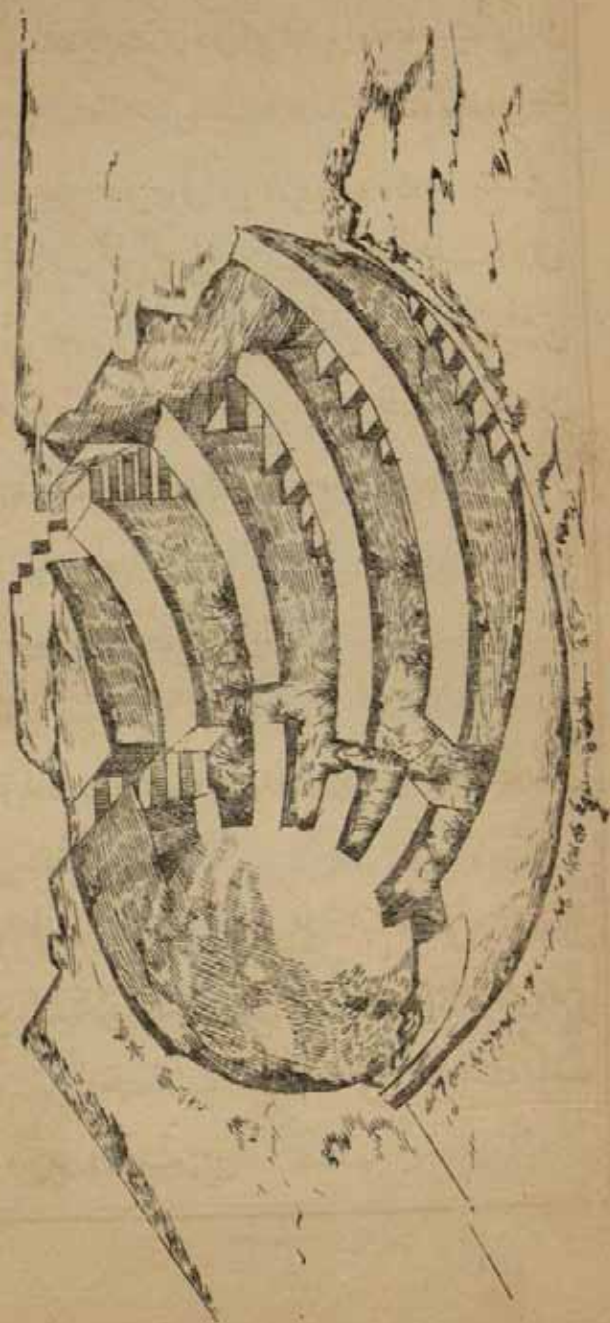
(۴) یہ بات مانی گئی کہ زحل گول کر دمی شکل پر نہیں بلکہ اہلیجی شکل پر ہے۔

(۵) مشتری کے گرد چار روشن ستارے قبول کیے گئے جسکا اتمار مشتری نام ہے۔

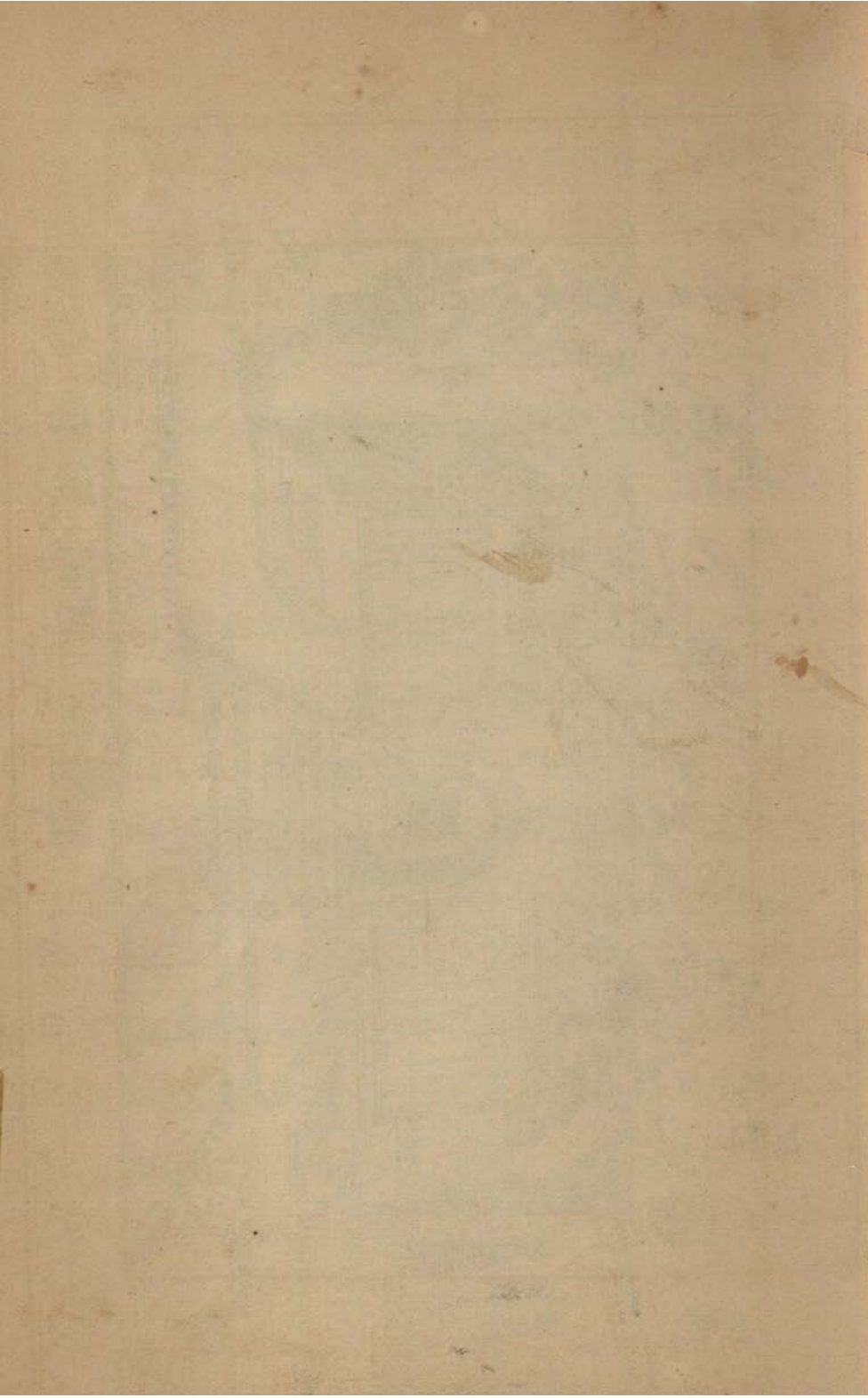
(۶) آفتاب پر کے نشان مختلف مانے گئے کہ وضعی حرکت سے ایک

برس کے قریب دور پورا کرتے ہیں۔





نقشه کاخ و قصر



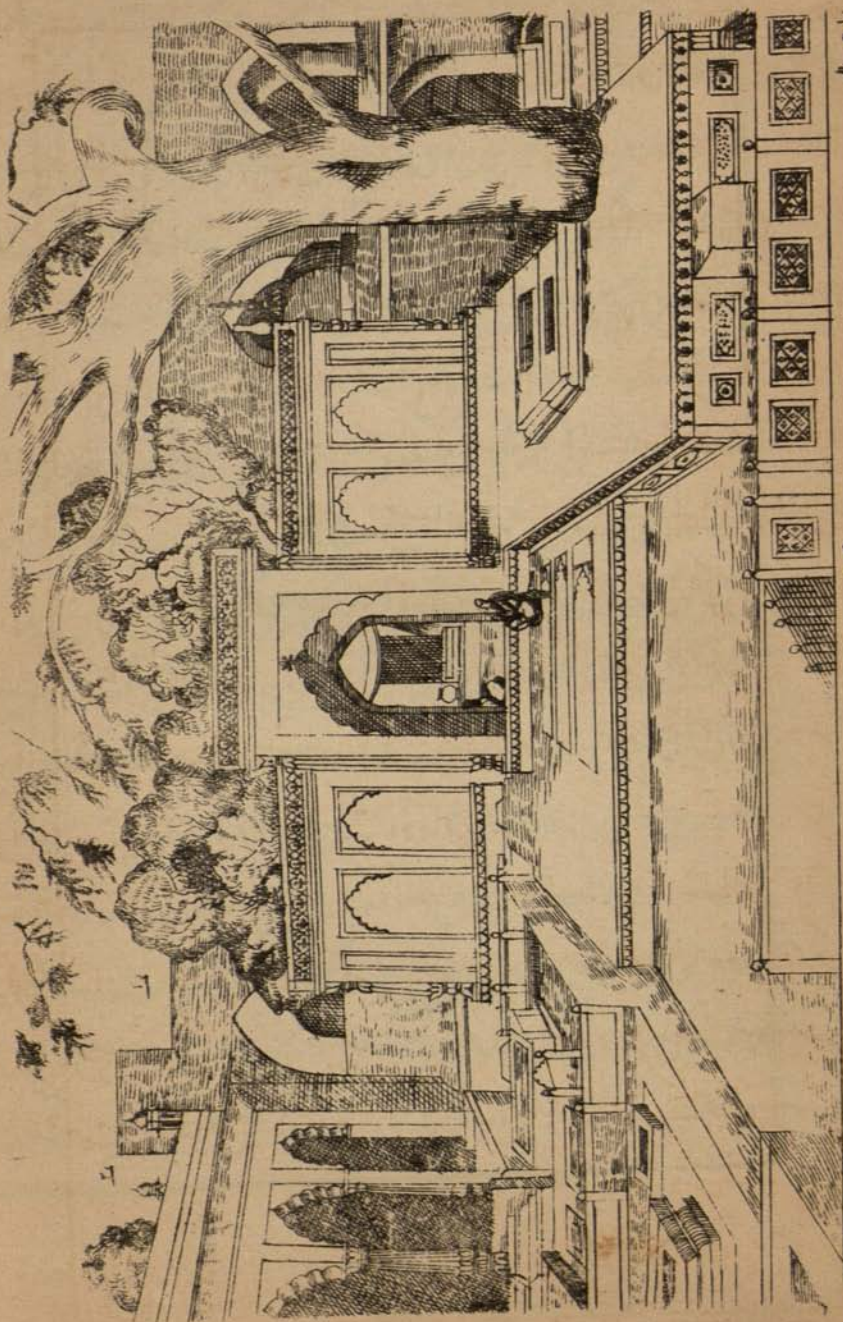
(۷) کو اکب ثوابت و حقیقت ثوابت نہیں ہیں بلکہ اوسمین سے اکثر سیارہ ہیں  
 اس رصد خانے میں رویت ہلال کی اور ظہور اور خفائی کو اکب اور طلوع اور  
 غروب منازل قمر کے حساب کرنے کی حاجت نہیں رہی تھی کیونکہ دوہرین  
 کی مدد سے یہ سب چیزیں دن کو آنکھوں سے دیکھ لی جاتی تھیں ان مختلط قواعد  
 یونانی اور انگریزی پر جو اس رصد خانے میں مانے گئے زتیج جدید محمد شاہی  
 تیار ہوئی ہے اوسمین کچھ شک نہیں کہ اس زتیج کا حساب اور زیچون  
 کے حساب سے بہت صحیح نکلتا ہے اسی رصد خانے میں ایک نئی تاریخ  
 سکالی گئی جو تاریخ محمد شاہی کہلاتی ہے ابتدا اس تاریخ کی پہلی ربیع الثانی  
 ۱۱۳۱ھ ہجری روز دوشنبہ مطابق ۱۱۳۱ھ عیسوی سے رکھی ہے اور اس  
 ابتدا کو ابتدائے جلوس محمد شاہ فرض کیا ہے اگرچہ ابتدا جلوس اسکایہ  
 نہیں لیکن جو کہ جلال الدین فرخ سیر آٹھویں ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ہجری مطابق  
 ۱۱۳۱ھ عیسوی کے مرا اور اوسکے بعد رفیع الدرجات اوسکے پیچھے رفیع الدولہ  
 تخت پر بیٹھا اور اسکے بعد محمد شاہ بادشاہ ہوا جو کہ ان دونوں کی مدت سلطنت  
 چند ماہ سے زیادہ نہیں ہوئی اسواسطے انکی سلطنت کو محدود تصور کر کر  
 اور آٹھ دن جو ربیع الثانی میں سے گئے تھے درستی حساب کے لیے  
 زیادہ کر کر پہلی ربیع الثانی سے ابتدا اس تاریخ کے شمار کی یہ تاریخ قمری  
 ہے اور برس اور مہینے بھی اسکے قمری ہیں اور بالکل ہجری تاریخ سے مطابقت



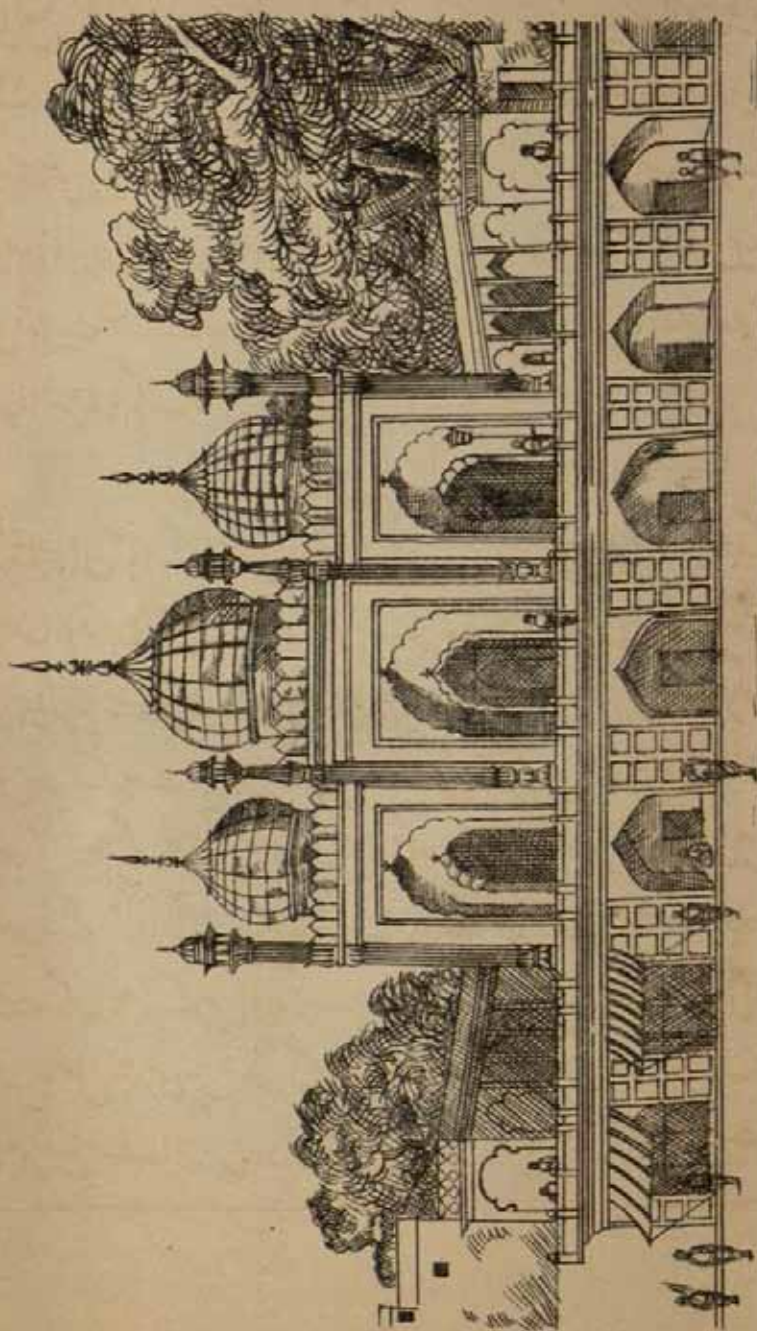
رکھتی ہو صرف اتنا فرق ہو کہ ہجری سال محرم سے شروع ہوتا ہو اور محمد شاہی  
 ربیع الثانی سے ایک تاریخ سے دوسری تاریخ حساب کر کر نکالنے کے  
 قاعدے زیچ کی کتابوں میں لکھے ہیں اس مقام پر اونکے بیان کی حجت  
 الاستقرار بیان کر دینا چاہیے کہ یکم جولائی ۱۲۵۰ھ عیسوی مطابق چودھویں  
 رمضان ۱۲۵۰ھ محمد شاہی حسابی اور بارھویں رمضان ۱۲۵۰ھ محمد شاہی  
 ہلالی کی تھی۔

### شاہ مردان

یہ ایک درگاہ ہو منصور علی خان صفدر جنگ کے مقبرے کے سامنے حال اسکا یوں  
 ہو کہ اودہم بانی زوجہ محمد شاہ بادشاہ جسکو احمد شاہ کی سلطنت میں اول  
 نواب بانی اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا شیعہ مذہب کی  
 تھی ۱۲۳۰ھ ہجری مطابق ۱۲۵۰ھ عیسوی او سکے پاس ایک پتھر آیا جس پر نقش قدم تھا  
 اور یہ بیان کیا گیا کہ یہ حضرت علی کے قدم کا نقش ہو نواب قدسیہ نے اس نقش قدم  
 کو اس مقام پر سنگ مرمر کے حوض میں جمادیا اور اس حوض کے نیچے  
 سنگ مرمر کا فرش کر کر محجربنایا اور اسکے کنارے پر یہ شعر کندہ کر دیا شعر  
 بر زمین کہ نشان کف پائے تو بود      یا ہا سجدہ صاحب نظران خا ہد بود  
 جب سے ہمیشہ اس درگاہ کی ترقی ہوتی گئی احمد شاہ کے عہد میں نواب قدسیہ  
 نے ۱۲۶۰ھ ہجری مطابق ۱۲۸۰ھ عیسوی کے جاوید خواجہ سرا کے اہتمام





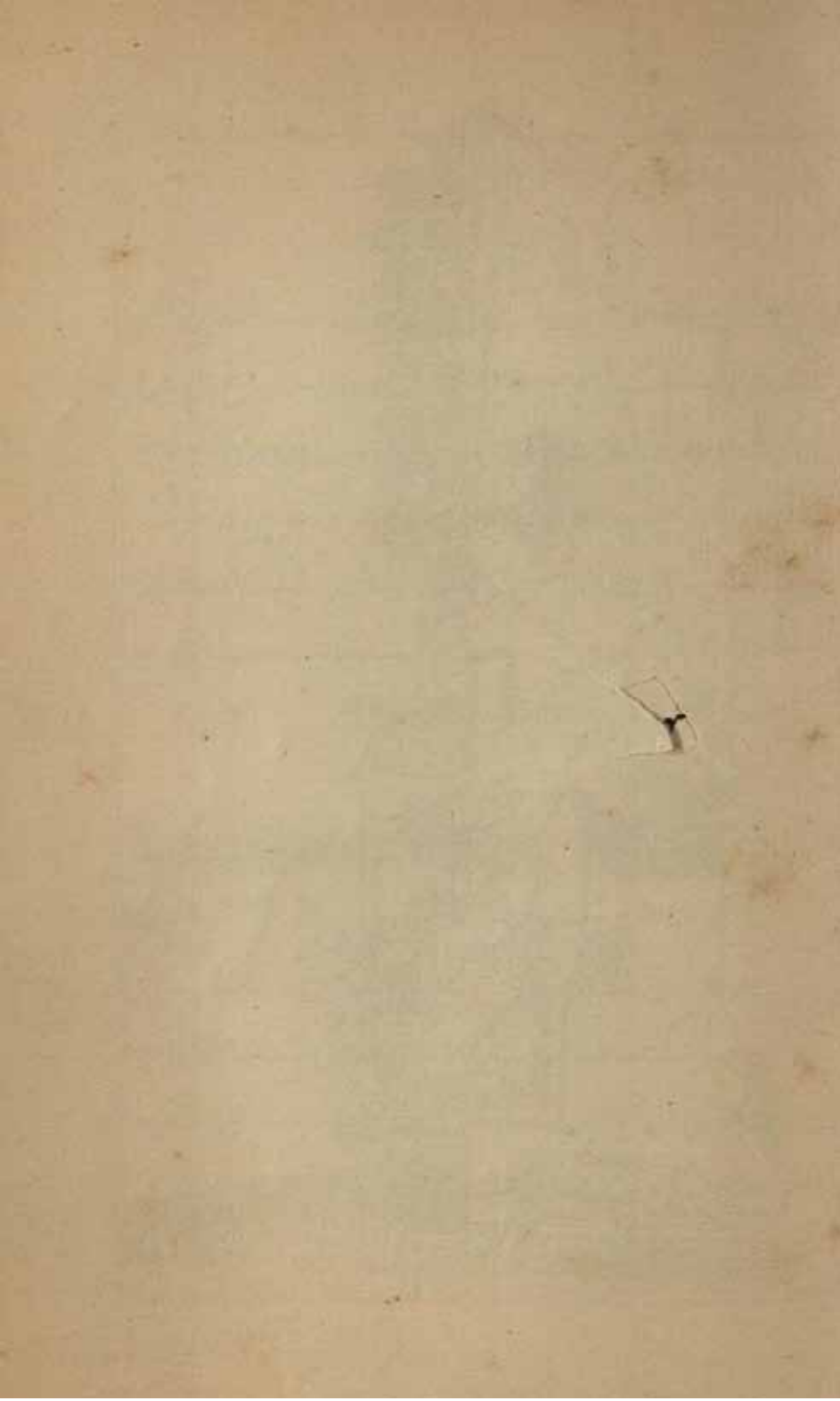




سے چار دیواری اور مجلس خانہ اور مسجد اور حوض بنوایا اور پھر ۱۲۳۲ھ ہجری مطابق ۱۸۱۷ء عیسوی کے عشرت علی خان نے مجلس خانہ بنوایا اور ۱۲۳۵ھ ہجری مطابق ۱۸۲۰ء عیسوی کے صادق علی خانہ نے نقار خانہ بنوایا اب یہ درگاہ بہت خوب آراستہ ہے ہر مہینے کی بیسویں کو یہاں مجلس ہوتی ہے اور رمضان کی بیسویں کو بہت ہجوم ہوتا ہے اور محرم میں تعزیے یہیں آتے ہیں اور بہت مجمع ہوتا ہے اور جس میدان میں تعزیے ٹھنڈے ہوتے ہیں اسکا نام کرلہا رکھا ہے اسکی بھی چار دیواری میرزا اشرف بیگ خان نے بنوادی ہے۔

### محکم المساجد

شہر شاہجہان آباد کے اندر کشمیری دروائے کے پاس یہ مسجد ہے اس مسجد کو فخر النساء خاتم بیوی نواب شجاعت خان نے ۱۲۸۵ھ ہجری مطابق ۱۸۶۹ء عیسوی کے بنایا ہے اگرچہ یہ مسجد بہت بڑی نہیں ہے لیکن بہت ہی خوش قطع بنی ہوئی ہے گنبد اس مسجد کے بہت خوبصورت ہیں اور خوش وضعی میں نامور ہیں روکا اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے اور جابجا سنگ سرخ کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں مسجد کے اندر آجائے تک سنگ مرمر بہت نفیس لگایا ہے برج اس مسجد کے نئے سنگ مرمر کے ہیں اور سنگ مرمر کی اوسمین دھاریاں لگائی ہیں اکس بالکل سنہری ہیں مسجد کے اندر فرش سنگ مرمر کا اور باہر سنگ سرخ کا ہے ضلع شمالی میں دور خدالان ہے اور اس کے آگے حوض بہت ہی







خوبصورت بنایا ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ وہ حوض اور فواہے اب ٹوٹ گئے ہیں۔

### باغ محلدارخان

سبزی منڈی سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہے محمد شاہ کے وقت میں ناظر محلدارخان نے ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۵ء عیسوی کے یہ باغ بنایا یہ باغ بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہے اس کے اندر ایک بارہ دری سنگین بہت خوشنما اور ایک بہت بڑا حوض جسمین نوارڈا پر سکے بنایا ہے اور نہر کے پانی سے ہمیشہ بھرا رہتا ہے اس باغ کے دروازے کے آگے اونسنے بازار بنایا تھا اور بازار کے سروں پر سہ درے دروازے بنائے تھے کہ ترپولیہ کے نام سے مشہور ہیں ان ترپولیوں پر تاریخ کندہ ہے۔

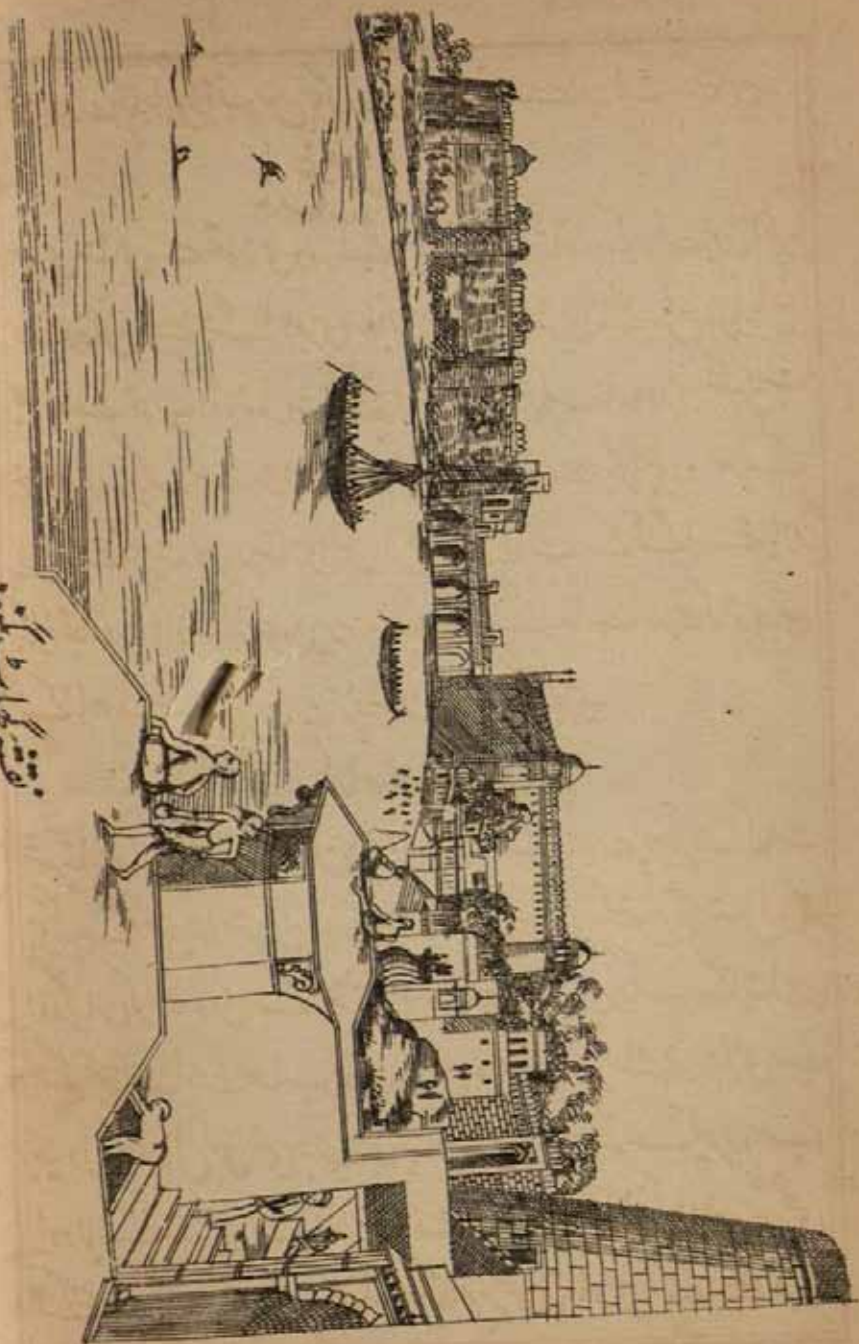
دیکھو کتب خانہ

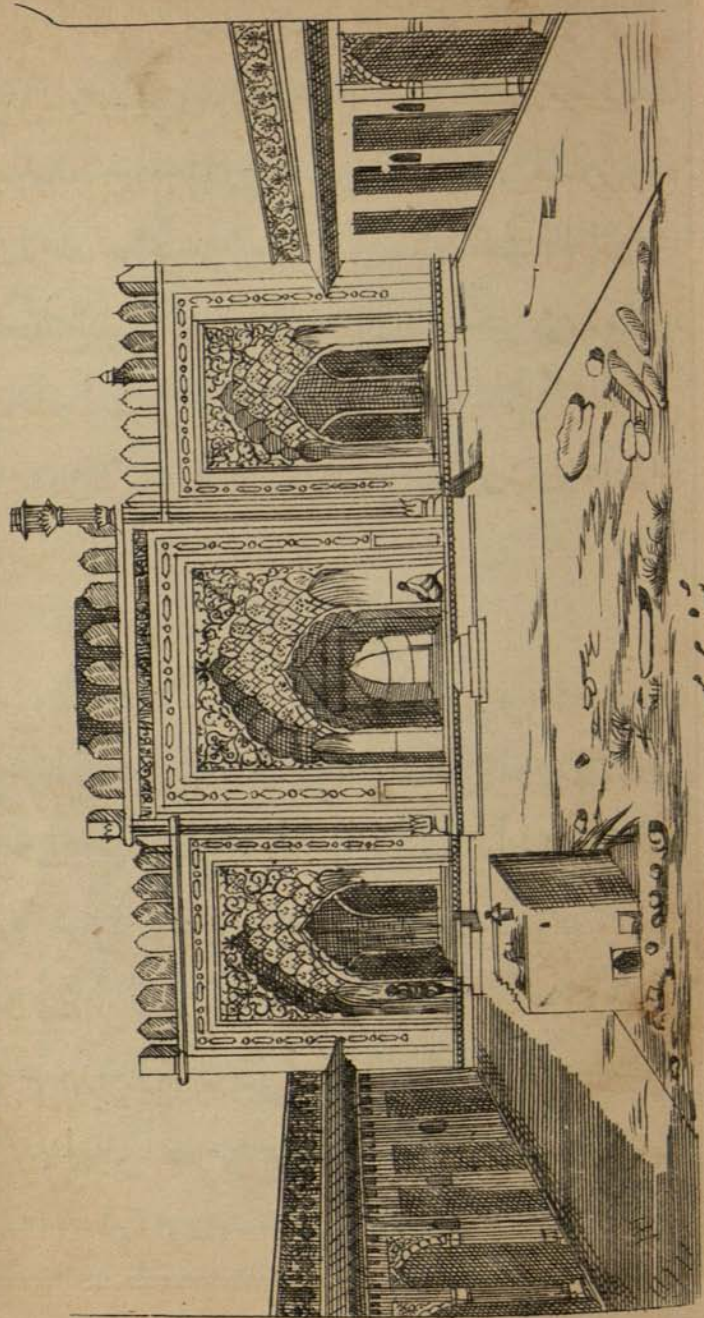
### گھاٹ نمبود

شہر شاہجہان آباد کے شمال مشرق کو دریا کے کنارے پر یہ ایک گھاٹ ہے جو نم کے معنی شاسترین میدون کے ہیں اور بود کہتے ہیں عفتل اور سمجھ اور گیان کو ہندوؤں کے اعتقاد میں یہ بات ہے کہ دوپار جنگ کے ابتدا میں جسکو آج تک اونکے حساب بموجب (۱۷۹۵۳) برس ہوئے برہما جی سب میدون کو بھول گئی تھی جب وہ یہاں آئی تو پر میشر نے پھر وہ سب یاد دلانے اور سمجھا دیے اس واسطے نمبود کا نام پڑا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ راجہ جہد ہشتر نے اس مقام پر شموئی اماوس کے ملنے کو بڑا

پتھی اندر پتہ نام

نقشه گھاٹ کمبود







جگ کیا تھا اور جگ کرنے کی جگہ پر ہندوؤں نے ایک چھتری تیار کی تھی  
 کچھ عجب نہیں کہ اسی چھتری کو توڑ کر ہایون بادشاہ نے سلیم گڑھ کے  
 نیچے نیلی چھتری بنائی ہو اور ہندوؤں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ اس گھاٹ پر اگر مردہ  
 پھونکا جائے تو بہت تھوڑی لکڑیوں میں پھنک جائے اور یقینی اس کی مکت  
 ہو جاتی ہے تخمیناً ۱۷۳۷ء ہجری مطابق ۱۷۳۷ء عیسوی سے اس مقام پر ہندوؤں  
 نے پختہ گھاٹ سنگ سرخ کے بہت اچھے اچھے بنائے ہیں صبح کو نہان والی  
 عورتوں اور مردوں کا عجب ہجوم ہوتا ہے جس کے حسن کی خجالت سے آفتاب  
 بھی زرد رنگ نکلتا ہے۔

### مسجد روشن الدولہ

شہر شاہجان آباد میں قاضی دارہ کے پاس پھول کی منڈی اور فیض بازار میں  
 یہ مسجد ہے اس مسجد کو نواب روشن الدولہ ظفر خان نے محمد شاہ کے عہد میں ۱۷۳۷ء  
 ہجری مطابق ۱۷۳۷ء عیسوی کے بنایا تھا اس مسجد کے تینوں برج سنہری تھے  
 چند مدت ہوئی کہ یہاں کے برج اوکھاڑ کر کوٹوالی چپو تھے کے پاس کی سنہری  
 مسجد میں لگائے ہیں یہ مسجد بہت نفیس بنی ہوئی تھی مگر اب بالکل شکستہ اور  
 خراب ہو گئی تھی اور قریب تھا کہ گر پڑے قاضی محمد فیض خان صاحب نے اپنی  
 نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس مسجد کی بالکل مرمت کر دی ہے اس مسجد  
 کی پیشانی پر تاریخ کندہ ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۱

## باغ جہنم

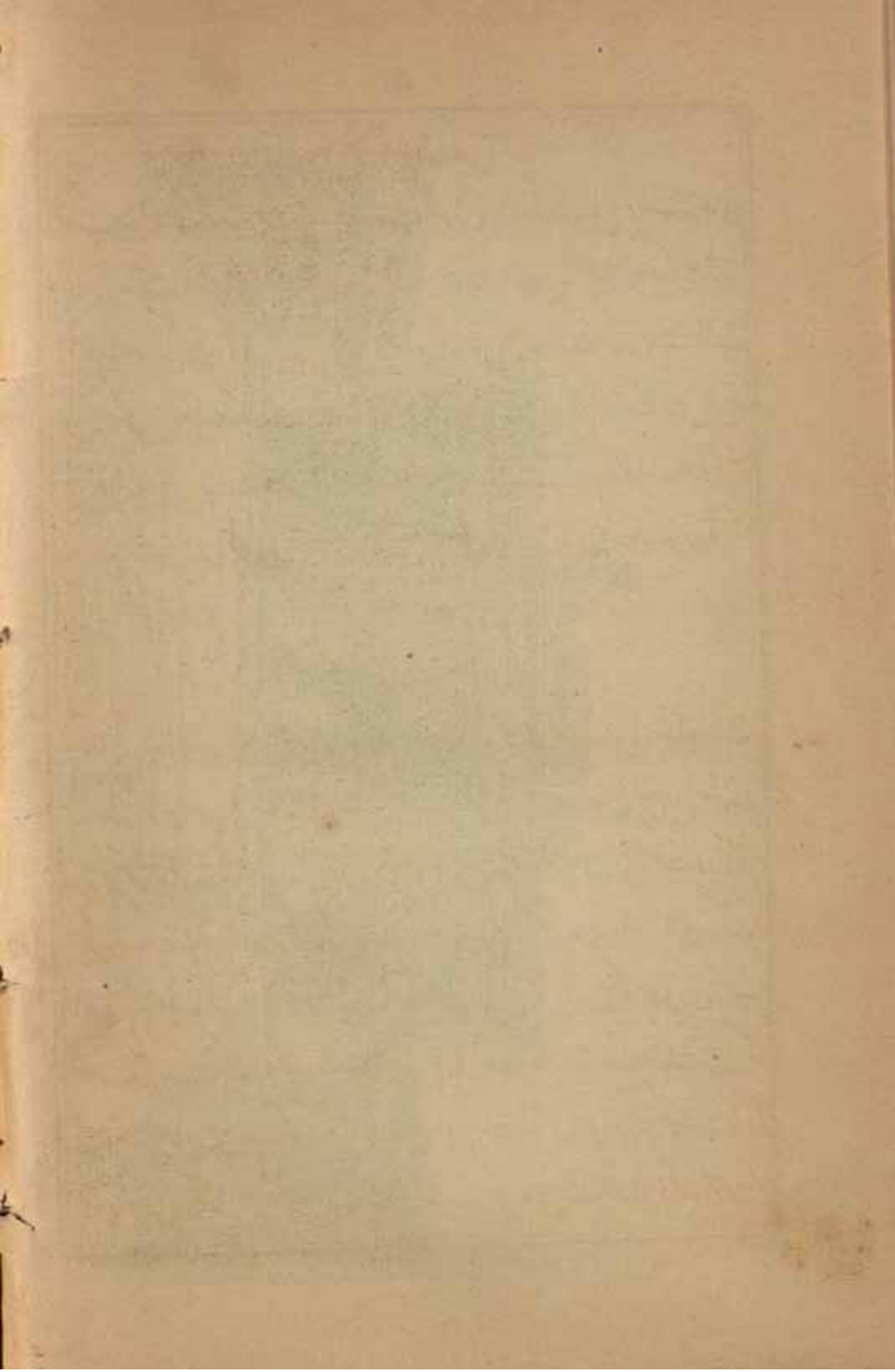
قطب صاحب کے نواح میں جہنم نے سے تھوڑی دور آگے یہ باغ ہے اللہ ہجری مطابق ۱۲۷۷ء عیسوی کے ناظر روز افزون خواجہ سرانے محمد شاہ کے عہد میں یہ باغ بنایا تھا اسکے اندر چاروں طرف سنگین چھوٹے چھوٹے مکان بنے ہوئے ہیں جوچین بیچ میں سنگ سرخ کا ایک مکان بہت نفیس ہے اسکے آگے حوض بھی ہے باغ کی آراستگی شاید محمد شاہ کے وقت میں بہت اچھی ہو پر اب تو صرف نام کو درخت رہ گئے ہیں اس باغ کی چار دیواری پختہ بنی ہوئی ہے اور اس کے دروازے پر کتبہ لگا ہوا ہے۔

دیکھو کتبہ نمبر ۹۱

## مجر محمد شاہ بادشاہ

حضرت نظام الدین کی درگاہ کے صحن میں یہ مجر ہے محمد شاہ بادشاہ نے ۱۲۷۷ء ہجری مطابق ۱۲۷۷ء عیسوی کے انتقال کیا اور یہاں دفن ہوا مشہور ہے کہ یہ مجر محمد شاہ بادشاہ نے آپ بنایا تھا یہ مجر بہت تحفہ بنا ہوا ہے لطافت اور نفاس اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اسکی بے اندازہ ہے سنگ مرمر اس مجر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہے کہ موتی کی آب اس کے آگے خاک ہے گل بوئے ٹبیل پتی منبت کاری کے ایسے ہیں کہ نگار خانہ بھین بھی اس کے آگے مات ہے یہ مجر بہت نامی ہے اور درحقیقت اپنا ثانی نہیں رکھتا اس مجر کے دروازے میں دوپٹے سے سنگ مرمر کے

مرآۃ القادریا





شہر شاہجان آباد میں قلعہ کے نیچے یہ ایک مسجد ہی بہت خوبصورت  
 سر سے پائون تک سنگ باسی کی بنی ہوئی اور دو مینار میں اسکے وہ بھی  
 نہایت خوبصورت ہیں تمام کلیان اسکی سنہری ہیں اور تینوں برج بھی  
 سنہری تھے مگر وہ برج ٹوٹ گئے تھے اس واسطے کہ ۱۲۶۹ھ ہجری مطابق ۱۸۵۳ء  
 عیسوی میں بہادر شاہ بادشاہ نے اون برجوں کو اتار کے سنگ باسی کے  
 برج اسکی جگہ لگا دیے ہیں اس مسجد کو ۱۲۶۵ھ ہجری مطابق ۱۸۵۰ء عیسوی  
 کے جاوید خان خواجہ سرانے جو نواب قدسیہ احمد شاہ کی ماں کا بہت مقرب  
 تھا اور اسی سبب سے نواب بہادر اسکو خطاب ملا تھا بنایا ہوا اس مسجد  
 میں ایک حوض بھی تھا مگر اب اوسمیں پانی نہیں آتا اس مسجد کی  
 پیشانی پر تاریخ کندہ ہے۔

### مقبرہ منصور یا صفدر جنگ

یہ مقبرہ ہی ابو منصور خان بہادر صفدر جنگ کا جو احمد شاہ بادشاہ کے زیرِ تھے  
 جبکہ شہزادہ ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ ہجری مطابق ۱۸۵۲ء عیسوی کے انکا انتقال ہوا  
 اس مقام پر اون کو دفن کیا اور نواب شجاع الدولہ اونکے بیٹے نے شیدی  
 بلال محمد خان کے اہتمام میں تین لاکھ روپیہ خرچ کر کر یہ مقبرہ بنایا یہ مقبرہ  
 نہایت خوبصورت ہے سر سے پائون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور جا بجا  
 سنگ مرمر کی دھاریاں اور چوکے لگے ہوئے ہیں برج اسکا تمام سنگ مرمر

مراٹھا بنایا

دیکھو کہ یہ مقبرہ

ایک ڈال ایسے خوبصورت چڑھے ہوئے ہیں کہ آدمی دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے  
اس محجر بن محمد شاہ کی قبر کے سوا نواب صاحب محل اونکی بیوی اور میرزا جگر  
محمد شاہ کے پوتے کی اور میرزا عاشری کی بھی قبر ہرادرین قبرین  
اور بادشاہزادوں کی ہیں۔

### قدسیہ باغ

کشمیری دروازے کے باہر دریا کے کنارے یہ باغ ہے اور وہ ہم بانی رجب  
محمد شاہ بادشاہ والدہ احمد شاہ کا جبکہ احمد شاہ بادشاہ ہوا تو ان کو خطاب  
نواب بانی کا ملا اور پھر نواب قدسیہ صاحب الزمانی کا خطاب ملا چنانچہ  
اونھوں نے اپنے نام پر یہ باغ تختینا<sup>۶۲</sup> الہ ہجری مطابق ۱۰۸۸ء عیسوی کے  
بنایا اس باغ کا برج بہت خوشنما ہے اور اس کے اندر ایک بارہ دری سنگین اور  
ایک مسجد بہت خوبصورت بنی ہوئی موجود ہے۔

### چوٹی مسجد

یہ مسجد احمد شاہ بادشاہ نے ۱۰۸۸ء الہ ہجری مطابق ۱۰۸۸ء عیسوی کے قلعہ شاہجان  
میں بنائی تھی اسکے ستون اور محرابیں سب کے سب چوٹی تھیں اس سبب سے  
چوٹی مسجد کہ کر مشہور ہے مگر وہ مسجد بالکل ٹوٹ گئی تھی ۱۰۸۸ء عیسوی مطابق  
۱۰۸۸ء الہ ہجری یہ مسجد سرکار کی طرف سے پھر بنی ہے۔

### سنہری مسجد



اکس مندر کلاسی



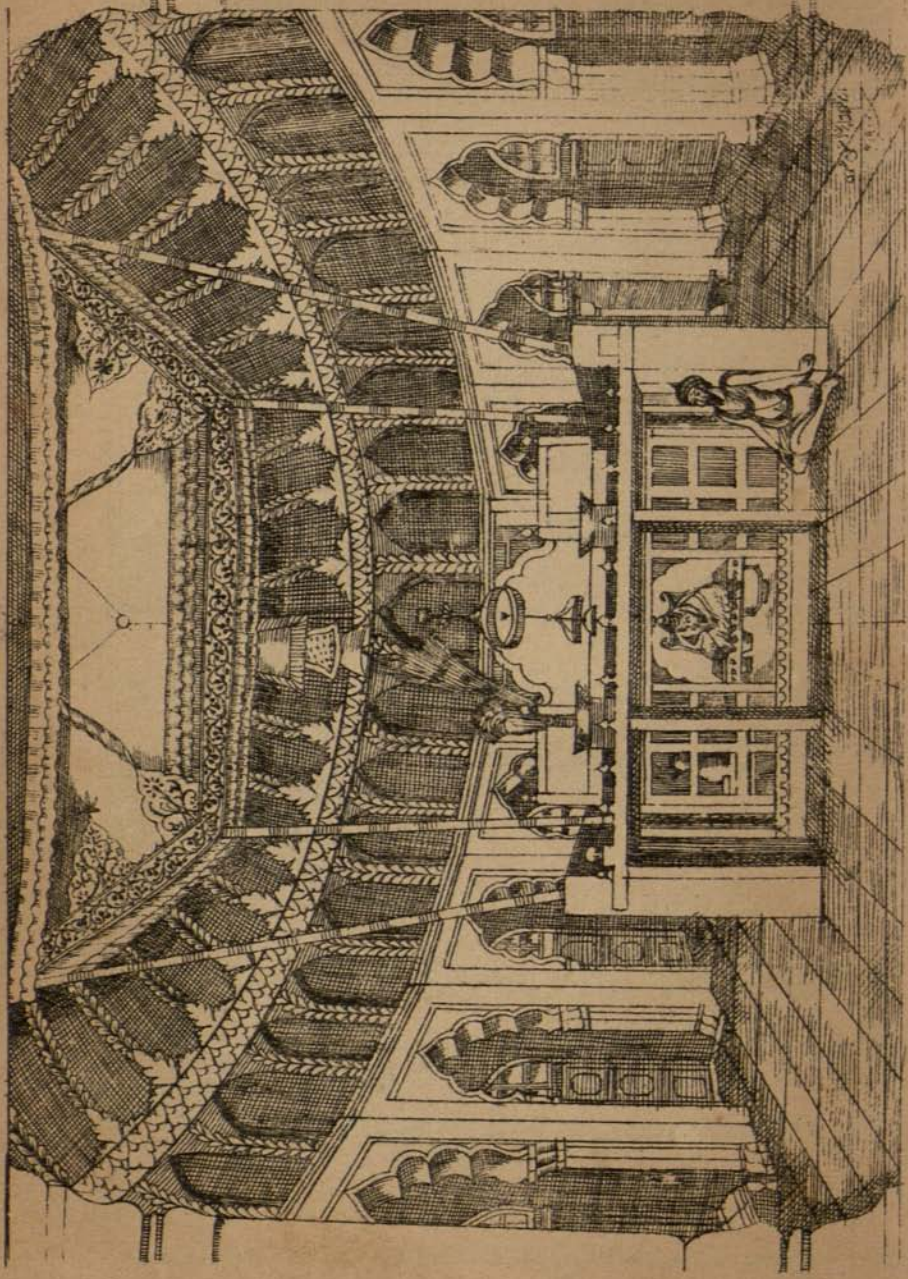
کاہی اور اندر بھی اجائے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے قبر کا تعویذ بھی سنگ مرمر کا  
 ہوا اسکے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس میں اصل قبر بنی ہوئی ہے عمارت اسکی ایسی  
 نازک اور باریک ہے کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی تقسیم مکانات کی بھی بہت اچھی طرح  
 پرکی ہے چار دیواری چوڑی اور پتھر سے کھینچی ہے اور اوس میں باغ آراستہ  
 ہے اور چاروں طرف نرین اور حوض بنے ہوئے ہیں باغ کے تین طرف مکانات  
 دکشا بنائے ہیں جنوبی مکان موتی محل کے نام سے مشہور ہے اور غربی مکان  
 جگلی محل کے نام سے اور شمالی مکان بادشاہ پسند کے نام سے ضلع شرقی  
 میں دروازہ ہے بہت بلند اور اوس دروازے میں طرح طرح کے مکانات اور  
 شہ نشین بنی ہوئی ہیں اور دروازے کے پاس ایک مسجد ہے زری سنگ سرخ  
 کی چار دیواری کے چاروں کونوں پر چار برجیاں ہیں اور ان میں بہت  
 باریک جالی سنگ سرخ کی لگائی ہے کہ اوس کے سبب بہت بہار معلوم ہوتی ہے  
 مقبرے کے اندر تاریخ کندہ ہے۔

کالکا

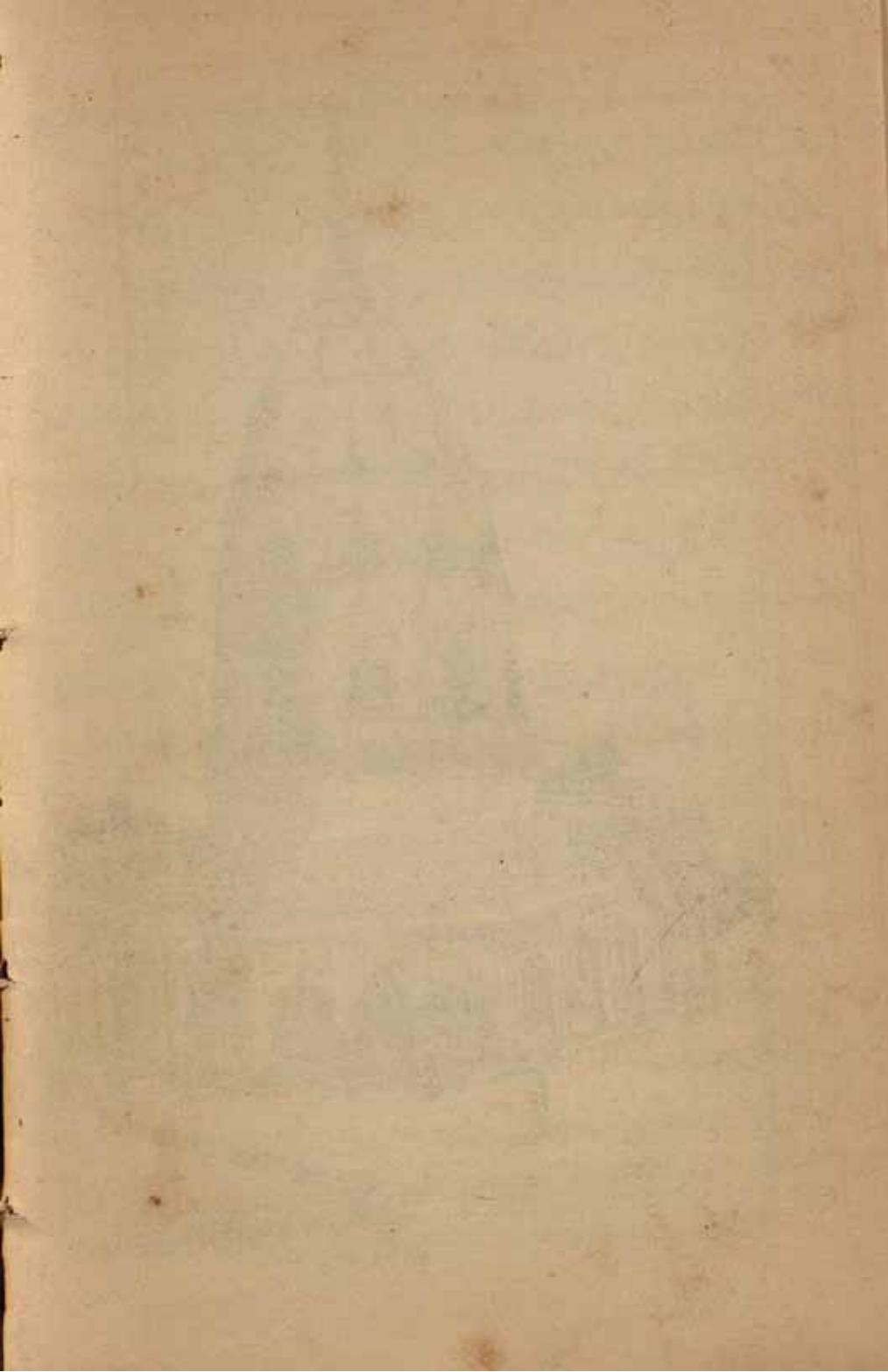
موضع بہا پور کی سرحد میں شاہ جہان آباد سے چھ کوس جنوب کی طرف یہ مندر  
 ہے مندرؤن کے اعتقاد میں کسی فرضی بت ماننے میں سنبھ اور سنبھہ اور اچھس  
 تھے انھوں نے اوس بت ماننے کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا جب برہما  
 تک فریادو گئے تو اوس نے کہا کہ مجھے تو تمھاری رچا نہیں ہوتی تم مہامائی

دیکھو کہ بت ماننے والے

مندرؤن کی بت









یعنی پاربتی کا استوت کرودہ تمھاری سہا تیا کر گئی جب اون دیوتاؤں نے  
 مہمانی کا استوت کیا تو مہمانی کے منہ میں سے ایک دیوی پیدا ہوئی کوشکی  
 اوسکا نام تھا اوس دیوی نے دونوں راچھسون کے ایک سردار کو جسکا  
 نام رکت بنچ تھا مارا اوسکے لہو کی بوندوں سے بے انتہار اچھسج پیدا ہوئے  
 تب کوشکی دیوی کی بھون میں سے کالی دیوی پیدا ہوئی اوسکا ایک ٹھونٹ  
 پر بت پر تھا اور دوسرا اکاس میں جسکو کوشکی مارتی تھی کالی اوسکا لہو  
 زمین پر گرنے نہیں دیتی تھی دو آپر جاگ کے اخیر میں جسکو آجتاک  
 چار ہزار نو سو تیرین برس ہوئے کالی دیوی نے اس پہاڑ پر اپنا استھان کیا  
 جب سے یہاں پرستش ہوتی ہو مگر یہ مندر سمت اکر راجیت مطابق ۱۸۰۰  
 ہجری موافق ۱۷۷۵ عیسوی کے بنا ہی پہلے پہل اس مقام پر لداؤ کی بارہ دی  
 تھی اور مورت کے گرد جو بن گڑھا پتھر ہی سنگ سرخ اور سنگ مرمر کا کٹھرا  
 بنا اوسکے بائیں طرف دیوی کا نام اور سمت کندہ ہیں ۱۸۰۰ ہجری مطابق  
 ۱۷۷۵ عیسوی کے راجہ کدازنا تھ نے جو محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے عہد  
 میں نظارت کے پیشکار تھے اوس لداؤ پر یہ برج لنبانایا اور پھٹیل ڈر کی  
 غلام گردش اوسکے گرد بنوادی اب اس مقام پر بہت مکانات مہاجنوں  
 نے میلے میں اترنے کے لیے بنائے ہیں چیت کی آستین اور اسچلی آستین  
 کو اس مقام پر چھائی کا بڑی دھوم سے میلہ ہوتا ہے اس مندر کے درواؤ کے



لال کنور کے دفن ہونے کے سبب سے لال بنگلے کے نام سے مشہور ہے  
اب اس نواح میں بہت سی قبریں خاندان تیموریہ ہو گئی ہیں اسکے صحن میں  
ایک مجبر نواب فتح آبادی بیگم اور ایک مجبر میرزا بلاتی کا حال میں بہادشاہ  
بادشاہ ثانی نے بنایا ہے۔

### مقبرہ نجف خان

شاہ مردان کے پاس نواب ذوالفقار الدولہ میرزا نجف خان بہادر کا مقبرہ  
ہے جو میرزا محسن صفدر جنگ کے بھائی کے سارے تھے جبکہ ۹۵۰ھ ہجری  
مطابق ۱۵۴۷ء عیسوی میں انکا انتقال ہوا تو اس مقام پر دفن کیا یہ مقبرہ کچھ کنفیس  
نہیں ہے جو نے پتھر سے بنا ہوا ہے مگر اخیر زمانے کے ایک نامی سردار کی قبر ہے۔

### جینیون کا بڑا مندر

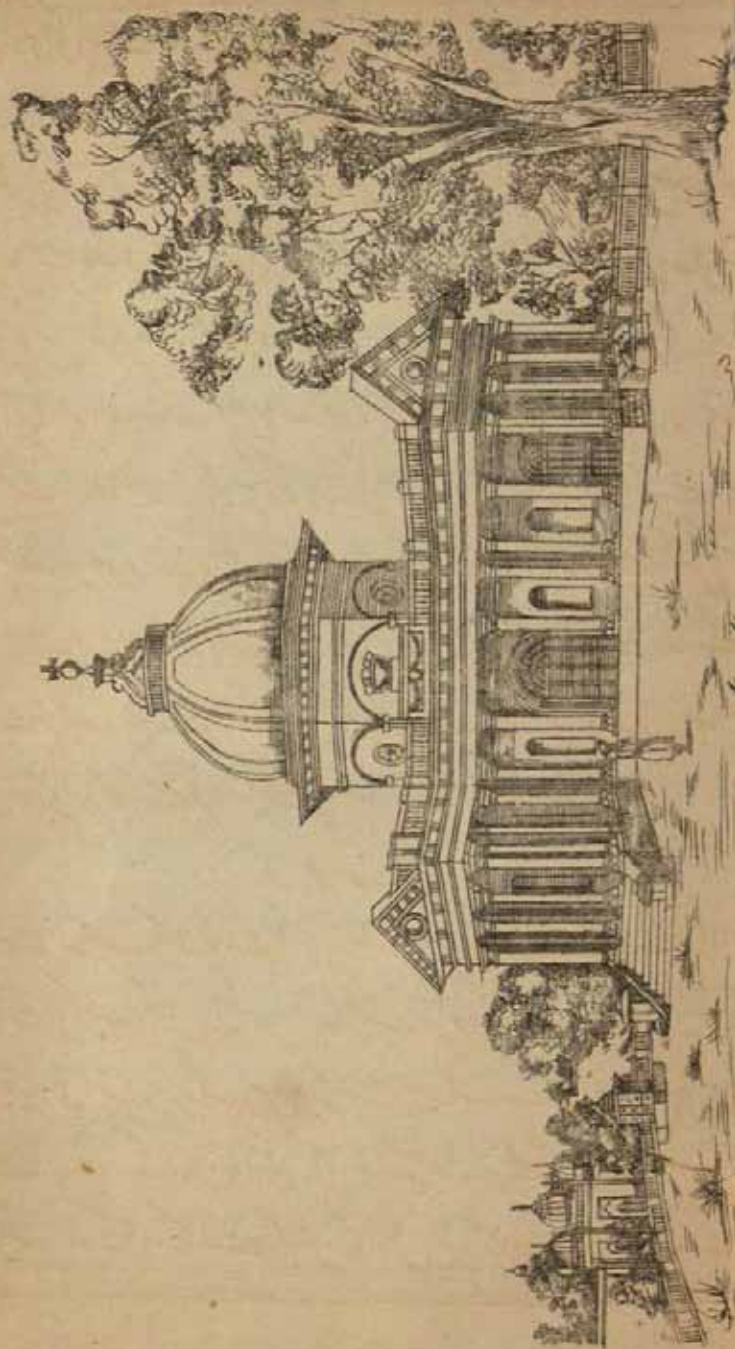
شہر شاہجہان آباد میں دھرم پورے کے محلے میں لالہ ہر سکھ لالہ اور لالہ موہن لعل  
مہاجنون نے یہ مندر بنایا ہے ۱۸۴۸ء بکرماجیت مطابق ۱۸۰۵ء عیسوی موافق  
۱۲۸۵ھ ہجری یہ مندر بننا شروع ہوا اور آٹھ برس کے عرصے میں بکرتیار ہوا  
سراوگیون کی پہلی پوجا اس مندر میں متی میا کھ سدی تیج ٹکٹ مطابق  
۱۸۵۸ء عیسوی کے ہوئی یہ مندر چونے اور اینٹ کا بنا ہوا ہے اور اسکے اندر  
اکثر سنگ مرمر لگا ہوا ہے کلس بالکل سنہری ہیں پانچ لاکھ روپیہ اس مندر  
کی تیاری میں خرچ ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس مندر میں سوا لاکھ روپیہ کی



آگے سنگ سرخ کے دو شیر اور ایک ترسول بنا ہوا ہے اور شیرون پر بڑا  
 گھنٹا لٹکتا ہے جاتری اس گھنٹے کو بھاتے ہیں اور دیبی مائی کی بچہ کھڑی ہوتی  
 ہیں ہندوؤں کو اعتقاد ہے کہ شیرون کی رتھ پر سوار ہو کر دیبی جی یہاں پڑی  
 ہیں اس سبب سے شیرون کی صورت دروازے کے آگے بنائی ہے اس  
 مندر کے پوجاری دو دن وقت پوجا کرتے ہیں اور گیارہ بجے دن کے  
 دیبی جی کو بھوک لگاتے ہیں اس پتھر کو لال لال کپڑے گوڑے کناے لگے ہوئے  
 پہنا رکھے ہیں اور ایک پلنگڑی بنا رکھی ہے رات کو پلنگڑی سجا کر دیبی جی کے  
 کٹھن میں رکھ دیتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دیبی جی رات کو اسپر  
 سکھ فرماتی ہیں کٹھن کے اوپر دن رات بارہا یہ منے گھی کا چراغ جلتا رکھتے  
 ہیں اور دیبی جی کی جوت او سکھ کہتے ہیں اور چراغ کا بھنا بہت بُرا  
 جانتے ہیں جاتریوں کی جب مراد آتی ہے تو دیبی جی پر چھتر اور  
 شامیالے چڑھاتے ہیں ع ہر قوم راستائی دینی و قبلہ گاہی

### لال بنگلہ

پُرانے قلعہ کے قریب یہ مقبرہ ہے لال کنور شاہ عالم کی مان کا قریب ۹۳  
 ہجری مطابق ۱۷۷۹ء عیسوی کے شاہ عالم نے یہ مقبرہ بنایا چھوٹے گنبد میں  
 تو لال کنور کی قبر ہے اور بڑے گنبد میں بیگم جان شاہ عالم کی بیٹی کی قبر ہے دونوں  
 گنبد مع والاؤن کے نئے سنگ سرخ کے ہیں خواہ اس سبب سے اور خواہ



گراہم

۱۰



تیار کی صرف ایک بیدی ہی ہے

## گر جا گھر

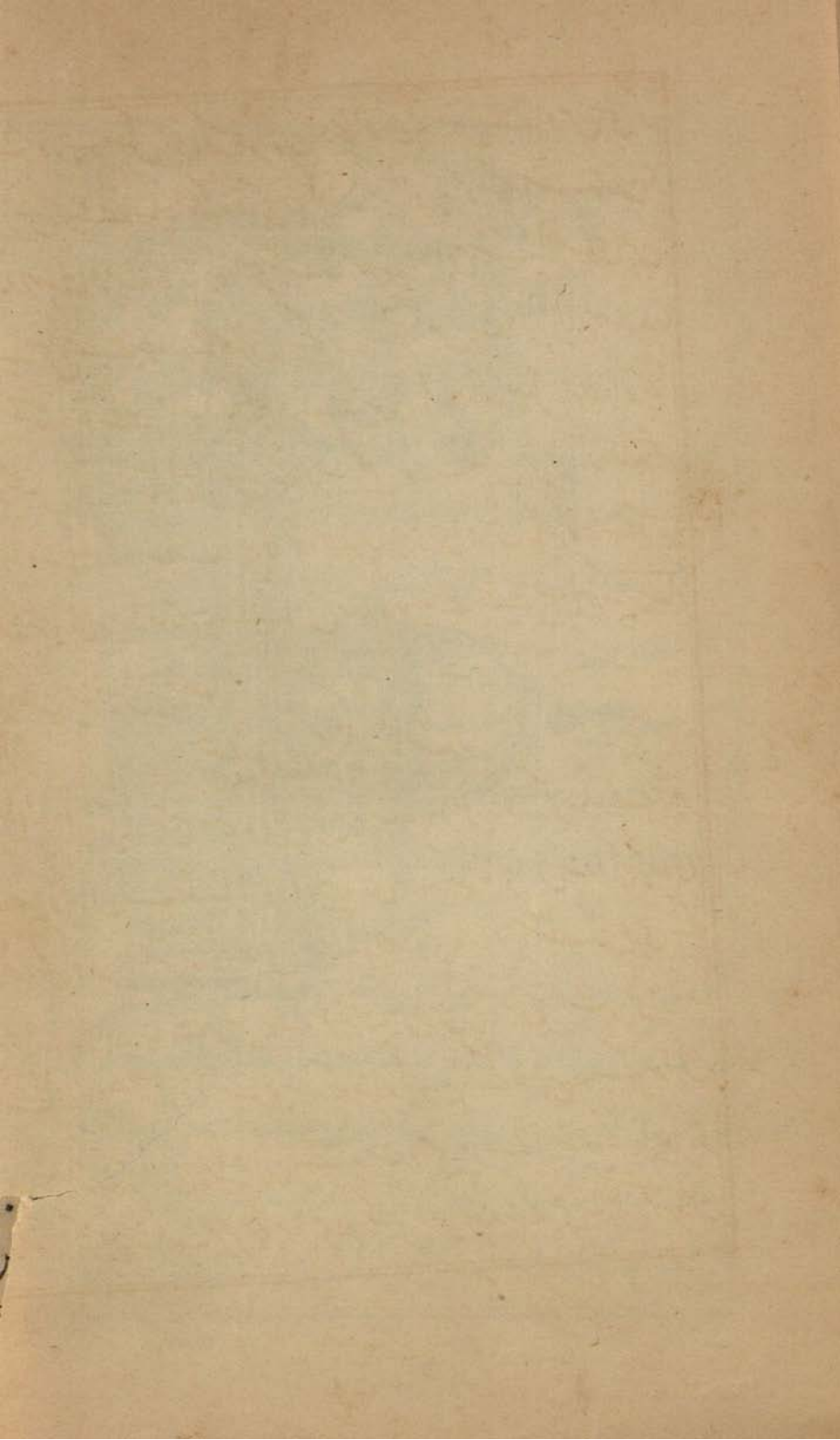
کشمیری دروانے کے پاس شہر شاہجان کے اندر یہ گر جا گھر اس سچی مسجد کو  
 کرنیل جس کنز صاحب بہادر نے بنایا ہے تعمیر اسکی ۱۸۲۶ء عیسوی مطابق ۱۲۴۲  
 ہجری میں شروع ہوئی اور دس برس کے عرصے میں نوے ہزار روپیہ خرچ  
 ہو کر تیار ہوا اور سنگ مرمر جو اسکے اندر بجائے فرش کے لگا ہوا ہے اس  
 لاگت سے علیحدہ ہے اسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے  
 حقیقت میں یہ بات ہے کہ ایسا خوبصورت گر جا گھر بہت کم ہوگا اسکا کلس کشکل  
 صلیب پر ہے بہت خوبصورت اور نر اسٹنری ہے اور اسکا گنبد اور اندر کے کمرے  
 بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اسی گر جا کے صحن میں ولیم فریزر صاحب  
 کی قبر ہے اور اسکے گرد نہایت خوبصورت آہنی کٹھن لگا ہوا ہے۔

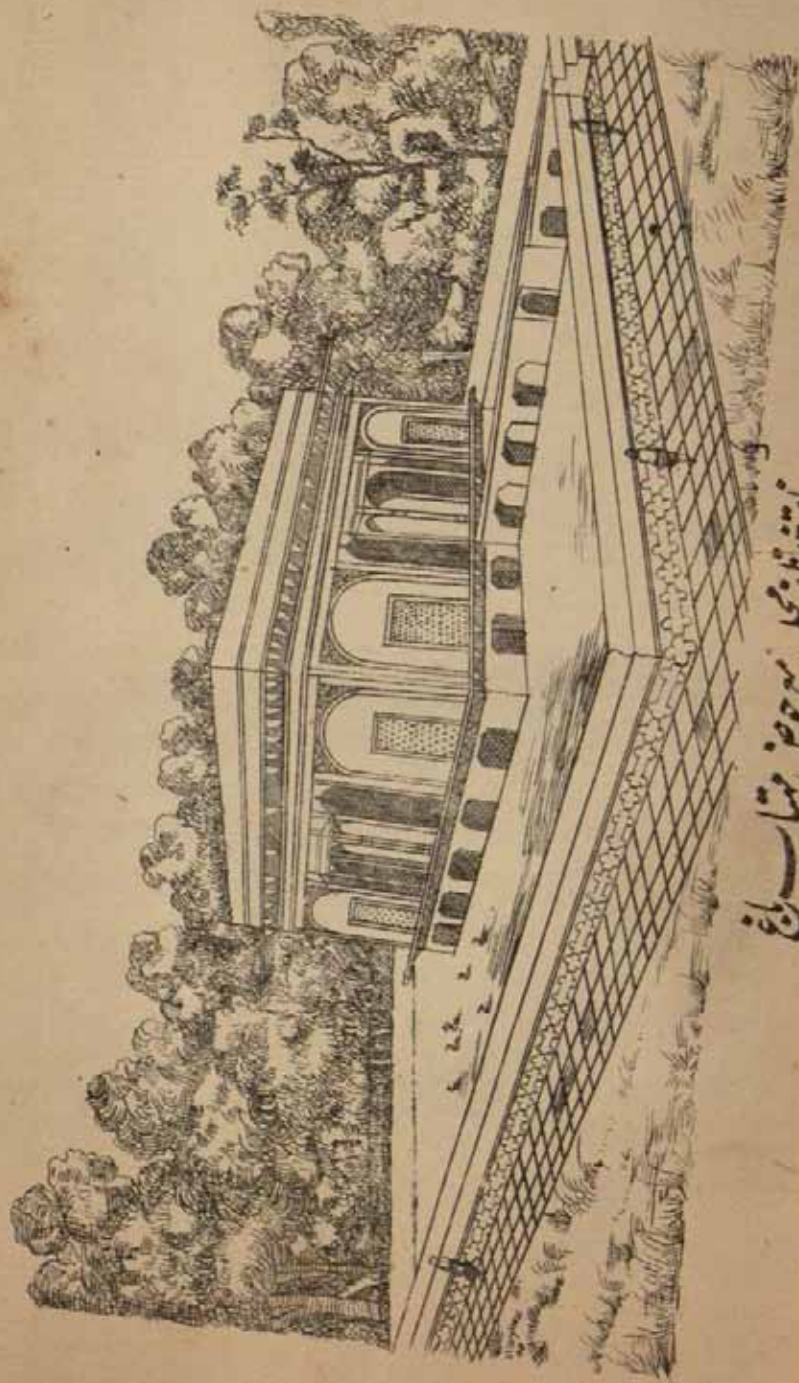
## جوگ مایا

قطب صاحب کی لائٹ کے پاس یہ مندر ہے بہت نامی ہندوؤں کے اعتقاد میں  
 یہ بات ہے کہ جب کنس را پھس نے بہت سراوٹھایا تو برہما نے کرشن کو بتا دیا  
 کی خبر دی اخیر دوا پر جگ میں جبکو ہندی حساب سے چار ہزار نو سو تترپن برس  
 ہوئے بسدیو کے یہاں دیو کی رانی کے پیٹ سے کرشن اوتار نے جنم  
 لیا کنس کے دڑ کے مائے کرشن کو گوگل میں تند جاعوت جوڑا کے پاس









نقشه تلفر محل مع حوض مناسب بان



اس مندر کی تیاری میں بھی کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔

### کوٹھی جہان نما

اس کوٹھی کو جو بیرون کشمیری دروازہ واقع ہر حاکم رئیس پرور معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سرطاس سیافلس شکف صاحب باورنٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان الخلفا شاہجہان آباد نے ۱۸۲۹ء عیسوی مطابق ۱۲۳۸ھ ہجری بنا کر شروع کیا اور یہ کوٹھی نہایت خوبصورت اور خوش وضع بنی ہو اور درحقیقت اس شعر کے مصداق ہے

زہی صفای عمارت کہ در تماشایش  
بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

### مچھیرا جہانگیر

میرزا جہانگیر بیٹے ہیں محمد اکبر شاہ بادشاہ ثانی کے جب آلہ آباد میں اون کا انتقال ہوا تو لاش اونکی یہاں لاکر متصل صحن درگاہ حضرت نظام الدین دین انتقال کیا ۱۲۳۸ھ ہجری مطابق ۱۸۲۹ء عیسوی کے نواب ممتاز محل اونکی ان نے یہ مچھر بنایا مچھر زانگ مرمر کا ہے اور اوسمین بہت باریک کام کیا ہوا ہے جالیان بھی بہت خوبصورت ہیں اسکے دروازے میں بھی دوپٹ ایک ٹال سے سنگ مرمر کے چڑھے ہوئے ہیں۔

### ظفر محل یا جل محل

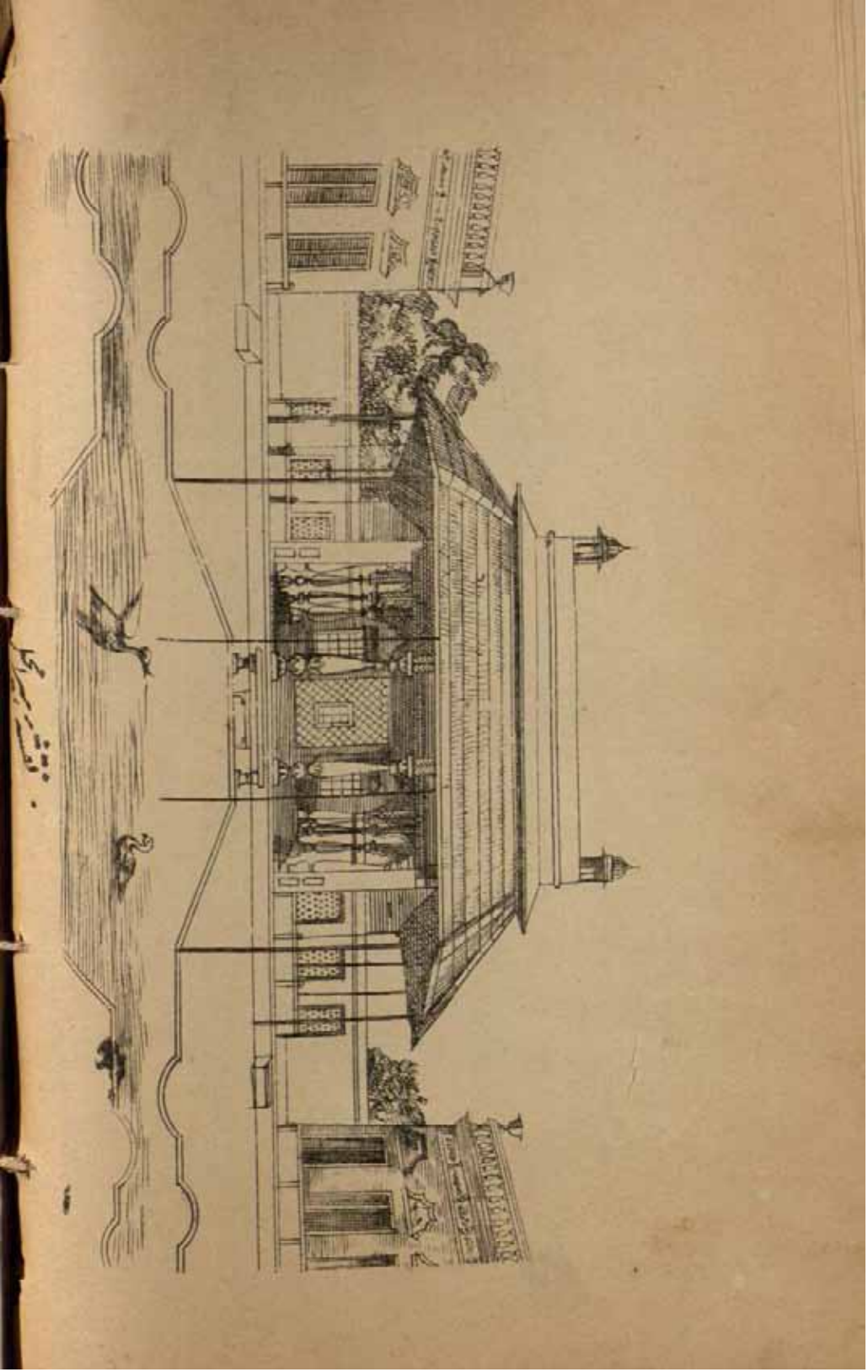
قلعہ شاہجہان کے باغ حیات بخش میں جو حوض ہوا سکے بیچون بیچ میں











ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے سلسلہ جلوس مطابق شہ  
ہجری موافق ۱۰۸۶ عیسوی ایک مکان بنایا ہوا نرسنگ سرخ کا اور ظفر محل اسکے  
بستے کی تاریخ ہوا اسکے بیچ میں ایک درجہ ہر بطور کمرے کے اور چاروں طرف  
غلام گردش ہوا اور کونوں پر حجرہ اور چاروں ضلعوں میں شہ نشین ہیں  
جانب شرق مکان کے ایک پل بنایا ہوا اگرچہ یہ مکان بھی بہت اچھا بنایا  
ہوا الاحوص کی وہ کیفیت نہیں رہی۔

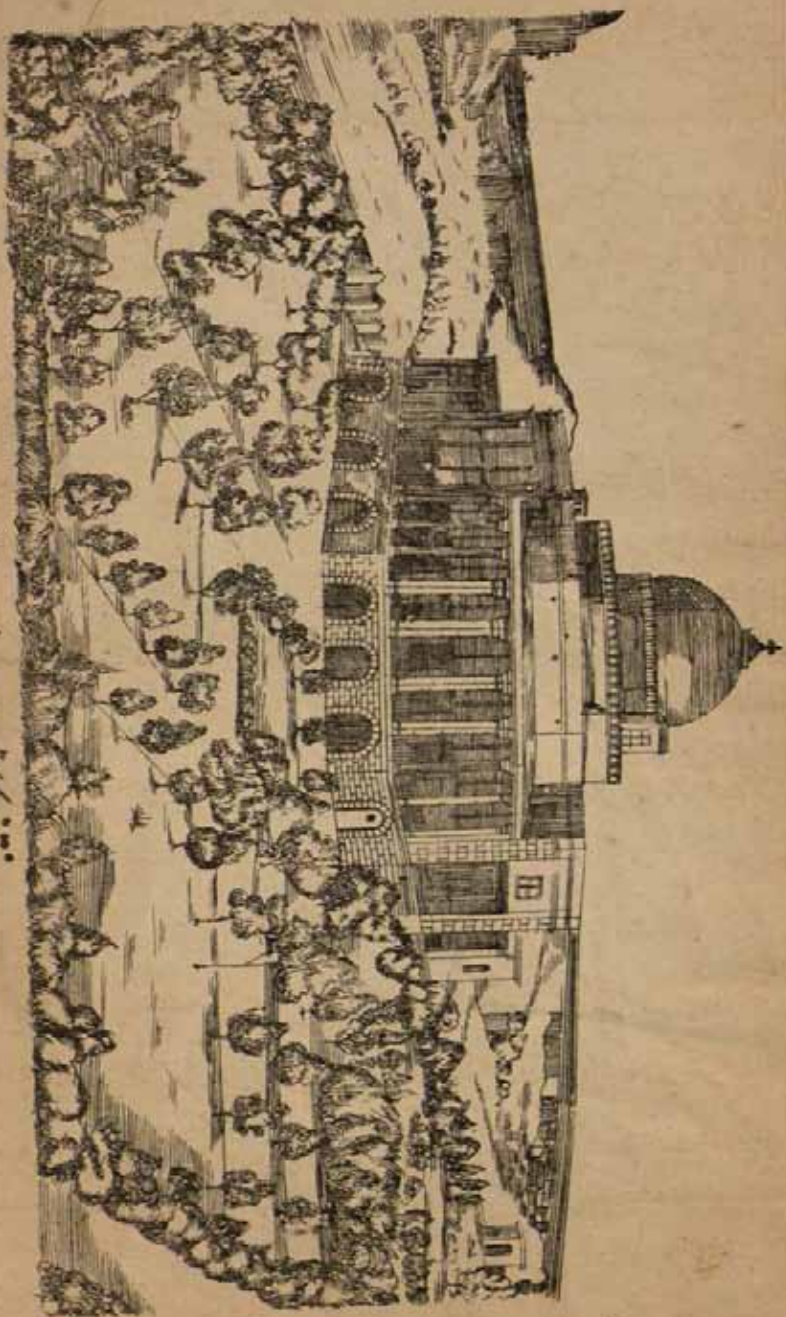
### ہیر محل

قلعہ شاہجان میں موتی محل کے آگے نہر بہشت کے کنارے پر ۱۰۸۵ ہجری  
مطابق ۱۰۸۶ عیسوی کے ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ حال نے  
ایک بارہ دری نرمی سنگ مرمر کی بنائی ہوا اور ہیرا محل اور کانا نام رکھا  
ہوا اس محل کے آگے جو قدیمی نہر مارچ کی ہیں اوسمیں چوبیس فوٹے  
چاندی کے تھے وہ تو اب نہیں ہے مگر نہر رہ گئی ہے یہ محل بھی اس زمانے  
کے لائق بہت اچھا بنا ہوا۔

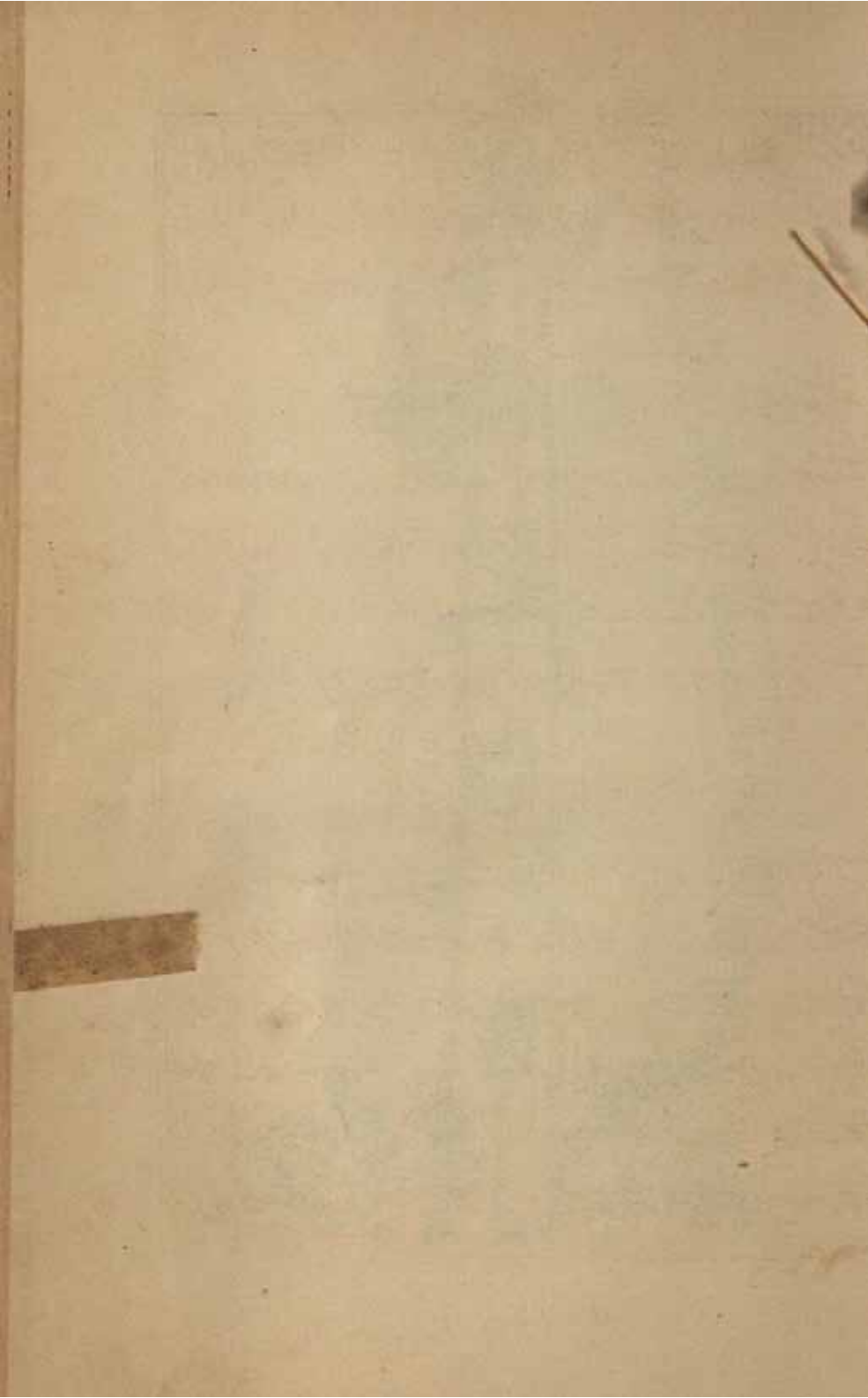
### کوٹھی دکنشا

قطب صاحب کے نواح میں یہ ایک سیرگاہ اور مکان دکنشا ہے صاحب الامت  
عالی مناصب فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاصی  
سرطاس یا فلس متکف صاحب بارونٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر





نقشه کوچه صاحب گلان بهادر



شاہجہان آباد کا صاحب مدوح نے اس کو ٹھہری مطابق ۱۲۸۷ھ عیسوی کے بنا شروع کیا یہ کوٹھی نہایت نفیس و لطیف ہے اور یہ شعر اسی پر صادق آتا ہے  
اگر فردوس بر سرے زمین ست ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

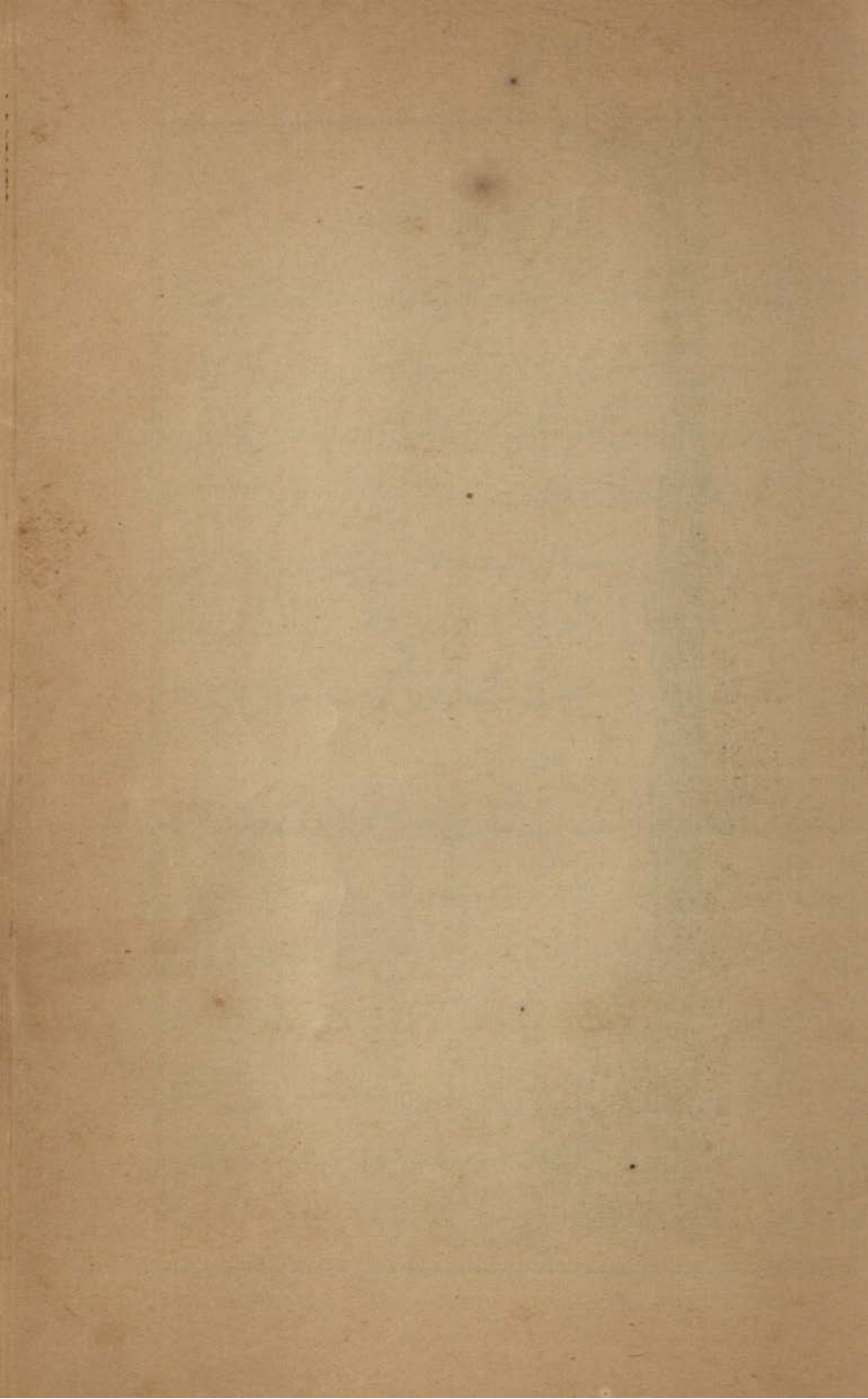
### باؤلی درگاہ حضرت قطب صاحب

قطب صاحب کی درگاہ کے پاس مسجد کے آگے ندیم الدولہ خلیفہ الملک حافظ محمد داؤد خان بہادر مستقیم جنگ نے ۱۲۸۷ھ عیسوی کے مطابق ۱۲۸۷ھ عیسوی کے یہ باؤلی بنانی شروع کی اور ۱۲۸۷ھ عیسوی کے مطابق ۱۲۸۷ھ عیسوی کے یہ باؤلی بن چکی باؤلی بھی بہت خوبصورت بنی ہوئی ہے چوڑی اور تنگ خارا سے بنی ہوئی ہے قریب چودہ ہزار روپے کے سولے قیمت پتھر کے اس باؤلی کے بننے میں خرچ ہوئے ہیں۔

### آہنی پل ہینڈن

غازی آباد کے پاس ہینڈن ایک تہسی ہے اور سپر کارا انگریزی نے ۱۲۸۷ھ عیسوی کے مطابق ۱۲۸۷ھ عیسوی کے آہنی پل بنا دیا ہے یہ پل نہایت عجیب ہے لوہے کی کمانوں پر عجب خوبصورتی سے لٹھے لٹکائے ہیں اور اوپر راستہ بنایا ہے ایسی ترکیب ان کمانوں کی رکھی ہے کہ جب کوئی وزنی چیز آتی ہے تو بوجھ سہارنے کو کمائی جھک جاتی ہے ہر چیز کے چلنے سے یہ پل چلکتا ہے اور کمانیاں بوجھ بٹالیتی ہیں اس نواح میں اس قسم کا

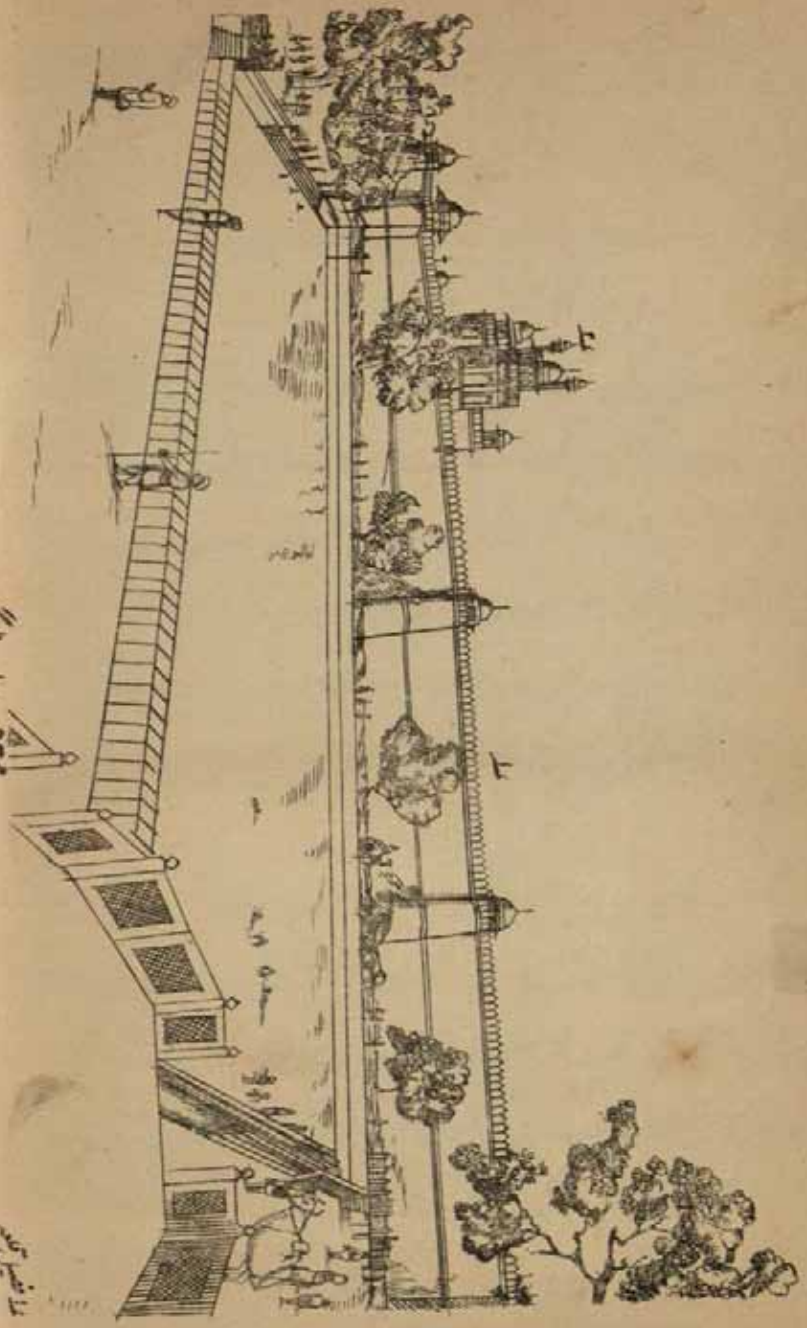




سید الشیخ محمد بن علی

سید الشیخ محمد بن علی  
سید الشیخ محمد بن علی

سید الشیخ محمد بن علی



پل عجائب روزگار سے ہے۔

## لال ڈگی

شہر شاہجہان آباد میں قلعہ کے نیچے خاص بازار کے سامنے بوجب حکم لارڈ الن براہادر کے ۱۶۳۲ء ہجری مطابق ۱۲۵۸ء عیسوی کے حوض تیار ہوا ہے اس حوض کو سر سے پانوں تک سنگ سرخ کا بنایا ہے اور چاروں کونوں پر چار برج کثرے اور بہت خوشنمائی سے بنائے ہیں دونوں طرف عرض میں سیرٹھیان بنی ہوئی ہیں نہر کے پانی سے یہ حوض ہمیشہ بھرا رہتا ہے طویل اسکا پائنتوٹ اور عرض ڈیڑھ سو فٹ ہے اس حوض کے بنے سے اکثر کنوئین میٹھے ہو گئے ہیں اس سبب سے لوگوں کو بہت آسائش ہے۔

## پل جدید نمبود

نمبود کے گھاٹ ملکیت دروانے کے سامنے اور سلیم گدھ کے برابر ۱۶۶۸ء ہجری مطابق ۱۲۵۸ء عیسوی کے سرکار انگریزی نے دریا پر یہ پل بنایا ہے اگرچہ یہ پل چھوٹے اور اینٹ کا ہے لیکن ایسی خوشنمائی اور مضبوطی سے بنایا ہے اور ایسے خوش قطع اور بڑے درلاٹے ہیں کہ دیکھ کر آدمی ششدر رہ جاتا ہے اس کے بننے سے دریا کو اور بھی رونق ہو گئی ہے اور نمبود کے گھاٹ اس پل سے بہت خوش معلوم ہوتے ہیں برسات کے دنوں میں صدھا آدمی سیر و تماشا دیکھنے کو جاتے ہیں اور ہر روز میلہ رہتا ہے۔





Handwritten text in Arabic script, likely a description or commentary related to the architectural drawing. The text is written in a cursive style and is arranged in several lines, filling the right side of the page. The text is written in a dark ink and is clearly legible. The text is a single paragraph, likely providing a detailed description of the building shown in the drawing. The text is written in a cursive style, which is characteristic of Arabic calligraphy. The text is arranged in several lines, filling the right side of the page. The text is written in a dark ink and is clearly legible. The text is a single paragraph, likely providing a detailed description of the building shown in the drawing.



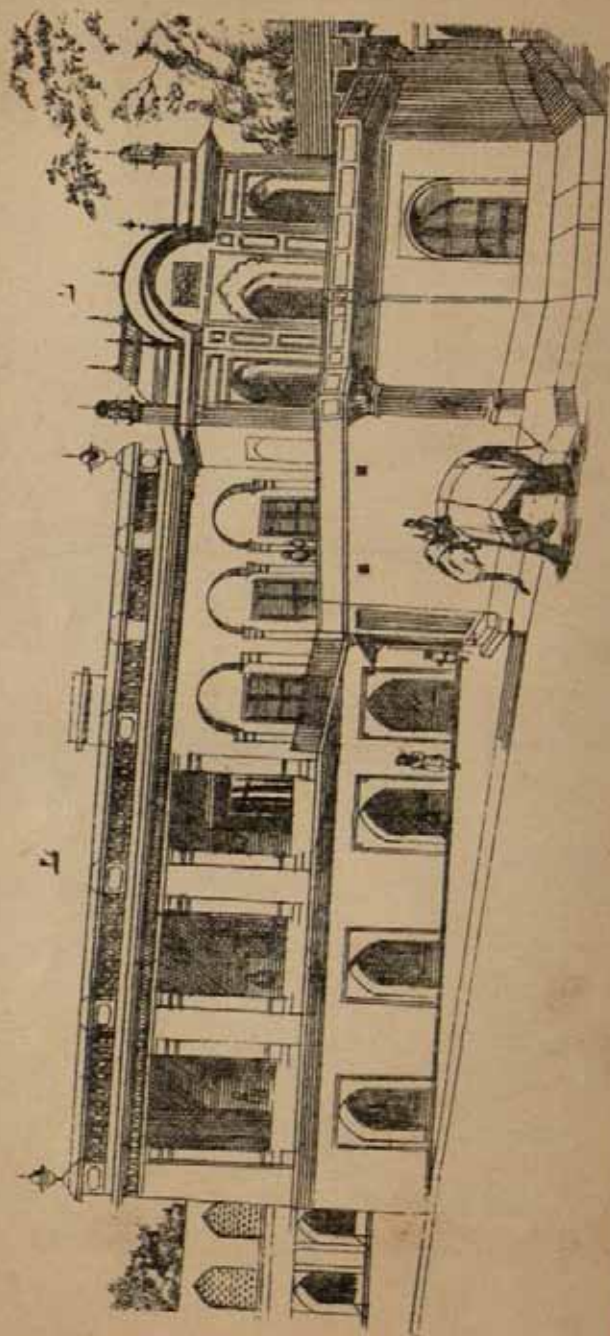
## خامس

## اردو زبان کے بیان میں

(۱) ہندوؤں کے راج میں تو یہاں ہندی بھاشا بولنے چالنے لکھنے پڑھنے میں آتی تھی ۹۴۵ھ ہجری مطابق ۱۵۵۷ء عیسوی موافق ۱۲۴۸ھ بمکرجیت کے جب مسلمانوں کی سلطنت نے یہاں قیام پکڑا تو بادشاہی دفتر فارسی ہو گیا مگر زبان رعایا کی وہی بھاشا رہی ۹۴۵ھ ہجری مطابق ۱۵۵۷ء عیسوی تک بجز بادشاہی دفتر کے رعایا میں فارسی کا رواج نہیں ہوا اسکے چند روز بعد سلطان سکند لودھی کے عہد میں سب سے پہلے ہندوؤں میں سے کاستون نے جو ہمیشہ سے امورات ملکی اور ترتیب دفتر میں مداخلت رکھتے تھے فارسی لکھنا پڑھنا شروع کیا پھر رفتہ رفتہ اور قوموں نے بھی شروع کر لیا اور فارسی لکھنے پڑھنے کا ہندوؤں میں بھی رواج ہو گیا۔

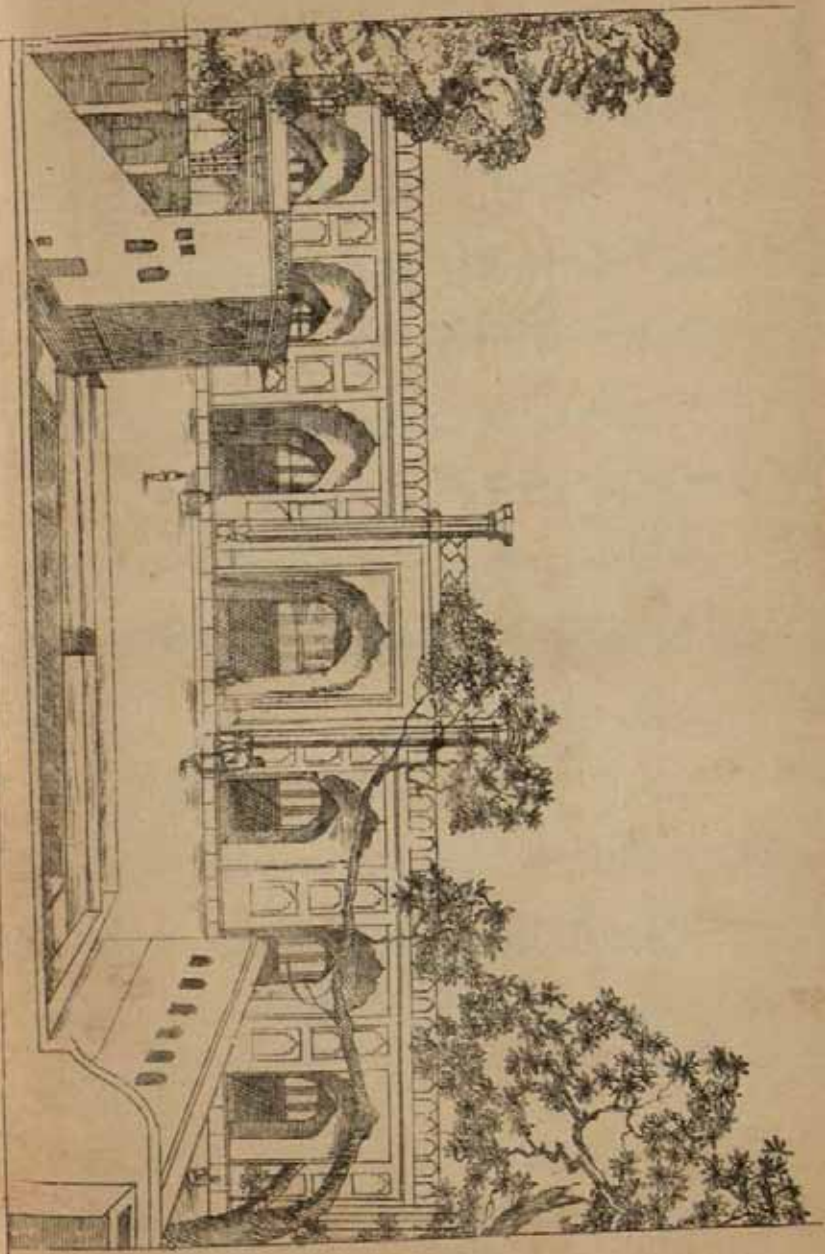
(۲) اگرچہ بابر اور جہانگیر کے عہد تک ہندی بھاشا میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہوئی تھی مسلمان اپنی گفتگو فارسی زبان میں اور ہندو اپنی گفتگو بھاشا میں کیا کرتے تھے پر جب بھی امیر خسرو نے خلیجی بادشاہوں ہی کے زمانے سے یعنی حضرت شیخ سے تیرہویں صدی میں فارسی زبان میں بھاشا کے لفظ ملانے شروع کیے تھے اور کچھ پہیلیاں اور کمریاں اور نسبتیں ایسی زبان میں کہیں تھیں جس میں اکثر الفاظ بھاشا کے تھے غالب ہو کر رفتہ رفتہ بھاشا میں جب ہی



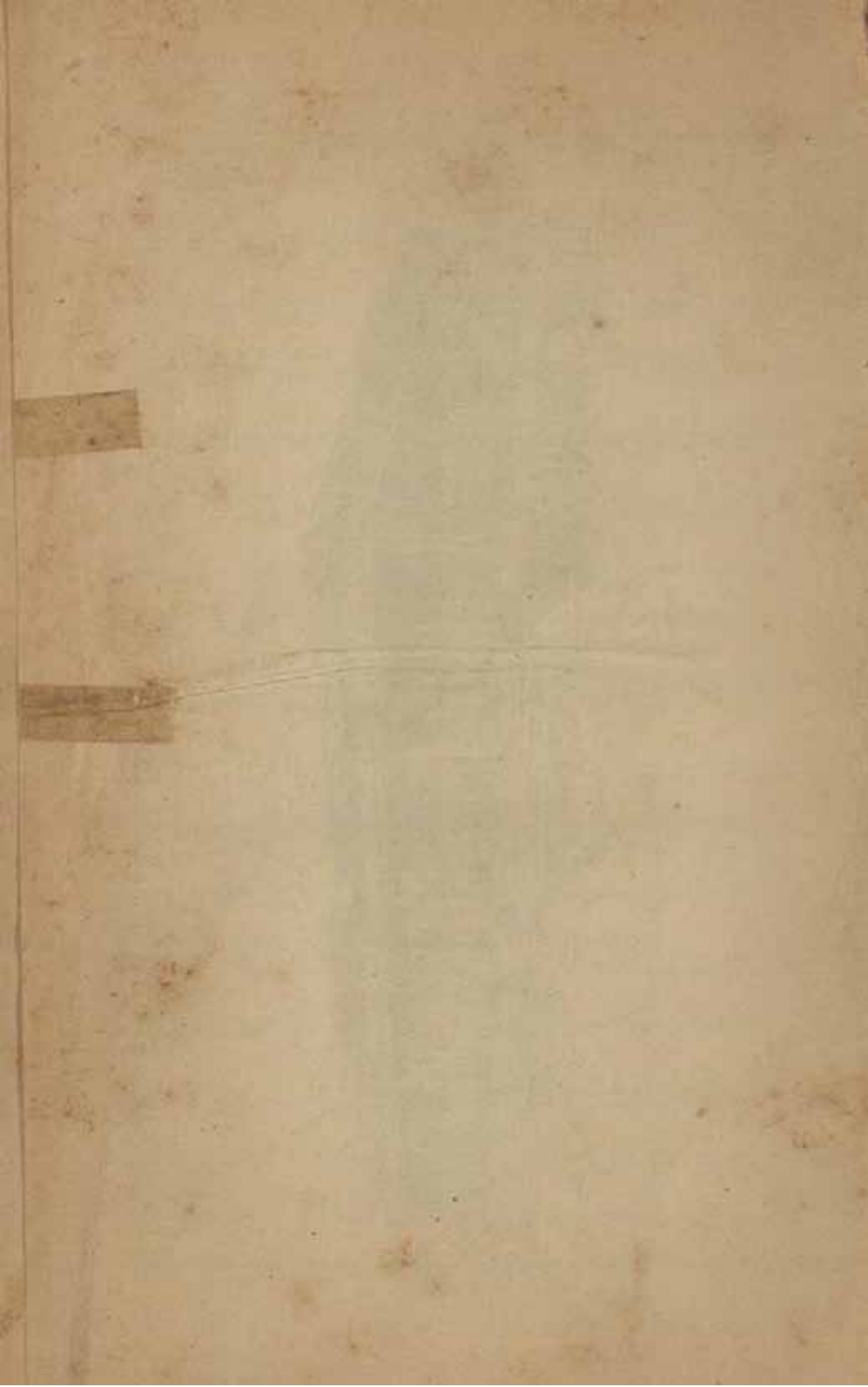


نقشہ مکان سید حکیم حسن اللہ خان بہادر

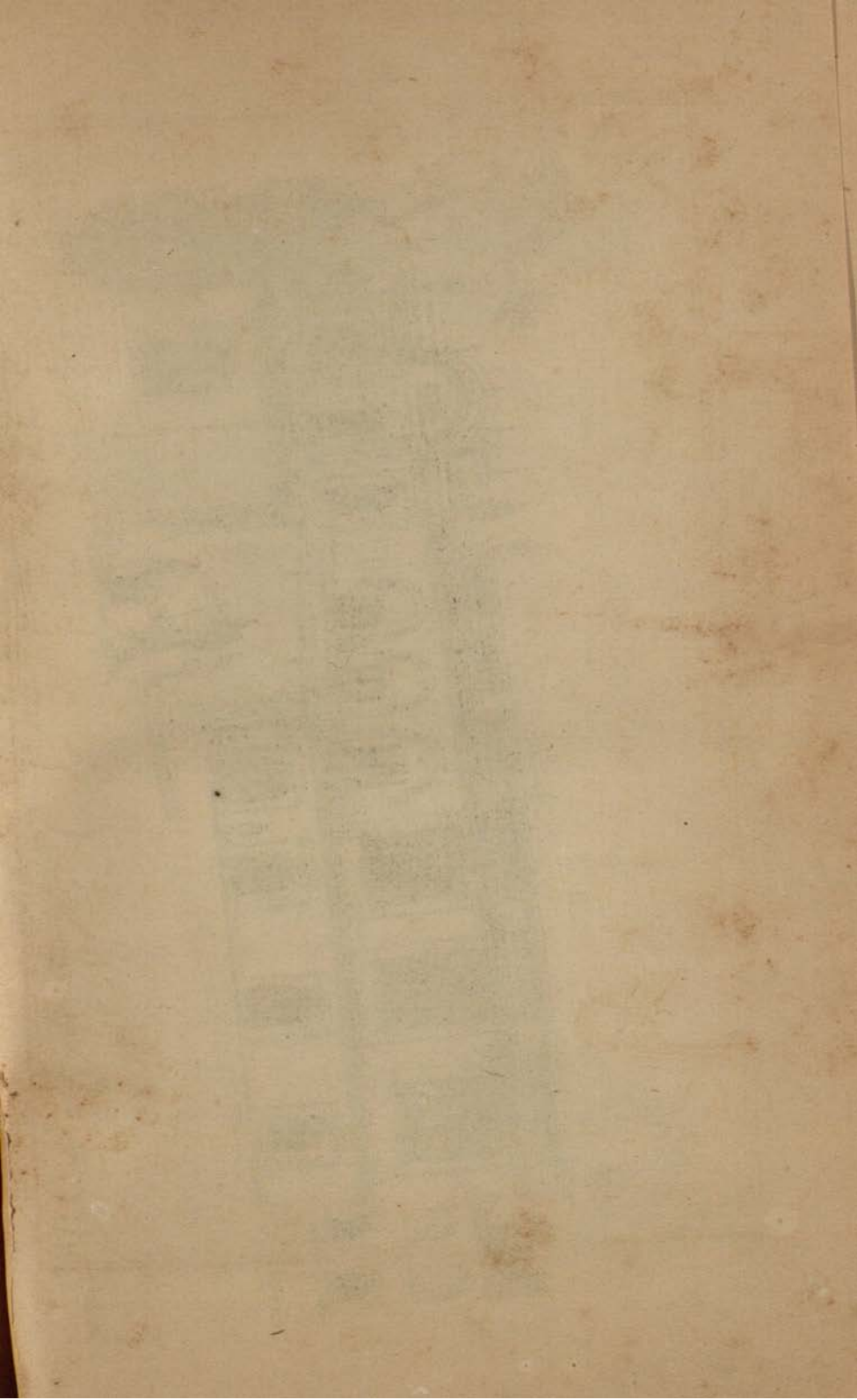
مکان



نقشہ مسجد خانی کراچی



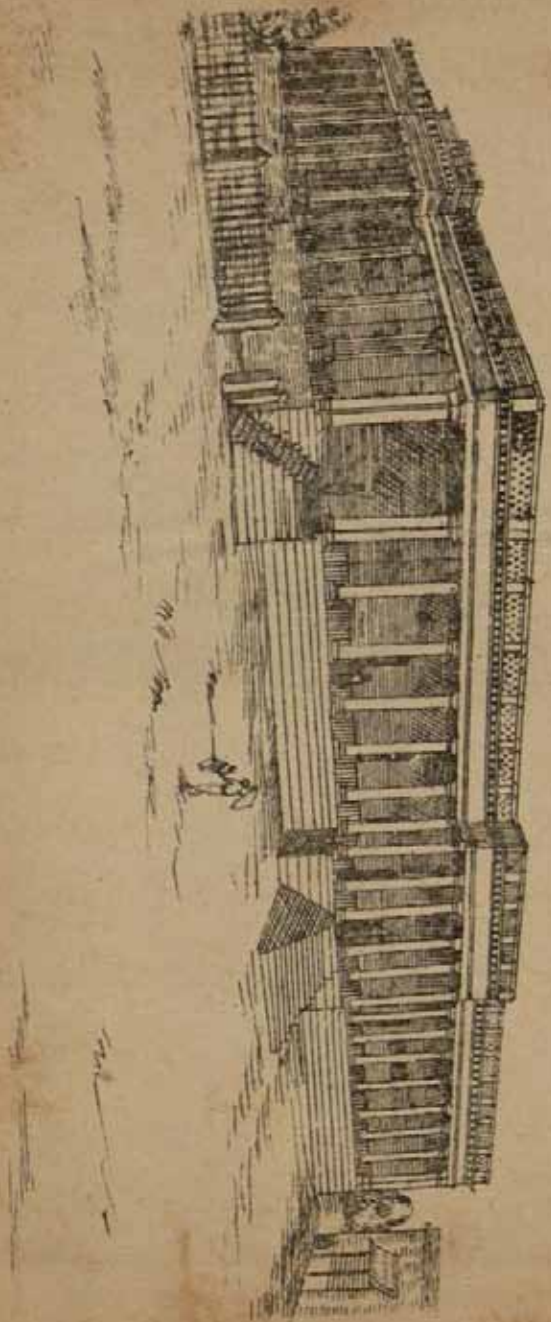




سے ملاپ شروع ہوا ہو مگر ایسا تھا جسکو جدا زبان کہا جائے جبکہ شاہجہان  
بادشاہ نے ۷۵۸ھ سحری مطابق ۱۶۴۷ء عیسوی کے شہر شاہجہان آباد آباد  
کیا اور ہر ملک کے لوگوں کا مجمع ہوا اوس زمانے میں فارسی زبان اور ہندی  
بجائے بہت مل گئی اور بعضی فارسی لفظوں اور اکثر بجائے کی لفظوں میں  
بسیب کثرت استعمال کے تغیر و تبدیل ہو گئی غرض کہ کثرت کربا دشاہی اور  
اردو معلیٰ میں ان دونوں زبانوں کی ترکیب سے نئی زبان پیدا ہو گئی  
اور اسی سبب سے زبان کا اردو نام ہوا پھر کثرت استعمال سے لفظ زبان کا  
محذوف ہو کر اس زبان کو اردو کہنے لگے رفتہ رفتہ اس زبان کی تہذیب  
اور آراستگی ہوتی گئی یہاں تک کہ تخمیناً ۷۸۰ھ سحری مطابق ۱۳۷۹ء عیسوی  
کے یعنی اوزنگ زیب عالمگیر کے عہد میں شعر کہنا شروع ہوا اگرچہ مشہور ہے  
کہ سب سے پہلے اس زبان میں ولی نے شعر کہا مگر خود ولی کے اشعار سے  
معلوم ہوتا ہے کہ اوس سے پہلے بھی کسی نے اس زبان میں شعر کہا ہے کیونکہ  
اوس کے شعروں میں اور شاعروں کی زبان پر طنز نکلتی ہے مگر اوس زمانے کے شعر  
بہت پھیکے اور نہایت مست بندش کے تھے پھر دن بدن اسکو ترقی ہوتی گئی  
یہاں تک کہ میر اور سودا نے اوسکو کمال پر پہنچا دیا۔

(۳) میر کی زبان ایسی صاف اور شستہ ہے اور اوس کے شعروں میں ایسے  
اچھے محاورات بے تکلف بندھے ہیں کہ آج تک سب اوسکی تعریف کرتے ہیں

نقشه کوچه حاجی صاحب گلستان بنادر





(۸) فارسی شعرون کی جو بحرین اور اقسام ہیں وہ سب اردو شعرون میں مروج ہیں الا مکری اور پہیلی کہنے کا وزن بھی اور ہر زبان بھی ایسی ہی جسمین اکثر بھاشا ملی ہوئی ہو۔

(۹) نسبتیں جو مشہور ہیں فقرے ہوتے ہیں کہ اون میں دو یا تین یا زائد چیزیں جسمین کچھ باعتبار ظاہر کے مناسبت نہیں معلوم ہوتی ہی بیان کیجاتیں ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ ایسی ایک بات جامع بیان کرے جو سب میں پائی جائے۔

(۱۰) پہیلی میں کسی چیز کے اوصاف اور خصائص اور پتے بیان کیے جاتے ہیں اور مخاطب سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ چیز کیا ہے بڑی خوبی پہیلی کی یہ ہے کہ اس میں اس چیز کا نام بھی آجائے جس کے اوصاف اور خصائص بیان کیے گئے ہیں پھر اس پر بھی مخاطب نہ سمجھے۔

(۱۱) مکری میں عورت کی زبان سے ذومعنی بات بیان کی جاتی ہے کہ جنہیں ایک سے معشوق مراد ہوتا ہے اور دوسری سے اور کچھ قائل اس کا جب چاہے معشوق کی بات سے مکر جائے۔

### پہیلیاں

بالا تھا تو سب کو بھایا بڑا ہوا کچھ کام نہ آیا  
میں لے دیا اسکا ناؤں ہونچھ تو بوجھ نہیں چھوڑے گاؤں  
دیا یعنی چراغ

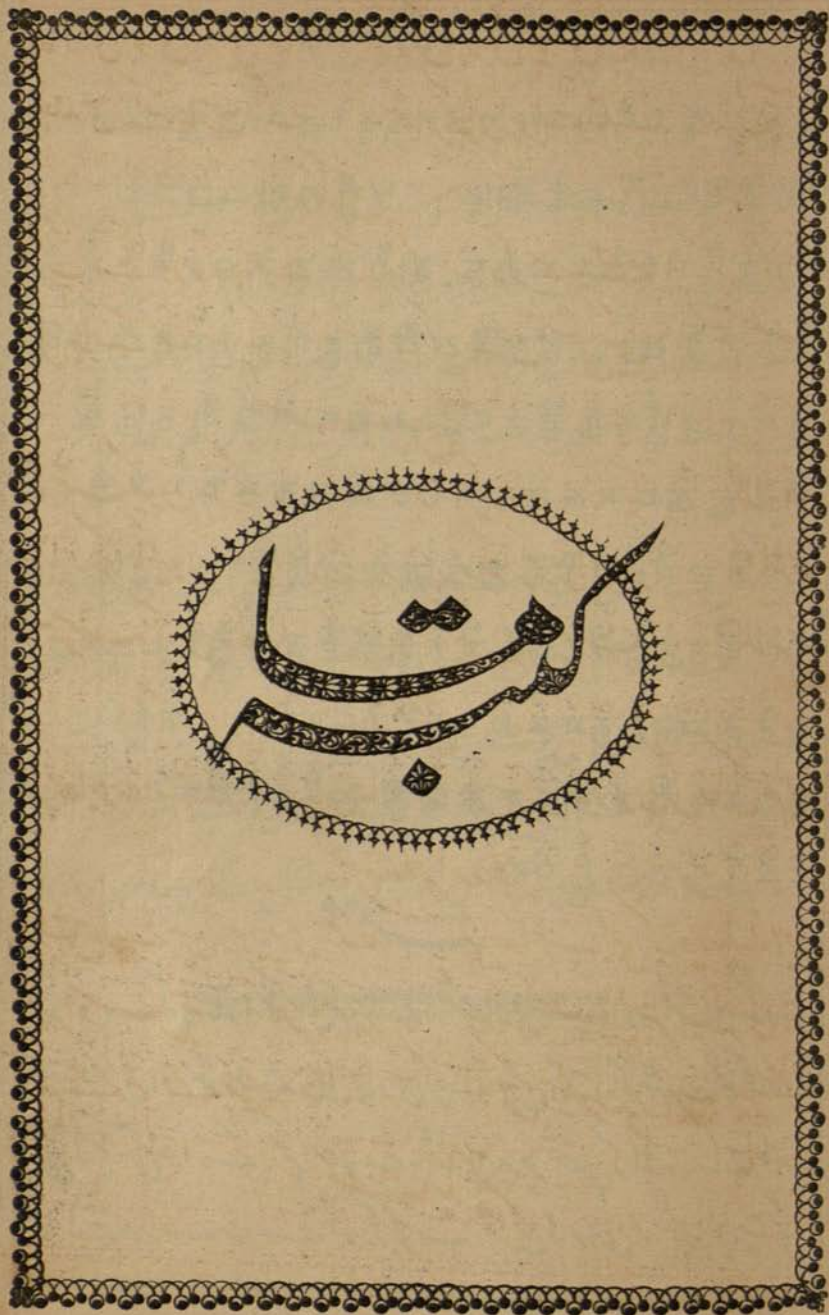
سودا کی زبان بھی اگرچہ بہت خوب ہے اور مضامین کی تیزی میر پر غالب ہے  
مگر میر کی زبان کو اس کی زبان نہیں پہونچتی۔

(۴) اردو نثر لکھنے والوں میں میر امن حسنہ باغ بہار لکھا سب پر  
فوق ہے گیا حقیقت میں نظم لکھنے میں جیسا کمال میر کو ہے نثر لکھنے میں  
ویسا ہی کمال میر امن کو ہے۔

(۵) عربی زبان کا اردو میں ترجمہ سب سے پہلے مولوی عبدالقادر صاحب  
اور مولوی رفیع الدین صاحب نے کیا مولوی عبدالفتاد صاحب کا  
اردو ترجمہ کلام السد کا اردو لغات کے لیے ایک بڑی سند ہے اور  
مولوی رفیع الدین صاحب کا ترجمہ تراکیب نحوی کے لیے ایک  
بہت عمدہ دستاویز ہے۔

(۶) اردو زبان کے شعرون کا بھی طریقہ فارسی شعرون کے قاعدے  
پر یوں ہی آن پڑا ہے کہ گویا جوان مرد خوبصورت لڑکے کی تعریف  
میں شعر کہتا ہے۔

(۷) ہندی بھاشا میں دستور تھا کہ عورت کی زبان سے مرد کی نسبت  
شو قیہ شعر ہوتے تھے بعضی بعضی دفعہ اردو زبان میں اسید طرح پر بھی شعر  
کہا جاتا ہے اور اس کو ریختی بولتے ہیں غالب ہے کہ تخمیناً ۱۸۵۰ء ہجری مطابق ۱۸۶۷ء  
عیسوی کے انشا اسد خان نے اس کو رواج دیا۔





فارسی بولی آئی نا  
ہندی کہتے عارسی آئے

ترکی بولی پائی نا  
منہ دکھون جو لے بتاے

آئینہ

مکری

آپ ہے اور مو کو ہلائے  
بل ہلا کے بھیانک بکھا

واکا ہنا مو کو بھلائے  
امی سکھی سا جن نا سکھی پنکھا

پنکھا

بتین

گوشت کیون نہ کھایا  
انا رکھایا کیون نہیں

ڈوم کیون نہ گایا  
وزیر رکھا کیون نہیں

سمو کیون نہ کھایا  
جو تہ کیون نہ پہنا

گلانہ تھا  
وانا نہ تھا  
تلا نہ تھا

ریختی

اچھا جو خفا ہے ہو تم اچھو صنم اچھا  
لو میں بھی نہ بولون گی خدا کی قسم اچھا

شعر اردو

عشق کرتے ہیں اوس پر ہی دے  
میرا اوس نیم باز آنکھوں میں

میر صاحب بھی کیا دیوانے ہیں

ساریستی شراب کیسی ہو

اوسکی زلفون میں سب اسیر ہوئے

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے

تمت بالخیر

باقاعدہ فوج اور اُسکی گھاتیں جو بطرف جنوب اُس دریا کے تھیں اس زمانے  
میں بھی پاکیزگی کے ساتھ یاد ہیں۔

جس طرح کہ شیر ایک شکار چھوڑ کر دوسرے شکار پر پڑتا ہے اسی طرح اُس نے اس دنیا کو  
چھوڑ کر اُس عالم پر قبضہ کیا یعنی مر گیا مگر اُسکی نام آوری اب تک ہر زمین پر  
بسبب اُسکے پہلے کاموں کی شہرت کے اگرچہ وہ اب مر گیا ہے لیکن اُسکے  
ہتیار کرنے کی طاقت جو دشمنوں کا تباہ کرنے والا تھا اب تک عالم میں  
باقی ہے۔

اُس شخص نے کہ جس نے بوسیلہ اپنی تلوار کے مدت تک زمین کی بادشاہت  
کی اور اُس نے اپنے مین سورج اور چاند کی خاصیتیں اکٹھی کی تھیں اور اُسکے  
چہرے کی خوبصورتی مثل پورے چاند کے تھی اُسی راجہ دھاوا کا جس نے اپنا  
سر جھکایا پاؤں دشمنوں میں اور لگایا اپنا دل اُسی دشمنوں پر تھا یہ اونچا  
ہتیار یعنی لاٹھ و دشمنوں کے نام پر جو قابل پرستش کے ہے بنایا ہوا دھاوا کا۔











[illegible]

















ज्ञातसप्तति चाह मावतिल कः शाकरु ग्रीरूप तिः श्री  
मवि सुद प्राक ए एष विदुयी संतावता मानः।

आत्मा कि क न दंष्ट्र क मिति म व द्विधां तता लठकः

शिष्यी क प्रागा य मा सुत व ता सुहा ग सुथं मतः ॥

اے بیل راج دیوا کی چلنے کے سامان میں دشمنوں کی عورتوں کی آنکھ میں پانی ہوتا ہے اور  
دشمنوں کے دانتوں میں کھانسی ہوتی ہے اور بڑی سی بڑی شاعری آپ کی تعریف کرنے والی ہوتی ہے اور رستہ  
ایسا ہوتا ہے کہ جس سے گنہگار لوگ بھی بہشت کو چڑھ جائیں اور دشمنوں کے دل خالی ہوتے ہیں۔  
اے بلدیو دشمنوں کی عورتوں کے دل کہ جو کھیلنے کی جگہ کی بجائے ہیں انہیں آپ کا رہنا ہوا اور تھکا رہیں ان کا  
رہنا چھٹک نہیں اور دشمنوں کے دلوں میں تمہاری بہشت ہوا اور آپ کو تو دشمنوں کی دہشت ہی نہیں  
کس واسطے کہ پرشوم کہ جسے سمندر کو متھ کر کچھین نکالی اُسکی گود میں آپ کیا نہیں سوئے ہو۔  
ساتھ میں پکارا جے دیوتا دنیا میں سب سے اونچا ہو کیسا کہ جسے بندھیا چل سے ہمارے ملک تیر تھکا ترا  
کرنے میں متح کیا پھر کیسا کہ اونچی گردن کرنے والوں کو مارنے والا اونچی گردن والوں سے خوشی  
اور جسے بے دھرموں کو مار کر آریا ورت کو بامعنی کر دیا۔

یہ ساکھمیزی راجہ سر بیان بلدیو اپنی اولاد سے کہتا ہے کہ اب ہم نے ہما چل اور بندہ کے بیچ  
کی زمین خراج دینے والی کر لی اور باقی کی اپنا کرنے میں تمہارا دل ارے سے مت ہو  
کیسا ہی وہ راجہ کہ جو اچھے اخلاق والے ہیں ان کا سردار ہے۔



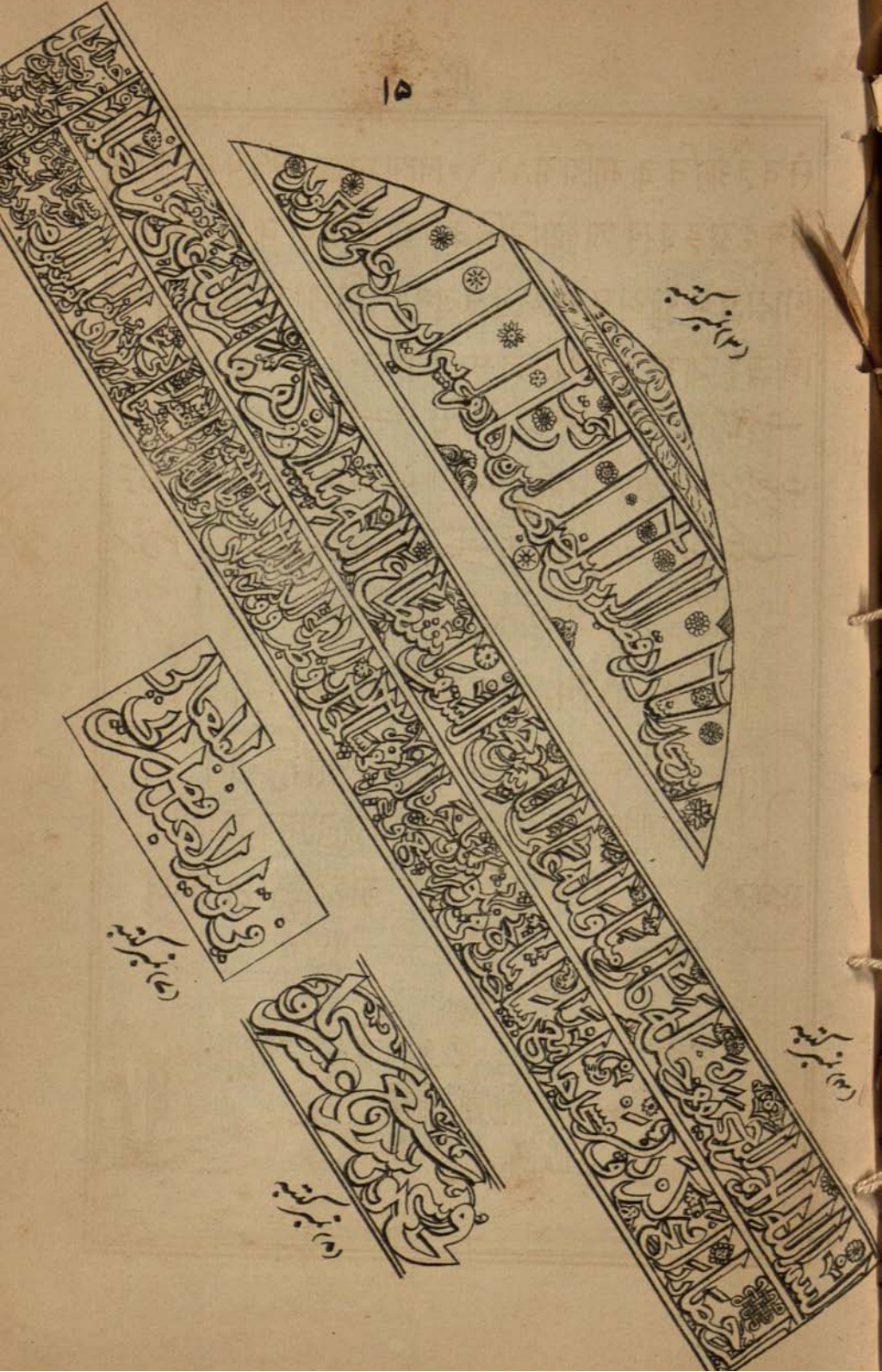


(ع) بزم

(ع) بزم

(ع) بزم

(ع) بزم





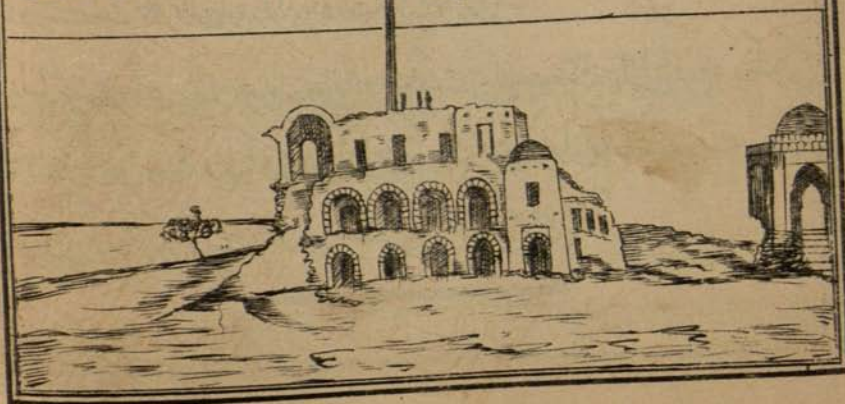
संवत् ३३३ वि. क्र. मा. दि. १२१० वे. ग. १५ सु. ति. ति. वि.  
नमि. दं. म. द. न. र. व. श. श्रु. ति. दि. क. श्री. तिल. रु. बा. ड. प. त. दं.  
गो. दा. न. य. का. य. पु. मा. रु. व. पु. ३. श्री. प. ति. ना. ॥ अ. व. स. मा. य. म. द.  
मं. ३१ या. ड. पु. ३. श्री. स. ल. म. गु. पा. नः ॥

॥ नमो भगवते वासुदेवाय ॥  
 یہ لکھا کھود اراجہ کی مہربانی سے سری تلک راج کے حضور میں سری پت  
 بیٹی مہاپت کو رہنس کایت نے اُسوقت میں کہ ہما منتری یعنی وزیر راجپوت  
 سری سل بچھن پال، ترجمہ ہوا باعانت مصر رام سرن پنڈت ساکن رہتاک۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ १ ॥  
 श्रीकृष्णार्पणम् ॥

महिल विद्वत्संसार ॥ १२५ ॥

५ द्वाविंशत्युत्तरा न विना गंगाप्रसादायः  
सिद्धयतिष्ठति तत्रैव





کتابخانه و بیعتی لایه در جواد



(هـ) غیر کتبہ



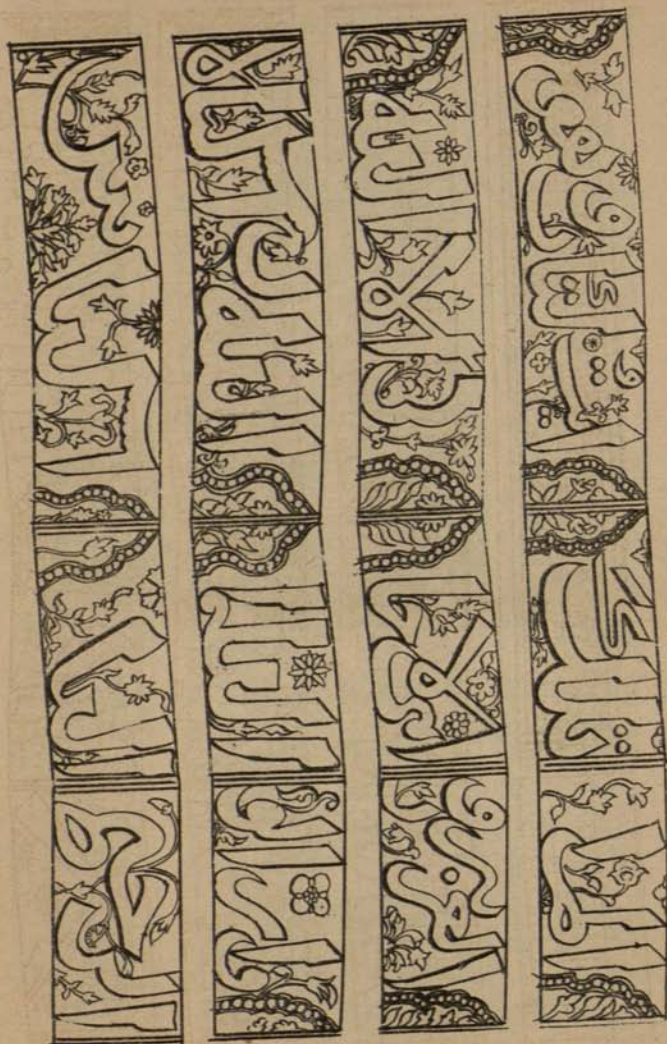
(و) غیر کتبہ













طريقه





طوس در جادل











الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب

الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب

الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب

الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب

الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب

الله الملك الوهاب

سفر خیم درجه اول

الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب

الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب  
الله الملك الوهاب



سفر پیام درجه اول

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْغَنِيُّ

الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الرَّحِيمُ الْكَرِيمُ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَالِيُ الْغَالِيُ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَالِيُ الْغَالِيُ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَالِيُ الْغَالِيُ


الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَالِيُ الْغَالِيُ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْغَالِيُ الْغَالِيُ



بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



لعل

سطر ششم در جداول

سورة التوبة

وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ

الله هو الملك الوهاب السميع الرحمن الرحيم

الحق المبرور الوهاب السميع الرحمن الرحيم

الله هو الملك الوهاب السميع الرحمن الرحيم

السميع الرحمن الرحيم الوهاب السميع الرحمن الرحيم

السميع الرحمن الرحيم الوهاب السميع الرحمن الرحيم

السميع الرحمن الرحيم الوهاب السميع الرحمن الرحيم

السميع الرحمن الرحيم الوهاب السميع الرحمن الرحيم

السميع الرحمن الرحيم الوهاب السميع الرحمن الرحيم



تفسير  
الكتاب المسمى بالكتاب

تفسير  
بالادارة درجود

الكتاب المسمى بالكتاب  
الكتاب المسمى بالكتاب  
الكتاب المسمى بالكتاب

تفسير  
١١

الكتاب المسمى بالكتاب  
الكتاب المسمى بالكتاب  
الكتاب المسمى بالكتاب



لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

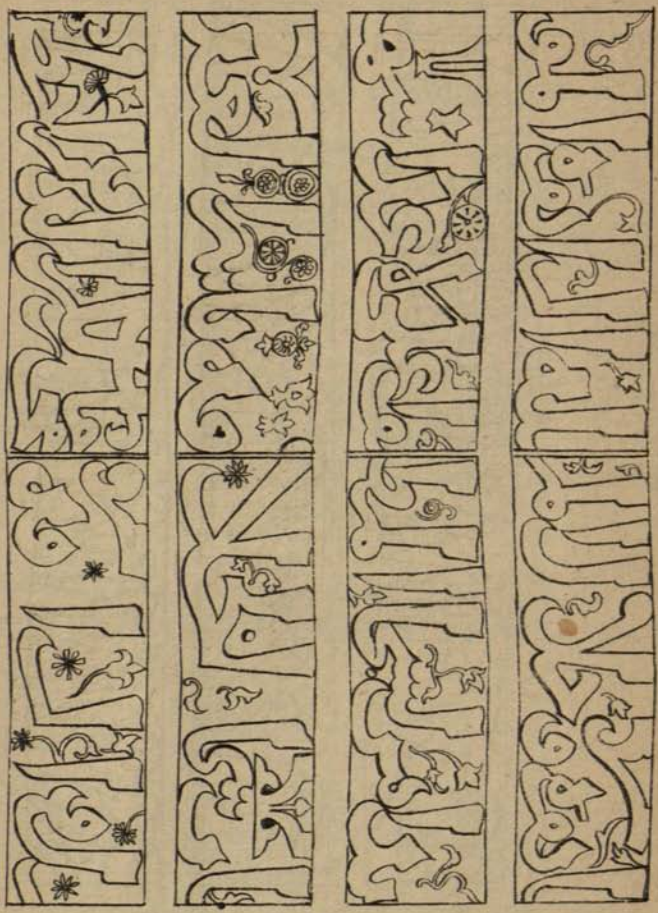
لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله محمد رسول الله

لا اله الا الله









لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ  
وَفِي مَشْرِقِ الْكَافِ

يَسْتَرْفِعُ أَصْلَهُ الْفَرْحَانِ  
السَّادَةِ الْكَافِ

كَحَيْثُ نَازَتْ حَافِظُ الْإِسْلَامِ  
الْأَمَانِ

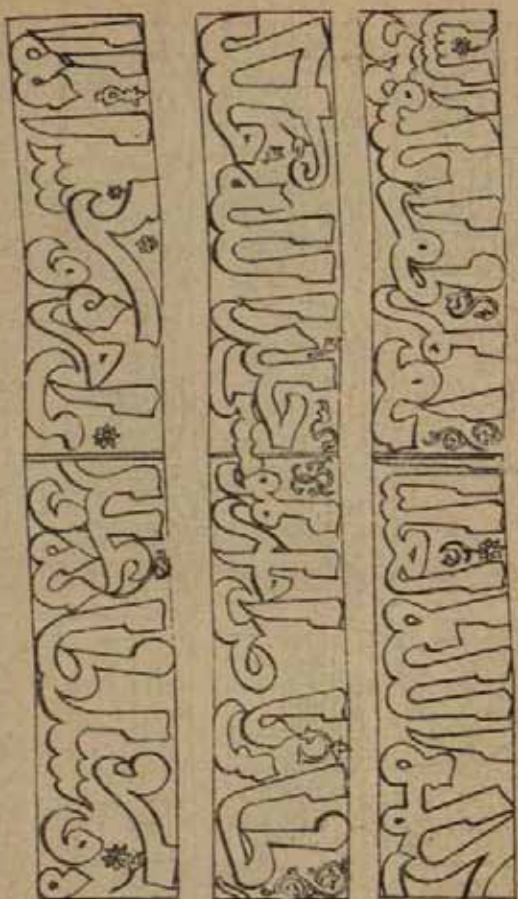
لَنَا سَيِّدٌ لَمْ يَكُنْ لِقَوْمٍ  
لَمْ يَكُنْ لِقَوْمٍ

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ فَتَنِي الْعَبْدُ  
السَّعِيدُ

ذِكْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ  
السَّعِيدُ

بِمَوْلَاكَ ذِكْرُكَ الْوَاقِعُ  
السَّعِيدُ

تَعْنِي الْحَقَّ وَالْحَقُّ  
السَّعِيدُ



در حدیث و احادیث









سطر در خط چهارم

المعجزة العظمى والى الله  
والصلاة والسلام على  
الرسول الكريم وآله  
الطاهرين





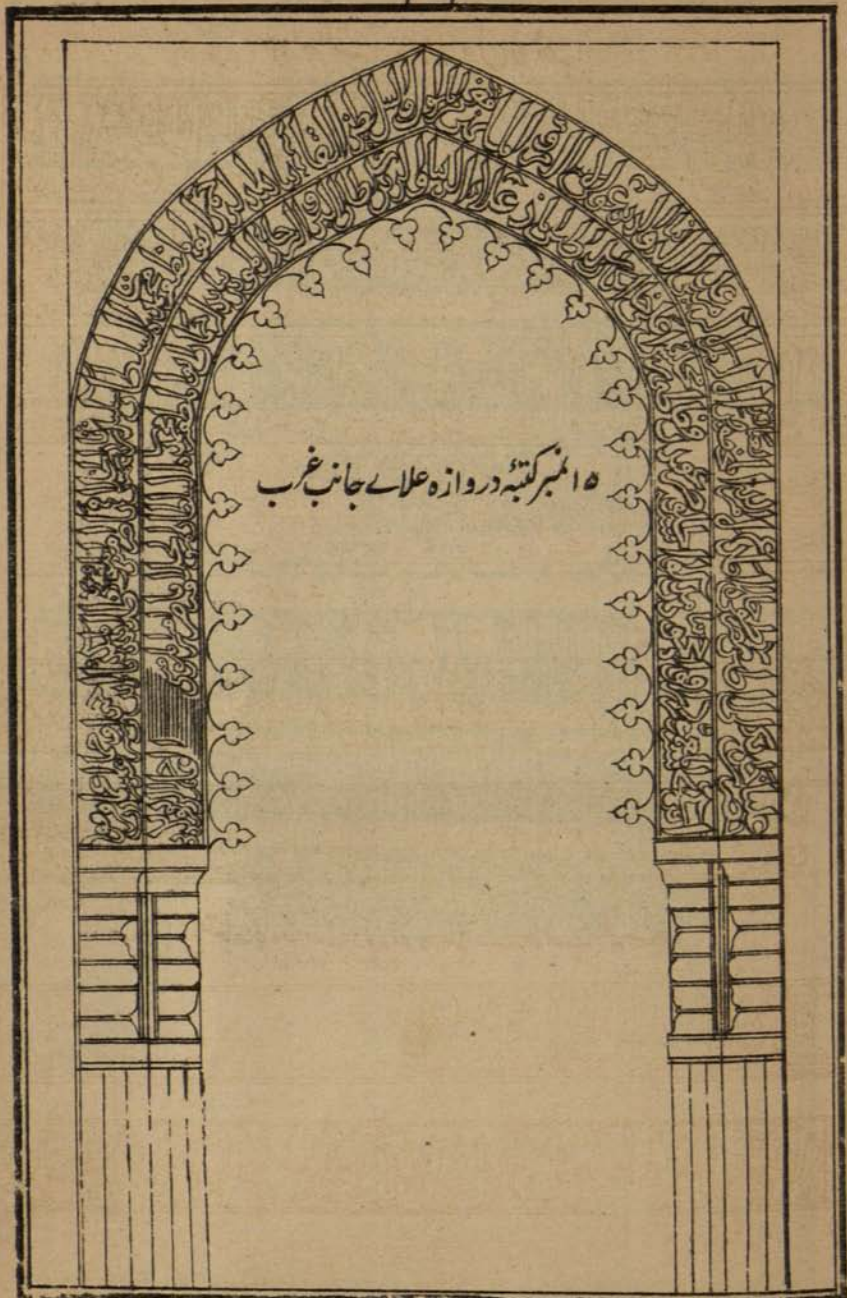
۱۳. نیر درجه پنجم لاکه

[illegible]

سورة المائدة

المائدة

المائدة





۱۴ منبر کتبہ دروازہ اول لاشہ




مِنْ خَيْرِ مَسْئُورٍ مِّنْ دُونِهَا  
وَأَمَّا الْفُلُ فَإِنَّمَا هِيَ  
ذَرْبُ مَرْجٍ بَيْنَ يَدَيْكُمَا

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم  
موسمًا للعلم والفضل

وكان من بين الحجاج في سنة الف واربعمائة والاربعين

سطر متعلقہ ۵ نمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب غرب

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

سطر ثانی متعلقہ انمبر کتبہ دروازہ علاقے جانب غرب

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرِينَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ





سطر متعلقه ۶۱ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علامے

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

السلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

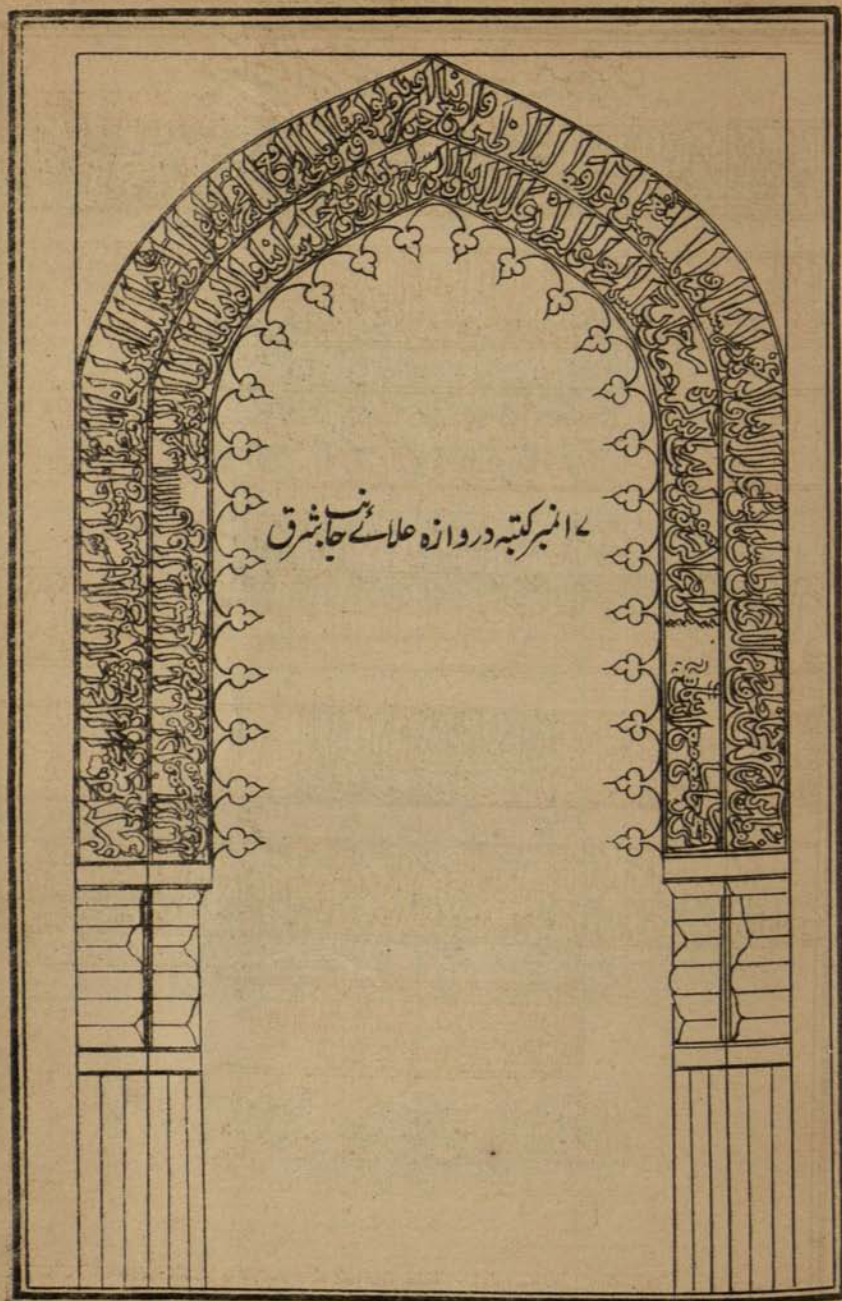
سطر متعلقه ۶۲ نمبر کتبہ جانب جنوب دروازہ علامے

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

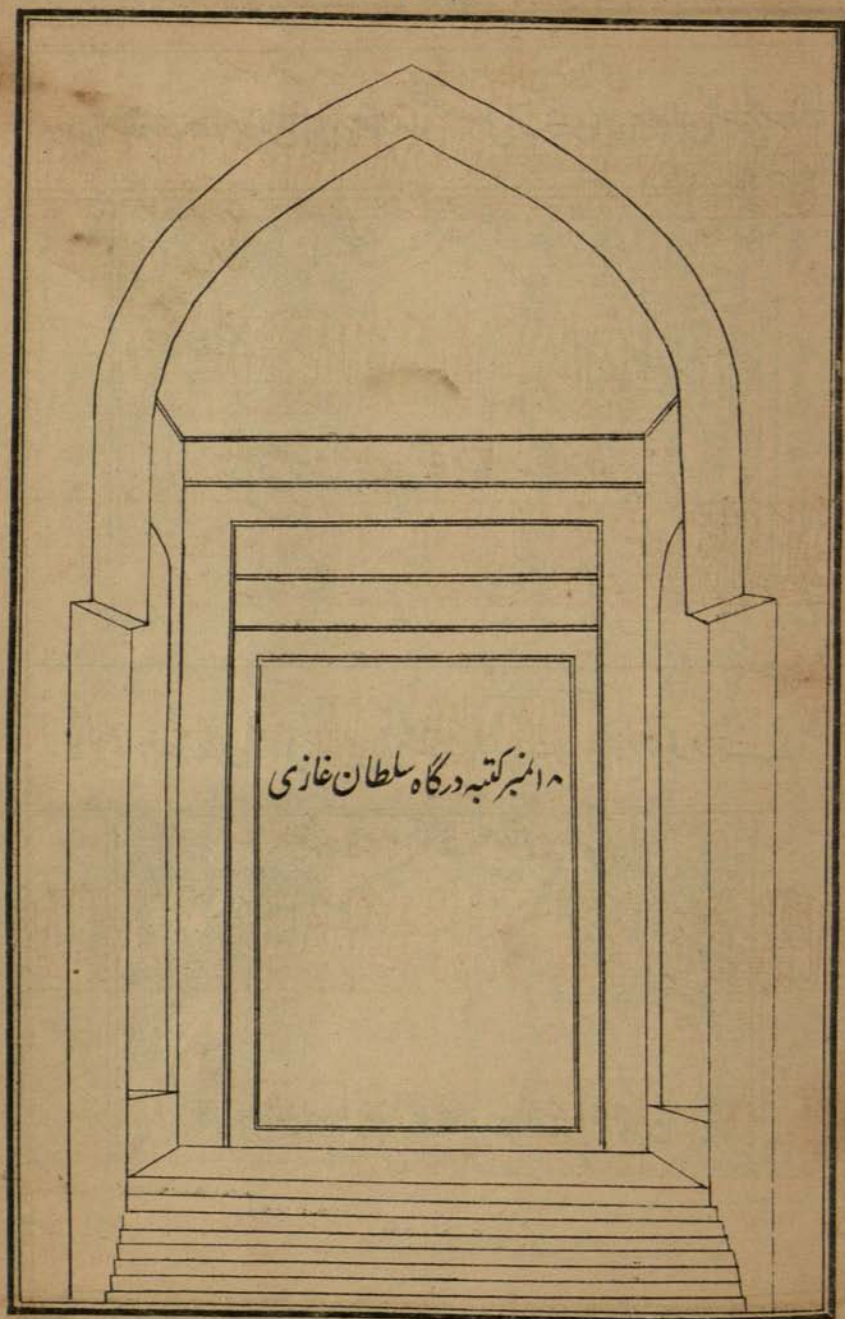
والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين











۸۰ منبر کتبه درگاه سلطان غازی



سطر متعلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سطر متعلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

سطر متعلقه انبر کتبه درگاه سلطان غازی

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

بر نمبر کتبہ کا لی مسجد کوئٹہ نظام الدین

بسم الله الرحمن الرحيم بفضل و عنایک فرما کر ارعہ دار و لایا شادین دار  
الو اوقیتا میں الرحمن ربو المظفر فر و نشا السطاط خلیما التوسجیل الکریم زارہ  
در کا جو ناننہ بنو الخا طبا نجھا نین حانجھا خذ بایزیزہ رحمت کسکک محمد  
یلدین بر عا خیر دین شہانہ فیما یزیرہ فافخه و احار صلیا کسکک فی نینہ سیر  
لجمن لینی و الی مسجد مرتب شد بتاریخ دھمماہ جہاد الاخر نسوح و تانیس و سیک

۲۲ نمبر کتبہ کا لی مسجد شہر

\* کتبہ نمبر ۲۱ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ ہو ۱۲

در عهد علی حضرت صاحبقران ثانی ائمه العباد خلسل الله خان ابن میر میران محسنی نعمت الهی

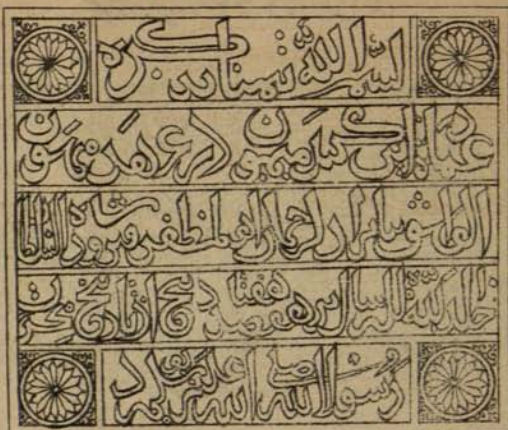
۱۹ نمبر کتبہ در دوم در گاہ حضرت نظام الدین

کہ حاکم شاہ جهان آباد بود این فی سنہ ۱۰۶۳ لہ لور برد در روضہ متبرکہ مرتب نمود

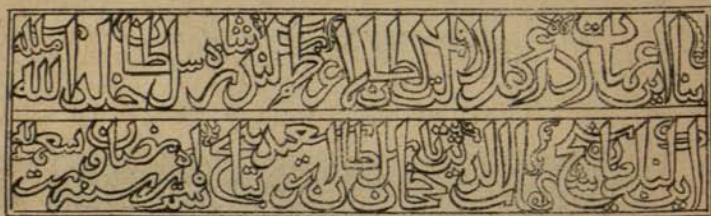
۱۹ نمبر کتبہ در چہارم در گاہ حضرت نظام الدین



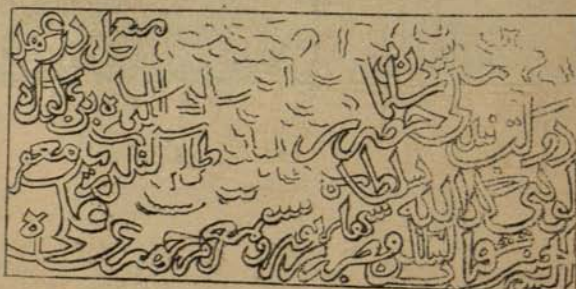
۲۱ نمبر کتبہ دروازہ روشن چراغ دہلی



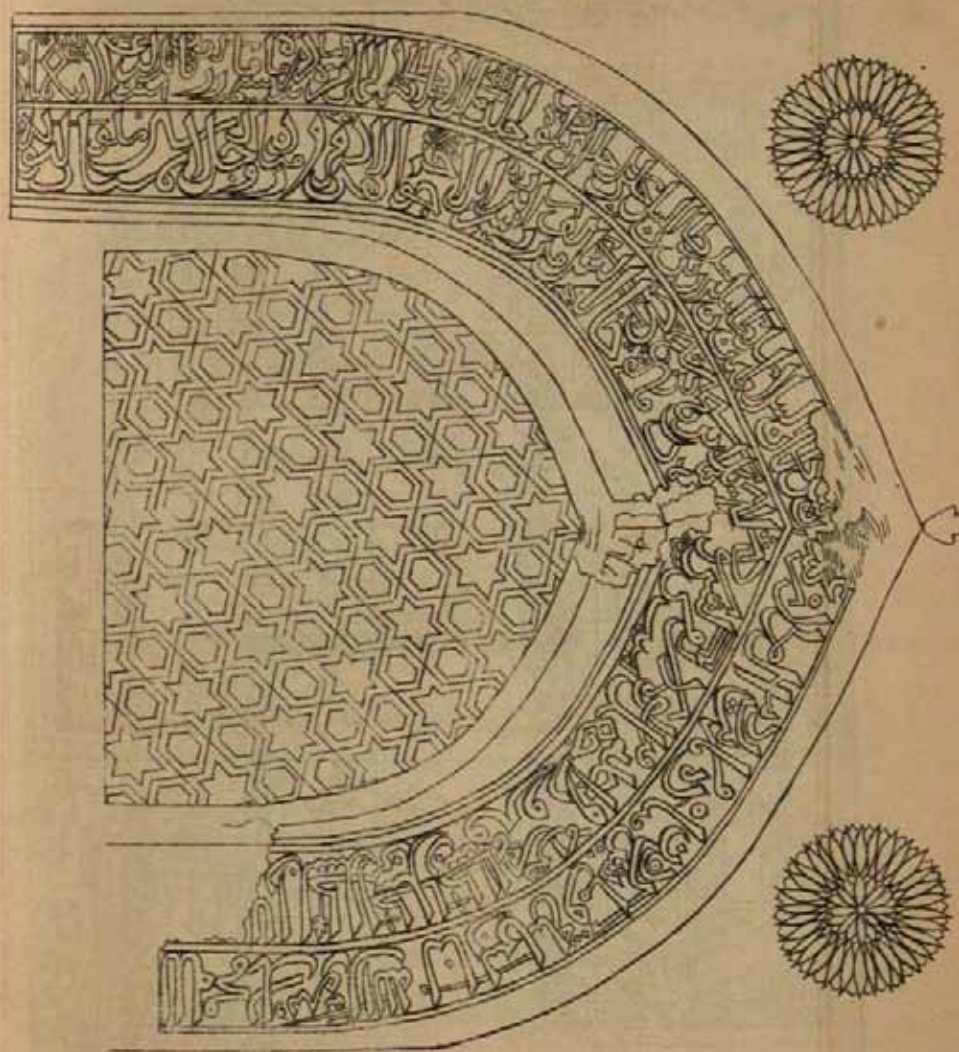
۲۲ نمبر کتبہ برج شہاب الدین تاج خان



نمبر ۲۵ کتبہ چاہ مسجد موہ



۲۳ منبر کتبه مقبره فیروز شاه





## ۲۸ نمبر کتبہ ہائے نعلی چھتری

اللہ اکبر

بدیہ حضرت جہانگیر شاہ اکبر  
عجب پرفیض جا رہے کامرانیست  
نشین کاہ جنت اشیانست  
۱۲۷ جلوس جہانگیری موافق ۱۰۲۸ھ

یا فلاح

وقتی کہ بادشاہ ہفت کشور نورالدین  
جہانگیر بادشاہ غازی ازدار الخلفہ  
آگرہ متوجہ سیر کشمیر جنت نظیر بودند  
این مطلع را بر زبان الہام بیان گذاریندند

## ۲۹ نمبر کتبہ ہائے نعلی چھتری

اللہ اکبر

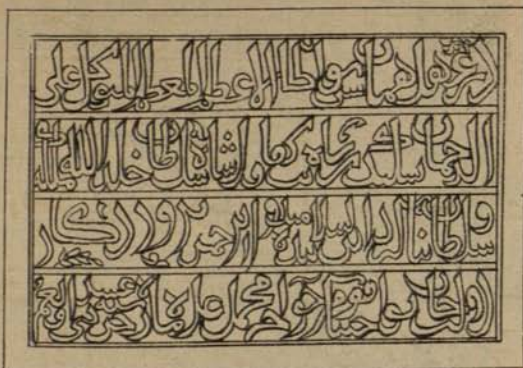
ہایون شاہ ابن شاہ بابر  
کہ اصل پاش از صاحب قرانیست  
۱۲۸ جلوس مبارک  
جہانگیری موافق ۱۰۳۸ھ

یا ناصر

چون آن شہنشاہ گیتی پناہ از کشمیر دلپذیر  
مرحمت نمودند و باین مکان فیض رسان  
نزول اجلال فرست نمودند حکم کردند کہ  
این حسن مطلع را نیز نقش نمایند



نمبر ۲۶ کتبہ راجون کی مائین کا



نمبر ۲۷ کتبہ درگاہ یوسف قتال



۳۲ نمبر کتبہ دروازہ درگاہ قطب صاحب

<p>السنه محمد ابوبکر عثمان ع السنه</p>		<p>فی کتبہ از سخی کترین غلامان انجمن با اعتقاد معتقد کامل العیار رفیق قدسیان بریار بهشت عدن تاریخ یافت در حصا بهشت عدن</p>	
<p>السنه</p>		<p>۱۲۸۰ هجری ۱۸۶۳ میلادی</p>	

۳۳ نمبر کتبہ های مسجد پران است





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا إِذْ هَدَانَا لَهَذَا  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَخَلِّصْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ

<p>الله</p>	<p>عنان</p>	<p>ابوبکر</p>	<p>الله</p>
<p>تعمیر شد مجر ز سبب او منتظم</p>	<p>گر در مر از خواجده یقین قطب فلک</p>	<p>از حکم بادشاه جهان شمر او نام</p>	
<p>مانند قبله اشرف چون کعبه محترم</p>	<p>گرد دیگر در اوضه او آدم و ملک</p>	<p>منشخ سیر شریف نه آسمان غلام</p>	

نمبر به کتبه درگاه امام ضامن

نمبر ۳۳ کتبه دروازه قطب صاحب





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ  
 وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ  
 وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

۳۳ نمبر کتبہ ہای کمار ی باولی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ  
 وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ  
 وَبِذَلِكَ الْكِتَابِ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِلنَّاسِ  
 لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ

سنگ این کتبہ کم شد



لا اله الا الله

محمد رسول الله

زمین را ازین لوح شد سرورگار  
بدوران بخت شاه کارگار

میشد سرور و ملک سخن

آن لوح خشن در یاسی کمال

نشد از دست ساز ماهمین

نظم او صافی تر از آب لال

بلبل و ستان سحر می بین

طوطی سکر متعالی مثال

از لی یایخ سال نو آو

چون بخت دم سر بر آو خیال

نشد عیدیم المثل یک تاریخ او

دیکه شی طوطی سکر متعالی

زمن و حال طوطی و طوطی و طوطی

طوطی سکر و طوطی سکر و طوطی

محمد می خواهم به ما جاده و جلال

نشد با حسن اساسی

نشد تسمی حسن عیدی خور

تایخ بنای این چو کرد و حال

عمر و شهاب السحابی و طوطی

نمبره سکتیه درگاه طاق امیر خسرو

الله

الله

نور الدین محمد

بدو شهنشاه عالم نیا و المظفر

بادشاه عادل جهانگیری

خاندان سلطانی و سلطان و قاضی

علی العالمین برده و احسان



ای شربت عالمی بکاشت	۱۹ دوست نامان بکاشت	سود ملک فرید از تو مستقیم
---------------------	---------------------	---------------------------

از سینه که شد لقب نظر  
جاوید یاست بنده کز چون شد محراب جان

مراد منک مستوحش و دلاور و قوی و حکیم اگر نام یابی تو زین سخن

بدانم که هستی مردی نیم کاتب و نویسنده و صاحب کمال

حق سر و بی نظیر عالم      بار و صفت تو در امتیاز است      تعجیر کند و ملامت هر انرا

فیس از علی مرتضی است تا پنج نباشد عقل گفتا بار و حسن بکر که حاجی از

قَالَ كَلَّا اِنْ يَنْزِلُ عَلَيْنَا مَطَٰرُ الْغَٰيْثِ

وستر عبد الکاتب عبد النبي ابن ابو ب


۴۳ نمبر کتبیل سلیم کردہ

سید محمد شاہ نور الدین جاناں گرامی  
سال ۱۰۵۰ ھ  
۱۰۵۰ ھ

۴۴ نمبر کتبیل سلیم کردہ

بایں تمام بی تا سارخ اتامش خرگفت  
چو این لگشت در دلی مرتب  
یافان جہانگیر بن شہنشاہ اکبر  
الکبر حکیم بادشاہ مفت کشور  
حسین علی بیل شاہنشاہ دلی جہانگیر  
کر و صفش را نشاید کرد تحریر  
یافان جہانگیر بن شہنشاہ اکبر  
الکبر حکیم بادشاہ مفت کشور  
حسین علی بیل شاہنشاہ دلی جہانگیر  
کر و صفش را نشاید کرد تحریر

نمبر ۳۹ کتبه باره پله

	
از جهانگیرش اگر شاه	انکه پیش صاحب عالم گل
دوستان او بدست افروز	دشمنان را با نفاقه گل
مندان از زبان سلطنتش	عبیدی نویسد اسفند گل
بوستانیت حضرت دلی	بوی از گل گرفته رنگ گل
سال منعم محمد سلطنتش	که سال از چو گل بلبل
مخلص خاص محمد باقر	خادم قهر شاه محمد گل
که تعمیر این بل اشغلت	که شود دینش گل
سال تازیش از خاک جستم	گشت رویش گل
گفت بر در خانه و میوه	بسته از راه مهر مالی گل



فرد بودی قبه کر کردن بود نایش طاق بر دطاق اگر خفتش نبودی که کشان  
 فرور شمشه پیش طاق جهان نایش روشنی بخش مصایح سموت پر تو کس کند  
 مالم ارایش نور افزای قنادیل جنات منبر سنگ مرمرش چون مخمر مسجد قلی مرقات

### و نهم

مقام قاب قوسین او ادنی هرباب فیض کسرش مانند صحب صادق کشاده پیشا بشارت رسان  
 و لقد جاءهم من واهم الهدى ابواب حمت یا نیش صلا والله ید عوالی دار السلام قسبا مع  
 خاصر عامر سائیده منار بهر مدارش ندای و یحیی الذین احسنوا بالحسنة زنه  
 رواق کنبه فیروزه فامرکن را بید سقف رفیع با صفایش تا شاه روحانیان کوه افلاک

### و دهم

صحن وسیع دلکشایش سجده کاه پاک نژادان معموره خاک روح فضای فیض  
 انما وطیب هوای روح افزایش از روضه رضوان حکایت کرده وعد و بیا معین  
 حوض دلنشین نظافت امایش از چشمه سلسبیل خبر داده در روز جمعه دهم  
 شهر شوال سال هزار شست و هجری موافق سال چهارم رازد و رستم جلوس عیمنت  
 مانوس بساعت نهم

### و یازدهم

وظالع شایسته سرایه ابتنا و پیرویه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال محسن  
 کارپردازان کارگران و فرط اعتنا و اهتمام کار فرمایان صفا افتاد و بدل جد

نمبر ۴

بقیه مسجد جامع

در اول

بقهرمان شهرنشده جهان بادشاه زمین و زمان کیهان خدیو کشورستان کیتی خداوند  
کردون توان مؤسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار د  
عالم فطرت قضا فرمان قدرت فرخنده رای نجسته منظر فرخ طالع بلند اخلاق  
اختر آسمان حشمت انجم سپاه خورشید عظمت فلک بارگاه

در دوم

منظر قدرت الهی مودت کرامت نامتناهی منظر کرامت الهی العلیا مروج المله الحنفیه البیضا  
طیبه الملوك والسلاطین خلیفه الله فی الارضین الخاقان الاعظم والقان لاجل اکرم  
ابوالمظفر شهاب الدین محمد صاحبقران شاه جهان بادشاه غار لال زلت رایت دولته ضو  
واعلا حضراته مقهوره کردید بصیرت حق بینش ارشعشع انوار هدایتی غایب مساجد الله

در سوم

من امن بالله والیوم الآخر مستیست ایینه ضمیر صدق کزینش از اشعه مشکوه روایت  
احب البلاد الی الله مساجد هاف و غریب دین مسجده کوه اساس کردون حماس که کریمه  
لمسجد ائیس علی النقیوی بیان بنیان پایدار اوست بنید و القه فی الارض واسی ان قید یکم کما ابوا  
استوار و قمر و قمر فلک شانش از طبقات آسمان گذشت و شرفه طاق سپهر شانش با و کواکب

در چهارم

کر ز طاق قمر مقصوره اش جوئی نشنا  
هیچ نتوان گفت غیر از کهکشانی و آسمان



افزائی متردد اقطان در هتک آسمان و دار النفع زمین است و بعد سعادت مهد پادشاه  
 اسلام که هفتاد و نهم ساله و پادشاهی پروردگار خلیفه بر کزیه کرد کار رحمت عمده و الجلال  
 منظره را مقرر داد اری همان ابوالمظفر شهاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاه جهان  
 پادشاه غازی پرستار خاص پادشاهی پرستنده با اخلاص ظل الهی موفق  
 خیرات و مبررات محرره سعادت و حسنات اعز الیسا مشهوره با کبر ابادی  
 حل بفرمان معنی بنا کرد و بجهت انتقاء رضا الهی و اقتناء ثواب اخروی حاصل سر  
 محتوی بر مسجد با و حقوق و مرافق داخله و خارجه وقف لازم شرع نمود  
 و مقبره ساخت که اگر بمیزمت این آئینه احتیاج افتد انچه از حاصل موقوف  
 بعد الترمیم باقی ماند بخند صه مسجد و حتماً مق طلبه علم رسانند  
 و الا تمام را بجماعه مسطورید اهند این منازل منیع در عرص  
 دوسال بصرف صد و پنجاه هزار روپیه اخر شهر رمضان المبارک  
 سال هزار و ششم هجری مطابق بیست و چهارم سال جلوس عالم را صورت  
 انجام پذیرفت ایزد تعالی اجر این خیر جاری و نفع باقی بر روزگار  
 فرخنده اثار پادشاه دین پرور حق کزین حقیقت کسر  
 و بابت این مبنای عامره مغالیه عائد گرداند  
 آمین یا رب العالمین



فَقَدْ اسْتَدَانَ مَاهِرًا نَشُورُ وَوُفُورُ كُوشِشِ پِشِشِه كَارَانِ جَابِلِكِ دَسِتِ حَتَاهُ وَانْفَاقِ  
مَبْلَغِ دِهْ لَكِ رُومِیهِ صُورَتِ انْجَامِ وَطَرِ انْجَمِ نَامِ بِدِرْفَتِ وَمَقَارِنِ اَتَامِ دَرِ رُوزِ عِیدِ فُطَرِ

### فصل هشتم

بِقَرْدُومِ اَقْدَسِ پَادِشَاهِ ظَلِ اللّٰهِ صَافِی نَبِیِّ خُدا اَكَاہِ زِبِّ زِبَّتِ كُوفَتِ وَبِاقَامَتِ نَمَازِ عِیدِ  
وَادِی وَظَایِفِ سَلامِ چُونِ مَسْجِدِ الْحَرَامِ دَرِ رُوزِ عِیدِ اَضْعَافِ مَرْجِعِ طَوَائِفِ اَنَامِ كَرْدِیدِ  
وَمَبَافِی اِسْلَامِ وَایْمَانِ رَا مَنَاتِ كَرَامَتِ قَرْمُودِ سَيَّاحِانِ رُبعِ مَسْكُونِ وَمَسَافِكِ  
نُورِ دَانِ كُوهِ وَهَامُونِ رَا اَرَا مَشْهُ عَمَّارِیَ بَایِنِ رَفْعَتِ وَحَصَانَتِ رَا بَیْنَتِ بَصَرِ

### و نِسَم

وَمَرَاتِ خِیَالِ مَرْتَمِ نَكَشْتَه وَحَقَائِقِ كُزَارِ اِنْ دَقَاعِی دِهَرِ وَفَكْرَتِ بَرْدِ اِنْ قُطْرِ وَنَشْرِ  
كِه سَوَالِغِ نِكَارِ اِنْ نَدَا اِیْمِ اَرِیَابِ حَلَكِ وَدَوْلَتِ وَصَنَائِعِ شَنَا مَن اَصْحَابِ كَلَمَتِ وَقُدْرَتِ  
اِفْرَاحِ نَبَا اِی بَایِنِ شَكُوهِ وَعَظَمَتِ نَرَمَانِ قَلَمِ وَقَلَمِ زَبَانِ نَكْدَنِ شَتِه فَرَا زَنَدِه كَا لَیْهِ قِسْمَتِ  
وَطَرِ اَزَنْدِه بُلَنْدِ وَفِی سِتِ اِنْ بَنِیَانِ رَفِیعِ رَا كِه قَرَّةُ الْعَیْنِ بِنِشِ فَرِیْدَتِ نَجْشِرِ كَا اِخْلَافِ اِفْرِیْشِ  
پَایدا رَدِاشْتِ صَدَا كِیْسِمْ مُسْتَقِ اَنْشِ اَهْكَامِ اِرَایِ اِیْ كِرَایِ بِجَا اِیْمِ مَلَكُوتِ وَزَمَرَةِ هَلِیلِ هَلِیْلِ اَنْشِ  
نَشَا اِفْرَا اِیْمِ مَكْتَفَا اِنْ جَوَامِعِ جَبْرُوتِ اِرَادِ وَرُوسِ سَایِرِ مَعْرُوه جِهَانِ اِنْ اِخْطِلَافِ دَوْلَتِ جَاوِیدِ طَرِ اِنْ  
پَاشَا دَا كَرْدِیْزِ كِه بِنِیَا مَن اَزْ اِنْ مَقْدَمِ مَبَازِ اَنْشِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ  
اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ

### کتاب مسجد اکبر آبادی

نمبر ۳۳

اِنْ مَسْجِدِ فِضْلِ اَتَمَّ وَشَرِّ اِخْطِلَافِ اَتَمَّ ظِلَافَتِ مَاجُورِ دِلْكَشَا كِه عِبَادَتِ كَا اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ اِیْمِ اِرَایِ

۷۴ نمبر کے متعبر و فوائد غازی لکھنؤ خان

جزای عمی — مل و ناسیک  
ہر لوح سے با ندریک

بیا و ستانواب الدردنضیا الملک فیصل علی خان مراد علی خان

که یک ملک متغی و هزار شیخ را بر او می‌نشیند

خوبی این جهان بی آنکه میریزد در دریای دانه مستغرق شد و در کثرت آن عالمی

۴۹ نمبر کتبہ مسجد شریف الدولہ واقع در یب

۴۴ مخبر کتبہ جبر زینت النساء بیگم

الحمد لله الذي جعل القرآن  
مكتوباً

عليه السلام

الاعمال

الله اعظم العز

سازگار از بزم و شکر

هو محمد بن عبد الله

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على  
سيدنا محمد وآله الطيبين  
الطاهرين

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَشْكُرَهُ لَوْلَا رَحْمَتُ اللَّهِ عَلَيْنَا لَكُنَّا مِنَ الْخَاسِرِينَ

三

تأثر الله بركاته



۴۴ نمبر کتبہ قبر جهان آریکم  
۴۵ نمبر کتبہ قبر زینب النساءیم

هُوَ أَحْيُ الْقِيَوْمِ

بغیر سبزه نبوشد کسی مزار مرا

که قبر پوش غریبانه بدست

الفقيرة الفانية جهان را مرید

خواجگان چشت بنت شاه جهان

بادشاه غازی انار الله برهانه

سنه ۹۳۰

بسم الله الرحمن الرحيم  
كل من عليهما فان  
هذا الموضع الذي  
الذي هو في الحفرة  
التي هي في الحفرة  
التي هي في الحفرة  
التي هي في الحفرة  
التي هي في الحفرة  
التي هي في الحفرة  
التي هي في الحفرة



۵۲ نمبر کتبہ باغ ناظر

بسم الله الرحمن الرحيم بفرمان محمد شاه عادل که بر قشون و تاج و تبارک

بنامی گلشنی قطب کبیر که کلماتش زین رضوان تبارک بود سر بند دایم روز افزون

بحق سوره صاد و تبارک پی تاریخ سانش گفت تفت خدا باری بود اسد مبارک

۶۱ اله سحری مقدس مطهره ۳۱ جلوس مبارک محمد شاه

۵۳ نمبر کتبہ سنه می مسجد زیر تلمه

شکر حق و حمد احمد شاه غازی بادشاه مسجدی کرده بنا و اقباسی منزه  
خلق پرورداد کرشاهان عالم را بنه باد دایم فیض عالم آن ملک مسجد نگاه

سعی نواب و صاحب طبع و کرم چاه و حوض صاف و منظر آفرینی زمرت  
ساخت تعمیر چای و دید عالی و نگاه هر که از این طهارت کردش پایال گناه

سال ناخوش خیرم یازالمامیب  
مسجد بیت مقدس مطهر نورالم

۵۴ نمبر کتبہ مقبره منصور

۸۴ نمبر کتبہ سنہری مسجد کو توالی

بعد بادشاہ ہفت کشور / سلیمان نسر محمد شاہ اور / بہ نذر شاہ بیکہ آن قطب فاق

شد این مسجد بزمیت جہا طاق / خدایانیت یکا رنگ و حسن / بنام روشن الد و ظفر خان

تباغش ز رحمت تاشمارا / نہر او یکصد و سی چہار

۵۰ نمبر کتبہ باغ محمد ارخان

خدا داد و صد آرزو در جهان	بنا کشت افضل حق این مکان
پی باغ تاریخ کفتم عین	فدای محمد مہلدار خان
بہ نذر چندا کردہ باغ جن	غلام نبی ناظر مہلدار خان

بکدوا ۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بر تر پولیہ

بفضل رسول زما / چنان رستہ بازار و تر پولیہ / ز ہاتف ندا آمدہ اینچین  
بنا کرد ناظر مہلدار خان / کہ ماندہ بدوران گیتی نشا / کہ باشد ابد مستقل این مکان

۱۵ نمبر کتبہ مسجد روشن الدولہ واقع قاضی دروازہ

شکرت کریم حضرت غاں بہ	شاہ سیکدان شد اولیٰ شہ	در زمان اسکندر نشان چہ	معد کتبہ محمد شاہ غازی باد
روشن الدولہ ظفر خان صاحب	کریم علی شاہ مسعود شہ	مسک کا نذر قاضی صاحب	کریم علی شاہ مسعود شہ
حوض صاف و نشت این چہ کثرت	بہر از ان بن شد دیکان	سال تاجش ز ساخت	مسک چون بیت قاضی بطور



نمبر ۵۶ کتابت اراکلی متصل جوی پا لم جک پیکھ موضع جی

रुजति रक्षति संहरती हयास्तिरयति प्रति बोधयति प्रजाः समवता भवता प्रहो  
हो भवतु भावित भावुक भावकः ९

अभोजि तोमरे राहो बौहान्यो स्मदनतं

हरिवानक भूरेषा शार्केन्द्रेः शान्त्यते धुना ३ आदी साहव दीनस्तनः परं शुद्व  
दानमूपालः जातोयसमस्मदीन ध्येरुजसा हि वभूव भूमिपतिः ४ पश्चाज्ज  
लाल दीनस्तदनन्तरमजनिमौज दीनद्वपः श्रीमानल्लवुदीनो नृपति वरोनस्म  
दीनद्वधीन्द्र ५ आगोडा नृजरा नन्द विज्जनपदान्तेनु वन्धात्समतादत्तस्म  
तोषपूरी सकलजनपदे प्राज्यमौराज्य यत्सेवायतया माक्षितिपति मुकुटो  
द्वद्वनमृष्टरत्न ज्वालजाल प्रवालैर्वहति वसमती वन्द्य वासल्ललीलीम् ६  
गंगासागर सङ्ग-मस्मृतिदिने प्राच्या प्रतीच्यामपि स्नातुं सिन्धुसमुद्रसंगमस



چو آن صفدر صحرای	ز دار فنا گشت طلت گزین
------------------	------------------------

چنین سال تازیخ او خدایم	که باد مقیم بهشت برین
-------------------------	-----------------------

۱۱۶۷

۵۵ نمبر کتبه قبر مکن پور پر کنه شرفی جو پتر هانمین جاتا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



संततिमाश्रयः रक्वजलधिं विद्राज्य निद्रायते ११ अस्यानेकमहापुरीशानपतेराज्ञोभनादपि  
 राणि हिंस्त्रिनाममहापुरीविजयते भस्त्रिविद्रोधिणां याष्टद्वीवविचित्रत्वनिलयादीं  
 रिनान्दिनी यापतालपुरीवदन्पानिलयासायेवयामाहिनी १२ श्रीयोगिनीपुर  
 श्रितिप्रश्रिताभिधाने हिंस्त्रापुरे पुरपतिः सुकृतीवभूव श्रीमानवोयशुराराग  
 विरपेनदीवो धीमानुदारमतिरुद्धरनामधेयः १३ वितश्राविषाशाज्ञातद्रुभिराभि  
 र्भिलित्वा मलाचन्द्रभागाविभागा पुरस्तादुदस्यैस्सरंगैरंगैरिष्यताम्यत्र सिन्धुः  
 सुबन्धुः १४ सुधामधुमुधासीधुमुधादि विमुधारसः येन सिन्धुमुधापीतातस्य  
 ज्ञानमुधाभ्यधः १५ तस्मिन्धुदिव्यमुधयापरिधीतभूमि हारस्यलेसकलपा  
 पहरे पवित्रे उच्चैरुदञ्चति हसन्पमरानवतीमा मुक्त्वा पुरीसुरधुनीतदवासिनीसा  
 १६ तस्यामस्यपिताभूद्वरिपालस्तान्पिताम्यशोराजः दुस्तरस्तज्जनकः किमु  
 रस्यपितेति पितृवंशः १७ उद्धरमाता चन्द्रीदृषु पुरीदृषु पिता हरिश्चन्द्रः उच्चाहणो



होय त्मेन्यभाधावति होलान्दोलितपाशिकंकगारगात्कोरेगा वाराङ्गनाःमा  
 न्यायानिचनिर्भयाः यदुपयास्त्रिभाम्बराडम्बराः ७ यत्सनाशुसरतुरगानरपुर  
 होभाविहोभिताः शत्रुनर्त्तनवारयनिपुरतोदरेणाभूरेणावा सेचंसप्तसमुद्रमुद्रित  
 महीद्वारावलीनायकः श्रीहम्भीरगयासुदीनन्दपतिः सास्राजमुज्जम्भते दय  
 धादीवेगाधावतुरगरवुरमुटापातसंबूणामान क्षोणीरेणुच्छदाभिः कवलिनक  
 कुभिव्योमिसच्छाहामनिं आदित्यस्य प्रतापः करतरविसरुहाहिभिः साकभसं  
 याति प्रायेणा राजप्रभृतिखुगगानाकाचराजोदिवावा ८ यस्मिन्दिवजयप्रयाणा  
 कपरेगोडानिराडम्बरा रक्षारन्ध्रपरयाणाः भयवशात्रिष्वेकलभ्यः केरलाः कर्णाटश्च  
 यिकन्दराश्रयपरभ्रष्टासदा राष्ट्रका स्तपकेर्ज्याः किलगुर्जराः समभवन्लाटाकि  
 राटाइव १० अस्मिन्नाजनिविभृतिक्षितितल्दोषोपिनिः दोषतो भूभारं समपास्यवे  
 दनवमहाशय्यापदेसंक्षितः लक्ष्मीवह्नासिमोपि विदुर्धुनाप्रक्षिप्यदक्षाविधौ चितो



कलमोहापहारिणी २६ पीनोन्ग पयोधरापरिलुवधाना व्यली विभ्रमा तद्व्या-  
 भ्रमदनेक कामुकजनविश्रामशान्तिप्रदा फुल्लन्मोलि तरुप्रसूनपटल श्रेणी  
 श्रियामोहिता वापीकापि महामुदन्दि शानुवः कोतेवकान्तादृशा मानसमीपहस-  
 तिसतानिजप्रसादेनकलुषमयि विनुषानिजविश्रान्तविधात्री विह्वेवाध्यात्म-  
 वेदिनांभवति २८ अस्तुस्वस्तिममस्तवस्तु विषयाभोगयोपभोगात्मभिः भावैः पुत्र-  
 कलत्रमित्रजनतामुक्ताममुक्तात्मनो भक्ताभ्यो वरदक्षराय सहने स्वर्गायवगोदिया-  
 नन्तायेन्युकलावतंसचरणाद्वै कनिष्ठात्मने २९ अस्वातु प्रकाशेनयोगिभ्युरेगा-  
 श्रवास्तिः कृतापरिहृतेनप्रशस्ता समस्ता शिषामेकपात्रस्यवापी विविक्तं सुवि-  
 स्तारयन्मुद्गरस्य ३० सम्बन्सरेस्मिन् श्रीनृपविक्रमार्कस्य २३३  
 ॥ ८१ किं सुसुद्धी ॥ सति ३ ॥ २ किं इरीयु ॥ ९० रेड ॥ धं रा का सदि  
 । ली न्युह दधिधलंभयवेसड ॥ १६ ७ भां सि न्युह वि से म्मा इशरि दारंड

स्यजनकः सहदेवमुतः सतीलमतः १८ लीलपिनाथाश्वरः सिंहमुतो गौरपुत्र इति वंश  
 वलीति प्रथिते प्रबन्धे ब्रह्मपुर्यम्भारिणसम्यक् अजापितस्य स्मृतये प्रशस्तीनामा  
 निकामं प्रतिपादितानि १९ इच्छाज्ञानक्रियाशक्तिस्तपास्तिस्वोस्य यो धितः राजाश्रि  
 यारत्नदेव्या जालाज्येष्टगहिनी २० तस्याश्वपुत्री हीराजनामा कार्येन वाचामन  
 सापवित्रः स्व्यातश्चतुष्पष्टिकलानिधानं प्रत्यक्षा वहनुर्भुवने कजिह्व २१ अस्यानु  
 जौ च स्थिरा जजौ च संज्ञा समं वीरइया विभातः स्वस्ता परस्मा आपमध्यमायाः पुत्री  
 पुरामूह नवत्युदासा गुणाराजभूपती अपि पुत्री हीतहनु रत्नदेव्याश्वहारी देवी नाथ  
 इति रव्यतिः पुत्रोपकन्यान्मा २३ उत्तमराजः पुत्रः साउली पुत्रिके तपस्ये च मूलल  
 ताशारवाफलकुडम्बकं कल्पविटपितो स्ये त्सम् २४ स्याने स्याने धर्मशाला वि  
 शाला काकानेनाकारि सचादेकर्त्रा किंत्वचापि शालपांशश्च मार्तिच्छेदे चावापि  
 काकाप्यकारि २५ पालन्वशाम पूर्वचकुसुम्भपुरपाश्विमे कृतावकृतिना वापी



سویہ سات ہندو اداے جو زمین سے مثل بارسات لڑکی اُس کا نام یعنی مالک میر خیاث الدین اُجڑا کرنا ہوا جسکے نھا دو میں رو رہی  
 دوڑتے ہوئے چھوڑے اُنکے سمت کھڑے ٹکر ٹکڑ ہوئے جو زمین اُسکی خود دہلی پہنچنے پر اُجڑا کرنا ہوا جسکے آسمان چھانچا جاتا ہوا اُس وقت  
 روشتی آفتاب بہت زمینیں دہلی تو پھرا اور اداؤن کی کیا نوبت (۹) جسکے اطراف عالم کی فتح کر نیو رہا تھی کیو قت کو بدیشی فیلے پڑمالان ہو گئے  
 اور زور بزم دیش والے واسطے اپنے پکاؤ کے سوراخ زمین تلاش کرنے لگے اور بسبب خوف کیرل دیش اور سبب کھیل بھول گئو اور کزات دیش کے پاس کے  
 کھوہ میں جارسے اور جارا شتر یعنی برہمنی بے طرف ہو گئے اور گجرات کے لوگوں نے اُجڑا چھوڑا اور لالت لوگ مثل کرات یعنی بنوں کے  
 (۱۰) جس وقت کرات نام دے زمین کا اُٹھایا یعنی پرورش اور انتظام میں مصروف ہوا اُس وقت جس کو ہمارا ج دیشی بنے میں کما کر چھوڑ کر قرار سکے  
 وقت کے بستر کو کہیہ کہے پھارسے اور وہی بٹن بھولان گئی پس جیو کو اپنے سینے میں رکھ کر دنیا کی پرورش کے تود کو چھوڑ کر سوتے ہیں (۱۱) اور ہندو  
 بڑے بڑے شہر نکا جو راجہ اس کے دلی نام ایک بڑے بڑے یعنی شہر سب سے غالب ہو گیا کیو جو دشمنوں کی واسطے مثل تیرہ کے کلاو جس طرح زمین  
 تمام جوامزون سے دیکھی تھی وہی کان ب جوارات کی جو پویشٹ کی طرح جوشی واسطے دیا پال پورے کی طرح دیسوں کے رہنے کا مکان ہے اور  
 قدرت کی طرح بلانے والے (۱۲) اُس دہلی شہر میں جو چھو گئی پویشٹ کی جو پورہ کہلاتا ہے وہاں پویشٹ یعنی زمیندار ایک بہت خوش ہندو حضرت  
 موصوف اور بے عیب عقل مست مخیر اور نام ہوا (۱۳)۔ سیتا اور پاپاٹا یعنی بیاسا اور شتر در یعنی تلچ اور چند بھاکا یعنی جٹا ران سے



५०० कुले सिद्ध रि ५  
 ५०० मंदा हि कि म्ना उ कि ठ ५००  
 ५०० मं न म ५००  
 ५०० क र ५०० वं म र ह रु डे ड म्ना ग न्मु रि हु मं प वि ड ॥ च ५०० कु सा

ترجمہ

جو شیہ جگت کو راجی مالی مارے بھلا وسے اور جہا وسے سو شیہ تھا را خواستہ سہا کی بختی (۱) یہ پاک ہو یعنی اندر پرست کی عزت کی دل تنوا جہا ہے  
 بعدہ چوہان اور حال میں میان مسلمان راج کرتے ہیں (۳) اُن مسلمانوں میں دل شہا بلدین پر تطلب لیدین یا یعنی ناجی جہا بعدہ شہا لیسین فریزر شہا  
 بجومہم است یعنی راج ہوئے (۴) یہ بچھے جلال الدین اور پھر عمر الدین بعدا کے عطاؤ الدین راجاؤن میں شمش ہوئے (۵) کو ریکال اور درویش اور سب میں  
 راہیہ و سے عزیزین تک چٹا لک بسبب خوبی سلطنت جس کے صہر سے پورل اور جس کی خدمت میں پرانے ہوئے راجاؤن کے تابوون سے اُکھڑے  
 ہوئے جو اہار است کی اور شہنی سے تمام زمین مثل بسندت رست ہو گئی (۶) جس کی فوج پورب کیطرت سندلی ہو گئی لنگ میں پو پو کھو کو سنا لے ایک میں ہر اور نا  
 نہا نے کو جاتی کو اور جب طرح ہوئے یعنی اورنگ نشین ہونے سے پانوں بھی لنگ لک اب اس راہیہ دینے ہوئے بطور قصہ انھوں کو اٹھا اور لکھا تے  
 لنگھون کی بھٹکا کرتے بے خطراہ آتے جاتے ہیں (۷) جس کی فوج کے اگے چلنے والے لکھو اور کئے مح سے اُٹھتی ہوئی اگر دپیلے سے پہلے دشمنوں کو رتی تھی

صورت تا تھ ایک ٹیٹا ہوا اور ایک دختر اور بوٹی (۲۳) اور اترم راج بیٹا اور سادلی نام پٹی رتن دیوی کی اور یوی سوادو دنا دی درخت طوبی  
 کی اس طرح اور شاخ اور برگ اور برگانٹا دیکر (۲۴) اس جگہ غیرہ کے نزدیک اور ڈونڈے بہت ہی جگہ چبے بڑے دھرم سالابنا پائے اور اس جگہ  
 تھکے ہوئے سافرنکے درجہ دور کرنے والے اور طلوع ہونے والے اور ڈونڈے نانی ناوڈے بنوائی (۲۵) یا مگاف کی قورب میں اور کسبھوڈ کے پھر میں اس  
 تک بہت نے باوڑی بنوائی سب دوکھ کے دور کرنے والے (۲۶) اونچی اونچی چوڑے چوڑے میں بنوہم ہستی جگہ پانی کے رکھنی جگہ کوکھی اور اس  
 کتے پین اور تھوڑے ہوئے دھارا داتی یعنی لہرو ٹکا جمعہ جس میں اوپر سے بھرتے ہوئے بہت لوگو کو قیام اور آرام دینے والے بھولے ہوئے  
 پین سکھ جکی ایسی دختران کے پھولوں کے مجمع کی آرائش اور خوشبو سے خوش ہوئے ایسی ایک نئی باوڑی شل جوان عورت کے آنکھوں کو  
 پیار سے تم کو خوشی بخشو (۲۷) یہ باوڑے اپنی خوشی سے اچھے لوگوں کے میں کو بہستی ہوئے مہنا اپنے لوگو کو آرام دیتے ہوئے کہان بنیا کپڑے  
 باوڑے پور (۲۸) بیٹا اور جوڑا اور عایا اور مال خزانہ سمیت اُس اوڑکی جس نے واسطے بہشت اور کت یعنی لامکان کے واسطے وہاں شیعوہ  
 کے چرون میں لگایا غیر ہو جیو (۲۹) اکسپرکاش نام چوگیشو ریندر نے یہ اشلوک جس سے تا اپنا نام رہے نانی سب دایوں کے لائق  
 ایک طرف جو یہ اوڑ ہے اس کا چھپا ہوا جس سے نینا می کو یہ باوڑے غلام کر و سمبست (۳۰) اکبر ماجست



لکھتے ہو یعنی ایک جس جگہ پر بڑے بڑے مسہرے ہوں سے ملاحظہ بنتی ہو (۱۴۲) جسے سند ہو یعنی ایک کا اپنی کہ مثل آب حیات ہو یا اس کے  
 نزدیک شہد شہر آب اور امرت چھ حقیقت نہیں لکھ گمان امرت ہی (۱۴۵) اُس سند ہو کے پانی سے دھوئی دھوئی جو زمین لایق جب سب گناہوں  
 دور کرنے والے اور پاک اُس پر ایک روح نام شہر کو جو نگار کے نزدیک ہونے والی امراتی یعنی بہشت کو ہوتا ہے (۱۴۶) اُس روح میں  
 اس اور کا باپ ہری بال نام ہوا جس کا باپ بسو راج اُس کا باپ دوسر اُس باپ کی یوہ ہوا یہ نسبت نامدار اور کار (۱۴۷) اور کی ما کا نام چند  
 سو پتھو کی دختر پتھو کا باپ سرش چند اُس کا باپ اوچا من اوچا من کا باپ سم دیو سم دیو کا باپ تول (۱۴۸) تول کا باپ شوہر وہا شوہر کا بیٹا اور کو  
 یوتا ہوا یہ حسب نام یعنی تیس سال اور دو کا اگرچہ نہیں بنی نام کرنت یعنی کتا ب میں دروس پہلے کے ہیں میان بھی واسطے یادداشت کے نام لکھیے  
 یمن (۱۴۹) جس امر کے جان نے کا ارادہ کرے اُسے جان نیکی طاقت اور جس امر کے کرنے کا ارادہ کرے اُسے کرنے کی طاقت اور چاہیہ تیون  
 جسے مطہ اور بعدا مثل زوج کے راہیری اور رتن دیوی ان دونوں تیون سمیت جس کی بڑی رانی جا جانا نام ہے (۱۵۰) اس جا جانا  
 بیاسری راج نام کہ جو تن من بچن کر کے پاک اور چوٹھ کا لون کا گھر مشہور ہے اور جسکی بین ظاہر اور اکلیاے قابلِ ستی یا تابی نام ملک  
 کے (۱۵۱) اُسے بھائی دو ایک بواک تہر راج اور دو سرا ہے انتہیر را نام اپنی بہن سمیت سو بھائی ہیں اور جو مٹلی رانی را تیری  
 نام اسکی ایک وطن قی نام دختر پہلے ہوئی بہت مخیر (۱۵۲) اور اُس کے نیچھے کن راج اور جو پتی دہیٹے ہوئے اور رتن دیوی کے ہر دیو



نقل كتبه نمبر ١٠ متولي اين منارة فضل ابن ابو المعالي برده است

نقل كتبه نمبر ١١ امر بآتم هذه العمارة الملك المويد من السماء

شمس الحق والدين ايلقمش السلطان ناصر امير المؤمنين

نقل كتبه نمبر ١٢ السلطان الاعظم شهنشاه المعظم مالك رقاب

الامم مفخر ملوك العرب والجمم ظل الله في العالم شمس لدينار والدين غياث

الاسلام والمسلمين تاج الملوك والسلاطين باسط العدل في العالمين

علاء الدولة القاهرة جلال الملة الباهرة المويد من السماء المظفر

على الاعداء شهاب سماء الخلافة ناشر العدل والرافة محرر ممالك الدنيا

ومظهر كلمة الله العليا ابو المظفر ايلقمش السلطان ناصر امير المؤمنين

خلد الله ملكه وسلطانه واعلى امره وشانه

نقل كتبه بالاي دروازه كتبه نمبر ١٢ السلطان المعظم شهنشاه

الاعظم مالك رقاب الامم خاتم ملوك العرب والجمم المريد من السماء

المظفر على الاعداء سلطان ارض الله حافظ بلاد الله ناصر عباد الله محرز

ممالك الدنيا والدين مظهر كلمة الله العليا جلال الدولة القاهرة

نظام الملة الباهرة شهاب الدنيا والدين غياث الاسلام والمسلمين

ظل الله في العالمين التاج الامم والخلافة صاحب العدل والرافة

سلطان السلاطين

نقل كتبه بجلوي دروازه كتبه نمبر ١٢ تمت هذه العمارة في نوبت العبد المذنب محمد امين

نقل سطر درجه سوم كتبه نمبر ١٢ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالك رقاب الامم

ملوك العرب والجم سلطان السلاطين في العالم حافظ بلاد الله ناصر عباد الله المظفر على الاعداء

المويد من السماء تاج الاسلام والمسلمين غياث الملوك والسلاطين الحامي لبلاد الله الراعي لعباده

## نقول بعض کتبه ها

نقل کتبه نهم این حصار را فتح کرد و این مسجد جامع را بسا بتاریخی  
شهری در سنه سبع و ثمانین و خمسائة امیر اسفها را اجل کبیر قطب الدوله والدين امیر  
الامرا ای بک سلطان اعز الله انصاره و بست هفت اله بتخانه مرکبی در هر بتخانه دو  
یا هزار بار هنر اردلیوال صرف شده بود درین مسجد بکار بسته شده است خدای  
عزوجل بران بنده رحمت کند هر که برینت با فی خیر دعاء ایمان گوید  
نقل کتبه نهم ۹ الامیر الامرا الاسفها ساراجا اجل الکبیر الدوله قطب  
نقل کتبه سطر دوم نهم ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم مالک رقاب  
الامم مولی ملوک العرب والعجم اعدل السلاطین فی العالم معز الدنیا والدين غیاث  
الاسلام والمسلمین تاج الملوک والسلاطین باسط العدل والاحسان فی الثقلین  
ظل الله فی الخافقین الراعی بعباد الله الحامی البلاد المرید من السماء المنصور علی  
الاحداء علاء الدوله القاہرة جلال الامۃ الباہرة فلك الملة الطاہرة  
سلطان البر والبحر محمد بن مسامنا صرامیر المؤمنین خلد ملکہ وسلطانہ و یعلی امر و شانہ  
نقل سطر چهارم کتبه نهم ۹ السلطان المعظم شهنشاه الاعظم  
مالک رقاب الامم مولی ملوک العرب والعجم سلطان السلاطین  
فی العالم غیاث الدنیا والدين معز الاسلام والمسلمین محی العدل  
فی العلمین علاء الدوله القاہرة فلك الملة الطاہرة جلال  
الامۃ الباہرة شہاب الخلافة باسط الاحسان والرافة فی الثقلین  
ظل الله فی الخافقین الحامی لبلاد الله الراعی بعباد الله محمد بن مسامنا  
العلیاء ابو المظفر محمد بن مسامنا قسیم امیر المؤمنین خلد ملکہ



ابو المظفر محمد شاه السلطان بين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه الى يوم الدين -

**نقل كتبه نمبر ١٦** بتوفيق ايزد بهي متما و معاونت منشی نثارشال مسجد اسس علی التقوی تعالی

رسول الله علیه السلام كما قال من بنى مسجدا لله بنى الله له بيتا في الجنة مجلس اعلى خد ايمان سلاطين

امره و شانده و توالی عدله و احسانه بر مفضل خير مامور امير قول و جهك شطر المسجد الحرام محمد

نزهان شه نشاه موسی فرسیان مکان راعی شرایط شریعت محمدی حامی مراسم ملت احمدی موکد

منابر و عالم و مساجد و موطد قواعد مدرسه و معابد و مهد بنیان رسوم مسلمان فی مؤسس

مبانی مذ هب تعالی علم اصول مدرسه فجار و قاطع قروع قیده کفار و هاد مبناء صوم احسان

رافع اساس جماع اسلام مظهر آیات قاهر کفره و وف متین قاهر فجره و هی زمین فاتحه قلاع

سامع امکان ضابط بقاء راسخ بنیان المقصم بجلال الله المنان ابو المظفر محمد شاه السلطان بین

الخلافة مبين دين الله ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال جلاله علی روس العالمین الى يوم الدين

بناء فمود این مسجد که مسجد جامع اولیاء و ملتئم ملت تقیاء و مجمع ملائک کرام محض ارواح انبیاء اعظم

است بتاریخی فی الخامس عشر من شوال سنه عشر و سبعمائة

در عهد هما یون حضرت علیا خد امکان سلاطین جهان علاه الدنیا و الدین الاعلی مجید المظفر

ابو المظفر محمد شاه السلطان بین الخلافة ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال الخلافة علی و علی بن

الیوم الدین این مسجد که بومعه و من دخله کان امنام موصوف است

این مسجدی که در فحمت و رفعت چون بیت المقدس مشهور بلکه نافی بیت المعمور است حضرت اعد

خدا یگان فایض فضل شامل المؤمنین بتائید الملک المنان علاه الدنیا و الدین المظفر

ابو المظفر محمد شاه السلطان بین الخلافة ناصر امير المؤمنين مد الله ظلال عظمته الى يوم الدين

بصدق نیت و خلوص عقیدت بنا فمود

**نقل كتبه نمبر ١٧** - بناء این بقعه شریف و اساس این عمارت فیف بود در عهد سلطنت ایام

ملکت خدا یگان سلاطین جهان خسرو دارانشان سلطان کامل وافر احسانه نشاه شامل و



الله يميز الخلافة بأسط العاد والرافة ابو المظفر القش السلطان ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه وسلطان بطبرستان وشاه  
نقل سطر در رجحان ركتبه نمبر ١٢ أمر بهذه العراق في أيام الدلالة السلطان اعظم شاهنشاه اعظم  
مالك تراب لام مولى ملوك الترك والعرب والعجم شمس الدنيا والدين معز الاسلام والمسلمين  
ذوالامير الامان وارث ملك سليمان ابو المظفر يلقيش السلطان ناصر امير المؤمنين  
نقل كتبه نمبر ١٢ عمارت مناه مبارك حضرت سلطان السالط شمس الدين والدين مرحوم  
منفرد باثراه وجعل الحجة مشواه شكست شده ودمناك مذکور در عهد دولت سلطان  
الاعظم والمعظم المعكرم سکند شاه بن بهلول شاه سلطان خلد الله ملكه وسلطان واعلى امره  
وشانه على خازن اذ فتحان بن مسند على خواصان جوناك كتيك ودرز بتدريتهم بابا لامرست  
كرده مرتب كتمانيد العزة من ماه ربيع الاخر سنة تسع وتسعمائة

نقل كتبه نمبر ١٥ چون ايزد تعالى علا اعلاءه وسمي اسماؤه براى احياء مراسم ملت اعلاء  
معالم شريعت خدايگان جهان ابر كرديد شاه راجه اساس دين محمدى استحكام مى پديد ودر لحظه  
بناء شريعت احمدى قوى ميكرد داز براى و ام مملكت نظام سلطنت عمارت مساجد طاعات  
بحكم كلام من لارب سواه كه انما يعمر مساجد الله من امن بالله ابو المظفر محمد شاه  
السلطان يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه الى يوم القيام رفعه فى بناء جوامع الاسلام  
وابقاء هدى الزمان فى اشاعة الاحسان التاريخى فى النفا من عشر من شوال سنة عشر و سبعمائة  
حضرت عليا خدایگان سلاطين مصطفى جاه الضار ع لاهمرا لله المخصوص بعناية اكرم الاكرمين  
علاء الدين والدين غوث الاسلام والمسلمين مغر الملوك والسلاطين لقايم بتاكيد الرحمن  
ابو المظفر محمد شاه السلطان سکند زناى يمين الخلافة ناصر امير المؤمنين خلد الله ملكه  
بناء اين خيرات سنت وجماعت است عمارت فرمود

اين مسجد كه چون بيت المعمور در افواه جهان بيان مذکور است بخلوص عقيدت اقتضا طوبيت  
مجلس اعلى خدايگان سلاطين زمان علاء الدين والدين سلطان البر والرحمن المويد بتأييد الرحمن

مفتاد دراز هجرت پیغمبر صلی الله علیه و سلم خدای بران بنده رحمت کند کمره  
بکند ارد این بنده را بفاخته و دعاء ایمان یاد کند

بسم الله یقنأ بذكره عمارتین کنبد میمون در عهد مهون الوائق بتأید  
والمظفر فیروز شاه السلطان خلد الله ملکه سال هفتاد پنجو هشتصد از تاریخ هجرت  
الحمد لله علیه و سلم

بسم الله لا اله الا الله محمد الرسول الله در عهد سلطان السلاطین  
سکندر بن سلطان السلاطین سلطان بملوک خلد الله ملکه و سلطانه و اعلى  
بانه در بیستم ماه مبارک رمضان سنه ثلث عشر و تسعمائة

السلطان سلطان فیروز شاه طاب ثراه و جعل الجنة مثواه بسبب کشته بود  
بسم الله ۲۴ بناء این عمارت در عهد دولت سلطان الاعظم اسکندر شاه سلطان  
که این کنبد میان شیخ شهاب الدین تاجر خان سلطان ابو سعید بتأریخ بیستم ماه  
ن سنه ست و تسعمائة

۲۵ مسجد در عهد دولت بندگی حضرت سلطان سکندر شاه  
شاه لودی خلد الله سلطانه شهاب ساکن قصبه سهار پور  
بسم الله ۲۶ در عهد دولت همایون سلطان الاعظم المعظم المملوک علی الرحمن  
شاه بن بملوک شاه سلطان خلد الله ملکه و سلطانه بنا کرد این کنبد بنده العبد و ار  
پروردگار دولت خان خواجه محمد غره ماه رجب سنه اثنه عشر  
هجرة

بسم الله ۲۷ بناء این عمارت کنبد در عهد سلطان الاعظم ابوالمظفر  
سلطان خلد الله ملکه و سلطانه باقی کنبد علاء الدین نور تاجر شیخ بسمه  
نخورد شکر کنجه ماه حرم سنه ثلث تسعمائة



و نافرمان معتمد منابر اسلام می آید از حکام بانی منابر و مساجد طاعان و فحش و بیاد عبادات  
عامر بلاد هدایت عامر ديار غواب و سریر مملکت منظره قوا این جهان در برهن بر اهلین  
اجتهاد ضابط بلاد سلاطین را فقه بناء عمارت منابر اسلام کسراساس صوامع اصنام  
ناصیل عذرات حافظه انیت مسکرات بادشاه کشور کشای سایه رحمت خدای  
مرید تائید زردان ابوالمظفر محمد شاه السلطان بین اختلاف ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه  
فی عمارت المساجد اید سلطانه فی امارت المعابد و ابقاه فی المملکت و الخلافة مد الذی لها یتلیت  
سورة سبحان الله اسری بعد لیل الرحمن المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

بقومان برگزیده حضرت رحمان ضابط همایون سلطان سلیمان نشان علاء الدینا والدين  
غوث الاسلام و المسلمين معز الملوك و السلاطين جوامع بناء عمارت و المحلیز را فقه اساس عمارت و فقه  
ابوالمظفر محمد شاه السلطان بین اختلاف ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه الی يوم التناذر این مسجد سلیم عمارت  
کرده شد این مسجد جامع سامع بقومان برگزیده حضرت رحمان سکندر الهی الزمان  
علاء الدینا والدين خسرو خسروان افق قمر رفیق ابوالمظفر محمد شاه السلطان بین  
الخلافة منظر العدل و الرأفة ناصر امیر المومنین

نقل کتبه نامبره امریه بتأهذه البقعة المباركة السلطان المعظم شاهنشاه الاعظم شاهنشاه  
رقاب لام ظل الله فی العالم ذوالامان سلطان السلاطين شمس الدینا والدين  
المختص و رعایت لب العالین ابی المظفر بقیع السلطان ناصر امیر المومنین خلد الله مملکه  
الی الفتح محمود تعبد الله بفخرانه واسکند بجوخته جناحه فی شهر و سنه تسع و  
عشرین و ستمائة

نقل کتبه نامبره بکرم و فضل حق سبحانه و تعالی در عهد دولت سلطان السلاطين الزمان الواثی  
بتأید الرحمن ابوالمظفر فیروز شاه السلطان خلد الله مملکه و اعلى امره و شأنه این مسجد بنا کرد  
بند زاده در کالاه امان جاه عالم پناه جو ناهش مقبول مقتضیان جهان این عالمیان در سال



Cat

Central Archaeological Library,  
NEW DELHI. 5695

Call No. 913.05441/Sye

Author— Rahmatulla, M.

Title— Asar-us-Sanadid

Borrower No.	Date of Issue	Date of Return
M. G. Mehta	7.8.82	10.8.82
Mrs. M. Khatri	24.9.82	18.1.83
Mrs. Khatri	30/12/83	29/6/84

*"A book that is shut is but a block"*

CENTRAL ARCHAEOLOGICAL LIBRARY  
GOVT. OF INDIA  
Department of Archaeology  
NEW DELHI

Please help us to keep the book  
clean and moving.